

علمائے اہل حدیث میں تصوف کی خوشبو

WWW.UBQARI.ORG



۱

مرتب
فضیلۃ الشیخ حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی حفظہ اللہ
پی۔ایچ۔ڈی (امریکہ)

علمائے اہل حدیث میں تصوف کی خوشبو

جلد (اول)

مرتب

فضیلۃ الشیخ حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی حفظہ اللہ
پی۔ایچ۔ڈی (امریکہ)

دفتر ماہنامہ عبقری
مرکز روحانیت وامن 78/3 عبقری اسٹریٹ نزد قرطبہ
مسجد مزنگ چونگی لاہور

WWW.UBQARI.ORG

فہرست مضامین

کتاب ''تذکرہ علمائے بھوجیاں'' میں تصوف کی خوشبو	14
فرشتہ خصلت ارواح ذکیہ کی مجالست	14
صلحائے بھوجیاں پر منظوم کلام	15
مولانا خدا بخش رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	16
اللہ کا نام سنتے ہی ہیبت طاری ہوجانا	17
تصوف سے لگاؤ کا نتیجہ	18
علمائے بھوجیاں کا ذوقِ تصوف	20
مولانا ابوالکلام اور تصوف	21
تصوف کیا ہے؟	22
اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش	23
بیعت اصلاح علمائے اہلحدیث کی نظر میں	25
بیعتِ اصلاح مسنون، موجب برکات	26
''تصوف'' علمائے اہلحدیث کا روشن پہلو	27
عارف باللہ وصاحب حال بزرگ	28
مولانا عبدالرحمٰن کا ذوقِ طریقت	29
حاجی خلیفہ امام الدین شہید اور تصوف کی خوشبو	30
(13) صوفیا علماء اہلحدیث کا تعارف	31
روحانی مجالس کی برکات	32
دیگر بزرگان تصوف	38
سندھ میں سلسلہ تصوف کے حامل اسلاف	39
لکھوی خاندان کی بیعت نقشبندیہ	40
کتاب ''ابقاءُ المِنن بِلِقاءِ المِحَن'' میں تصوف کی مہک	41
دور نبوت میں اقسام بیعت	42
صحبت صالح کی ضرورت	43
تمام سلاسل حق اور موصل الی اللہ	44
انکارِ ولایت کا الزام	45
تصوف وسلوک کی حقیقت	46
''فتاویٰ اہل حدیث'' میں تصوف کی چاشنی	47
شریعت اور طریقت کا تلازم	48
علم حقیقت کے تین رکن	49
شریعت وطریقت آپس میں بالکل جدا نہیں	50
وحدت الوجود اور شہود کامل حضوری کا نام ہے	53
کشف المحجوب کی تائید اد	54
''حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین'' میں تصوف کی مہکتی خوشبو	55
شیخ الکل کے استاذ کی بیعت طریقت	55
''سوانح مخدوم العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی'' میں تصوف کی اہمیت	57
اولیاء کی دعا باعث سعادت	57
کتاب ''تحریک پاکستان اور اہل حدیث'' میں تصوف کا گلدستہ	58
مشائخ صوفیاء علمائے اہل حدیث کی نظر میں	58
لکھوی خاندان کی ابتدائی بیعت نقشبندیہ	59

WWW.IBBARI.ORG

متصوف غزنوی خاندان کی نامور شخصیات	60
کتاب ''العلم والعلماء'' میں تصوف کی مہک	61
خلیفہ وقت کے بچوں کا ادب	61
ادب پر ایک تاریخی واقعہ	62
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا احترام اساتذہ	63
امام صوفیاء حافظ الحدیث کا ادب	64
کتاب ''نصرۃ الباری'' میں تصوف کا اشارہ	65
عبادت میں طے الوقت حاصل ہونا	65
کتاب ''دبستان حدیث'' میں تصوف کا گلدستہ	66
خانوادۂ نقشبندیہ سے کسب علم	66
تسبیح کا استعمال فرمانا	67
مقام فنافی الرسول اور فنافی اللہ	68
مقام فنائیت میں استغراقی وجذبی کیفیات	69
بیعت کی سفارش کرنا	70
اساتذہ کی اولاد کا احترام	71
تسبیح استعمال فرمانا	72
اشاعت حدیث میں متصوفین علماء کا کردار	73
نماز تہجد میں مرتبۂ احسان کی کیفیات	74
مولانا رفیع الدین شکرانوی کا روحانی فیض	76
اخلاقیات اور تصوف پر چھپن کتابیں	77
''مقالات احسان'' آخری تالیف	78
مولانا عبدالواحد غزنوی کی مریدہ خاتون	79
پیر صاحب کا اعزاز واکرام	80
بابرکت ہاتھوں سے جامعہ کا سنگ بنیاد	81
میرے مرشد، مربی وہادی	82
مولانا داؤد غزنوی کا طریقۂ ذکر	84
کتاب ''کاروان سلف'' میں تصوف کی خوشبو	85
مرشد کامل سے مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی بیعت اصلاح	85
مولانا عطاء اللہ شہید کے دور میں سلسلہ بیعت	87
حافظ محمد زکریا رحمہ اللہ کے والد کا تصوف سے تعلق	88
وظائف اور ذکر الٰہی کا شوق	89
اکابر صوفیاء کا احترام	90
مولانا عبدالجبار رحمہ اللہ کے مرید	91
کتاب ''گلستان حدیث'' میں تصوف کا گلستان	92
مرشد نقشبند سید احمد شہید کی بیعت اصلاح	92
سید محمد علی رام پوری کے خلیفہ مجاز	93
صوفیاء کی مشہور کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' کے مطالعے کا شوق	94
''حلیۃ الاولیاء'' کا ہر صفحہ جواہرات سے قیمتی تر ہے	95
مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کا مرید	96
''ہفت روزہ الاعتصام'' میں تصوف کی مہکار	98
سرگزشت غزالی	98
مولانا ندوی کا ذوق تصوف	99
مولانا علاؤالدین کی بیعت اصلاح	100
سرگذشت غزالی.. فقہ وتصوف کا باہمی تعلق	101
سرگشت غزالی مایہ ناز علمی تصنیف	102

WWW.IBOARD.ORG

افکار غزالی..... کتب تصوف کی تلخیص	103
تعلیمات غزالی... رموزِ تصوف کا شاہکار	105
کتاب ''سوانح امرتسری'' میں تصوف کی خوشبو	107
مشائخ صوفیاء کی تفسیری خدمات	107
کتاب ''گزر گئی گزران'' میں تصوف کی خوشبو	109
امیر جماعت اہلحدیث کا بیعت اصلاح لینا	109
لکھو کے علم وعرفان کا مرکز فیض	110
ہم مرید وہ ہمارے مرشد	111
میاں صدرالدین کی بیعت اصلاح	112
کتاب ''برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن'' میں سلسلہ نقشبندیہ کی خوشبو	113
قاضی ثناء اللہ کی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت	113
تفسیر کا انتساب مرشد کے نام	114
تعمیل حکم مرشد میں تالیف کتاب	115
حضرت شاہ عین الحق پھلواروی رحمہ اللہ اور تصوف کا احترام	116
تسبیح کا استعمال فرمانا	117
قاضی منصور پوری رحمہ اللہ کا سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق	118
مولانا ہدایت اللہ نوشہروی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	119
کتاب ''تراجم علمائے اہلحدیثؒ'' میں تصوف کی خوشبو	120
شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تصوف سے وابستگی	120
بیعت اصلاح وخلافت	121
شاہ صاحب کی تصنیفات	122
شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کی بیعت تصوف	123
علم تصوف پر مایہ ناز کتاب ''عبقات''	124
شاہ عبدالحئی بڈھانوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	125
صوفیائے متقدمین کی عزت واحترام	127
بیہقی وقت کی بیعت اصلاح	128
شاہ عبدالجلیل شہید کی خلافت	129
عبدالتواب غزنوی کے والد کی بیعت	130
طریقہ نقشبندیہ میں بیعت	132
مولانا سخاوت علی کی بیعت نقشبندیہ	133
دوران سفر لوگوں کی بیعت	134
رجب علی (امروہہ) رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	135
فریدالدین خاں کاکوروی رحمہ اللہ کی بیعت	136
رسالہ دربیان سلاسل خانوادہ نقشبندیہ	137
کتاب ''ضرب حدیث'' میں تصوف کی خوشبو	138
مقام فنافی الرسول ﷺ کی تعلیم	138
کتاب ''اہل حدیث منزل بہ منزل'' میں تصوف کی خوشبو	138
علماء وصوفیاء کی حدیثی خدمات	138
شیخ علی متقی جونپوری کی بیعت اصلاح	139
کتاب ''قرآنی شمعیں'' میں اولیاء کی خوشبو	140
اولیاء کی زندگی سنتوں کا عکس	140
کتاب ''الارشاد الی سبیل الرشاد'' میں تصوف کی مہک	140
صوفیاء اہلحدیث کے شاذلی بزرگ	140

WWW.IBOARD.ORG

کتاب ''تحفۃ السائلین'' مرشد کی خوشبو	141
مرشد کا دعا کی تلقین کرنا	141
کتاب ''تصوف کی حقیقت'' میں ولی کی خوشبو	142
ولی اللہ کی پہچان اور مقام	142
سلاسل طریقت کا مختصر تعارف	142
کتاب ''صراط مستقیم'' میں تصوف کی خوشبو	143
پیران پیر قادری رحمہ اللہ کی شہادت	143
کتاب ''خطبات الہ آبادی'' میں تصوف کا پھول	144
دنیا کا نظام اولیاء کے دم سے	144
کتاب ''سبیل رسول ﷺ'' تصوف کی کلی	146
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قادری رحمہ اللہ کی تعلیم	146
کتاب ''سیرت شافعی رحمہ اللہ'' میں تصوف کی خوشبو	146
حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا شیخ الطریقت ہونا	146
صوفیاء کی زندگی کا مجاہدہ	149
آپ کے شیوخ صوفیاء کا تذکرہ	149
کتاب ''الفیوض المحمدیہ ﷺ'' میں تصوف کا فیض	150
بیعت اصلاح	150
بیعتِ اصلاح وخلافت طریقت	151
سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اصلاح	152
ذکر نقشبندیہ کیلئے جنگل کی راہ	154
زھد وعبادت اور ٹوپی کا استعمال	156
حافظ محمد رحمہ اللہ کے خاندان میں تصوف کا شوق	157
برصغیر میں صوفیاء کی کاوشیں	158
مولانا امام الدین عبدالصمد کی بیعت اصلاح	159
صحبت ولی کی تاثیر	160
''فتاویٰ علمائے اہلحدیث'' میں آداب کے پھول	161
ایصال ثواب میں مرشد کے ہم مشرب	161
کتاب ''فتاویٰ برکاتیہ'' میں ابدال کا اشارہ	162
ولی، ابدال، اوتاد	162
کتاب ''سیرت ثنائی'' میں تصوف کی روشنی	163
اساتذہ اور بزرگوں کا ادب	163
کتاب ''اہلحدیث اور سیاست'' بیعت اصلاح کی خوشبو	164
سید صاحب سے بیعتِ نقشبندیہ	164
سید اولاد حسن قنوجی رحمہ اللہ کی بیعت	165
حکیم مومن خاں مومن کی بیعت	166
صوفی بے مثال کا انتقال	167
کتاب ''چند رجال اہل حدیث'' میں تصوف کی چاشنی	168
سید آدم شاہ بنوری رحمہ اللہ کی بیعت نقشبندیہ	168
مولانا عبداللہ بڈھانوی کے مرشد	169
تربیت واصلاح کی ذمہ داری	170
لوگوں کا ہجوم اور بیعت توبہ	171
''بسواخ عمری'' میں تصوف کا نور	172
پاس انفاس اور مرتبہ احسان	172
نسبت اویسی اور طریق نقشبندیہ	174

WWW.UBQARI.ORG

آپ کا حلقہ بیعت اصلاح	176
کتاب ''سراجا منیرا'' روحانیت کی مہک	176
سراجا منیرا فیض و برکت رسول ﷺ	177
طریقت و شریعت میں مخالفت نہیں	180
تبرک بآثار صالحین کی چند مثالیں	190
حضور ﷺ کے پسینہ کی برکات	194
''القول الجمیل'' میں روحانی ترقی کا راز	198
اشغال اولیاء کی سندی حیثیت	200
ذکر نفی اثبات کے فضائل	203
ذکر اللہ کی برکات کا عملی مشاہدہ	206
کتاب ''تصوف و شریعت'' میں تصوف کی خوشبو	207
اولیاء کا احترام واجب ہے	207
بیعت جہاد اور بیعت اصلاح	208
''ہفت روزہ الاسلام'' میں تصوف کی خوشبو	209
قافلہ صوفیاء کے عارف غزنوی رحمہ اللہ	209
حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا مراقبہ اور بیعت	210
اب انہیں ڈھونڈیے چراغ رخ زیبا لیکر	213
محویت نماز پر استاد کی شہادت	214
اہمیت تصوف پر نہایت اہم خطاب،	215
اوصافِ مرشد بمع امثال	216
توحید کے تقاضے یا خود فریبی	218
توحید اور ادب یکجا کرو	221
ادب قرآن کی نظر میں	222
شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا ادب مرشد	223
حضرت مجدد نقشبندی رحمہ اللہ کا ادب مرشد	224
ادب اور توحید لازم ملزوم	225
بزرگ فراموشی یا علمی بھول	227
اسلاف رحمہم اللہ کے ذکر اللہ کا حال	228
ذکر اللہ سب سے بڑی نعمت	229
فقہ و مسائل تصوف میں حکیمانہ بصیرت	234
ذکر کے انوارات اور تسبیح استعمال فرمانا	235
مولانا عبدالجبار غزنوی سے ایک خاتون کی بیعت	236
تم کیا گئے دن روٹھ گئے بہار کے	238
دیوانگی عشق بڑی چیز ہے	239
زبان حال کے لوگوں پر اثرات	241
مجلسِ ذکر کا تاحیات اہتمام	242
توحید کے ساتھ ادب کے تقاضے	243
کثرت سے تجلیات الٰہی کا ظہور	244
اہل اللہ کی شان میں گستاخی توحید نہیں	245
صحبت ولی کی تاثیر	248
محفل ولی میں استغراقی کیفیات	249
خاندان غزنویہ اور اہمیت تزکیۂ نفس	250
اخلاقی پستی اور روحانی امراض کی وجہ	251
کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' میں تصوف کا دلآویز منظر	252
کوٹ کپورہ میں حضرت غزنوی رحمہ اللہ کے مرید	252
ننگے سر نماز اور ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنا	253

WWW.IBDARI.ORG

تصوف سے دوری نہایت افسوسناک پہلو	254
وظائف حقیقت کے آئینے میں	255
تصوف پر اعتراض ناآشنائی کا سبب	258
مولوی علاؤالدین صاحب کی بیعت اصلاح	262
میاں محمد باقر رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	263
کتاب ''رہبر کامل'' میں تصوف کی روشنی	264
آنحضور ﷺ بحیثیت پیر کامل	264
حضور ﷺ کی بیعت اصلاح	265
حضور ﷺ کا عورتوں سے بیعت لینا	266
عورتوں کا عہد اور بیعت	267
بیعت کی شرائط کا پورا کرنا	268
مریدین کا مرشد سے دعا کرانا	269
''تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۲'' میں تصوف کی خوشبو	270
ولی کامل رشداللہ شاہ کے والد کی بیعت جہاد	270
بیعتِ جہاد اور بیعتِ اصلاح	271
کتاب ''فتاویٰ سلفیہ'' میں تصوف کی کرن	273
سید احمد شہید رحمہ اللہ صوفی بزرگ	273
عظمت اولیاء کی بھینی بھینی خوشبو	274
اولیاء کی عظمت اور عقیدت	274
''کتاب التوسل'' میں اولیاء کے ادب کا اشارہ	275
بزرگوں سے دعا کرانا	275
کتاب ''علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ'' میں تصوف کی بادصبا	275
مولانا جعفر علی نقوی رحمہ اللہ کامل پیر طریقت	276
مولانا شریف حسن نقوی (بستی) خلیفہ طریقت	278
مولانا ممتاز علی کرتھی ڈیہہ (بستی) اور لوگوں کی بیعت اصلاح	280
کتاب ''سوانح حیات'' میں تصوف کی خوشبو	281
خاندان ولی اللہ کے مرید	281
تجدید دین کیلئے بیعت ہونا	282
کتاب ''الشیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ'' میں تصوف کے پھول	283
جذبہ الٰہی اور استغراقی کیفیات	283
پیران پیر کی ناراضگی	284
قاضی غلام قندھاری رحمہ اللہ کا ذوق سلوک و تصوف	286
مولانا عبدالرحمٰن لکھوی کی بیعت طریقت	288
شاہ ممتاز الحق کی بیعت تصوف	289
کتاب ''سوانح حیات'' میں تصوف کی روشنی	290
شریعت اور طریقت کا تلازم	290
صوفی اور شیخ کامل کی علامت	292
مرشد باکمال کی خدمت میں حاضری	295
بیعت کرنے کا طریقہ	297
مجذوب سے ملاقات کی رہنمائی	298
مجذوب کا اطلاع علی الغیب دینا	299
حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی بیعت برکت	303
مجذوب جنگو شاہ کا استقبال اور رہنمائی	304
کتاب ''عالم برزخ'' میں اشارہ تصوف	305

WWW.IBCARI.ORG

نیک صحبت کی برکات کے کتنے پر اثرات	306
کتاب ''تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ'' میں اسلاف کے تصوف کا گلدستہ	307
مولانا غلام نبی الربانی کی بیعت اصلاح	307
کتاب ''فتاوی ثنائیہ'' میں تصوف کی خوشبو	309
طریقت وحقیقت شریعت کے مخالف نہیں	309
استحباب بیعت اصلاح کی دلیل	310
کتاب ''ہفت اقلیم'' میں تصوف کی خوشبو	311
مخلص مرید کی بیعت اصلاح	311
علمائے اہلحدیث میں بیعت لینے والے مشائخ تصوف	312
شاہ محمد شریف گھڑیالوی کا بیعت توبہ لینا	313
''فتاوی علمائے اہل حدیث ج ۴'' میں بیعت اصلاح کی خوشبو	314
مفتی اعظم کی بیعت اصلاح	314
کتاب ''فتاوی ثنائیہ'' ج ۱ میں تصوف کی خوشبو	315
دور حاضر کے مجدد	315
اشاعت اسلام میں صوفیاء کی خدمات	316
ذکر نفی اثبات کی اہمیت وضرورت	319
سلسلہ نقشبندیہ میں توحید وسنت کی اہمیت	320
شیخ ابن عربی قابل عزت، الزامات متروک یا ماؤل ہیں	323
بیعت اصلاح کیلئے مرشد بنانے کا ثبوت	324
طریقت ومعرفت کی جامع تعریف	325
کتاب ''تذکار حافظ عبدالغفور'' میں معمولات یومیہ کا تذکرہ	326
یومیہ معمولات	326
کتاب ''آفتاب بخارا'' میں ادب کی چاشنی	327
حدیث کا ادب واحترام	327
کتاب ''ایمانی کمزوریاں اور انکا علاج'' میں صحبت اہل اللہ کا تذکرہ	329
اہل اللہ کی صحبت کی ضرورت	329
کتاب ''الدعاء المقبول'' میں ذکر کے انوارات	331
ذکر الٰہی کے درجات	331
''تذکرہ منصور پوری'' میں تصوف کی خوشبو	332
قاضی معز الدین نقشبندی کی خدمات	332
مجدد صاحب کی استقامت علی الشریعت	333
کوموی خاندان میں بیعت اصلاح	335
قاضی صاحب کی مجذوبوں سے ملاقاتیں	336
غلاف کعبہ کا بابرکت ٹکڑا	338
اولیاء کی شان میں منظوم کلمات	339
موجودہ دور میں تصوف سے وابستہ خاندان	341
کتاب ''اصحاب الحدیث'' میں تصوف کی خوشبو	341
مولانا رفیع الدین کے نانا کی بیعت	341
مولانا شاہ سعید کی بیعت اصلاح	342
مولوی حبیب اللہ مختار کی بیعت اصلاح	344
علامہ اقبال کا مسائل تصوف میں رجوع	345

WWW.NAFSEISLAM.COM

مولانا عبدالغفار کا اخذ طریقت	347
مولانا عبدالجبار غزنوی کا روحانی استفادہ	348
مولانا عبدالجبار اور تصوف کا فیض	350
طریقت وسلوک میں صحیح جانشین	351
اسلاف اہلحدیث میں بزرگ صوفیاء	352
تصوف، کی تکمیل کیلئے تلاشِ مرشد	354
مولانا ثناء اللہ امرتسری کی بیعت تصوف	356
ہم علمائے اہلحدیث بیعت اصلاح کے قائل ہیں	357
سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت	358
ابوحبیب دیسنوی کی بیعت وخلافت	360
کتاب ''فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد۱۲) ''میں تصوف کی چمک	361
اولیاء ہماری آنکھوں کے تارے	361
ذوق تصوف اور موجودہ اہلحدیث پر افسوس	362
کتاب ''فتاویٰ علمائے اہلحدیث ،ج۹''میں تصوف کی خوشبو	363
استقامت علی الشریعت پر مجدد نقشبندی رحمہ اللہ کا فتویٰ	363
گستاخ اولیاء سے اللہ کا اعلان جنگ	364
کتاب ''احوال الآخرت''میں بیعت نقشبندیہ کی خوشبو	365
تصوف میں جذبی کیفیات	365
''حیات کلکتوی''میں برکت تصوف کا تذکرہ	366
مسجد نبوی ﷺ کی برکت حاصل کرنا	366
کتاب ''تاثر صدیقی''میں نقشبندی مہکتے پھول	367
سلسلہ سہروردیہ میں خلافت	368
مشائخ طریقت سے خرقہ وخلافت حاصل ہونا	369
چودہ مشائخ طریقت سے خلافتیں	370
مولانا اولاد حسن مرحوم رحمہ اللہ کا ذوق تصوف	374
دنیا کی بے رغبتی اور مرشد کا	375
حاملین علم وتصوف کی صحبتیں	378
تصوف وسلوک	384
طرق مشائخ موصل الی اللہ کا ذریعہ	386
فن تصوف پر عالی جاہ کی علمی تالیفات	388
کتاب ''تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ''میں سلسلہ نقشبندیہ کے باغات	389
نقشبند خاندان ولی اللہی کی برکات	389
شاہ عبدالرحیم نقشبندی رحمہ اللہ اور تصوف کی نسبت	390
سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اصلاح	391
دوسری بیعت اصلاح اور مجازیب سے ملاقاتیں	392
حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ذوق تصوف پر مایہ ناز کتب	394
اہلیہ کی بیعت اصلاح	397
مرشد کا مرید سے تعلیم حاصل کرنا	398
مولانا عبداللہ علوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	399
مولانا عبدالہادی جھومکوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	400
مولانا جعفر علی بستوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	402
سیّد صاحب کے مرید کے اشعار	403

WWW.UBQARI.ORG

حقیقت تصوف	406
متقدمین متصوفین کے اقوال	407
مفتی عبدالقیوم رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	408
نواب پھوپالی کے والد کی بیعت اصلاح	409
مولانا خرم علی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	411
مولانا محبوب علی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	413
مولانا مظہر علی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح	414
مولانا حیدر علی ٹونکی کا فیض تصوف	415
کتاب ''سوانح صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ'' میں تصوف کی خوشبو	416
علمائے غزنویہ کے ارادت مند اور مریدین	416
مولانا محمد یعقوب ملہوی رحمہ اللہ کے والد کی بیعت	417
قاضی محمد اسلم سیف کی عقیدت مرشد	418
مجالس ذکر میں اہلحدیث اور غیروں کی شرکت	419
آخری دن کے وظائف اور وفات	425
کتاب ''تاریخ اہلحدیث'' میں معرفت کی خوشبو	427
متبرک قبور کی زیارت اور سلوک معرفت کا فیض	427
ہندوستان میں متصوفین علماء کی خدمات	428
سلسلہ قادری وشاذلی میں خلافت	429
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ باکمال متصوف عالم دین	430
سلسلہ نقشبندیہ کی بیعت اور اشاعت	431
قطب المحدثین کی بیعت سلسلہ قادریہ	432
بیعت اصلاح وخلافت	432
حاجی محمد افضل صاحب رحمہ اللہ اور وابستگی تصوف	433
سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اصلاح	435
شاہ عبدالرحیم جامع شریعت طریقت	438
سید احمد شہید بریلوی رحمہ اللہ کی بیعت طریقت	439
کتاب ''قافلہ حدیث'' میں تصوف کے پھول	441
لکھوی خاندان کے نقشبندی جد اعلیٰ کا تذکرہ	441
بابا جی اللہ لوگ ہیں اللہ ان کی سنتا ہے	442
نوافل وذکرواذکار کی پابندی	444
اشغال تصوف سے لوگوں کا فیض پانا	446
ابتدائے سلوک کی استغراقی کیفیات	447
تصوف پر علمی وعملی خدمات	448
قرب صالحین میں تدفین کی خواہش	449
مولانا عبدالعظیم انصاری کے والد کی بیعت	450
کتاب ''اسلام اور خانقاہی نظام'' میں تصوف کی خوشبو ہی خوشبو	450
تعریف تصوف ماہرین تصوف کی نظر میں	450
تصوف کا ارتقائی جائزہ	451
بیعت کی ضرورت واہمیت	455
اصطلاحات تصوف	456
سلاسل طریقت	457
سلسلہ نقشبندیہ کی آٹھ اصطلاحات	460
برصغیر میں اہم خانقاہی مراکز	461
صوفیائے کرام کی علمی اور ادبی خدمات	466
صوفیاء کے ملفوظات کا آغاز	468

WWW.JUBOARD.ORG

صوفیائے کرام کی ادبی خدمات	469
معاشرتی اصلاح کے سلسلے میں صوفیاء کے اثرات	470
سماجی اصلاح وبہبودی کیلئے صوفیائے کرام کی خدمات	476
صوفیائے کرام کی فیاضی وسخاوت	477
دکھی انسانیت کی بے لوث خدمت	479
سیاسی خدمات کے ضمن میں صوفیاء کے مثبت اثرات	480
حکمرانوں سے روابط اور ان کی اصلاح	481
سلاطین کے توسط سے عوام کی دادرسی	482
تصوف اور نظام خانقاہی کی ابتداء	484
کتاب ''تعلیمات غزالی'' میں تصوف کا سرور	485
صوفی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وضاحت	489
خلفائے راشدین تصوف کی بنیاد	490
تصوف کی نعمت کیسے حاصل ہوئی.....!	502
صوفیائے کرام کی مشہور اصطلاحات	505
کتاب ''نتائج تقلید'' میں دنیا کی مذمت کا تذکرہ	515
ماخذ ومراجع	516

تصوف کیا ہے.....؟

تصوف خدمت خلق، ایثار اور کیفیت احسان کا نام ہے۔

رات کے سناٹوں میں اور دن کے اجالوں میں اپنے رب کو یاد رکھنے کا نام تصوف ہے۔

حب الٰہی کا لباس پہن کر خلوص کی تلوار لئے ہر وقت اعلائے کلمۃ اللہ کے جذبے سے سرشار ہونا تصوف ہے۔

اللہ کی معرفت، زہد، توکل، تسلیم ورضا کی کیفیات اپنے رگ وپے میں بسا لینے کا نام تصوف ہے۔

یہ کتاب سراسر خیر خواہی کے جذبے کیلئے لکھی گئی ہے ہرگز اس کو کسی کے خلاف استعمال نہ فرمائیں۔

حتیٰ الامکان کوشش کی گئی ہے کہ کوئی غلطی نہ ہو لیکن ہر پل اپنے آپ کو قابل اصلاح سمجھتے ہیں۔ کہیں بھی کوئی اصلاحی پہلو نظر آئے تو ضرور اطلاع کیجئے گا۔ آپ کے مشکور رہیں گے۔

WWW.IBOARD.ORG

انتساب

ہر دل عزیز شخصیت، پنجاب خلافت کمیٹی کے ناظم اعلیٰ، مجلس احرار ہند کے ناظم اعلیٰ، جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر، کانگریس کمیٹی پنجاب کے صدر، 1953 میں خلاف مرزائیت تحریک کے سلسلے میں قائم کردہ مجلس عمل کے ناظم اعلیٰ، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے صدر اور امیر حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے نام جو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیمات میں رنگے ہوئے تھے۔

WWW.UBQARI.ORG

حال دل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ مقدس اور مبارک ہستیاں ہیں جنہیں خود اللہ رب العزت نے قرآن مقدس میں ''رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ'' جیسی بشارت سے سرفراز فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی صفات ایسا سورج تھی جس سے ہر صحابی میں چھپی کھیتی کو آبیاری ملی اور قدرت کی ودیعت کردہ خاص خوبی ابھر کر سامنے آئی۔ جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صداقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عدالت، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شرم وحیا اور سخاوت، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شجاعت، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حدیث میں مہارت، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تفسیر میں تحقیق اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو ذوق فقر نصیب ہوا۔

ہر صحابی رضی اللہ عنہ کی اپنی روشنی تھی اور ہر پھول کی اپنی خوشبو تھی۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے فلاح پاؤں گے''۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ذات بابرکات ایسی تھیں جن میں دین کے تمام پہلو موجود تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جیسے جیسے نبوی ﷺ دور سے دوری ہوتی گئی اور قرب قیامت آتی گئی ویسے ویسے دین کے شعبے سامنے آتے گئے۔

مثلاً قرآن وحدیث کو سمجھنے کیلئے مدارس ومکاتب قائم ہوئے، اسی طرح تزکیۂ نفس کیلئے اہل اللہ نے خانقاہیں اور مراکز قائم کئے۔ بعض ایسے صاحب کمال بھی تھے اور ہیں جو بیک وقت قال اللہ وقال الرسول کیساتھ مصلح امت بھی ہیں جو نہ صرف قرآن وحدیث کا علم امت کے اندر پھیلاتے ہیں بلکہ اس علم کا نور بھی دلوں میں جماتے

WWW.UBQARI.ORG

ہیں۔ جب بھی اسلام کی تاریخ لکھی جائے گی اور خدام الدین کے نام لکھے جائیں گے ان میں علمائے اہل حدیث کا نام بھی واضح اور روشن ہوگا۔ علمائے اہل حدیث میں ایسے ایسے صاحب کمال اور مخلص بندگان خدا گزرے ہیں جو نہ صرف نامور عالم دین تھے بلکہ مصلح امت اور صاحب حال صوفیاء تھے، جن سے ہزاروں بندگان خدا نے فیض پایا اور دلوں کی ویران کھیتی کو آبیاری ملی۔ ان علمائے اہل حدیث کی پاکیزہ روح کی خوشبو اور للّٰہیت نے نہ صرف اپنے زمانے میں تصوف کی خوشبو بکھیری بلکہ قیامت تک آنے والے افراد کیلئے قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ شرک وبدعت سے پاک تصوف عام کیا اور رضائے الٰہی کے متلاشیوں کیلئے مینارہ نور بنے۔

زیر نظر کتاب میں ایسے مقبول مخلص اور فنا فی اللہ اور فنا فی الدین علمائے اہل حدیث کا ذکر خیر ہے جن کی زندگی کے اندر شرک وبدعت سے پاک اور قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پرکھا ہوا تصوف تھا۔ یقیناً ان نفوس قدسیہ کا تذکرہ باعث برکت اور حقیقت تصوف سامنے لانے کیلئے میرے لئے باعث سعادت ہے۔

اللہ مجھے اور تمام امت مسلمہ کو تصوف کی خالص اور پاکیزہ روشنی عطا فرمائے جس سے نہ صرف دل کی دنیا خوشبودار ہو جائے بلکہ قبر وآخرت بھی مہک جائے۔

خواستگار اخلاص وعمل

بندہ حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی عفا اللہ عنہ

WWW.UBQARI.ORG

تذکرہ علمائے بھوجیاں

مرتب : عبدالعظیم انصاری

ناشر:۔محمدیہ دارالاشاعت

کوٹ اعظم خان
(تصور پاکستان)

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:۔تذکرہ علمائے بھوجیاں

مصنف _____ عبدالعظیم انصاری

اشاعت _____

تعداد

قیمت _____

مطبع _____ محمدیہ دارالاشاعت
کوٹ اعظم خان (قصور پاکستان)

WWW.UBQARI.ORG

کتاب ''تذکرہ علمائے بھوجیاں'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔تذکرہ علمائے بھوجیاں.....مرتب:۔عبدالعظیم انصاری

ناشر:۔محمدیہ دارالاشاعت،کوٹ اعظم خان (قصور، پاکستان)

صلحاء واصفیاء کا فیض:۔

تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر کے علاقہ میں موضع بھوجیاں کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔وہ ایک روحانی اور دینی مرکز تھا۔دور دور سے آکر متلاشیان حق اور جویان رشد و ہدایت مولانا فیض محمد خاں علیہ الرحمہ اور ان کے خاندان کے دیگر علماء واتقیا اور صلحاء و اصفیاء سے فیض حاصل کرتے تھے۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۴۲)

فرشتہ خصلت ارواح ذکیہ کی مجالست:۔

چار پانچ سال موضع بھوجیاں میں ان خدا رسیدہ ہستیوں کی صحبت کیمیائے اثر میں گزارے ہوئے آج بھی لوح قلب پر نقش ہیں اور ان بزرگوں کی صحبت اور مجالس کی حاضری کا ایک ایک لمحہ یاد ہے۔وہ دور لد گیا! وہ زمانہ گزر گیا اور وقت بیت گیا اب تو ''چراغ رخ زیبا'' لے کر بھی ڈھونڈنے سے وہ پاکباز لوگ نظر نہیں آتے۔اب شاید کوئی یقین ہی نہ کرے کہ اس قسم کے فرشتہ خصلت انسان بھی ہوگزرے ہیں۔

وہ نفوس قدسیہ اور ارواح ذکیہ جو عنداللہ راضیتہ مرضیتہ کے مقام رفیع پر متمکن ہیں، میرا قلم عاجز اور زبان قاصر ہے کہ ان کے اوصاف حمیدہ اطوار محمودہ اور اخلاق کریمانہ کا حصر کر سکے۔

زباں پر یہ بار خدایا کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۵۰)

WWW.UBQARI.ORG

اسلاف کے حالات ہمارے لیے مشعل راہ:۔

مولانا عبدالعظیم انصاری نے ان بزرگوں کے نقوش ہمارے سامنے پیش کر دیئے ہیں تاکہ ہم اپنے اسلاف کے افعال و کردار کی روشنی میں اپنے اعمال کی اصلاح کرسکیں۔ خدا سے دعا ہے کہ مرتب کی محنت قبول فرمائے اور ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۵۴)

صلحائے بھوجیاں پر منظوم کلام

(عبدالعظیم انصاری، قصور)

مصروف ذکر حق میں وہ رہتے تھے رات دن — پیکر تھے زہد و ورع کے صلحائے بھوجیاں
دل میں خدا کا خوف تھا لب پر تھا ذکر حق — حق گو وحق پسند تھے ابنائے بھوجیاں
حرص و طمع سے دور تھے باطل سے تھے نفور — من جملہ پاکباز تھے زعمائے بھوجیاں

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۵۹)

حالات اسلاف کی اہمیت وضرورت:۔

اسلاف کے حالات معرض بیان میں لانا ان کے کارناموں کو اجاگر کرنا اور ان کی خدمات بوقلموں کو خوبصورتی کے ساتھ زینت قرطاس بنانا نہایت ضروری ہے۔ زندہ قومیں اور متحرک جماعتیں ہمیشہ اپنے ماضی کو یاد رکھتی ہیں اگر ماضی تابناک اور قابل فخر ہے تو اس کی مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر مستقبل کا قصر رفیع تعمیر کرنے کیلئے کوشاں ہونا چاہیے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۸۷)

مولانا فیض محمد کی بیعت اصلاح:۔

ایک بزرگ حضرت مولانا فیض محمد خاں تھے۔ جو دینی اور دنیوی لحاظ سے نہ صرف بھوجیاں میں بلکہ پورے ضلع اور علاقے میں معزز و محترم گردانے جاتے تھے۔ وہ حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور مرید تھے۔ نیز غزنوی

خاندان سے ان کی رشتہ داری بھی قائم ہوگئی تھی۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۹۲)

تصوف وطریقت کے ماہر رموز:۔

مولانا فیض اللہ نے مولانا عبداللہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور قرآن و حدیث اور دیگر علوم کی تحصیل میں کوشاں ہوگئے تھوڑے عرصے بعد آپ کے یہ عالی مرتبت استاذ یعنی مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ بھی انتقال فرما گئے اور خلافت حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے سپرد ہوئی اور وہ بزرگوں کی اس مسند پر رونق افروز ہوکران کے مشن کی تکمیل کیلئے ہمہ تن مصروف ہوگئے۔

حضرت الامام بحرعلم کے شناور، تصوف وسلوک اور عرفان وطریقت کے نکات و رموز کے ماہر تھے۔آپ کے زمانہ تدریس میں ہزار ہالوگ علم دین سے بہرہ ور ہوکر آسمان علم وحکمت پر آفتاب وماہتاب بن کرضوفشاں ہوئے۔

حضرت الامام نے سید العرب والعجم شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین رحمہ اللہ محدث دہلوی سے علمی فیض حاصل کیا تھا۔مولانا فیض اللہ نے حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے تکمیل تعلیم کی۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۰۳)

مولانا خدابخش رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

مولانا فیض اللہ خاں رحمہ اللہ کی موضع بھوجیاں میں آمد کا بھی ایک عجیب واقعہ ہوا وہ اس طرح ہے کہ امرتسر کی تحصیل اجنالہ میں ایک گاؤں محمد منڈراں والہ مشہور تھا۔وہاں مولانا خدابخش معروف عالم دین تھے جو مولانا حافظ عبداللہ شیخوپوری رحمہ اللہ کے دادا تھے حافظ صاحب کے والد گرامی کا نام مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم تھا۔

مولانا خدابخش حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور مولانا محی الدین عبدالرحمٰن بن حافظ محمد لکھوی کے مرید تھے۔مولانا خدابخش نے مولانا محی الدین لکھوی کے حالات پر ایک رسالہ بھی منظوم پنجابی زبان میں لکھ کر شائع کیا تھا جس میں ان کے علمی مقام ومرتبہ، سلوک واحسان، تصوف وطریقت اور زہد واتقاء کے

بارے میں نہایت مفید معلومات تھیں۔ چند اور کتابیں بھی آپ نے منظوم پنجابی زبان میں تصنیف کیں۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۰۵)

غزنوی خاندان میں بیعت تصوف کا رسوخ:۔

مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ چونکہ علمائے غزنویہ کے فیض یافتہ تھے اور غزنوی علماء کا رجحان سلوک و معرفت اور تصوف و طریقت کی طرف تھا۔ اس لئے آپ بھی اس سے متاثر تھے اور اس طریقہ پر عمل پیرا تھے۔ اپنے شاگردوں، معتقدین اور ارادتمندوں کو ذکر خداوندی، فکر آخرت، خشیت الٰہی اور زہد و تقویٰ کی تلقین کرتے۔ توحید و سنت پر قائم رہنے، نماز کی پابندی، خیر و برکت اختیار کرنے، منکرات و نواہی اور معاصی سے باز رہنے پر بیعت لیتے۔

آپ کے خلف الرشید اور فرزند گرامی مولانا عبدالرحمٰن شہید رحمہ اللہ کا بھی یہی طریقہ تھا۔ اس عاجز نے بھی ان کے دست مبارک پر شرک و بدعت سے اجتناب، توحید و سنت پر ثابت قدم رہنے اور کبائر و معاصی کے ترک کرنے پر بیعت کی تھی اور بھی اکثر لوگ آپ سے بیعت تھے۔

اللہ کا نام سنتے ہی ہیبت طاری ہو جانا:۔

دیگر علمائے غزنویہ کے علاوہ حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ اس سلسلے میں زیادہ پیش پیش تھے اور آپ پر ہمیشہ ایک محویت طاری رہتی اور خدا کا ذکر زبان پر جاری رہتا۔ جب نماز پڑھتے تو آپ گردوپیش سے بالکل بے خبر رہتے۔ "کانك تراہ" کا نقشہ نظر آتا۔ میرے والد مکرم ان سے بیعت تھے آپ فرماتے ہیں مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ جب زبان سے "اللہ" کہتے تو سننے والے پر ایک ہیبت طاری ہو جاتی اور خدا کو یاد کر کے ان پر لرزہ پیدا ہو جاتا۔ مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ اپنے ارادت مندوں کو چلتے پھرتے اور ہر حالت میں "یاحی یا قیوم برحمتك استغیث" ورد کرنے کی تاکید فرماتے اور مذکورہ طریق پر بیعت بھی لیتے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۱۸)

WWW.UBQARI.ORG

سلوک کی رغبت دلانا اور بیعت تصوف لینا:۔

مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ غزنوی خاندان سے تعلق تلمذ اور ارادت کی بنا پر اس طریقہ کو مستحسن سمجھتے تھے۔ تزکیہ نفوس، تصفیہ قلوب اور عوام کی اصلاح کے لئے انہیں تصوف وطریقت اور احسان وسلوک کی رغبت دلاتے، اعمال صالحہ اختیار کرنے اور افعال منکرہ سے مجتنب رہنے پر بیعت لیتے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۱۸)

تصوف سے لگاؤ کا نتیجہ:۔

آپ اسی کتاب میں ''صلحائے بھوجیاں'' کے باب میں مطالعہ فرمائیں گے کہ لوگ کس طرح پروانہ وار مولانا فیض اللہ خاں رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ کی خدمت میں رہنے کو سعادت سمجھتے۔ اکثر لوگ اپنے آبائی گاؤں کی سکونت کو خیر باد کہہ کر ہمیشہ کے لئے آپ کے پاس موضع بھوجیاں میں آکر مقیم ہو گئے۔

یہ حضرت مولانا کے قول وفعل کی یکسانی، علم وعمل کا اثر اور تصوف وطریقت سے لگاؤ کا نتیجہ تھا۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۱۸)

آج تصوف سے دوری کیوں.....!!

افسوس ہے کہ آج طریقت وتصوف یا بیعت کے الفاظ ہی سن کر ہماری جماعت کے اکثر حضرات الرجک ہو جاتے ہیں اور اسے خلاف سنت اور بدعت ہونے کا فتویٰ صادر کر دیتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ الفاظ مانوس اور متروک ہو چکے ہیں۔ اس لئے کہ ہم اس کی حقیقت ومعرفت سے نا آشنا ہیں، حالانکہ ہمارے بزرگوں نے اس کے ذریعے بہت سے فوائد حاصل کئے اور ان کے اعمال واشغال اور اذکار وافکار کی بدولت کثرت سے لوگ ان کے گرویدہ ہوتے اور ان کے ایمان واعتقاد کی سمت درست ہوئی۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۱۹)

وضاحت:۔ تصوف ہمارے اسلاف کی بھوک ہے میں چاہتا ہوں کہ اپنے اسلاف کے حوالے سے اس بارے میں مختصر

WWW.UBQARI.ORG

وضاحت عرض کر دی جائے تصوف وطریقت کے سلسلے میں حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید کی تصنیف ''عبقات'' جس کا اردو ترجمہ سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ نے کیا ہے اس کے ''پیش لفظ'' میں جناب محمد ضیاء الدین احمد شکیب ایم اے ڈی۔ ایف اے (علیگ) علامہ محمد اقبال مرحوم کا تصوف کے ضمن میں ایک طویل اقتباس نقل کر کے اس کی یوں تشریح کرتے ہیں۔

(اس طرح تصوف وہ دینی علم ہے جو حیات وکائنات کی تعبیر وتوجیہہ پیش کرتا ہے۔ چنانچہ علوم اسلامی میں تفقہ اور تدبر کے ساتھ ساتھ تصوف کی آمد آمد شروع ہوئی اور اس سلسلہ کی سب سے عمیق اور بسیط کوشش محمد ابن عربی رحمہ اللہ نے کی۔ اس کے بعد بہت ساری قابل لحاظ کوششیں ہوئیں۔ لیکن اسلامی تصوف کی نشو ونما اور تکمیل شاید ہندوستان کا مقدر تھا۔ تصوف پر اعتراض کر دینا سہل ہے۔ لیکن اس کا عرفان حاصل کئے بغیر اس پر تنقید کرنا بڑی قدر نابلدی ہوگی۔ چنانچہ تصوف میں ایسی بہت ساری تنقیدات بھی ہوئی ہیں لیکن ہندوستان میں امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے محی الدین ابن عربی (ولادت ۵۶۰ھ وفات ۶۳۸ھ) کے نظریات پر تنقید کی اور اسلامی تصوف کے خدوخال کو واضح کیا۔ شیخ مجدد رحمہ اللہ کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے اسلامی تصوف کی تشکیل جدید کی۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے بعد حضرت محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ نے اس مہم کو سرانجام دیا اس عارف شہید کے بعد اقبال رحمہ اللہ نے اسلامی الٰہیات کی تشکیل جدید کی کوشش کی۔

واقعہ یہ ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ سے لے کر اقبال تک جن عارفین کا ذکر کیا گیا ہے ان کے تاریخی مطالعہ سے ہم حیات وکائنات اور وجود واجب یا اسلامی الٰہیات کا صحیح عرفان حاصل کر سکتے ہیں۔ اقبال کی اسلامی الٰہیات چونکہ تاریخی حیثیت سے سب سے آخر میں ہے۔ اس سے ہرگز یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ وہ ان ساری کاوشوں کی تکمیل ہے۔ سچ تو یہ ہے

کہ اقبال نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ زیادہ تر امکانات کی جانب اشارات پر مبنی ہے۔
لیکن شاہ اسماعیل رحمہ اللہ سے لے کر ابن عربی رحمہ اللہ تک مذکورہ بالا عارفین نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ ایک ٹھوس اور ان کی اپنی آزمودہ حقیقت ہے مزید ہمیں تصوف یا انسانی فلسفہ وفکر کی مخالفت کرنے سے پہلے اس کا علم ہونا ضروری ہے کہ ان علوم کا منشاء کیا ہے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۰)

تصوف سے مراد:۔

اصطلاحاً تصوف سے مراد دل سے خواہشوں کو دور کرنا خدا کی طرف دھیان لگانا اور دل کو کثافتوں سے پاک کرنا ہے تاکہ تزکیۂ قلب کے بعد عرفان الٰہی حاصل ہو۔ تصوف خداشناسی اور تعلق باللہ کا ایک ذریعہ ہے۔
اس کی مزید تشریح وتوضیح اور حقیقت شناسی کے لئے ''مکتوبات'' حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ''عبقات'' اور ''صراط مستقیم'' از شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ ''القول الجمیل'' شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ''عوارف المعارف'' اور دیگر کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔
مندرجہ بالا بزرگوں کے نزدیک صوفیاء کی جو اصطلاحیں یا اعمال شرعی حدود وقیود کے خلاف ہیں اور جو تصوف کو مافوق شریعت سمجھتے ہیں یہ صوفی قابل اعتناء نہیں اور ان کا کوئی قول وفعل حجت وحوالہ کا درجہ نہیں رکھتا ان کی پیروی اور اتباع سے اجتناب ضروری ہے۔ تصوف وہی قابل قبول ہوگا جو طریقہ محمدی کے مطابق ہوگا۔
(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۰)

علمائے بھوجیاں کا ذوقِ تصوف:۔

ہمارے بھوجیانی بزرگ اسے (تصوف کو) محض اس لئے اختیار کئے ہوئے تھے کہ لوگ ذکر الٰہی کی طرف منہمک ہوں اور خشیت الٰہی ان کے دلوں میں پیدا ہوتا کہ باطن خدائی تجلیات سے منور ہو۔ وہ اسے تعلق باللہ کا ایک ذریعہ سمجھتے تھے۔
(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۱)

WWW.UBQARI.ORG

غزنوی علماء کا تصوف سے تعلق:۔

غزنوی علمائے کرام کے اعمال واشغال اور ارشادات وخطابات کا اس بارے میں مقصد بھی قلب وروح کی طہارت، دل کی پاکیزگی اور طمانیت قلبی کا حصول تھا اسی لئے لوگوں نے ان کے اخلاص، قناعت وانابت الی اللہ اور زہد وتقویٰ کو دیکھ کر تمسک بالکتاب والسنہ اور اعتصام بالشریعہ کی راہ اختیار کی۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۱)

مولانا ابوالکلام اور تصوف:۔

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم ترجمان القرآن جلد اول سورہ فاتحہ کی تفسیر میں ''مالك يوم الدين'' کے تحت بڑی طویل بحث میں حدیث جبریل علیہ السلام کے اس حصہ ''ان تعبدالله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پس گویا عرفان حقیقت کے لحاظ سے یہاں تین مرتبے ہوئے پہلا مرتبہ اسلامی دائرہ کے عام اعتقاد وعمل کا ہے یہ اسلام ہے۔ یعنی جس نے اسلامی عقیدہ کا اقرار کر لیا اور اس کے اعمال کی زندگی اختیار کر لی وہ اس دائرہ میں آ گیا۔ لیکن دائرہ میں داخل ہو جانے سے یہ لازم نہیں آ جاتا کہ علم ویقین کے جو مقامات ہیں وہ بھی ہر وارد داخل کو حاصل ہو گئے پس اب دوسرا مرتبہ نمایاں ہوا جسے ایمان سے تعبیر کیا ہے۔ اسلام ظاہر کا اقرار وعمل ہے۔ ایمان دل ودماغ کا یقین واذعان ہے۔ یہ مرتبہ جس نے حاصل کر لیا۔ وہ عوام سے نکل کر خواص کے زمرہ میں داخل ہو گیا۔ لیکن معاملہ اتنے ہی پر ختم نہیں ہو جاتا۔ عرفان حقیقت اور عین الیقینی ایقان کا ایک اور مرتبہ بھی باقی رہ جاتا ہے اسے احسان سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن یہ مقام محض اعتقاد اور یقین پیدا کر لینے کا نہیں جو ایک گروہ کو بحیثیت گروہ کے حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ ذاتی تجربہ کا مقام ہے۔ جو یہاں تک پہنچتا ہے وہ اپنے ذاتی تجربہ وکشف سے یہ درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ تعلیمی اور احکامی عقائد کو اس میں دخل نہیں۔ بحث ونظر کی اس میں گنجائش نہیں یہ خود کرنے اور پانے کا

معاملہ ہے۔ بتلانے اور سمجھانے کا معاملہ نہیں جو یہاں تک پہنچ گیا وہ اگر کچھ بتلائے گا بھی تو یہی بتلائے گا کہ میری طرح بن جاؤ پھر جو کچھ دکھلائی دیتا ہے دیکھ لو

پرسید یکے عاشقی چیست؟ گفتم کہ چومن شوی بدانی!

اسلام نے اس طرح طلب وجہد کی ہر پیاس کے لئے درجہ بدرجہ سیرابی کا سامان کر دیا۔ عوام کے لئے پہلا مرتبہ کافی ہے۔ خواص کے لئے دوسرا مرتبہ ضروری ہے اور خواص الخواص کی پیاس بغیر تیسرے جام کے تسکین پانے والی نہیں۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۰ تا ۱۲۲)

علمائے اہل حدیث کی کیفیت احسان:۔

احسان کا یہی مقام جس کی طرف مولانا آزاد رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ان بزرگوں کا مقصد حصول تھا حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ: ''ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ یکا یک بارش شروع ہوگئی ایسی سخت کہ مقتدی سب نماز چھوڑ کر بھاگ گئے صرف دو چار رہ گئے نماز سے فارغ ہو کر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو کیچڑ سے بھرے ہوئے تھے، فرمانے لگے۔ باراں شد واللہ عبداللہ راخبر نہ شد''

یہی عرفان واحسان کا مقام ہے کہ خدا کی ذات کے بغیر اور کسی طرف دھیان نہیں۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۲)

تصوف کیا ہے؟:۔

تصوف کی تشریح اور مفہوم سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ ''سیدی وابی'' میں اپنے والد مکرم حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے حوالے سے اس طرح بیان کرتے ہیں: تصوف لوٹنے پوٹنے کا نام نہیں بلکہ مقامات کا نام تصوف ہے اور مقامات یہی ملکات ہیں۔

اخلاص، رضا، تواضع وغیرہ ان کو حاصل کرو اور ان کے اضداد ریا، کبر، حسد، بغض، حرص، طول امل سے باز رہو بس صوفی ہو گئے۔

مسائل متفرقہ تصوف میں لکھتے ہیں: ''یاد رکھو! اصل مقصد تصوف سے یہ ہے

اعمال شرعیہ یعنی طاعت واجبہ مستحبہ کا بجالانا اور معاصی سے اجتناب کرنا۔ یہ بندہ کی طبیعت ثانیہ بن جائے پس یہ وہ چیز ہے جس سے قرب ورضائے حق حاصل ہوتی ہے کیفیات وکشفیات کا اس سے کچھ تعلق نہیں۔ اگر ایک شخص ادائے طاعت واجتناب عن المعاصی میں پختہ ہو وہ کامل صوفی ہے۔ گو کیفیات کچھ بھی اس پر وارد نہ ہوتی ہوں اور جس پر کیفیات بکثرت وارد ہوتی ہوں کشف وتصرف میں ملکہ رکھتا ہو مگر اوامر ونواہی میں پختگی حاصل نہ ہو وہ صوفی نہیں (سیدی وابی صفحہ ۳۵۷)

سطور بالا میں تصوف کی صحیح صورت پیش کر دی گئی ہے اور اسی تصوف کو ہمارے بزرگ اختیار کئے ہوئے تھے جس کے باعث ہزاروں بے راہ لوگ راہ راست پر آئے۔ اور انہیں قرب الٰہی حاصل ہوا۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۳)

اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش:۔

تصوف کی حقیقت کو سمجھنے اور اس کی افادیت اور مضرت کے پہلوؤں سے آگاہی حاصل کرنے کیلئے جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی تصنیف ''تاریخ تصوف'' یا کم از کم اس کا ایک باب ''اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش'' کا مطالعہ ضروری ہے جو علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ آپ اس کے شروع میں لکھتے ہیں۔

''اسلامی تصوف، قرآن وحدیث وسنت نبوی ﷺ سے ماخوذ ہے۔ اس کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں (۱) توحید خالص (۲) تبلیغ دین (۳) اتباع شریعت (۴) خدمت خلق (۵) جہاد۔

لیکن اس میں شک نہیں کہ چوتھی صدی ہجری کے بعد مسلمانوں میں غیر اسلامی تصوف بھی راہ پا گیا اور یہ تصوف چونکہ عجمی یا غیر اسلامی تھا۔ اس لئے اس کے اجزائے ترکیبی اسلامی تصوف کی ضد تھے یعنی (۱) شرک (حلول واتحاد وانسان پرستی وتجسم وتناسخ ارواح) (۲) رہبانیت (۳) تخریب دین (۴) اباحت مطلقہ (۵) نفاق ومداہنت''

آگے چل کر آپ نے غیر اسلامی تصوف کی اسلام میں آمیزش اور اس کے نفوذ

کی تاریخ بیان کرتے ہوئے حقائق وشواہد سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلامی تعلیم تاریخ اور تصوف میں غیر اسلامی نظریات کو داخل کرنے کی سازش کا بانی عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ اس نے اور اس کے پیروؤں نے اپنی دسیسہ کاریوں، خفیہ سازشوں اور در پردہ کوششوں سے اسلام کی اصل شکل وصورت مسخ کرنے اور بگاڑنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور اپنی سعی پیہم سے مسلمانوں میں افتراق واختلاف، دشمنی اور عداوت پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اس میں در پردہ اسلام دشمنی کا وہ پہلو مضمر تھا جس کی وجہ سے یہودیوں کو صدر اسلام میں ذلت اور خواری کے ساتھ مدینہ اور اس کا نواحی علاقہ چھوڑنا پڑا اور اپنے باغات، زمینوں اور مکانات سے ہاتھ دھونا پڑے اور یہی بغض وعناد آج تک یہودیوں کی رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ عبداللہ بن سبا اور اس کی جماعت نے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں میں گروہ بندی پیدا کی، ان کے اعتقادات میں نقب لگائی، غیر اسلامی نظریات اور عجمی افکار کو ان میں رائج کیا۔ مشاہیر اسلام کی تعلیمات اور تصنیفات میں اس انداز سے تدسیس کی کہ اصل اور نقل میں فرق کرنا بظاہر مشکل ہوگیا۔

جناب چشتی صاحب نے غیر مسلم محققین مثلاً ڈاکٹر کلین، سر ولیم میور، پروفیسر نکلسن ڈاکٹر جے، این ہالسٹر، پروفیسر پی کے ہٹی اور دیگر غیر مسلم مصنفین اور مسلم مؤرخین کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا جو بظاہر مسلمان کہلاتا تھا اور اصل میں یہودی تھا۔ اس نے اور اس کے متبعین نے اسلام کی تمام اصناف تعلیم میں خصوصاً تصوف میں غیر اسلامی اور عجمی نظریات کی آمیزش کی جس کی بدولت ملاحدہ، باطنیہ اور قرامطہ جیسے فرقے پیدا ہوئے اور انہوں نے تصوف کے لباس میں حلول و اتحاد، تجسم وتناسخ، رجعت وبدا اور قدامت مادہ ایسے غیر اسلامی اعتقادات کو رائج کیا اور اسی کو اسلامی تصوف کا نام دے کر پیش کیا اور عوام بے چارے یہ سمجھے کہ یہی اصلی تصوف ہے جو قرامطہ صوفیوں کے لباس میں پیش کر رہے ہیں۔ انا للہ

اس طرح اس چشمہ صافی کو کہ جس کے ذریعے تزکیۂ نفس اور صفائے قلب حاصل ہوتا تھا اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کا زینہ بنایا اور ہر بے دین اور تارک قرآن و سنت کو صوفی کا لقب دے کر تصوف کو بدنام کیا۔

حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ ''کشف المحجوب'' میں فرماتے ہیں: صفائے قلب کی منزل ہی معراج انسانیت ہے اور یہ صرف محسن انسانیت ﷺ کی کامل اتباع سے حاصل ہوتی ہے صوفی وہ ہے جو زندگی کے آخری لمحے تک آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو نمونہ بنائے۔ آپ ﷺ کی محبت اور اطاعت کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔

جاہل صوفی وہ ہے جو کسی بزرگ کا تربیت یافتہ نہ ہو اور نہ اپنے عہد کے عملی تقاضوں سے باخبر ہو لباس درویشانہ پہن رکھا ہو مگر حق و باطل میں امتیاز کرنے کی صلاحیت سے عاری ہو۔

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دو قسم کے لوگوں سے کنارہ کشی کرو۔ غافل علماء سے اور جاہل صوفیاء سے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۳ تا ۱۲۶)

بیعت اصلاح علمائے اہلحدیث کی نظر میں:۔

بیعت کے بارے میں بھی بہت غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اہل اللہ اور خدا رسیدہ بزرگوں کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر اعمال صالحہ اختیار کرنے اور برائیوں سے بچنے کا عزم اور وعدہ کرنا اس میں اسلاف سے اکثر بزرگوں نے کوئی قباحت نہیں سمجھی اور اس پر ان کا عمل رہا ہے اور اسے انہوں نے ضروری بھی قرار نہیں دیا اور ساتھ ہی تاکید کرتے رہے ہیں کہ بدعقیدہ، گمراہ، برائے نام اور نام نہاد پیشہ ور صوفیوں کے دام تزویر سے بچنا چاہیے۔

آنکہ خود گمراہ ہست کرا رہبری کند

ایسے لوگوں سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے وہ تو انسان کی شکل میں شیطان ہیں جو اپنی دکانداری کو فروغ دینے کی خاطر دھوکے اور فریب سے لوگوں کو چاہ ضلالت میں دھکیل رہے ہیں۔

WWW.JUBOARD.ORG

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست بس بہر دستے نہ بایدوار دست

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۶)

بیعت اصلاح مسنون، موجب برکات:۔

اب بیعت کے بارے میں حضرت مولانا غزنوی رحمہ اللہ کی وضاحت ملاحظہ فرمایئے آپ فرماتے ہیں: بیعت طریقت کے بارے میں حضرت والد علیہ الرحمہ کی رائے وہی تھی جس کا اظہار حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے ''القول الجمیل'' میں کیا ہے۔ بیعت طریقت کو مسنون اور موجب برکات سمجھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ یہ کہنا درست نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں صرف بیعت اسلام اور بیعت جہاد ہی تھی۔ مسلم شریف، ابوداؤد اور نسائی کی اس حدیث سے استدلال فرماتے تھے۔

عن عوف ابن مالك الاشجعي رضى الله عنه قال كنا عند النبى صلى الله عليه وسلم تسعة او ثمانية او سبعة فقال الا تبايعون رسول الله صلى الله عليه وسلم فبسطنا ايدينا و قلنا على مانبايعك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال على ان تعبدوا الله ولا تشركوا به شيئاً وتصلوا الصلوٰت الخمس و تسمعوا وتطيعوا واسر كلمة خفية قال ولا تسئلوا الناس شيئاً فلقد رأيت اولئك النفر يسقط سوط احدهم فما يسئل احداً يناوله اياه۔

(حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر تھے۔ ہم سات آدمی تھے یا آٹھ نو ہوں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کس امر پر آپ کی بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان باتوں پر بیعت کرو کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ گے اور پانچ وقت نماز پڑھو گے اور احکام توجہ سے سنو گے۔ اور اطاعت کرو گے اور ایک بات آہستہ کی وہ یہ تھی کہ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو۔ عوف

بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعض افراد کو دیکھا کہ ان میں سے کسی کا کوڑا گر جاتا تو وہ بھی کسی سے نہ مانگتا کہ اسے اٹھا کر دے دے)

فرماتے تھے: یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اس لئے یہ بیعت اسلام نہ تھی اور بیعت کے مضمون سے ظاہر ہے کہ بیعت جہاد بھی نہ تھی۔ بلکہ اعمال صالحہ کے التزام واہتمام پر بیعت لی گئی اور صوفیاء کرام کے ہاں جو بیعت معمول ہے! اس کی حقیقت بھی اعمال صالحہ کے التزام واہتمام کا معاہدہ ہے۔ (سیدی وابی)

یہی وہ بیعت تھی جو علمائے غزنویہ یا علمائے بھوجیاں کا معمول تھا اسی سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، ''القول الجمیل'' میں فرماتے ہیں: **لان الغرض من البیعة امره بالمعروف ونهیه عن المنکر وارشاده الی تحصیل السکینه الباطنیه وازالة الرذائل واکتساب الحمائد۔**

''کہ غرض بیعت سے مرید کو مشروعات کا حکم کرنا اور غیر مشروع باتوں سے روکنا اور اس کی تسکین باطنی کی طرف رہنمائی کرنا، برائیوں سے روکنا اور اوصاف حمیدہ پیدا کرنا ہے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۸)

''تصوف'' علمائے اہلحدیث کا روشن پہلو:۔

اس عاجز نے محض اپنے زیر تذکرہ بزرگوں کی زندگی کے ایک روشن پہلو کی نقاب کشائی کیلئے اس موضوع کو ذرا طویل کر دیا ہے۔ ورنہ ذاتی طور پر میرے فہم و فراست کے طول وعرض میں اتنی وسعت ہے نہ عقل وشعور کے عمق میں اتنی گہرائی کہ ایسے دقیق اور باریک مسئلہ پر قلم اٹھاؤں اس سلسلے میں کسی لغزش کیلئے اہل علم حضرات، صوفیائے کرام اور قارئین عظام سے معذرت خواہ ہوں۔

فن تصوف کی مایہ ناز کتب:۔

اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے بزرگان سلف اور صوفیائے

قدیم کی کتابیں مثلاً ''قوت القلوب''، ''عوارف المعارف''، ''احیاء العلوم''، ''کیمیائے سعادت''، ''فتوح الغیب''، ''غنیۃ الطالبین''، ''صراط مستقیم''، ''عبقات''، ''القول الجمیل''، ''مکتوبات مجدد الف ثانی رحمہ اللہ'' اور دیگر کتب تصوف ملاحظہ فرمائیں۔
(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۸)

شیخ الکل کا ذوق تصوف:۔

جن حضرات نے میاں نذیر حسین رحمہ اللہ کے صرف علمی فضل و کمال کی تصویریں دیکھی ہیں وہ شاید یہ جان کر حیران ہوں کہ میاں صاحب نہایت بلند مقام رکھنے والے صوفی بھی تھے اور صفائی باطن اور درس اخلاق جو تمام تصوف کی اصل ہے اس پر کس محنت اور مشقت سے کاربند رہتے تھے ''صحیح بخاری'' وغیرہ کتب حدیث میں آپ جس وقت کتاب الرقاق پڑھاتے اور تصوف کے نکات بیان فرماتے تو وہ سماں دیدنی ہوتا۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۲۹)

عارف باللہ وصاحب حال بزرگ:۔

حقیقت میں آپ ایک عارف باللہ اور صاحب حال بزرگ تھے۔

سلوک وطریقت میں بھی درک حاصل تھا۔ اکثر اللہ کا ذکر زبان پر جاری رہتا اور خدا کی یاد میں رطب اللسان رہتے۔

مولانا کے فضائل ومحاسن، علم وفضل، عبادت وریاضت اور ذکاوت وذہانت کے تذکرے کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۱۵۷)

تصوف، وظائف اور چلہ کشی کی عملی مشق:۔

نہایت پارسا اور صالح بزرگ تھے۔ تصوف وسلوک کی طرف رغبت زیادہ تھی۔ آپ نے سید محبوب شاہ لکھوی رحمہ اللہ سے طریقت وتصوف اور احسان ومعرفت کی منزلیں طے کیں۔ مہینوں آپ شاہ صاحب کے پاس رہ کر اوراد ووظائف اور چلہ کشی

WWW.IJBQARI.ORG

میں مصروف رہتے۔ سید محبوب شاہ لکھوی رحمہ اللہ موضع لکھو کے ضلع فیروز پور کے رہنے والے تھے جو دریائے بیاس کے کنارے پر واقع تھا۔ اس نسبت سے آپ لکھوی کہلاتے تھے۔ فقر و زہد، عبادت و خلوص، تقویٰ و طہارت اور فضل و صلاح میں ممتاز تھے۔ شاہ صاحب موصوف حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا محی الدین عبدالرحمٰن بن حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ سے فیض یافتہ تھے۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۵۲)

مولانا عبدالرحمٰن کا ذوق طریقت:۔

مولانا عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ اپنے وقت کے ولی کامل، عابد و زاہد اور اکابر صوفیاء اور عظیم المرتبت علمائے کرام میں سے تھے۔ تصوف و طریقت اور وجد و حقیقت میں کمال حاصل تھا۔ سلوک و صفا اور دعوت و ارشاد سے خصوصی تعلق تھا۔ زہد و ورع میں بے مثل تھے۔ آپ نے اپنے زمانے کے بلند پایہ علمائے ربانی، صوفیائے حقانی اور سالکین طریقت سے استفاضہ کیا۔ شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے اکتساب فیض اور حصول علم کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے حالات زندگی پر ایک رسالہ مولانا ابوالمنظور عبدالحق سرہندی نے لکھا تھا (جو آپ کے مرید تھے) اس رسالہ میں انہوں نے مولانا موصوف کی غایت درجہ توصیف و تعریف کی ہے اور انہیں انتہائی عالی مرتبت، ذی احترام اور مقبول درگاہ خداوندی شخصیتوں میں شمار کیا ہے۔ ان سے اکثر کشوف و کرامات کے صدور کا ذکر کیا ہے۔

یہ کتاب مجھے قیام پاکستان سے قبل سرہند کے سفر کے دوران مولانا عبدالحق سرہندی مرحوم کے صاحبزادے صوفی محمد حسن مرحوم (جن کا انتقال غالباً پاکستان آکر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوا ہے) نے عنایت کی تھی جو نہایت نادر چیز تھی۔ افسوس کہ ۱۹۴۷ء کے فسادات کی نذر ہوگئی جس کا مجھے بے حد صدمہ ہے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۵۲)

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ:۔

حافظ محمد زکریا غزنوی مرحوم بھی حضرت شیخنا المکرم مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کے داماد تھے۔ان کے نکاح میں آپ کی بیٹی (آمنہ بی بی) تھی۔

حافظ صاحب مولانا عبدالرحیم بن حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے صاحبزادے تھے۔حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے بڑے صاحبزادے تھے بطور ذکر صالحین ان کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ۔

حضرت مولانا محمد رحمہ اللہ غزنوی، حضرت مولانا عبداللہ، حضرت مولانا احمد، حضرت مولانا عبدالجبار، حضرت مولانا عبدالواحد، حضرت مولانا عبدالرحمٰن، حضرت مولانا عبدالستار، حضرت مولانا عبدالقیوم، حضرت مولانا عبدالعزیز، حضرت مولانا عبدالحئی، حضرت مولانا عبدالقدوس، حضرت مولانا عبدالرحیم رحمہم اللہ۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۲۶۰)

حاجی خلیفہ امام الدین شہید اور تصوف کی خوشبو:۔

خلیفہ امام الدین بن میاں اللہ دتہ رحمہ اللہ مولانا فیض اللہ خان اور ان کے فرزندان گرامی کے فیض یافتہ تھے۔مکارم اخلاق، حسن سیرت، شیریں گفتار اور اعلیٰ اوصاف سے آراستہ تھے۔نہایت نیک، تقویٰ وطہارت کے پیکر عبادت گزار، شب زندہ دار، نرم مزاج اور ایمان واحتساب کی دولت سے مالا مال تھے۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۲۷۶)

شیخ الاسلام مولانا فیض اللہ خاں رحمہ اللہ اور حضرت سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت نے آپ کو کندن بنا دیا۔(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص۲۷۶)

بیعت واصلاحی تعلق:۔

آپ نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت جہاد برخلاف شرک و بدعت کر کے آپ سے خلافت حاصل کی اور خلیفہ کے لقب سے

سرفراز ہوئے۔ جب کبھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کسی سفر پر گاؤں سے باہر تشریف لے جاتے تو امامت نماز کا فریضہ آپ سرانجام دیتے۔ اسی بناء پر سب لوگ آپ کو ''خلیفہ جی'' کہہ کر پکارتے تھے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۷۷)

''بھوجیاں'' میں تصوف کی خوشبو پھیلانے والے علمائے کرام

مولانا عبدالعظیم انصاری رحمہ اللہ نے مرتب کردہ کتاب تذکرہ علمائے بھوجیاں کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا ان میں سے ایک حصہ صلحائے بھوجیاں کے عنوان کا بھی ہے اس کے تحت آپ نے ان اسلاف اہلحدیث کا ذکر فرمایا ہے جو صلاح وتقویٰ، باطنی طہارت اور ذوق تصوف کے پرزور حامی تھے ان پاکیزہ نفوس کے نام درج ذیل ہیں:

☆ حاجی شمس الدین بلہری رحمہ اللہ (۲۸۷) ☆ مولانا خدا بخش حدادر حمہ اللہ ۲۸۹ ☆ مولوی عبدالکریم ۲۹۰ ☆ حاجی رحمت اللہ

☆ میاں عبداللہ رحمہ اللہ (کوٹ دھرم چند) (۲۹۱) ☆ میاں خدا بخش رحمہ اللہ (۲۹۲) ☆ میاں شمس الدین باقی پوری رحمہ اللہ (۲۹۳)

☆ میاں رحیم بخش مڑھانے والے رحمہ اللہ (۲۹۳) ☆ میاں فضل دین (جیمس آباد) (۲۹۴) ☆ خلیفہ حاجی امام الدین (۲۸۹)

☆ میاں عبدالسمیع رحمہ اللہ (۲۸۹) ☆ میاں صدر الدین حسن رحمہ اللہ (۲۹۰) ☆ میاں رکن الدین رحمہ اللہ (۲۹۱) ☆ میاں نورالدین (۲۹۱)

☆ میاں کرم دین و میاں فضل دین رحمہ اللہ (۲۹۲) ☆ میاں احمد رحمہ اللہ (۲۹۵) (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۸۴)

(13) صوفیا علماء اہلحدیث کا تعارف

گلے خوشبوئے درحمام روزے رسید از دست محبوبے بدستم

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہم نشیں در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

عرفان تصوف کی باکمال ہستی:۔

حضرت مولانا فیض اللہ خاں رحمہ اللہ کی شخصیت جامع اوصاف اور مجموعہ کمالات تھی۔ ان جیسی نابغۂ روزگار اور عبقری شخصیتیں آج کل ناپید ہیں۔ ان کا فضل وکمال، علم وعمل، ثقاہت وفقاہت، خلوص ودیانت ان کی شان دلآویزی ان کا مقام رفیع طریقت و معرفت اور سلوک وتصوف میں کمال، عرفان وفراست کا ملکہ اور دوسرے فضائل ومحاسن کا ایک شخصیت میں جمع ہوجانا معجزہ سے کم نہیں۔

ایک گمنام علاقہ سے اٹھ کر سارے پنجاب میں اپنی شہرت کا سکہ جمایا، ہر ایک شخص کے دل میں اپنا مقام پیدا کیا سب کے مطاع اور مخدوم ٹھہرے۔ ان کے زہد و اتقاء عفاف وصفوت اور حکمت وبصیرت کے باعث دور دور سے لوگ آ کر ان کے ایسے گرویدہ اور فریفتہ ہوئے کہ انہی کے ہو رہے۔ جو ان کی مجلس وعظ وذکر میں بیٹھا حلقہ بگوش ہوگیا۔ جس کو دیکھا غلام بے دام ہوا۔ جس پر نظر پڑ گئی خاک سے کیمیا اور مس خاک سے کندن بن گیا۔

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشم بما کنند

موضع بھوجیاں کے مضافات میں جو دیہات تھے ان میں اکثریت سکھوں کی تھی۔ مسلمان کہیں خال خال تھے اور وہ آزادانہ طور پر اپنے دینی فرائض مثلاً بلند آواز سے اذان کہنا، خطبہ جمعہ اور مساجد کی تعمیر وغیرہ نہیں کر سکتے تھے۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۸۵)

روحانی مجالس کی برکات:۔

جب موضع بھوجیاں میں مولانا فیض اللہ خاں رحمہ اللہ کا چشمۂ فیض جاری ہوا اور

کتاب وسنت کی روشنی سے تاریکیاں دور ہونے لگیں آپ کے دل پذیر اور اثر انگیز وعظ وخطاب سے برسوں کی جہالت اور بدعات ورسومات کا پردہ چاک ہونے لگا تو دور و نزدیک سے لوگ آکر آپ کی نورانی اور پاکیزہ مجالس میں شریک ہوکر اپنی روحانی پیاس بجھانے لگے۔ جو شخص سحر انگیز خطاب اور دل کش شخصیت سے ایسا متاثر اور مسحور ہوتا کہ اپنا گھر بار اور مسکن چھوڑ کر آپ ہی کے پاس رہنے کو سعادت اور نجات کا ذریعہ سمجھتا۔ چنانچہ بہت سے لوگ اپنے آبائی اور پیدائشی گاؤں چھوڑ کر موضع بھوجیاں میں آکر آپ کے سایہ عاطفت میں رہنے لگے۔ جن لوگوں نے اپنی سکونت ترک کر کے آپ کی ہمسائیگی اور مصاحبت اختیار کی ان کی تعداد بہت زیادہ ہے یہاں صرف چند اہم حضرات کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے حضرت کی قربت حاصل کرنے کی غرض سے اپنا گھر بار برادری ماحول اور کاروبار سب کچھ قربان کر دیا اور کئی قسم کے کٹھن حالات سے دوچار ہونے کے باوجود آپ کی صحبت اور مجلس میں رہنے کو ترجیح دی۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۸۷)

پہلے صوفی بزرگ حاجی شمس الدین بلہری رحمہ اللہ:۔

حاجی شمس الدین میاں نظام الدین موضع بلہر ضلع لاہور (حال امرتسر) میں پیدا ہوئے جب مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ حق گوئی کی پاداش میں ملک بدر کر دیئے گئے اور آپ افغانستان سے ہجرت کر کے وارد ہند ہوئے تو سب سے پہلے امرتسر کے قریب ایک گاؤں ''خیروی کے'' میں مقیم ہوئے اور کچھ عرصہ وہاں رہ کر پھر امرتسر چلے گئے۔

جب حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ موضع ''خیروی کے'' میں تھے تو تمام علاقے میں ان کی خدا ترسی اور تعلق باللہ کا شہرہ عام ہو گیا اور دور دراز سے لوگ ان کی زیارت کیلئے حاضر ہونے لگے۔ جناب عزیز انصاری (گوجرانوالہ) بروایت اپنے والد مرحوم حاجی امان اللہ شہید بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا حاجی شمس الدین بھی موضع بلہر سے اپنے چند رفقاء کے ساتھ موضع ''خیروی کے'' ان کی خدمت میں

حاضر ہوئے اور ان کا پرنور چہرہ دیکھتے ہی متاثر ہو گئے اور یقین ہو گیا کہ یہ خدا کا برگزیدہ بندہ ہے۔ حاجی صاحب فرماتے تھے کہ ہم ان کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت غزنوی رحمہ اللہ کے گھر سے ایک لڑکا آیا اور فارسی زبان میں کہنے لگا ''بابا جان مادرم گوید کہ بخانہ آرد نیست'' بابا جان والدہ کہتی ہیں کہ گھر میں آٹا موجود نہیں ہے۔

حضرت صاحب صرف فارسی بولتے تھے انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ لڑکا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر آ کر یہ سوال دہرایا آپ پھر خاموش رہے جب تیسری بار آ کر اس نے پھر یہی کہا تو سید عبداللہ رحمہ اللہ نے غصہ سے فرمایا کہ

خدائے عبداللہ نمی داند کہ بخانۂ عبداللہ آرد نیست

کہ عبداللہ کا خدا نہیں جانتا کہ اس کے گھر میں آٹا نہیں! وہ لڑکا خاموش ہو کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک اجنبی آدمی آیا اور گھر کے دروازے پر آٹے کی ایک بوری رکھ کر چلا گیا۔ حاجی شمس الدین صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ واقعہ دیکھ کر میرا یقین پختہ ہو گیا کہ یہ خدا کے ولی ہیں پھر آپ امرتسر حاضر ہوتے رہے۔ جب مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ امرتسر کے مدرسہ سے فارغ ہو کر بھوجیاں میں آ کر مقیم ہوئے تو ہم موضع بلہر سے جا کر بھوجیاں جمعہ کی نماز میں شریک ہوتے اور خطبہ سنتے مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کی شخصیت سے متاثر ہو کر اور حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے ارشاد پر ہم نے موضع بلہر کی سکونت ترک کر کے موضع بھوجیاں میں مستقل رہائش اختیار کر لی اور مولانا فیض اللہ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے لگے۔

حاجی شمس الدین مرحوم نہایت خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ غرباء و مساکین سے محبت کرنے والے اور تواضع و انکساری کا پیکر تھے مدرسہ میں جو طلباء قرآن و حدیث پڑھتے ان کی آپ بہت دلجوئی اور خدمت کرتے۔ مختلف پر تکلف کھانوں اور مٹھائی وغیرہ سے ان کی خاطر و مدارت کرتے کہ یہ مسافر ہیں اور خدا کے دین کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ کر آئے ہیں۔ حاجی صاحب موصوف قیام پاکستان سے قبل ہی انتقال فرما گئے۔

حاجی شمس الدین رحمہ اللہ کے پانچ بیٹے تھے۔ حاجی امان اللہ، مولانا عبدالرحمٰن، حاجی عبداللہ، حاجی محمد اسمٰعیل اور حاجی محمد ابراہیم انصاری، حاجی امان اللہ رحمہ اللہ دوران فساد شہید ہوئے۔ جبکہ مولانا عبدالرحمٰن کافی عرصہ پہلے فوت ہو چکے تھے حاجی عبداللہ اور حاجی محمد اسمٰعیل قیام پاکستان کے بعد گوجرانوالہ آ کر فوت ہوئے۔ اب صرف حاجی محمد ابراہیم انصاری بقید حیات ہیں حفظہ اللہ تعالیٰ۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۸۷)

دوسرے صوفی بزرگ خلیفہ جی حاجی امام الدین:۔

آپ موضع پنجوڑ کی سکونت ترک کر کے بھوجیاں میں آئے اور یہیں مستقل رہنے لگے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۸۹)

تیسرے صوفی بزرگ مولانا خدا بخش حداد:۔

مولانا خدا بخش بھی موضع کھارہ متصل دوبرجی ضلع امرتسر سے موضع بھوجیاں میں تشریف لائے اور مولانا فیض اللہ کی خاص تربیت میں پروان چڑھے۔ علماء بھوجیاں میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۸۹)

چوتھے صوفی بزرگ میاں عبدالسمیع رحمہ اللہ:۔

یہ بزرگ موضع جھبال کے رہنے والے تھے۔ میاں کالو کے نام سے مشہور تھے مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی ذات سے وابستگی کے بعد کایا ہی پلٹ گئی۔ حضرت امام رحمہ اللہ نے ان کا نام کالو کی بجائے عبدالسمیع رکھا۔ ان ہی کے ایما اور مشورہ سے مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے پاس بغرض حصول تعلیم گئے۔ فارغ ہو کر جب انہوں نے موضع بھوجیاں سکونت اختیار کی تو میاں عبدالسمیع بھی جھبال کو چھوڑ کر بھوجیاں آ گئے اور یہیں رہائش اختیار کر لی آپ کے بیٹے میاں عبدالرحیم ۱۹۴۷ء میں شہید ہوئے آپ کا انتقال کافی عرصہ پہلے ہو چکا تھا۔ آپ کا شمار صلحاء و متقین میں ہوتا ہے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۸۹)

WWW.UBOARI.ORG

پانچویں صوفی بزرگ مولوی عبدالکریم رحمہ اللہ:۔

یہ بزرگ بھی حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے تھے نہایت درویش صفت، عابد وزاہد اور متقی انسان تھے۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کے بہت قریبی رفقاء اور ارادت مندوں میں سے تھے۔ قیام پاکستان سے کافی عرصہ پہلے سندھ کے علاقے کنری میں جابسے اور اسی جگہ فوت ہوئے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۰)

چھٹے صوفی بزرگ میاں صدرالدین حسن کی بیعت:۔

میاں صدر الدین مرحوم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کے والد بزرگوار تھے۔ حضرت الامام غزنوی رحمہ اللہ کے مرید اور عقیدت مند تھے۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کی معیت میں حضرت الامام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر یہ معمول بن گیا۔ آپ کا اہل اللہ اور خدا رسیدہ لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔ عمل بالکتاب والسنہ کے سختی سے پابند تھے۔ آپ موضع مالووال ضلع امرتسر سے بھوجیاں میں آئے اور یہاں مستقل سکونت اختیار کی۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۰)

ساتویں صوفی بزرگ حاجی رحمت اللہ رحمہ اللہ:۔

مولانا فیض اللہ اور مولانا عبدالرحمٰن رحمہما اللہ کی صحبت ورفاقت کی بدولت آپ کا شمار بھی اس گروہ میں ہوتا ہے۔ جوان بزرگوں کے ارشاد وخطاب اور ان کی عملی زندگی دیکھ کر صراط مستقیم پر گامزن ہوا۔ آپ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد رحیم یار خاں کے قریب چک نمبر ۱۰۳ میں زمین خرید کر زراعت کا کام کرنے لگے۔ اور یہیں فوت ہوئے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۱)

آٹھویں صوفی بزرگ میاں رکن الدین رحمہ اللہ:۔

یہ بزرگ بھی جھبال کے قریب کسی گاؤں سے آکر یہاں آباد ہوئے بھوجیاں میں ان کی ہمشیرہ بیاہی ہوئی تھی۔ آپ شب وروز مسجد میں مقیم رہتے۔ ہر وقت تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ ان کے دو بھانجے بھی ۱۹۴۷ء کے ہنگامہ میں

شہید ہوئے آپ اس سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۱)

نویں صوفی بزرگ میاں عبداللہ رحمہ اللہ:۔

ان کا شمار بھی ان شخصیتوں میں ہوتا ہے جو مولانا فیض اللہ اور ان کے صاحبزادگان کے علم و عمل سے متاثر ہو کر ان کے گرویدہ ہوئے۔ بھوجیانی بزرگوں سے گہری عقیدت تھی ''میاں کوٹیا'' کے نام سے مشہور تھے۔ موضع کوٹ دھرم چند سے نقل مکانی کر کے بھوجیاں آ گئے اور یہیں رہائش اختیار کر لی۔ کثیر العبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والے بزرگ تھے ۱۹۴۷ء سے پہلے فوت ہوئے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۱)

دسویں صوفی بزرگ میاں نورالدین رحمہ اللہ:۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کے پھوپھی زاد اور آپ کے خسر بھی تھے۔ بڑے نیک، پارسا اور متدین بزرگ تھے۔ دینی مسائل سے کما حقہ واقف تھے۔ غزنوی اور بھوجیانی بزرگوں سے مستفید ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد گوندلانوالہ میں رہائش اختیار کی۔ اکثر لاہور آتے جاتے تھے۔ جب لاہور آتے تو مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نماز کے وقت امامت کے لیے ہمیشہ آپ کو ترجیح دیتے قرآن مجید کی تلاوت نہایت رقت انگیز لہجہ میں کرتے۔ ۱۹۶۸ء میں موضع گوندلانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں خدا کو پیارے ہوئے اور اسی جگہ آسودۂ لحد ہیں۔

ان کے ایک بھائی عبداللہ تھے۔ وہ بھی ان ہی کے نقش قدم پر چلنے والے تھے۔ قیام پاکستان سے قبل ان کا موضع بھوجیاں میں انتقال ہوا۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۲)

گیارہویں صوفی بزرگ میاں خدا بخش رحمہ اللہ:۔

موضع سبھراؤں کی سکونت ترک کر کے بھوجیاں میں مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کی صحبت میں آ گئے۔ نہایت پاکباز ہستیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ان کے ایک بیٹے مولوی فتح دین تھے۔ جو فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ خاکی شاہ کے نام سے مشہور تھے

کچھ عرصہ قصبہ پٹی میں بھی رہے ہیں وہیں سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ فتح دین کے ایک صاحبزادے مولانا عطاء اللہ لیہ میں اور دوسرے مولانا عبدالحق کوٹ رادھا کشن میں سکونت رکھتے ہیں۔

میاں خدا بخش قیام پاکستان کے بعد نجو روسندھ میں اپنے عزیزوں کے پاس چلے گئے تھے اور اسی جگہ ایک سو ستائیس سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۲)

بارہویں صوفی بزرگ میاں کرم دین ومیاں فضل دین رحمہ اللہ:۔

یہ دونوں بزرگ بھی کسی دوسری جگہ سے منتقل ہو کر موضع بھوجیاں میں مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کے پاس آ کر رہائش پذیر ہوئے اور بھوجیاں ہی میں وفات پائی۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۳)

تیرہویں صوفی بزرگ میاں شمس الدین باقی پوری رحمہ اللہ:۔

یہ بزرگ موضع باقی پور کے رہنے والے تھے۔ مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کی قائم کردہ سلف صالحین کے نمونہ پر جماعت میں ان کا بھی شمار ہوتا ہے نہایت صالح، دین سے محبت رکھنے والے اور متبع کتاب وسنت تھے۔ آخر عمر میں سندھ کے ضلع تھرپارکر میں جیمس آباد کے قریب گوٹھ نمبر ۳۰۰ دوبر جی میں رہائش اختیار کر لی اور اسی جگہ داعی اجل کو لبیک کہا اور مدفون ہوئے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۳)

دیگر بزرگان تصوف:۔

درج ذیل بزرگ بھی موضع باقی پور سے تعلق رکھتے تھے۔ جو مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ تھے۔ ان کا شمار بھی عبادوزہاد اور صلحاء واتقیاء میں ہوتا ہے۔

میاں رحیم بخش، میاں شیخ عید محمد باقی پوری، چودھری شرف الدین، میاں عبداللہ، مولوی اللہ بخش اور مولوی امیر الدین جو مولانا ابوالحسن محمد یحییٰ حافظ آبادی کے والد بزرگوار تھے یہ سب لوگ خدا کو پیارے ہو چکے ہیں رحمہم اللہ۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۳)

WWW.UBOARD.ORG

میاں رحیم بخش مڑہانہ والے:۔

حاجی شمس الدین مرحوم بھوجیانی کے برادر نسبتی تھے یہ بزرگ بھی اپنا گاؤں موضع مڑہانہ چھوڑ کر مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کے پاس موضع بھوجیاں آ گئے اور ان کے فیض و افادہ سے متمتع ہوتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد گوجرانوالہ آ گئے اور یہیں وفات پائی۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۳)

سندھ میں سلسلہ تصوف کے حامل اسلاف:۔

کچھ بزرگوں کا پہلے ذکر ہو چکا ہے جن کا تعلق مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ کی قائم کردہ جماعت صالحہ سے تھا۔ درج ذیل حضرات بھی اس سلسلے کی کڑی ہیں۔ جو پنجاب سے سندھ میں جا کر مقیم ہو گئے۔ یہ سب بھوجیانی علماء کے عقیدت کیش تھے۔

چودھری حاجی نظام الدین، مولوی محمد، مولوی اللہ دین رحمہم اللہ یہ ترنتارن کے قریب دوبرجی کے رہنے والے تھے اور کنری سندھ میں جا بسے وہاں سینکڑوں مربع جات زمین کے مالک بنے۔

چودھری دین محمد عادیوال بزرگ جلال آباد سے سندھ گئے مولوی عبدالرحمٰن و مولوی اللہ بخش چک ۳۹۴ موضع دوبلی ضلع امرتسر سے سندھ میں جا کر مقیم ہوئے۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۴)

حکیم میاں فضل الدین (جیمس آباد):۔

یہ بزرگ جلال آباد ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ بھوجیانی علمائے کرام کے غایت درجہ عقیدت مند اور معتقد تھے۔ بھوجیاں میں اکثر آنا جانا تھا اور علمائے بھوجیاں سے نہایت قریبی تعلقات تھے۔

مسلکاً اہلحدیث تھے مگر ہر مکتب فکر کے اصحاب کے ساتھ مخلصانہ تعلقات تھے۔ چند سال ہوئے انتقال فرما چکے ہیں۔ رحمہ اللہ وغفرلہ۔

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص، ۲۹۵)

WWW.UBQARI.ORG

مقام صالحیت کے لیے دس شرطیں:۔

(۱) روزہ رکھنا (۲) رات کو قیام کرنا (۳) موت کو یاد رکھنا (۴) جنازے کے ساتھ جانا (۵) قبرستان جانے کو لازم کرنا (۶) یتیموں کی سرپرستی کرنا (۷) بیماروں کی عیادت کرنا (۸) صدقہ دینا (۹) سخاوت کرنا (۱۰) اہل خیر سے محبت رکھنا۔ ملفوظات حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمہ اللہ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۹۵)

لکھوی خاندان کی بیعت نقشبندیہ:۔

برصغیر پاک و ہند کے علاقہ متحدہ پنجاب میں لکھوی خاندان کو اپنے شرف علمی برتری، تبلیغ دین اور تصنیف و تالیف کی بنا پر بلند مقام حاصل تھا۔

علم و فضل، تقویٰ و طہارت، عبادت و ریاضت اور درس و تدریس کی وجہ سے ممتاز حیثیت حاصل تھی۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کے نامور خلفاء میں سے تھے۔ نہایت متورع، متدین اور عابد و زاہد ولی اللہ اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ ان کے والد گرامی حافظ احمد رحمہ اللہ اور جد امجد حافظ محمد امین بھی اپنے اپنے وقت میں صاحب فضل و کمال، تقویٰ اور پارسائی میں یگانہ تھے۔ ان کی وساطت سے خلق کثیر صراط مستقیم اور راہ راست پر گامزن ہوئی.....

حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کے بیٹے حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ ساری عمر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔ تفسیر محمدی منظوم پنجابی زبان میں سات جلدوں میں لکھی۔ اس کے علاوہ احوال الآخرت، زینت الاسلام، انواع محمدی، محامد الاسلام اور ردنیچری وغیرہ کتابیں بھی تحریر کیں جو قبل تقسیم ملک پنجاب کے گھر گھر میں موجود تھیں۔ پنجاب میں دین کی اشاعت اور کتاب و سنت کی ترویج میں ان کتابوں کا بہت حصہ ہے۔ (تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۳۲۶)

والد محترم کی بیعت نقشبندیہ:۔

میرے والد سید اولاد حسن رحمہ اللہ نے شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالعزیز دہلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ)

الانتقاد المنیف بانتقاد الحسن

یعنی

خود نوشت سوانح حیات

نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ

(۱۸۳۲ء — ۱۸۹۰ء)

تسہیل

مولانا محمد سلیم ظفر الدین

رفیق، ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

تحقیق تعلیقات

قاری نعیم الحق نعیمی

رفیق، دار الدعوۃ السلفیہ، لاہور

ناشر

دار الدعوۃ السلفیہ

شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان

سلسلہ اشاعت نمبر 31

باہتمام ..... حافظ احمد شاکر

تسہیل و تنقیح کے ساتھ ..... طبع اول ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ دسمبر 1986ء

ناشر ..... طبع دوم جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ جون 2008ء

دار الدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

فون و فیکس 0092-42-7354406

واحد تقسیم کنندہ ..... دار الکتب السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

فون- 0092-42-7237184

WWW.UBQARI.ORG

رحمہ اللہ قدس سرہما سے علم حاصل کیا۔ شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن کو دیکھا اور شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت سید احمد رحمہ اللہ ساکن رائے بریلی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ عالم باعمل تھے۔ کلکتہ سے لاہور اور شمال سے دکن تک کے اکثر علماء و امراء آپ سے واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نصائح میں نہایت اثر ودیعت فرمایا ہوا تھا۔ چنانچہ قنوج کے دس ہزار سے زیادہ آدمی ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جن میں اہل حرفت کی اکثریت ہے۔ اور باقی شیخ، سید، مغل اور پٹھان ہیں۔

☆.....☆.....☆

کتاب ''ابقاءُ المِنن بِاِلْقَاءِ الْمِحَن'' میں تصوف کی مہک

نام کتاب:۔ ابقاءُ المِنن بِاِلْقَاءِ الْمِحَن یعنی، خودنوشت سوانح حیات

مصنف:۔ نواب سیّد محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۸۳۲ء-۱۸۹۰ء)

تسہیل:۔ مولانا محمد خالد سیف۔ **تنقیح و نظرِ ثانی:** قاری نعیم الحق نعیم، دارالدّعوہ السلفیہ، شیش محل روڈ لاہور

ابتدائی حالات اور والد کے بکثرت مریدین:۔

(راوی نواب سیّد محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ) والد مرحوم کی وفات کے بعد اعزہ واقارب میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو میری پرورش کرتا۔ ہم دو بھائی اور تین بہنیں تھے۔ سب نے مادرِ مہربان کی آغوش میں تربیت پائی۔ آمدنی کا بھی بظاہر کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے خزانہ غیب سے رزق عنایت فرماتا رہا۔ والد مرحوم کے مرید بھی اگرچہ بکثرت تھے، جن کی اولاد ابھی تک باقی ہے۔ لیکن ان میں سے بھی کوئی ہمارا کفیل نہیں تھا۔ (ابقاءُ المِنن بِاِلْقَاءِ الْمِحَن: ص:۳۶)

مشائخ متصوفین کی زیارت:۔

حضرت سید احمد صاحب رحمہ اللہ کے رفقاء میں سے مولانا نصیر الدین

صاحب واعظ جامع مسجد کی بھی زیارت نصیب ہوئی۔ خانقاہ مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ میں شاہ احمد سعید اور شاہ عبدالغنی رحمہما اللہ کی زیارت ہوئی۔

مفتی صاحب رحمہ اللہ ہر اتوار کو اکثر قطب صاحب جایا کرتے تھے۔ میں بھی ان کے ہمراہ چلا جایا کرتا تھا۔ اس وجہ سے بارہا دہلی کے فوت شدہ صلحاء کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں عصر، مغرب اور جمعہ کی نمازیں اکثر جامع مسجد دہلی میں پڑھا کرتا تھا۔ اس وجہ سے میرے زیادہ تر اوقات علماء، عقلاء، امراء اور صلحاء کی صحبت میں گزرے ہیں۔

بچپن کی تربیت:۔

مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی پتنگ اڑائی ہو، مرغ لڑایا ہو، بٹیر پالا ہو، شطرنج گنجفہ، نزد شیر یا کوئی سا کھیل کھیلا ہو یا کبھی شہدوں کی صحبت میں بیٹھا ہوں اور میں ہمیشہ اچھے لوگوں کی صحبت کا طالب رہا اور اگر اتفاقاً کسی صحبت بد میں پھنس گیا تو جلد متنبہ ہو کر باز آ گیا۔ وللہ الحمد۔ میں سات برس کا تھا۔ میرے گھر کے دروازہ پر مسجد تھی۔ مجھے خوب یاد ہے کہ صبح کے وقت اذان ہوتے ہی والدہ مرحومہ مجھے بیدار کرا دیتیں، اور وضو کرا کے مسجد میں بھیج دیتی تھیں۔ اور گھر میں نماز کبھی نہ پڑھنے دیتی تھیں۔ اگر نیند کی سستی کی وجہ سے نہ اُٹھتا تو منہ پر پانی ڈال دیتی تھیں۔ اس وجہ سے بچپن ہی سے نماز کی عادت پڑ گئی۔ شاید دس برس کی عمر میں والدہ نے روزہ رکھوایا اور اس وقت سے روزہ رکھنے کی عادت پڑ گئی۔ (ابقاءُ المِنن بِلِقاءِ المِحَن: ص: ۳۸-۳۹)

پیران پیر کا مسلکی تعلق:۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ ظاہری مذہب سے وابستہ تھے۔ جبکہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ حنبلی مشرب سے پیوستہ۔ (ابقاءُ المِنن بِلِقاءِ المِحَن: ص: ۶۵)

دور نبوت میں اقسام بیعت:

عصر نبوت میں جو بیعت ماثور تھی، وہ کبھی ہجرت پر، کبھی جہاد پر، کبھی ادائے واجبات پر اور کبھی ترکِ کبائر پر ہوتی تھی۔ (ابقاءُ المِنن بِلِقاءِ المِحَن: ص: ۷۶)

WWW.UBQARI.ORG

والد صاحب کے پیر بھائی کے بیٹے سے ملاقات:۔

اقامت بھوپال کے زمانہ میں میں نے کتب صحاح وسنن پر کافی عبور حاصل کر لیا تھا۔ اور زرِ کثیر صرف کرنے کے بعد فقہ، سنت اور تفسیر کی بہت سی کتابیں حجاز، یمن، بصرہ اور دیگر ممالک سے منگوا کر جمع کر لی تھیں۔ اسی جگہ مولوی عبدالقیوم فرزند مولوی عبدالحئ مرحوم سے بھی ملاقات ہوئی، اُن کے باپ اور میرے باپ ایک ہی شیخ یعنی سیّد احمد بریلوی رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ انہی کے والد مرحوم مولوی عبدالحئ صاحب رحمہ اللہ سب سے پہلے ہندوستان میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا رسالہ ''الدرر البہیہ مع فوائد مجموعہ'' سفرِ حج سے لائے تھے۔ اور انہوں نے امام شوکانی رحمہ اللہ سے بذریعہ تحریر علومِ شرعیہ کی سند اور اجازتِ روایت بھی حاصل کی تھی۔

صحبت صالح کی ضرورت:۔

مجھے طبعی طور پر اہل تقویٰ سے محبت ہے اور صحبت صادقین سے رغبت ہے۔

میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ اگر مجھے صلحاء یا اہل اللہ کی صحبت نصیب ہوتی تو یہ اعمالِ بد جو کہ اہل دنیا کی صحبت کی وجہ سے صادر ہوئے ہیں، ان کا عشر عشیر بھی وقوع پذیر نہ ہوتا، کیوں کہ غربت اسلام بھی ان گناہوں کے صادر ہونے کا ایک سبب عظیم ہے۔ اس کے باوجود اپنی بداعمالیوں کا اعتراف ہے۔ میں اپنے کسی فعل بد کی تاویل نہیں کرتا اور نہ کسی نیک عمل پر اعتماد رکھتا ہوں۔ اگر رحمت الٰہی سے ناامیدی کفر نہ ہوتی تو میرے اتنے گناہ ہیں کہ ناامیدی میں کچھ شک نہیں۔

تو مگر از جہتِ رحمت خود نزدیکی ورنہ من از طرفِ خویش بغایت دورم

میں تہہ دل سے صحبت جہاں سے بیزار رہتا ہوں اور اہل علم سے میل جول کو دوست رکھتا ہوں۔ دل صرف یہ چاہتا ہے کہ صحبت میں ایسے لوگ ہوں جو مذاکرہ علم یا ذکر الٰہی کریں۔ (ابقاءُ المِنن بِلِقَاءِ المِحَن: ص:۱۰۲-۱۰۳)

WWW.UBQARI.ORG

تمام سلاسل حق اور موصل الی اللہ:۔

اگرچہ میں صوفیہ کے تمام طرق کو موصل الی اللہ سمجھتا ہوں۔ اور جملہ طرق کے مشائخ کو مانتا ہوں۔ لیکن میرے آباؤ اجداد، اساتذہ اور مشائخ کا طریقہ نقشبندیہ ہے گو اور طرق کی بھی اجازت حاصل تھی۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی بیعت نقشبندیہ:۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ''قولِ جمیل'' میں سب طرائق کے اشغال واذکار لکھے ہیں اور وہ سب نہایت مختصر، مرغوب، محبوب اور مطلوب ہیں۔ میرے والد ماجد مرحوم نقشبندی تھے، میرے شیخ سنت قاضی محمد بن علی شوکانی یمنی رحمہ اللہ بھی نقشبندی تھے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب ''البدر الطالع'' میں اس کی صراحت کی ہے۔ اگرچہ کسی طریق کو بموجب ''قولِ جمیل'' کے کسی دوسرے طریق پر ترجیح نہیں دیتا ہوں، اور مغلوبین اور ماولین فی السماع وغیرہ کا انکار نہیں کرتا ہوں لیکن اپنے نفس کو اسی امر کا تابع رکھتا ہوں، جو سنت صحیحہ ومعروفہ سے ثابت ہے اور جس پر محققین اور راسخین فی العلم گزرے ہیں۔

خاندان بھر کی بیعت نقشبندیہ:۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمہ اللہ کے توسط سے بواسطہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ میرے آباؤ وامجاد بھی اصل میں ساداتِ بخاری ہیں۔ اور اب تک یہ خاندان میرے وطن قدیم شہر قنوج میں ساداتِ بخاری کے لقب سے معروف ہے۔ یعنی جس طرح میرے علم ظاہری کا تعلق امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تک پہنچتا ہے، اور آباؤ اجداد کا نسب سید جلال اعظم گل سرخ بخاری تک منتہی ہوتا ہے اسی طرح مشائخ طریقت بھی خواجہ نقشبندیہ بخاری رحمہ اللہ تک پہنچتے ہیں۔ میرا نام بھی صدیق ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمرہ میں زیر لوائے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم محشور کرلے تو زہے سعادت!

WWW.UBQARI.ORG

طریقہ نقشبندیہ سے محبت واُنسیت:۔

خلیفہ اوّل تک طریقہ کا یہ اتصال اویسیہ کہلاتا ہے۔ دوسری سند سے یہ طریقہ حضرت امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ تک بھی پہنچتا ہے۔ سواوّلاً میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ثانیاً حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما بن ابی طالب کی اولاد سے ہوں۔ وللہ الحمد!

مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ نے سب طرق میں سے طریقہ مجددیہ نقشبندیہ کو کیوں اختیار فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس لیے کہ

"من ایں طریقہ رامنطبق برکتاب و سنت یافتم کہ ثبوت آں قطعی ست و الحمد للہ کہ تاایں زماں ایں طریقہ ازجمیع طرق بدعت محفوظ ست۔"

"میں نے اس طریقہ کو کتاب وسنت کے مطابق پایا ہے جن کا ثبوت یقینی اور قطعی ہے۔ الحمدللہ! یہ طریقہ اس وقت تک بدعت کے تمام طریقوں سے محفوظ ہے۔"

جامی فرماید جامی کہتے ہیں:

قدرِ گل و مل بادہ پرستاں دانند نے خود منشیاں و تنگ دستاں دانند
از نقش تواں بسوئے بے نقش شدن ایں نقشِ غریب نقش بنداں دانند

(ابقاءُ المِنن بِلِقاءِ المِحَن: ص: ۱۵۶-۱۵۷)

انکارِ ولایت کا الزام:۔

بعض لوگوں کو یہ گمان ہے کہ میں اولیاء اللہ تعالیٰ کا معتقد نہیں ہوں، حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے، کیوں کہ ولایت خدا کا وجود کتاب وسنت دونوں سے ثابت ہے۔ اور وقوع کرامات پر بھی قرآن وحدیث دلیل ہیں۔ پھر انکار کے کیا معنی؟ بلکہ میرے کتاب خانہ میں کتب تفسیر وحدیث کے بعد سب سے زیادہ کتب علم تصوف اور طبقاتِ اولیاء کی ہیں۔ مثلاً: رسالہ قشیری مع شرح، احیاء العلوم، عربی و اردو مع ملخص احیاء،

WWW.UBQARI.ORG

عوارف، تعرف، طبقاتِ کبریٰ، للشعرانی رحمہ اللہ اخبار الاخیار، مدارج السالکین اور قطر الولی وغیرہ۔

میں نے ان کتابوں سے بہت کچھ فائدہ حاصل کیا ہے، بلکہ اس باب میں میری اپنی تالیفات بھی موجود ہیں۔ مثلاً ''ریاض المرتاض''، مکارمِ اخلاق ترجمہ ریاض الصالحین، ''خیرۃ الخیرہ'' وغیرہ۔

تصوف وسلوک کی حقیقت:۔

تصوف وسلوک سے مراد مرتبہ احسان میں استقامت ہے نہ کہ کرامات اور کشوفات ورسوم کا اظہار کہ یہ نہ اصل مقصود ہیں، اور نہ وسائل مقصود، بلکہ مجاہدات اور ریاضات کے ثمرات ہیں۔ کسی کو یہ ثمرہ اس جگہ حاصل ہوتا ہے، اور راسخین فی العلم والعمل کو اُس جگہ ظاہر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم سے کرامات کا صدور بہت کم ہوتا تھا۔ اور اولیائے خلف سے بہت زیادہ ظاہر ہوا حالاں کہ کوئی ولی، صحابی کے ادنیٰ مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس مسئلہ پر ساری اُمت کا اجماع ہے۔ اگر ''اولیاء الرحمٰن'' اور ''اولیاء الشیاطین'' کے فرق کو سمجھنا ہو تو ''کتاب الفرقان'' کا مطالعہ کرو، اگر تصوفِ صافی ملاحظہ کرنا ہو تو ''مدارج السالکین'' دیکھو، اگر سلوک سنی منظور ہو تو ''ریاض المرتاض'' کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی گئی، لیکن اولیائے کرام کا انجام ہمیں معلوم نہیں وہ صرف خدا کو معلوم ہے کہ کس کا خاتمہ اچھا ہوا اور کس کا اچھا نہ ہوا۔ اپنا کشف اپنے حق میں یا کسی دوسرے کا کشف اپنے حق میں محل وخطا وصواب ہوتا ہے۔ اس لیے کہ کسی کے حق میں ہم جزم کے ساتھ حسن خاتمہ اور وجود جنت کے متعلق نہیں کہہ سکتے۔ اگرچہ ہر مسلمان صادق کے حق میں مغفرت کی اُمید رکھتے ہیں۔ پھر اولیاء کا کیا ذکر کہ وہ تو صفوہ الصفوہ، خیرۃ الخیرۃ اور نخبۃ النخبہ ہیں: "جعلنا الله منهم و حشرنا في زمرتهم تحت لوآء سيّد المرسلين صلى الله عليه وسلم!(ابقاءُ المِنن بِلُقَاءِ المِحَن:ص:۲۰۰-۲۰۲)

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ



فتاویٰ اہلحدیث

جلد اول

از

مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی

المتوفی

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء

شائع کردہ

ادارہ احیاء السنۃ النبویہ

ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

(پاکستان)

اعلام

نام کتاب ——— فتاویٰ اہل حدیث جلد

ترتیب و تدوین ——— تلمیذ محدث روپڑی محمد صدیق بن عبدالعزیز سرگودھا

تاریخ اشاعت ——— یکم جنوری ۱۹۸۳ء

تعداد ——— ایک ہزار

قیمت جلد ——— پانچ سو روپے

پریس ——— الارشاد پرنٹنگ پریس لاہور

کتابت ——— محمد صدیق تکمیل قسم

ملنے کا پتہ ——— ادارہ احیاء السنۃ النبویہ ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

اعتراف

فتاویٰ اہلحدیث کی پہلی جلد شائع ہو کر احباب تک پہنچ چکی ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ اس میں ایسی فروگذاشت ہو گئی ہیں۔ جس کی اصلاح اور تذکرہ ضروری تھا۔ اسی طرح حضرت محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے کئی ایسے تلامذہ کے اسماء گرامی درج نہ ہو سکے جن کا تعارف نہایت ضروری تھا۔ ان میں سے حضرت محدث روپڑی کے بجائی مولانا حافظ عبدالرحمٰن اور دوسرے ابراہیم مولانا محمد یوسف صاحب ناظم دارالحدیث راجووال ضلع ساہیوال ہیں۔ اس تساہل پر مرتب ان سے معذرت خواہ ہے۔

(مرتب)

WWW.UBQARI.ORG

''فتاویٰ اہل حدیث'' میں تصوف کی چاشنی

نام کتاب:۔ فتاویٰ اہلحدیث (جلد اول)

مصنف:۔ مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۰ اگست ۱۹۶۴

شریعت، طریقت، حقیقت کی آسان وضاحت: سوال: شریعت اور طریقت الگ دو مفہوم ہیں یا ایک ہی مفہوم کے دو نام ہیں؟

جواب: یہ مسئلہ بہت تفصیل طلب ہے ہم اس پر کچھ زیادہ لکھنا چاہتے تھے لیکن عدیم الفرصت کے باعث مختصر مضمون پر اکتفاء کرتے ہیں.....

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور اس کے بعد خیر قرون میں شریعت۔ طریقت، حقیقت، معرفت وغیرہ کوئی خاص اصطلاحیں نہ تھیں صرف شریعت کا لفظ دین کے معنی میں استعمال ہوتا تھا باقی الفاظ قریباً اپنے لغوی معنی پر تھے۔ اس کے بعد جیسے فقہ والوں نے احکام کے درجات بتلانے کی غرض سے فرض واجب وغیرہ اصطلاحات مقرر کیں، اسی طرح صوفیائے کرام رحمہم اللہ نے تہذیب اخلاق یعنی علم تصوف میں سلوک عبد کے درجات ظاہر کرنے کی غرض سے یہ الفاظ مقرر کئے۔ مثلاً شریعت عقائد اور ظاہر احکام کا نام رکھا جیسے نماز، روزہ وغیرہ۔ طریقت ان پر عمل کرنے میں ریاضت اور مجاہدہ نفس کرنا اور اپنے اندر اخلاص اور للّٰہیت پیدا کرنا۔ حقیقت ان کے اسرار پر مطلع ہو کر اپنا عمل اس کے مطابق کرنا جیسے شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں ان احکام کے اسرار لکھے یا نفس اور دل کے امراض پر مطلع ہو کر ہر ایک مرض کا مناسب علاج کرنا اور باطنی صحت کو قائم رکھنے کے اسباب پیدا کرنا۔ معرفت: کشف اور مراقبہ کی حالت ہے جو یقین اور اطمینان قلبی کا اعلیٰ مقام ہے اس وقت اللہ کے سوا کسی شے کی طرف نظر نہیں رہتی اور ذکر الٰہی میں وہ حلاوت اور لذت پاتا ہے کہ کوئی لذت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی بلکہ ذکر الٰہی ایک طرح سے اس کی غذا

ہو جاتا ہے جس کے بغیر اس کی زندگی مشکل ہے۔

شریعت اور طریقت کا تلازم:۔

ان چار مراتب کی مثال درخت کی سی ہے۔ مثلاً درخت کے لیے جڑیں اور تنا ہے ان کے بغیر درخت کا وجود ہی نہیں۔ پھر ٹہنیاں اور شاخیں ہیں یہ بھی درخت کے لیے لازمی ہیں۔ پھر پھل ہے پھر اس کی لذت ہے۔ ٹھیک اسی طرح تصوف ہے۔ شریعت کے بغیر تو تصوف کوئی چیز ہی نہیں نہ وہاں طریقت ہے نہ حقیقت نہ معرفت کیونکہ شریعت بمنزلہ جڑ اور تنے کے ہے۔ اس کے بعد طریقت کا مرتبہ ہے جو بمنزلہ ٹہنیوں اور شاخوں کے ہے۔ اس کے بغیر بھی تصوف کالعدم ہے۔ پھر حقیقت پھل کے قائم مقام ہے اور معرفت اس کی لذت کے قائم مقام ہے۔ جیسے درخت پھل اور اس کی لذت کے بغیر کامل نہیں اسی طرح بندہ بھی خدا کے نزدیک کمال کو نہیں پہنچتا جب تک اس کے اندر حقیقت اور معرفت پیدا نہ ہو جائے۔

شرح "فتوح الغیب" سے وضاحت:۔

یہ چار قسمیں اس وقت ہوں گی جب طریقت کو اور معرفت کو بھی علم تصوف کی شاخیں شمار کریں۔ اگر طریقت کے معنی علم تصوف کے لیں جیسے اکثر صوفیاء استعمال کرتے ہیں تو اُس وقت علم تصوف کی صرف تین قسمیں ہوں گی۔ شریعت، حقیقت، معرفت۔ اگر معرفت کو حقیقت سے الگ شمار نہ کریں بلکہ حقیقت میں داخل کریں تو بھی علم تصوف کی صرف تین قسمیں ہوں گی۔ شریعت، طریقت، حقیقت۔ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ "شرح فتوح الغیب" میں فرماتے ہیں دین ایک ہے اور شریعت، طریقت، حقیقت اس کے مراتب اور درجات ہیں (ملاحظہ ہو بلاغ المبین تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب ص ۴۵ ملخصاً) شیخ عبدالحق صاحب نے معرفت کو الگ شاخ شمار نہیں کیا گویا اس کو حقیقت میں داخل کر دیا۔

کشف المحجوب سے وضاحت:۔

شیخ علی بن عثمان ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری "کشف المحجوب" ص ۲۰

میں شیخ محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔ علم تین ہیں۔ علم باللہ، علم من اللہ، علم مع اللہ، یعنی علم توحید، علم شریعت، علم مقامات اولیاء جس کو زہد اور تقوی کہتے ہیں۔

''کشف المحجوب'' کے صفحہ ۱۵۹ میں فرماتے ہیں کہ شریعت اور حقیقت میں کسی نے فرق نہیں کیا (کہ آپس میں جدا ہوسکیں) کیونکہ شریعت، حقیقت کے بغیر نہیں اور حقیقت شریعت کے بغیر نہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں لا الہ الا اللہ حقیقت ہے اور محمد رسول اللہ شریعت ہے اور شریعت معرفت دونوں حقیقت کی شاخیں ہیں۔ (انتہی)

انہوں (شیخ علی بن عثمان ہجویری رحمہ اللہ) نے بھی علم تصوف کی تین قسمیں کر دی ہیں۔ شریعت، حقیقت، معرفت۔ لیکن ان کے نزدیک حقیقت کا معنی وہ نہیں جو اوپر بیان ہوا بلکہ حقیقت کے معنی علم توحید کے ہیں اسی لیے شریعت اور معرفت کو اس کی شاخیں قرار دیا ہے کیونکہ جو شخص خدا کو نہ مانے اُس کے نزدیک نہ شریعت نہ معرفت کچھ بھی نہیں۔

''کشف المحجوب'' میں ایک اور جگہ علم تصوف کی صرف دو قسمیں ظاہر باطن کر کے دونوں کو حقیقت کہہ دیا ہے چنانچہ ص ۱۶ میں کہا ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں: ظاہری، باطنی۔ ظاہری کے بھی اصول و فروع ہیں۔ باطنی کے بھی اصول و فروع ہیں۔ ظاہری کا اصول کلمہ شہادت ہے۔

'' اشهدان لا اله الا الله و اشهدان محمدًا عبده و رسوله'' اور فروع لوگوں کے ساتھ معاملات میں درستی رکھنا۔ اور باطنی کا اصول معرفت الٰہی کی تحقیق اور فروع نیت کا نیک اور صحیح کرنا اور ان میں سے ہر ایک کا دوسرے کے بغیر پایا جانا محال ہے۔ ظاہر باطن کے بغیر نہیں پایا جاسکتا اور باطن ظاہر کے بغیر نہیں پایا جاسکتا۔

علم حقیقت کے تین رکن:۔

پھر علم حقیقت کے تین رکن ہیں: ۱۔ اللہ کی ذات کو جاننا کہ وہ موجود ہے اور ایک ہے۔ ۲۔ خدا کی صفات کو جاننا، اس کے احکام کو ماننا اور بجالانا۔ ۳۔ اس کے افعال کو

اور اس کی حکمت کو جاننا (انتہی ملخصاً ص ۱۶)

اس سے معلوم ہوا کہ جیسے طریقت کا استعمال علم تصوف کے معنوں میں ہوتا ہے ایسے ہی حقیقت کا استعمال بھی کبھی ان معنوں میں ہوتا ہے۔

اس کے بعد کشف المحجوب میں فصل باندھ کر لکھا ہے کہ علم شریعت کے بھی تین رکن ہیں۔ کتاب مجید، حدیث شریف، اجماع، خداوند تعالیٰ کی ذات، صفات اور افعال کے ثابت کرنے پر خداوند تعالیٰ کا قول ہی دلیل ہے (انتہیٰ ملخصاً ص ۱۶) آگے چل کر سنت اور اجماع کا ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم شریعت، علم حقیقت کے دلائل ہیں اسی طرح اور بزرگوں نے بھی ان الفاظ کے معانی انہی کے قریب قریب بیان کیے ہیں۔

شریعت وطریقت آپس میں بالکل جدا نہیں:۔

خلاصہ یہ کہ شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت خواہ الگ الگ شاخیں ہوں یا ایک ہوں اور الگ ہونے کی حالت میں چار ہوں یا کم ہوں کسی صورت میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے جو ایک دوسرے سے جدا ہونے کے قائل ہیں وہ ان کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اللہ ان کو سمجھ دے اور راہ راست کی توفیق بخشے۔ آمین

محدث روپڑی اور مسئلہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود:۔

سوال:۔ مسئلہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی صوفیاء کے نزدیک کیا تعریف ہے؟ اور محققین علماء اس کے کیا معنی مراد لیتے ہیں؟ اور یہ توحید وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی زمانہ سلف میں تھی یا نہیں؟

جواب:۔ مولانا جامی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''نفحات الانس من حضرات القدس فارسی'' کے صفحہ ۷ الغایت صفحہ ۲۰ میں بحوالہ ترجمۃ العوارف باب اول توحید کے چار مراتب لکھے ہیں۔ اصل عبارت نقل کر کے اس کا ترجمہ کرنے سے تو بات بہت طویل ہو جائے گی۔ اس لیے کسی قدر توضیح کے ساتھ اُردو خلاصہ پر اکتفاء کی جاتی ہے جس کو زیادہ تفصیل کا شوق ہو وہ اصل کتاب ملاحظہ کرے۔

اول توحید ایمانی، دوم توحید علمی، سوم توحید حالی، چہارم توحید الٰہی

توحید ایمانی:۔

عوام کی توحید ہے یعنی کتاب وسنت کے مطابق خدا کو وحدہ لاشریک سمجھنا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ دل میں اس کا اعتقاد رکھنا اور زبان سے اقرار کرنا اور یہ توحید مخبر صادق کی خبر کے تصدیق کرنے کا نتیجہ ہے اور ظاہری علم سے حاصل ہے اور صوفیاء کرام اس توحید میں عام مومنوں کے ساتھ شریک ہیں اور باقی قسموں میں ممتاز ہیں۔

توحید علمی:۔

باطنی علم سے حاصل ہوتی ہے۔ جس کو علم الیقین کہتے ہیں اور وہ اس طرح ہوتی ہے کہ انسان کا یقین اس حد تک پہنچ جائے کہ موجود حقیقی اور مؤثر مطلق بجز خدا کسی کو نہ جانے تمام ذات وصفات اور افعال کو خدا کی ذات، صفات اور افعال کے سامنے ہی سمجھے۔ ہر ذات کو اس کی ذات کا اثر خیال کرے اور ہر صفت کو اس کی صفت کا پرتو جانے۔ مثلاً جہاں علم، قدرت، ارادہ، سننا، دیکھنا پائے ان سب کو خدا تعالیٰ کے علم، قدرت، ارادہ، سننے، دیکھنے کے آثار سے سمجھے۔ اسی طرح باقی صفات وافعال کو خیال کرے گویا ظاہری اسباب کا پردہ درمیان میں نہ دیکھے اور سب کچھ مؤثر حقیقی کی طرف سے سمجھے یہاں تک کہ ظاہری اسباب سے متاثر نہ ہو۔ مگر چونکہ اس مرتبہ میں حجاب باقی رہتا ہے اس لیے اکثر اوقات نظر ظاہری اسباب کی طرف چلی جاتی ہے جو شرک خفی کی قسم ہے۔

توحید حالی:۔

یہ ہے کہ قریب قریب تمام حجابات درمیان سے اُٹھ جاتے ہیں اور موحد مشاہدہ جمال وجود واحد کا کرتا ہے جیسے ستاروں کا نور آفتاب کے نور میں غائب ہو جاتا ہے اسی (کے) قریب قریب تمام وجودات موحد کی نظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ توحید کی صفت کو بھی اسی وجود واحد کی صفت دیکھتا ہے اور اپنے مشاہدہ کو بھی اسی وجود واحد

کی صفت دیکھتا ہے۔ غرض اس کی نظر میں وحدت ہوتی ہے دوئی کا وہاں دخل نہیں رہتا۔ اس طریق سے موحد کی ہستی بحرِ توحید کا ایک قطرہ ہو کر اس میں مضمحل ہو جاتی ہے اور ایسی گھل مل جاتی ہے کہ وہاں انتشار نہیں رہتا۔

سرتاج صوفیاء کی توحید:۔

اسی بنا پر جنید بغدادی رحمہ اللہ (سرتاج صوفیاء) نے کہا ہے:۔ "التوحید معنی یضمحل فیه الرسوم ویندرج فیه العلوم ویکون الله کمالم یزل"

یعنی توحید ایک معنی ہے جس میں رسمی وجود حقیقی وجود میں گھل مل جاتے ہیں اور علوم اس میں مندرج ہو جاتے ہیں۔ گویا خدا ویسے کا ویسا ہے کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی۔"

یہ توحید مشاہدہ سے پیدا ہوتی ہے اور توحید علمی مراقبہ سے۔ مراقبہ ظاہر کی طرف سے توجہ ہٹا کر جمال محبوب کا انتظار ہے اور مشاہدہ محبوب کا دیدار ہے۔ توحید علمی میں اکثر لوازم بشریہ باقی رہتے ہیں اور توحید حالی میں تھوڑے باقی رہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ انسان دنیا میں ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کے ساتھ مکلف ہے اور مکلف اسی صورت میں رہ سکتا ہے کہ اس کے ساتھ کچھ لوازم بشریہ رہیں جن کا اس کو مقابلہ کرنا پڑے اسی بنا پر ابو علی دقاق رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ "التوحید غریم لا یقضی دینه وغریب لایودی حقه"

"یعنی توحید ایسا قرض خواہ ہے کہ اس کا قرض پورا نہیں ہو سکتا اور ایسا مسافر ہے کہ اس (کی مہمانی) کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔"

دُنیا کی کبھی کبھی خالص حقیقت توحید جس میں یکبارگی آثار اور رسمی وجود گم ہو جاتے ہیں بجلی کی چمک کی طرح نمودار ہوتی ہے اور فی الفور بجھ جاتی ہے اور رسمی وجودات کا اثر دوبارہ لوٹ آتا ہے اور اس حالت میں شرک خفی کا نام و نشان نہیں رہتا۔ انسان کے لیے توحید میں اس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ ممکن نہیں۔

توحید الٰہی:۔

یہ ہے کہ خدا تعالیٰ خود اپنی ذات میں بغیر اس کے دوسرا اس کی طرف وحدت کی

نسبت کرے ازل میں ہمیشہ وحدت سے موصوف رہا چنانچہ حدیث میں ہے: "کان اللہ ولم یکن معہ شئ" یعنی "خدا تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کوئی دوسری شئے نہ تھی۔ اور اب بھی اسی طرح ہے اور ابدالآباد اسی طرح رہے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے "کل شئ ھالك الا وجھہ" یعنی ہر شئے ہلاکت والی ہے مگر خدا کی ذات۔ اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ ہر شئے ہلاک ہو جائے گی۔ بلکہ "ہالک" کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت بھی ہلاکت والی ہے یعنی نیست اور فانی ہے اس کی مثال اس طرح ہے جیسے رسی جلا دی جائے تو اس کے بل بدستور نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ رسی قائم ہے حالانکہ حقیقت میں رسی فنا ہو چکی ہوتی ہے اور اس حالت کے مشاہدہ کے لیے قیامت کا حوالہ دینا یہ محجوبوں کے لیے ہے ورنہ ارباب بصیرت اور اصحاب مشاہدہ جو زمان و مکان کے تنگ کوچہ سے گذر کر خلاصی پا گئے یہ وعدہ ان کے حق میں قیامت تک اُدھار نہیں بلکہ نقد ہے یعنی محجوبوں کے لیے جو مشاہدہ قیامت کو ہوگا ارباب بصیرت کے لیے اس وقت ہو رہا ہے۔

یہ توحید الٰہی نقص و عیب سے بری ہے۔ برخلاف توحید مخلوق کے وہ بوجہ نقص وجود کے ناقص ہے۔

وحدت الوجود اور شہود کامل حضوری کا نام ہے:۔

یہ چار قسمیں توحید کی صوفیاء کے ہاں مشہور ہیں۔ اخیر کی دو وہی ہیں جن کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے یعنی توحید حالی "وحدۃ الشہود" ہے اور توحید الٰہی "وحدۃ الوجود" ہے۔ یہ اصطلاحات زیادہ تر متاخرین صوفیاء (ابن عربی رحمہ اللہ وغیرہ) کی کتب میں پائی جاتی ہیں۔ متقدمین کی کتب میں نہیں۔ ہاں مراد ان کی صحیح ہے توحید ایمانی اور توحید علمی تو ظاہر ہے۔ توحید حالی کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ "ان تعبداللہ کانك تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراك" یعنی "خدا کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اُس کو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو نہ دیکھے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

یہ حالت چونکہ اکثر طور پر ریاضت اور مجاہدہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لیے یہ عقل سے سمجھنے کی شئے نہیں ہاں اس کی مثال عاشق و معشوق سے دی جاتی ہے۔ عاشق جس پر معشوق کا تخیل اتنا غالب ہوتا ہے کہ تمام اشیاء اس کی نظر میں کالعدم ہوتی ہیں۔ اگر دوسری شئے کا نقشہ اس کے سامنے آتا ہے تو محبوب کا خیال اس کے دیکھنے سے حجاب ہو جاتا ہے گویا ہر جگہ اس کو محبوب ہی محبوب نظر آتا ہے خاص کر خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہو جائے تو چونکہ تمام اشیاء اس کے آثار اور صفات کا مظہر ہیں اس لیے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک ہر شئے سے اس کو خدا نظر آتا ہے وہ شے نظر نہیں آتی ہے جیسے شیشہ دیکھنے کے وقت چہرے پر نظر پڑتی ہے نہ کہ شیشہ پر۔

کشف المحجوب کی تائید از:۔

شیخ مخدوم علی ہجویری رحمہ اللہ معروف بہ ''داتا گنج بخش'' جن کا لاہور میں مزار مشہور ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' باب مشاہدہ میں صوفیاء کے اقوال اس قسم کے بہت لکھے ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے جو بیان ہوا ہے کہ غلبہ محبت اور کمال یقین کی وجہ سے ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ غیر خدا پر نظر ہی نہیں پڑتی۔ اسی طرح دوسرے بزرگوں نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ خواص کی دو حالتیں ہیں جلوت اور خلوت۔ جلوت لوگوں سے اختلاط اور میل جول کی حالت ہے اور خلوت علیحدگی اور تنہائی کی حالت ہے جس میں ظاہراً باطناً خدا کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ جلوت میں تبلیغ کا کام ہوتا ہے اور خلوت میں نفس کی اصلاح اور دل کی صفائی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ مزمل کے شروع میں ان دونوں حالتوں کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے:۔

''ان نا شئة اللیل ھی اشد وطئا وّاقوم قیلا ، اِنّ لك فی النّھار سبحا طویلا'' ''رات کا قیام نفس کے لتاڑنے کے لیے سخت ہے اور زبان کو بہت درست رکھنے والا ہے۔ بے شک تجھے دن میں طویل شغل ہے۔''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف:۔ پروفیسر محمد مبارک (کراچی)

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف ..... پروفیسر محمد مبارک

اشاعت .....

تعداد .....

مطبع ..... کراچی

قیمت .....

WWW.UBQARI.ORG

ان دونوں آیتوں میں ان دونوں حالتوں کا ذکر ہے جن کی یہ دونوں حالتیں قائم ہیں ان کی توریس ہی نہیں اوّل نمبر ان میں انبیاء علیہم السلام کا ہے پھر درجہ بدرجہ ان کے جانشینوں کا ہے۔ (فتاویٰ اہلحدیث ج ا ص 150 تا 154)

☆.....☆.....☆

''حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین'' میں تصوف کی مہکتی خوشبو

نام کتاب:۔ حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف:۔ از: پروفیسر محمد مبارک، کراچی

شیخ الکل کے استاد کی بیعت طریقت:۔

شیخنا و شیخ الکل نے ۱۷ سال کی عمر میں تعلیم کے لیے صوبہ بہار کے ''مدینۃ العلم''، عظیم آباد کے پٹنہ محلّہ صادق پور میں شاہ محمد حسین رحمہ اللہ کے پاس پہنچ کر تعلیم شروع کی۔ اس مدرسہ میں مشکوٰۃ اور قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا۔

(شیخ الکل کے استاد محترم) شاہ محمد حسین بن شاہ محمد معز ۱۲۰۳ھ ۸۹۔۱۷۸۸ء کو پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے چچا شاہ محمد کریم سے حاصل کی اور ان سے بیعت بھی کی۔ بعد میں اپنے پہلے مرشد کی اجازت سے سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان کی شادی دیورہ (ضلع گیا) کے غلام مجتبیٰ کی دختر سے ہوئی اس شادی کے ذریعے وہ بھاگلپور کے مشہور و معروف بزرگ شہباز کے خاندان سے بھی مربوط ہو گئے وہ سید احمد رحمہ اللہ کے اولین خلفاء میں سے تھے۔ آپکی خلافت کے متعلق ڈاکٹر قیام الدین صاحب تحریر کرتے ہیں۔

استاد محترم کی بیعت اصلاح میں سند خلافت:۔

وہ نایاب سند جو سید احمد رحمہ اللہ نے ان کو دی تھی اس کی ایک نقل اب بھی موجود ہے۔ اس کے کچھ ضروری اجزاء کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

WWW.JUBOARI.ORG

"بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم۔ اُن لوگوں کو جو راہِ خدا کے جویاں (متلاشی) ہیں بالعموم، اور اُن لوگوں کو جو حاضر و غائب سید احمد کے دوست ہیں بالخصوص، معلوم ہو کہ جو لوگ بیعت کے ذریعے سے مقدس نفوس کے ہاتھوں پر بیعت کر کے مرید ہو جاتے ہیں ان کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے اور یہ موقوف ہے اس کے رسول ﷺ کے احکام کی پیروی پر جو یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ رضائے الٰہی کا راستہ شریعت رسول ﷺ کے اتباع کے بغیر بھی مل سکتا ہے وہ باطل پر ہے اور فریب خوردہ ہے۔ اس کا دعویٰ غلط اور ناقابل التفات ہے۔

وہ سب لوگ جو اللہ کے طالب ہیں ان کے لیے مناسب ہے کہ ان باتوں کو اپنے سامنے رکھیں اور ایک دوسرے سے مل کر عمل کریں۔ اور یہ عمل بالخصوص شاہ محمد حسین رحمہ اللہ کے تعاون سے کریں جنہوں نے مجھ سے بیعت کر کے اس کا اقرار کیا ہے اور جن کو میں نے یہ ساری باتیں پوری طرح بتا دی ہیں اور ان کو اختیار دیا ہے کہ وہ تم سے بھی ایسے اقرار لیں اور میری جگہ یہ پاکیزہ عادات و اطوار تمھیں سکھائیں۔ اس لیے شاہ محمد حسین رحمہ اللہ موصوف کو مناسب ہے کہ ان احکام کو اختیار کریں جو ان کو بتا دیئے گئے ہیں۔ اپنے جسم و جان سے خدا کی طرف رجوع کریں اور ان احکام کے ظاہر و باطن پر عمل کر کے شرک و بدعات کی ہر گرد کو جھاڑ دیں جو اُن کے دامن پر پڑی ہو اور لوگوں کو راغب کریں۔ کہ ان سے بیعت کر کے عہد و اقرار کریں۔ خدا کرے میں اور میرے سارے رفقاء اس گروہ میں شامل ہو جائیں جو توحید کے معتقد اور شریعت کے متبع ہیں۔ (ملخصاً) مہر (اسمہٗ احمد ۱۲۳۵ھ)

(حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی ص 3)

☆.....☆.....☆

WWW.UBOARD.ORG

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ واذکر فی الکتاب اسمٰعیل (سورہ مریم)

مخدوم العلماء

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

(۱۸۹۵ - ۱۹۶۳)

ترتیب و تالیف

محترمہ سعدیہ ارشد بنت حافظ محمد ارشد صاحب

۱۹۸۹ء میں ایم اے علوم اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) کے لیے لکھا گیا مقالہ

ناشر

دار الدعوۃ السلفیۃ

31 - چینیز بلڈنگ روڈ لاہور پاکستان

ملنے کا پتہ

انجمن اسلامیہ سلفیہ

سعید اکیڈمی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

جملہ حقوق طباعت و اشاعت محفوظ ہیں

نام	----------	مولانا محمد اسماعیل سلفی
جمع و ترتیب	----------	سعدیہ ارشد
باہتمام	----------	احمد شاکر المکتبۃ السلفیۃ لاہور
مطبع	----------	پرنٹ یارڈ پرنٹرز
طبع اول	----------	نومبر 2002ء
ناشر	----------	دار الدعوۃ السلفیۃ لاہور
قیمت	----------	1/- روپے

WWW.UBQARI.ORG

''سوانح مخدوم العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی'' میں تصوف کی اہمیت

نام کتاب:۔ سوانح مخدوم العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

تالیف:۔ محترمہ سعدیہ ارشد بنت حافظ محمد ارشد صاحب

ذکر اولیاء کے وقت رحمت کا نزول:۔

(ناشر اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں) ''تنزل الرحمة عند ذکر الابرار'' ایک مشہور عربی مقولہ محاورہ ہے۔ لیکن افسوس کہ قیام پاکستان کے بعد جماعت اہل حدیث اس انداز کے نزول رحمت سے محروم ہی رہی۔ گزرنے والی نصف صدی میں بھی ہمیشہ کی طرح جماعت اہل حدیث کا دامن ہر قسم کے شعبہ ہائے حیات کے گنج ہائے گرانمایہ سے بھرا رہا، منبر خطابت ہو یا فن مناظرہ، میدان تحقیق ہو یا درس و تدریس، شروح احادیث ہوں یا علمائے متقدمین کے جواہر پاروں کی ترتیب و تدوین، تبلیغ دین ہو یا جماعت کی تنظیم، ملکی سیاسیات ہوں، یا عوامی بہبود کے رفاہی کام، اگر یوں کہا جائے کہ خیالات و آراء کی جکڑ بندیوں سے آزادی کے باعث اہل حدیث نے جس ذمہ داری کو بھی اٹھایا ان پر جو ذمہ داری بھی ڈالی گئی وہ ہم عصر سے بہت بہتر اس ذمہ داری سے عہدہ برآء ہوئے، لیکن من حیث الجماعت ہم نے نہ ان کے حالات اکٹھے کیے اور نہ ان کی خدمات مرتب کیں حالانکہ اسلاف کے حالات و خدمات ہی اخلاف کے لیے مینارہ نور ہوتے ہیں۔ (سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی ص15)

اولیاء کی دعا باعث سعادت:۔

مولانا حافظ عبدالحق صدیقی خطیب اعظم ساہیوال حضرت کے جنازے کی کیفیت بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ''جس شخصیت کے جنازے میں ہزاروں علماء اور ولی شامل ہوں اور وہ رو رو کر اللہ سے التجائیں کر رہے ہوں کہ اے اللہ! اس کے گناہوں سے درگزر فرما۔ اس کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرما۔ اس میں اور اس کی خطاؤں میں اتنا فاصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریک پاکستان

اور

اہل حدیث

تالیف: مولانا عبدالعظیم انصاری

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ تحریک پاکستان اور اہل حدیث

مصنف _____ مولانا عبدالعظیم انصاری

اشاعت _____

تعداد _____

قیمت _____

مطبع _____

WWW.UBQARI.ORG

کر دے جتنا مشرق و مغرب میں ہے۔ اے اللہ! اس کی مہمانی فرما۔ تو ایسے خوش نصیب کی بخشش میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ (سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص 41)

اصطلاحاتِ صوفیاء کا استعمال:۔

۳۱ مارچ ۱۹۵۵ء کی میٹنگ کے اگلے روز یعنی یکم اپریل ۱۹۵۵ء کو علوم اسلامی کی اس عظیم درس گاہ کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا۔ اس مبارک میٹنگ میں اس وقت کے امیر جمعیت اہل حدیث حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ، ناظم اعلی شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ قدوۃ السالکین جناب میاں محمد باقر رحمہ اللہ جھوک دادو والے اور امیر المجاہدین حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ جیسے اصحاب علم وفضل وزہد وتقویٰ شریک تھے۔ یہ جامعہ فیصل آباد میں لاہور، شیخوپورہ روڈ پر بیس ہزار مربع میٹر اراضی میں شمال مشرقی جانب واقع ہے۔

(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص 83)

☆.....☆.....☆

کتاب ''تحریک پاکستان اور اہل حدیث'' میں تصوف کا گلدستہ

نام کتاب:۔ تحریک پاکستان اور اہل حدیث .... تالیف:۔ مولانا عبدالعظیم انصاری

مشائخ صوفیاء علمائے اہل حدیث کی نظر میں:۔

مسلمانوں کی اس زبوں حالی اور ابتری سے جو لوگ متاثر ہوئے ان میں حضرت سید احمد شہید، مولانا محمد اسماعیل دہلوی رحمہما اللہ اور ان کے رفقائے کرام کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ یہ پاک باز اور نیک باطن خدا کے بندے دلوں میں اسلامی تڑپ لے کر اجتماعی طور پر میدان عمل میں نکلے اور پورے ہندوستان کے دیہات وقصبہ اور شہروں میں پہنچ کر مسلمانوں کو منظم کر کے انہیں جدوجہد کے لیے تیار کیا۔ (تحریک پاکستان اور اہل حدیث ص ۱۴، ۱۵)

WWW.UBQARI.ORG

لکھوی خاندان کی ابتدائی بیعت نقشبندیہ:۔

متحدہ ہندوستان خصوصاً پنجاب میں لکھوی خاندان نے نہایت شان دار علمی، دینی تبلیغی، تصنیفی اور سیاسی خدمات انجام دیں ہیں، خاندان کے جدامجد اور مورث اعلیٰ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے پنجابی شاعری میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں اسلامی تعلیم کو عام فہم اور آسان طریقے سے عوام میں پیش کیا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے قران مجید کی مکمل تفسیر پنجابی زبان میں نظم کی۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں مثلاً ''زینت الاسلام''، ''احوال الآخرت'' وغیرہ تصنیف کیں حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ، حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کے نامور خلفاء میں سے تھے۔ نہایت متورع، متدین، عابد وزاہد ولی اللہ اور خدارسیدہ بزرگ تھے۔ ان کے والد گرامی حافظ احمد رحمہ اللہ اور جدامجد حافظ محمد امین رحمہ اللہ بھی اپنے وقت میں صاحب فضل وکمال تھے۔ (تحریک پاکستان اور اہل حدیث ص 41)

لکھوی خاندان کی ابتدائی بیعت نقشبندیہ:۔

متحدہ ہندوستان خصوصاً پنجاب میں لکھوی خاندان نے نہایت شان دار علمی، دینی تبلیغی، تصنیفی اور سیاسی خدمات انجام دیں ہیں، خاندان کے جدامجد اور مورث اعلیٰ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے پنجابی شاعری میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں اسلامی تعلیم کو عام فہم اور آسان طریقے سے عوام میں پیش کیا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے قران مجید کی مکمل تفسیر پنجابی زبان میں نظم کی۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں مثلاً ''زینت الاسلام''، ''احوال الآخرت'' وغیرہ تصنیف کیں حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ، حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کے نامور خلفاء میں سے تھے۔ نہایت متورع، متدین، عابد وزاہد ولی اللہ اور خدارسیدہ بزرگ تھے۔ ان کے والد گرامی حافظ احمد رحمہ اللہ اور جدامجد حافظ محمد امین رحمہ اللہ بھی اپنے وقت میں صاحب فضل وکمال تھے۔ (تحریک پاکستان اور اہل حدیث ص 41)

WWW.JUBSARI.ORG

حلقہ ذکر نقشبند میں مریدین کا حال:۔

حافظ محمد بن حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا محی الدین عبدالرحمٰن رحمہ اللہ تھے۔ نہایت پارسا زیادہ تر خدا کی یاد میں مشغول رہتے۔ حلقہ ذکر میں صرف "اللہ" کی آواز سے لوگ بے ہوش ہو جاتے۔ آپ شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔ ۱۳۱۳ء ہجری میں حج بیت اللہ کیلئے گئے اور مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ جنت البقیع میں جلیل القدر صحابی رسول ﷺ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے پاس مدفون ہوئے۔ (تحریک پاکستان اور اہل حدیث ص ۴۱)

عارف باللہ مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ:۔

مولانا محمد علی رحمہ اللہ کے دو فرزندان گرامی مولوی محی الدین اور مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ تھے مولانا محی الدین نامور عالم دین، عارف باللہ اور درویش صفت بزرگ تھے۔ فکر آخرت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ دنیا کی طرف رغبت بہت کم تھی ۱۹۶۵ء میں پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ لیکن ماحول راس نہ آیا تو مستعفی ہو گئے۔ یہ خدا رسیدہ ولی کامل اور روحانی شخصیت ۲۸ فروری ۱۹۹۸ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کے چھوٹے بھائی مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ شروع سے ہی سیاست میں بھرپور حصہ لیتے رہے ہیں ایک عرصہ تک مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے امیر رہے۔ تیسری بار قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ پاکستان کی فلاح و بہبود کیلئے ملکی سیاست میں ہر طرح سرگرم تھے۔ (تحریک پاکستان اور اہل حدیث)

متصوف غزنوی خاندان کی نامور شخصیات:۔

غزنوی خاندان کے گل سرسبد، مجاہد حریت، عظیم سیاست دان، تحریک آزادی کے مقتدر راہنما اور نامور عالم دین حضرت مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی آزادی وطن کی خاطر مساعی، قید و بند اور مصائب و آلام کے بارے میں آپ سابقہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اس خاندان کے دیگر حضرات مولانا اسمٰعیل

WWW.UBQARI.ORG

العلم والعلماء

بارک اللہ فیہ دج 2
[illegible] سید نذیر حسین [illegible]
[illegible] 1163

طلب علم کا ماضی و حال

طلب علم کے سلسلے میں علمائے سلف کی جدوجہد کے
دل گداز تذکروں، عبرت انگیز قصوں اور بصیرت افروز نمونوں کا

دلکش مرقع

تالیف

(مولانا) عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری

ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ العلم والعلماء

مصنف _____ مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری

اشاعت _____

تعداد _____

قیمت _____

مطبع _____

WWW.UBQARI.ORG

غزنوی، سید عبدالغفار غزنوی رحمہ اللہ، سید عمر فاروق غزنوی رحمہ اللہ، سلطان ابن سعود ابن سعود (عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن) فرماں روا سعودی عرب کی طرف سے ہندوستان میں سفارتی امور انجام دیتے رہے۔ (تحریک پاکستان اور اہل حدیث ص ۴۲، ۴۳)

غزنوی صوفیاء کا فیض بھوجیانی خاندان میں:۔

موضع بھوجیاں ضلع امرتسر میں تحصیل ترنتارن کا ایک گاؤں تھا۔ تمام آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی، یہ بستی اہل علم، متدین، نیکوکار لوگوں اور اہل توحید کا مرکز تھی۔ مولانا فیض محمد جو حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے ان کی بدولت یہاں توحید وسنت کی شمع روشن ہوئی۔

☆.....☆.....☆

کتاب ''العلم والعلماء'' میں تصوف کی مہک

کتاب کا نام:۔ العلم والعلماء

مصنف:۔ مولانا عبدالرؤف خان رحمانی جھنڈانگری

اساتذہ ومشائخ کا احترام:۔

رأیت احق الحق حق المعلم واوجبه حفظا علی کل مسلم ، لقد حق ان یهدی الیه کرامة لتعلیم حرف واحد الف درهم

یعنی استاد کا حق سب حقوق سے بڑھ کر ہے اور ہر مسلمان کو اس حق کا لحاظ ضروری ہے اور استاذ تو اس لائق ہے کہ ایک ایک حرف پر ہزاروں درہم نذر کئے جاویں۔'' اب احترام اساتذہ پر چند واقعات ملاحظہ ہوں:۔

خلیفہ وقت کے بچوں کا ادب:۔

علامہ شبلی رحمہ اللہ نے ''المامون'' میں ابن خلکان تذکرۂ فراء کے حوالے سے لکھا ہے کہ خلیفہ مامون کے دو بچے فراء نحوی سے تعلیم پاتے تھے۔ ایک بار وہ کسی کام کے لیے

مسند تدریس سے اٹھا دونوں شہزادے دوڑے کہ جوتیاں سیدھی کر کے آگے رکھ دیں، چونکہ دونوں ساتھ پہنچ گئے تھے اس لئے پہلے تو جھگڑا ہوا پھر خود ہی طے کر کے ہر ایک نے ایک ایک جوتی سامنے لا کر رکھی۔ مامون نے ایک ایک چیز پر پرچہ نویس مقرر کر رکھے تھے۔ اس واقعہ کو بھی پرچہ نویسوں نے پہنچایا۔ مامون کو جب اطلاع ہوئی تو فراء بڑی شان سے دربار میں طلب ہوا مامون نے فراء سے کہا سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ فراء نے کہا امیر المؤمنین۔ مامون نے کہا سب سے زیادہ معزز وہ ہے جس کی جوتیاں سیدھی کرنے پر امیر المؤمنین کے لخت جگر آپس میں جھگڑا کریں۔ پھر خلیفہ مامون نے اہل دربار کو واقعہ سنایا اور استاذ و شہزادگان کو اعلیٰ قدر مراتب انعام دیا۔ اس واقعہ کو حافظ بخاری نے فتح المغیث میں مفصل نقل فرمایا ہے۔ (العلم والعلماء ص ۱۴)

حصول فیض کا ذریعہ اساتذہ و مرشد کا ادب:۔

محدث سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد کی نصیحت تھی کہ اپنے اساتذہ کی خدمت و اطاعت کو واجب سمجھو۔ اسی لئے میں اساتذہ کی خدمت میں مشہور تھا۔ میرے والد کا مقولہ تھا۔ لن یسعد بالعلماء الامن اطاعھم فاطعھم تسعد واخدمھم تقتبس من علمھم (تہذیب الاسماء جلد اول ص ۲۲۵) یعنی علماء و اساتذہ سے وہی فیض اٹھائے گا جو ان کی خدمت کرے گا..... (العلم والعلماء ص ۱۵)

ادب پر ایک تاریخی واقعہ:۔

خلیفہ ہارون الرشید نے شہزادہ مامون کی تعلیم کے لئے یزیدی جیسے مجتہد فن کو مقرر کیا تھا۔ ایک دن یزیدی حسب معمول آیا مامون اس وقت محل میں تھا۔ خدام نے یزیدی کے آنے کی اطلاع دی مگر کسی وجہ سے مامون کو کچھ دیر ہوگئی۔ مامون جب باہر آیا تو یزیدی نے چھ سات بیدرسید کئے۔ اتنے میں خادموں نے وزیر سلطنت جعفر بن یحییٰ برمکی کے آنے کی اطلاع کی۔ مامون فوراً آنسو پونچھ کر فرش پر بیٹھ گیا اور حکم دیا "اچھا آنے دو"، جعفر حاضر ہوتا ہے اور دیر تک باتیں کر کے واپس جاتا ہے۔ یزیدی نے پوچھا

کہ صاحبزادہ کچھ میری شکایت تو نہیں کی گئی؟ تو مامون نے سعادت مندی کے لہجہ میں کہا۔ استغفر اللہ میں اپنے والد ماجد ہارون الرشید سے تو کہنے کا نہیں، جعفر سے کیا کہوں گا؟ کیا میں نہیں سمجھتا کہ ادب و تعلیم سے مجھے کس قدر فائدے پہنچیں گے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۳۲۶)

اس واقعہ کو حافظ ذہبی اور علامہ یافعی رحمہما اللہ نے بھی تذکرہ اور مرآۃ الجنان میں قلم بند کیا ہے۔ (العلم والعلماء ص ۱۵)

اساتذہ کی بے انتہا خدمت وادب:۔

امام زہری رحمہ اللہ جو فن حدیث کے مدون اول ہیں۔ وہ اپنے استاد کی بے انتہا خدمت کرتے درس حدیث سے پہلے اپنے استاد کا ایک باغ سینچتے اور کنویں سے ڈول بھر بھر کر نکالتے اور یہ عمل روزانہ کرتے۔

(تذکرۃ الحفاظ جلد اول در ذکر شیخ عبید اللہ بحوالہ العلم والعلماء ص ۱۶)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا احترام اساتذہ:۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ احترام اساتذہ میں خود بھی بے نظیر تھے۔ فرماتے ہیں میری عمر گزر گئی، لیکن اس مدت میں میں نے ایسی نمازیں نہیں پڑھیں جن میں والدین کے ساتھ اساتذہ کے لئے دعا نہ کی ہو۔ (العلم والعلماء ص ۱۷، بحوالہ تہذیب الاسماء ج ۲، ص ۶۱۸)

راہِ سلوک کا فقر اور امام شافعی کی تنگدستی:۔

سلیمان بن ربیع کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے شمار کیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے استفادۂ علم کرنے والے اصحاب کتنے ہیں تو معلوم ہوا کہ نو سو سواریاں اہل علم کی موجود تھیں۔ یہ وہی امام ہیں جنہوں نے طالب علمی کا زمانہ نہایت تنگ دستی سے بسر کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں علم کا مزہ اس کو آتا ہے جس نے تنگ دستی میں علم سیکھا ہو۔ فرمایا زمانہ طالب علمی میں میری یہ حالت تھی کہ مجھے ضروری نوٹ کیلئے کاغذ بمشکل دستیاب ہوا کرتا۔ "تہذیب الاسماء للنووی" کے الفاظ ہیں "نشا

الشافعي يتيماً في حجر امه في قلة عيش وضيق حال"

(العلم والعلماء ص ۲۴، بحوالہ تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۴۶ وتاریخ المشاہیر ص ۱۸)

سفیان ثوری کا امام اعظم کا ادب کرنا:۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے بھائی کا انتقال ہو گیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ان کے پاس تعزیت میں گئے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے امام صاحب رحمہ اللہ کا استقبال فرمایا اور تکریم وتعظیم کرتے ہوئے امام کو اپنی جگہ پر لا کر بٹھایا اور خود سامنے بیٹھ گئے کچھ لوگوں نے اختلاف مسلک کے باوجود اس طرح برتاؤ پر تعجب کا اظہار کیا تو سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا مجھے ان کے علم کا احترام لازم ہے۔ اگر اس کا لحاظ بھی نہ کروں تو مجھے ان کی نقاہت کا لحاظ لازم ہے اگر اس کا بھی لحاظ نہ کروں تو مجھے عمر میں ان کے بڑے ہونے کا احترام ضروری تھا۔ اگر اس سے صرف نظر کر لیں تو پھر ان کے ورع وتقویٰ وتدین کا لحاظ لازم ہے۔ (العلم والعلماء ص ۳۸، بحوالہ تہذیب الاسماء ج ۲ ص ۲۲۰)

امام صوفیاء حافظ الحدیث کا ادب:۔

خلیفہ ہارون رشید رحمہ اللہ کے ساتھ مقام رقہ میں ملکہ زبیدہ بھی موجود تھی، اتفاق سے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی تشریف آوری رقہ میں ہوئی۔ امام کی آمد پر ایک شور وغل کی آواز بلند ہوئی ملکہ زبیدہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حافظ الحدیث عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ رقہ میں آرہے ہیں۔ اہل شہر ان کے استقبال میں بھاگ دوڑ کر رہے ہیں ملکہ نے فرمایا "هذا والله الملك" قسم بخدا بادشاہ تو ان کو کہتے ہیں ان کے سامنے ہارون کی بادشاہت ہیچ ہے کیونکہ امام کی تکریم وتعظیم میں آدمی بے تابی اور اشتیاق سے دوڑ رہا ہے اور ہارون کی آمد پر آدمی صرف پولیس وحکام کے ڈر سے آتے ہیں۔ (العلم والعلماء ص ۳۸، بحوالہ طبقات ابن سعد ج ۱۰)

نابینا محدث کا ادب:۔

حضرت ابومعاویہ الضریر رحمہ اللہ ایک نابینا محدث تھے ہارون رشید رحمہ اللہ نے

ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ
وما نھٰکم عنہ فانتھوا

نصرۃ الباری
فی بیان صحۃ البخاری

مصنف:۔
مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:۔نصرۃ الباری فی بیان صحۃ البخاری

مصنف _____ مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری

اشاعت _____

تعداد _____

قیمت _____

مطبع _____

WWW.UBQARI.ORG

ابو معاویہ رحمہ اللہ سے بھی احادیث کا سماع کیا تھا۔ ایک دن کا حال ابو معاویہ نے حضرت علی بن مدینی رحمہ اللہ (امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ) سے اس طرح بیان کیا کہ کھانا کھا کر میں جب فارغ ہوا تو ہاتھ دھونے لگا میں تو نہ سمجھ سکا کہ میرا ہاتھ کون دھلا رہا ہے۔ لیکن ہارون نے خود پوچھا کہ مولانا آپ کا ہاتھ کس نے دھلایا ہے؟ فرمایا مجھے کیا علم ہوسکتا ہے؟ ہارون نے کہا میں نے آپ کا ہاتھ خود ہی دھلایا ہے۔ اجلالاً للعلم اور آپ کے علم کا احترام ہی میرے پیش نظر ہے۔

(العلم والعلماء ص ۳۸، بحوالہ تاریخ خطیب ج ۴ ص ۹)

☆.....☆.....☆

کتاب ''نصرۃ الباری'' میں تصوف کا اشارہ

نام کتاب:۔ نصرۃ الباری فی بیان صحۃ البخاری

مصنف:۔ مولانا عبدالرؤف خان رحمانی جھنڈانگری

عبادت میں طے الوقت حاصل ہونا:۔

امام بخاری رحمہ اللہ رمضان مبارک میں تراویح کے بعد ایک ثلث قرآن پڑھ کر سوتے اس طرح قرآن ختم کرتے اور دن کا معمول یہ تھا کہ صبح سے افطار کے مابین ایک ختم روزانہ علیحدہ فرمایا کرتے۔ (مقدمہ فتح الباری)

علامہ یافعی رحمہ اللہ و ابن الجوزی رحمہ اللہ نے دیگر ائمہ حدیث کے یومیہ ختم قرآن کے واقعات کو قلم بند فرمایا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور دنوں میں ایک قرآن روزانہ ختم کرتے مگر رمضان میں دو قرآن روزانہ ختم فرماتے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ عام طور پر ایک قرآن ختم فرماتے مگر رمضان مبارک میں تین قرآن روزانہ ختم فرماتے۔ (مرأۃ الجنان ج ۲)

دبستانِ حدیث

برصغیر پاک و ہند کے علمائے اہلحدیث کی خدماتِ حدیث کا منفرد تذکرہ

از قلم
مؤرخ اہل حدیث
محمد اسحاق بھٹی

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات
کتاب ہذا
کی
فوٹو کاپی
کے لیے
کوشش

اس کتاب کے
جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

اشاعت اول ۲۰۰۸ء

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ ● غزنی سٹریٹ ● اردو بازار ● لاہور پاکستان
موبائل فون ● ایزی پیسہ ● فیس بک

قدوسیہ اسلامک پریس
Tel: +92-42-7391124,7230585
info@quddusia.com
www.quddusia.com

WWW.UBQARI.ORG

غرض امام بخاری رحمہ اللہ اتباع سنن، زہد و طاعت کے اعتبار سے بھی جامع المحاسن والفضائل تھے۔ (نصرۃ الباری ص۲۰۳ تا ۲۰۷)

☆.....☆.....☆

کتاب ''دبستان حدیث'' میں تصوف کا گلدستہ

نام کتاب:۔ دبستان حدیث.... مصنف:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

سید احمد شہید رحمہ اللہ کے مرشد:۔

(واقعہ شیخ الکل میاں نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ) پہلی ملاقات سید صاحب رحمہ اللہ اور مولانا شہید رحمہ اللہ سے یہیں پٹنہ میں ہوئی تھی''۔ معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب رحمہ اللہ اور مولانا شہید رحمہ اللہ کی اس پندرہ روزہ صحبت اور وعظ کی برکت سے میاں صاحب رحمہ اللہ کے دل میں دہلی جانے کا خیال پیدا ہوا۔ کیوں کہ اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ زندہ تھے اور دہلی میں تشریف فرما تھے۔ وہ حضرت مولانا شہید رحمہ اللہ کے عظیم القدر خاندان کے رکن اعلیٰ اور سید احمد شہید رحمہ اللہ کے مرشد تھے۔ (دبستان حدیث ص۲۹، ۳۰)

خانوادۂ نقشبندیہ سے کسب علم:۔

(شیخ الکل میاں نذیر حسین رحمہ اللہ) نے صحیح بخاری اور تفسیر بیضاوی کا درس مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی رفاقت میں شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ سے لیا تھا۔ (دبستان حدیث ص۳۲)

حضرت شاہ (عبدالعزیز رحمہ اللہ) صاحب ان کے ورود دہلی سے قبل سفرِ آخرت پر روانہ ہو چکے تھے اور ان کی جگہ مسند درس پر ان کے لائق ترین نواسے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ متمکن تھے، جن کے حلقۂ درس حدیث کو تمام ہندوستان کے شائقین حدیث کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے بھی علوم رسمیہ

WWW.UBQARI.ORG

سے فراغت کے بعد علوم تفسیر وحدیث اور فقہ کی تحصیل کے لئے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ کے مرکز حدیث کا رخ کیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ ممدوح سے میاں صاحب رحمہ اللہ نے صحاح ستہ کی تکمیل کی، نیز تفسیر جلالین، تفسیر بیضاوی، کنز العمال اور حافظ سیوطی رحمہ اللہ کی جامع صغیر کا درس لیا۔ علاوہ ازیں تیرہ برس کی مدت مدید تک ان کی صحبت بابرکت سے مستفیض ہوتے رہے۔ (دبستان حدیث ص ۳۳)

خاندان شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نقشبندیہ کے جانشین:۔

تدریس علوم حدیث میں خانوادۂ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے اصل وارث حضرت میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ تھے۔ (دبستان حدیث ص ۴۰)

حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہما اللہ کی مسند درس و افتاء پر حضرت میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ ہی متمکن ہوئے۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ ''میاں صاحب'' کا لقب اس زمانے میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے خاندان کے لیے مخصوص تھا۔ پہلے شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کو میاں صاحب کہا جاتا ہے۔ بعد ازاں ان کے جانشین حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ کو میاں صاحب کہا جانے لگا۔ پھر بہ سلسلہ جانشینی ان سے منتقل ہوتا ہوا یہ لقب حضرت سید نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ تک پہنچا اور ان کی ذات گرامی پر اس طرح چسپاں ہوا کہ میاں صاحب اور سید نذیر حسین گویا دو مترادف لفظ قرار پا گئے۔ جوں ہی علمی اور تدریسی حلقے سے تعلق رکھنے والے کسی شخص کی زبان سے میاں صاحب کا لفظ ادا ہوا فوراً ذہن سید نذیر حسین رحمہ اللہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ (دبستان حدیث ص ۴۰، ۴۱)

تسبیح کا استعمال فرمانا:۔

جیب میں تسبیح بھی رہتی اور وہ ہاتھ میں بھی منتقل ہو جاتی۔ ماثورہ اوراد و اذکار پڑھنے کا سلسلہ بھی جاری رکھتے۔ گیارہ بجے مسجد سے گھر تشریف لے جاتے اور بارہ بجے واپس مسجد آ جاتے۔ اس وقت سے مغرب تک تین وقتوں کی نمازوں اور درس کے

سوا اور کوئی کام نہ ہوتا۔ مغرب کی نماز پڑھ کر گھر چلے جاتے اور پھر ثلث شب کے قریب نماز عشاء کے لیے مسجد آتے۔ حوائج ضروریہ کے اوقات کے علاوہ اس تمام وقت میں وہ باوضو اور طاہر رہتے۔ (دبستان حدیث ص ۵۳)

الفقر فخری کی عملی مثال:۔

میاں صاحب رحمہ اللہ کے جاں نثار معتقدین میں سے دہلی کے ایک مشہور سوداگر میاں عطاء اللہ رحمہ اللہ پنجابی تھے۔ انہوں نے ایک دن عرض کیا کہ حضور آپ بہت ضعیف ہو گئے ہیں، ٹاٹ پر بیٹھ کر پڑھانے میں آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ روئی کا گدہ بنا دیتا ہوں۔ اس پر بیٹھ کر طلباء کو پڑھایا کیجئے۔ فرمایا: ''پرانی قبر پر کیا کچھ کرو گے''۔ ان کی درخواست میاں صاحب رحمہ اللہ نے منظور نہیں فرمائی۔ یہی معنی ہیں حدیث کے ان الفاظ کے ''کن فی الدنیا کانك غریب اور عابر سبیل''۔

(دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو، جیسے کہ تم اجنبی ہو یا مسافر ہو۔)

(دبستان حدیث ۶۰)

مقام فنافی الرسول اور فنافی اللہ:۔

میاں صاحب رحمہ اللہ کے حالات زندگی اس حقیقت کی وضاحت کرتے ہیں کہ ان کے قلب صافی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت راسخ ہو چکی تھی اور ان کی لوح ذہن پر قرآن وحدیث سے مودتِ صحیحہ کے نشانات مرتسم ہو گئے تھے۔ ''من احب شیئاً اکثر ذکرہ'' (جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے، زیادہ تر اسی کی یاد میں مشغول رہتا ہے) کے مطابق یہی باتیں ان کے ورد زبان رہتی تھیں۔

(دبستان حدیث ص ۶۵)

مولانا جامی کا شعر ہے:

خوش آں منبر و مسجد و خانقاہے که درو ے بود قیل و قال محمد ﷺ

میاں صاحب رحمہ اللہ کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

مجتے ست کہ دل رانمی دہد آرام وگرنہ کیست کہ آرام جان نمی خواہد

(دبستان حدیث)

مقام فنائیت میں استغراقی وجذبی کیفیات:۔

بعض اوقات حدیث پاک کا درس دیتے ہوئے حضرت ممدوح پر عجیب وغریب قسم کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ ایک دن صحیح بخاری کے سبق میں نبی ﷺ کی وفات کے متعلق حدیث آئی تو ایک دم دل کی دنیا بدل گئی اور ایسا گریہ طاری ہوا کہ سبق موقوف کر دیا۔ یہ حالت دیکھ کر طلباء پر بھی تأثر نے غلبہ پالیا اور دیکھتے ہی دیکھتے محفل درس کا رنگ بدل گیا۔ مولانا فضل حسین بہاری رحمہ اللہ کے بقول اس قسم کا واقعہ پہلے کبھی پیش نہیں آیا تھا۔ ان کے نزدیک اپنی نوعیت کا یہ پہلا اور آخری واقعہ تھا۔ ہم بھی اس موضوع کی حدیثیں پڑھتے ہیں اور نبی ﷺ کے واقعۂ ارتحال کا مطالعہ بھی کرتے ہیں اور لوگوں کو سناتے بھی ہیں، لیکن ہماری یہ حرماں نصیبی ہے کہ نہ اس کا اثر ہمارے دل پر ہوتا ہے اور نہ ہمارا ذہن اس سے متاثر ہوتا ہے۔ بس ایک واقعہ کی صورت میں اسے بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہمارے سننے والے بھی اس سے کوئی اثر نہیں لیتے۔

(دبستان حدیث ص ٦٦، ٦٧)

شاہ فضل الرحمٰن نقشبندی گنج مرادآبادی سے مراسم:۔

میاں صاحب رحمہ اللہ اپنے عہد کے معروف ترین اہل حدیث عالم تھے، لیکن اپنے دور کے غیر اہل حدیث حضرات سے بھی مخلصانہ مراسم رکھتے تھے اور ان کے ساتھ ان کی خط وکتابت بھی رہتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک طالب علم نے ان سے درخواست کی کہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ کے نام خط لکھ دیں کہ وہ اس کی تعلیم وتربیت کریں۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے خط لکھ کر اسے دیدیا۔ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ نے اس خط کے جواب میں میاں صاحب رحمہ اللہ کو لکھا کہ آپ نے اس شخص کو میرے پاس کیوں بھیج دیا۔ وہ کون سی ایسی شرعی بات ہے جو

ہم جانتے ہیں اور آپ نہیں جانتے۔ ہم آپ سے بڑے عالم نہیں ہیں۔

(دبستان حدیث ص ٦٧)

شیخ الکل کا سلسلہ بیعت تصوف:۔

میاں صاحب رحمہ اللہ کا بیعت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ جو لوگ ان کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے خواہاں ہوتے، میاں صاحب رحمہ اللہ ان کو اپنے حلقۂ بیعت میں شامل فرماتے اور انہیں نصیحتیں کرتے۔ ان کا کوئی شاگرد بیعت کرنا چاہتا تو فرماتے تم تو ہمارے شاگرد ہو، یہی کافی ہے۔ اس کے بعد بھی کوئی اصرار کرتا تو بیعت لے لیتے۔ جس مجمع میں کسی سے بیعت لیتے تمام حاضرین اس میں شامل ہو جاتے۔

بیعت کی سفارش کرنا:۔

مولانا شاہ مختار الحق رحمہ اللہ اپنے زمانے کے ممتاز عالم تھے۔ وہ بیعت کے لیے حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں امرتسر گئے۔ حضرت نے فرمایا تم دہلی جاؤ۔ وہاں کچھ عرصہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی صحبت میں رہو اور ان سے استفادہ کرو۔ ان سے اجازت لے کر یہاں آؤ۔ چنانچہ پہلے وہ دہلی گئے اور کچھ عرصہ میاں صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں گزارا۔ پھر میاں صاحب رحمہ اللہ کا خط لے کر امرتسر گئے اور حضرت عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے حضور وہ خط پیش کیا۔ بعد ازاں حضرت ممدوح نے ان سے بیعت لی اور حلقہ مسترشدین میں شامل کیا۔

(دبستان حدیث ص ٦٧، ٦٨)

میاں صاحب کا تبرک سنبھال کر رکھنا:۔

بچوں سے میاں صاحب رحمہ اللہ بے حد شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ حضرت مولانا شمس الحق صاحب ڈیانوی رحمہ اللہ (صاحب عون المعبود) کا شمار حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ میں ہوتا تھا۔ وہ حضرت کی وفات سے چار مہینے قبل اپنے چھوٹے بیٹے حافظ ایوب کو (جو اس وقت قرآنِ مجید حفظ کر رہا تھا) لے کر دہلی

WWW.UBQARI.ORG

گئے اور میاں صاحب رحمہ اللہ سے اس کے لیے دعا کی درخواست کی۔ میاں صاحب رحمہ اللہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔ پھر قرآن سنانے کو کہا۔ باوجود کہ اس وقت میاں صاحب رحمہ اللہ کو بہت ثقل سماع ہو گیا تھا، لیکن ہونٹوں کی حرکت سے غلط اور صحیح کا اندازہ کر کے برابر لقمہ دیتے جاتے تھے۔ اس کے بعد اس بچے کو ایک روپیہ انعام دیا جو طویل عرصے تک برکت کے طور پر مولانا شمس الحق صاحب رحمہ اللہ کے گھر میں محفوظ رہا۔ (دبستان حدیث ص ۷۳)

اساتذہ کی اولاد کا احترام:۔

دہلی شہر اور شرفائے دہلی سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کو قلبی تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ بالخصوص خاندان شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے ارکان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حضرت شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ کے ایک ہی بیٹے تھے جو خورجہ رہتے تھے۔ ان کی علمی دست گاہ زیادہ نہ تھی۔ وہ دہلی اکثر آتے اور میاں صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات کرتے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو میاں صاحب رحمہ اللہ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاتے اور انتہائی تکریم سے پیش آتے۔ مفلوک الحال مغل شہزادوں کا بھی وہ بہت اکرام کرتے تھے۔ بالعموم دلی والوں سے ان کا یہی معاملہ تھا۔

وفات سے پینتیس چالیس برس پہلے ان کے اعزہ واقارب اور اہل وطن نے بار بار کہا کہ آپ نے دلی میں طویل عرصہ گزار لیا۔ اب وطن آ جائیں اور وہاں سکونت اختیار کر لیں تاکہ اس نواح کے لوگوں کو بھی اس سعادت سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع ملے۔ لیکن میاں صاحب رحمہ اللہ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اور شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ کی مسند خلافت سے علیحدہ ہونا گوارا نہ کیا اور اسی سرزمین میں مرنے کو ترجیح دی۔ (دبستان حدیث ص ۷۳، ۷۴)

اساتذہ واسلاف کی تعظیم واحترام:۔

جناب میاں صاحب رحمہ اللہ اپنے اساتذہ کا ذکر نہایت مؤدبانہ الفاظ میں کرتے

تھے۔ان سے متعلق کسی بات کا تذکرہ فرماتے تو بہ صورت جمع ''ہمارے حضرات'' کے الفاظ استعمال فرماتے۔حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہم اللہ کے اسمائے گرامی بالخصوص بہ درجہ غایت ادب سے زبان پر لاتے۔قرآن اور حدیث کی کسی عبارت کا ترجمہ کرنا مقصود ہوتا تو فرماتے مجھ سے اس کا ترجمہ سنو جو ہمارے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے اور بیان مسائل میں بھی انہی بزرگان عالی قدر کے اقوال بہ سند پیش فرماتے اور ارشاد ہوتا ''ہمارے حضرات یوں فرماتے ہیں۔'' اس پر کوئی طالب علم اگر یہ کہہ دیتا کہ حضرات کا کہنا سند نہیں ہوسکتا، اصل سند قرآن وحدیث ہے تو خفگی کے انداز میں فرماتے۔''تم ان کے متعلق ایسی باتیں کرتے ہو، کیا یہ حضرات گھس کٹے تھے؟ یوں ہی باتیں بناتے تھے؟'' (دبستان حدیث ص ۷۴)

شیخ سعدی کی ''بوستان'' کی اہمیت:۔

ایک مرتبہ بخاری شریف پڑھا رہے تھے کہ کسی حدیث کی تائید میں شیخ سعدی رحمہ اللہ کی ''بوستان'' کا ایک شعر پڑھا۔ایک طالب علم بول اٹھا کہ بوستاں کیا بخاری کی شرح ہے کہ اس کے شعر کا حوالہ دیا گیا؟

فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ بوستان کیا ہے؟ مجھ سے بوستاں پڑھو تو اس کی حقیقت کا تمہیں پتہ چلے۔(دبستان حدیث ص ۷۵، ۷۶)

تسبیح استعمال فرمانا:۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تسبیح بالعموم ہاتھ میں رکھتے اور ذکر واذکار کرتے رہتے تھے۔آخری دنوں میں کم زوری زیادہ ہوگئی تو تسبیح ہاتھ سے گر جاتی تھی اور بے چینی سے اُسے تلاش کرتے تھے۔جب اردگرد بیٹھنے والوں کو معلوم ہوگیا کہ تسبیح ہاتھ سے گر جانے کی وجہ سے انہیں پریشانی ہوتی ہے تو وہ فوراً تسبیح اٹھا کر ان کے ہاتھ میں تھما دیتے اور وہ پڑھنے میں مصروف ہو جاتے۔اگر تسبیح جلدی سے ہاتھ میں نہ آتی تو

انگلیوں پر پڑھتے رہتے۔ کبھی تسبیح خود ہی بستر پر رکھ دیتے، کبھی گلے میں ڈال لیتے، غرض زبان پر ہر وقت تسبیح وتحمید کا سلسلہ جاری رہتا۔ بے ہوشی کی حالت میں بھی ذکر الٰہی سے ان کی انگلیاں حرکت میں رہتیں اور لب اللہ کی یاد میں ہلتے رہتے۔

(دبستان حدیث ص ۹۳، ۹۴)

اشاعت حدیث میں متصوفین علماء کا کردار

(بارھویں صدی ہجری) میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تبلیغی و تصنیفی مہمات نے شہرت پائی۔ پھر ان کے صاحب زادگان گرامی قدر (حضرت شاہ عبدالعزیز محدث رحمہ اللہ، حضرت شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ اور حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ) اور ان کے شاگردوں کی تدریسی و تصنیفی خدمات کا ایک طویل سلسلہ چلا۔ مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ، میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ، نواب سید صدیق حسن خاں رحمہ اللہ، مولانا شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ عظیم آبادی، مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ، مولانا محمد ابراہیم آروی رحمہ اللہ، حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ، مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ، امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ، مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ اور دیگر بہت سے حضرات عالی قدر اسی سلسلۃ الذہب کے تابندہ موتی ہیں۔ (دبستان حدیث ص ۱۱۱)

''پٹنہ'' شہر میں صوفیاء علماء کی خدمات:۔

پٹنہ میں جب مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی تو اس کا پہلا دارالحکومت بہار شریف تھا جو وہاں کا ایک تاریخی شہر ہے اور وہ بختیار خلجی کے عہد سے لے کر شیر شاہ سوری کے زمانے تک اس صوبے کا صدر مقام رہا۔ شیر شاہ سوری نے جب شہر پاٹلی پتر میں قلعہ تعمیر کرایا تو ۱۵۴۱ء میں بہار شریف کے بجائے صوبے کا دارالحکومت پاٹلی پتر کو بنا دیا گیا، جسے آگے چل کر ''پٹنہ'' کہا جانے لگا۔ اس علاقے میں بہت سے علماء، مصنفین،

WWW.UBOARD.ORG

مجاہدین، سیاست دان اور صوفیائے کرام رحمہم اللہ پیدا ہوئے، جنہوں نے اپنے دائرے میں بے حد خدمات سرانجام دیں اور بڑی شہرت پائی۔ ان میں شیخ شرف الدین منیری رحمہ اللہ، قاضی محب اللہ بہاری رحمہ اللہ، مولانا ولایت علی صادق پوری رحمہ اللہ، سید میاں نذیر حسین رحمہ اللہ، علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ، سر سید علی امام رحمہ اللہ اور سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ جیسے اکابر شامل ہیں۔ (دبستان حدیث ص ۱۱۲)

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی رحمہ اللہ:۔

برصغیر کے ماہرین حدیث کی ذی قدر جماعت اور حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ کی وسعت پذیر فہرست میں حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی رحمہ اللہ کا اسم گرامی نہایت نمایاں حروف میں مرقوم دکھائی دیتا ہے۔
(دبستان حدیث ص ۱۴۴)

نماز تہجد میں مرتبۂ احسان کی کیفیات:۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا رحیم آبادی رحمہ اللہ کو علم و تحقیق کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ کی نعمت بھی فراوانی سے عطا فرمائی تھی۔ ان سے تہجد کی نماز کبھی فوت نہیں ہوئی۔ صحت، علالت، حضر، سفر، یہاں تک کہ ریل کے سفر میں بھی اس کا التزام رہا۔ جب بیماری نے زیادہ غلبہ پا لیا تو بستر پر ہی تہجد کی نماز ادا فرمانے لگے تھے، روزانہ قرآن مجید کے دو یا تین پارے بھی پڑھ لیتے۔ نماز نہایت خشوع و خضوع سے پڑھتے۔ نماز میں ان پر نبی ﷺ کے فرمان "ان تعبد الله كانك تراه" کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ (دبستان حدیث ص ۱۷۴)

قرب صالحین میں خواہش تدفین:۔

مولانا مرحوم و مغفور نے اپنی زندگی ہی میں قبرستان کے پہلے دروازے کے سامنے تدفین کے لئے جگہ تجویز کر رکھی تھی، لیکن آخری وقت میں وصیت فرمائی کہ پہلی جگہ پر تدفین کے متعلق میرا ارادہ بدل گیا ہے اب مجھے قبرستان میں حافظ محمد عمر رحمہ اللہ کے قریب دفن کیا جائے۔ اس لیے کہ وہ صالح نوجوان تھا، اس کی رفاقت میرے لیے

مناسب ہوگی، چنانچہ ان کی وصیت کے مطابق خاندانی قبرستان میں شب کے دس بجے انہیں دفن کر دیا گیا۔ (دبستان حدیث ص ۱۸۰)

نواب صاحب رحمہ اللہ کی وجہ سے بہت سے اہل علم بھوپال آئے اور بھوپال نے مجمع علماء اور مرکز شعراء کی حیثیت اختیار کر لی۔ ان میں سے متعدد حضرات کا تذکرہ ڈاکٹر رضیہ حامد نے اپنی کتاب ''صدیق حسن خاں'' میں کیا ہے۔ ان بزرگان ذی احترام میں سے ایک بزرگ مولوی قدرت اللہ قدرت رحمہ اللہ تھے جو اپنے دور کے مشہور شاعر اور عالم دین تھے۔ ان کا خاندان ہمیشہ فضل و کمال اور شعر و ادب میں ممتاز رہا۔ ۱۹۷۳ء میں ہندوستان کے منصب نائب صدارت پر جسٹس ہدایت اللہ فائز تھے، وہ مولوی قدرت اللہ قدرت کے حقیقی پوتے تھے۔ نواب صاحب رحمہ اللہ سے مولوی قدرت اللہ قدرت کے گہرے مراسم تھے اور مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ کے مدرسے میں نواب صاحب اور مولوی قدرت اللہ صاحب ہم مکتب تھے اور دونوں کے حجرے بھی قریب قریب تھے۔ اب ایک عجیب واقعہ ملاحظہ فرمائیے جو ڈاکٹر رضیہ حامد نے تحریر فرمایا ہے۔ یہ واقعہ مولانا سید عبدالخالق نقوی پروفیسر عربی اسکول آف فارن لنگویجز دہلی نے محترمہ مصنفہ کے والد مکرم سید فتح علی صاحب سے بیان کیا تھا۔

ایک دن مولوی قدرت اللہ صاحب فجر کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جانے لگے تو دیکھا کہ صدیق حسن خاں سردی میں ٹھٹھر رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے ان پر اپنا دوشالہ اڑھا دیا۔ گرمی حاصل ہوئی تو صدیق حسن خاں کو نیند لگ گئی۔ جب نیند کھلی تو درس شروع ہو چکا تھا۔ وہ درس میں پہنچے تو مولانا فضل الرحمٰن رحمہ اللہ نے فرمایا:

''کہیے نواب صاحب! اب تشریف لا رہے ہیں۔''

یہ بات صدیق حسن خاں کی طبیعت پر گراں گزری اور وہ اپنے حجرے میں آ کر ہچکیوں سے رونے لگے۔ مولوی قدرت اللہ نے جا کر حال معلوم کیا تو انہوں نے مولانا کے الفاظ سنائے اور انہیں طنز قرار دیا۔ لیکن مولوی قدرت اللہ یہ جملہ سن کر محظوظ

ہوئے اور بولے: ''ارے روتا کیوں ہے۔ دیکھنا حضرت کا کہنا سچ ثابت ہوگا اور تو ایک دن نواب بنے گا۔'' پھر مولوی صاحب نے ایک پرچہ ان کو لکھ کر دیا کہ جب صدیق حسن خاں نواب ہوں گے تو قدرت اللہ کو ایک سو چودہ روپے کی نوکری دیں گے۔ صدیق حسن خاں رحمہ اللہ نے اس پرچے پر دستخط کر دیئے اور بات ختم ہوگئی۔

حصول تعلیم کے بعد تلاش معاش کے لیے صدیق حسن خاں رحمہ اللہ بھوپال آئے اور مولوی قدرت اللہ میسور چلے گئے۔ جب شاہ جہاں بیگم سے صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کی شادی ہوگئی تو قدرت اللہ نے بھوپال کا رخ کیا اور نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کے پاس تشریف لائے اور وہ پرچہ انہیں دکھایا۔ نواب صاحب بہت خوش ہوئے اور فوراً ان کو ایک سو چودہ روپے ماہانہ پر مہتمم کوٹھیات کے عہدے پر مقرر فرما دیا۔

(دبستان حدیث ص ۲۸۰، ۲۸۱)

مولانا ابو محمد ابراہیم آروی صوفیاء کے جانشین:۔

مولانا ابو محمد ابراہیم آروی رحمہ اللہ ۱۲۶۷ھ (۱۸۵۱ء) میں آرہ کے ملکی محلّہ میں پیدا ہوئے۔ مولوی عبدالمالک آروی رحمہ اللہ کے بقول حضرت مولانا ہمارے بزرگان سلف اور صوفیائے کرام کے صحیح طور سے نقش قدم پر تھے۔ آپ رمضان کے آخری عشرے کی راتوں کو خود بھی جاگتے اور لوگوں کو تہجد اور نوافل پڑھنے کی بھی تلقین فرماتے۔ آپ کے جاری کردہ مدرسہ احمدیہ سے متعدد بڑے بڑے علماء نے تحصیل علم کی اور کئی جید علمائے عظام اس میں خدمت تدریس سرانجام دیتے رہے۔

حضرت شاہ عین الحق پھلواروی کا بھی (جنہیں صحیح معنوں میں بہار کے ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کہا جاسکتا ہے) کچھ عرصہ اس درسگاہ میں فیض درس جاری رہا۔

(دبستان حدیث ص ۲۴۰)

مولانا رفیع الدین شکرانوی کا روحانی فیض:۔

مولانا رفیع الدین شکرانوی رحمہ اللہ صوبہ بہار کے قصبے شکرانواں میں پیدا ہوئے.....

انہوں نے مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے روحانی فیض حاصل کیا اور مولانا سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے کتب حدیث پڑھیں۔ (دبستان حدیث ص ۲۵۱)

مولانا فقیر اللہ مدراسی کی بیعت:۔

مولانا ممدوح ۱۲۸۰ھ (۱۸۶۳ء) کو کھڈ مصرال شاہ پور (ضلع خوشاب پنجاب) میں پیدا ہوئے ..... ابتدائی تعلیم اپنے برادر کبیر مولانا محمد رحمہ اللہ سے حاصل کی جو حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ اس کے بعد شیخ حسین عرب رحمہ اللہ سے مستفید ہوئے۔ حضرت مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ کے چشمۂ فیض سے بھی سیراب ہوئے اس کے بعد امرتسر کا قصد کیا۔ امرتسر کے مدرسہ غزنویہ کا اس وقت بڑا شہرہ تھا اور اس کی مسند تدریس حدیث پر حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ متمکن تھے۔ مولانا فقیر اللہ رحمہ اللہ نے ان کے علم و عرفان سے خوب استفادہ کیا۔ یعنی ان سے حصول علم بھی کیا اور ان کے حلقۂ بیعت میں بھی داخل ہوئے۔ امرتسر سے فراغت کے بعد دہلی گئے اور شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ کے آستانہ فضیلت پر حاضری دی۔ ان سے کتب حدیث پڑھیں اور سند و اجازت سے مفتخر ہوئے۔ (دبستان حدیث ص ۲۵۲)

اخلاقیات اور تصوف پر چھپن کتابیں:۔

نواب صاحب رحمہ اللہ دنیائے اسلام کے کثیر التصانیف مصنف ہیں۔ ان کی چھوٹی بڑی تصانیف کی کل تعداد ۲۳۰ کے لگ بھگ ہے..... اڑتیس کتابیں اخلاقیات کے موضوع پر، سترہ کتابیں تصوف کے موضوع پر تصنیف فرمائیں۔

نواب صاحب کا سلسلہ نسب تینتیس واسطوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ نواب صاحب رحمہ اللہ کے والد مکرم کا اسم گرامی سید اولاد حسن تھا جو ۱۲۱۰ھ (۹۶-۱۷۹۵ء) میں ہندوستان کے شہر قنوج میں پیدا ہوئے۔ قنوج اور لکھنؤ کے بعض معروف اساتذہ سے حصول علم کے بعد سید اولاد حسن ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۸ء) میں دہلی

گئے۔ وہاں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ رفیع الدین رحمہما اللہ سے استفادہ کیا اور شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ امیر المجاہدین سید احمد شہید رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی۔ (دبستان حدیث ص ۲۶۴)

صحبت اہل اللہ کی ضرورت:۔

''ابقاء المنن'' میں فرماتے ہیں: ''صحبت اہل جہاں سے تہہ دل سے بے زار رہتا ہوں اور اہل علم کی صحبت کو دوست رکھتا ہوں..... ایسے لوگوں کی صحبت ہو جو مذاکرۂ علمی یا ذکر الٰہی کریں۔'' (دبستان حدیث ص ۲۷۶)

معمولات:۔ تقویٰ وتورع کے اوصاف ان کے مزاج میں راسخ ہو چکے تھے۔ نماز تہجد بارہ رکعت..... نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن اور مختلف ادعیہ کی پابندی کرتے اور وظائف میں مشغول ہو جاتے۔ (دبستان حدیث ص ۲۷۶)

''مقالات احسان'' آخری تالیف:۔

اب نواب صاحب رحمہ اللہ کی حیات طیبہ کے آخری ایام اور سانحہ موت کا تذکرہ ان کے شاگرد رشید سید ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی کی زبانی سنیے۔ سید ذوالفقار احمد نقوی رحمہ اللہ بھوپال کے ممتاز عالم اور وہاں کے مجلس علماء کے رکن اعظم تھے.....

نواب صاحب رحمہ اللہ نے ۱۷۔ فروری ۱۸۹۰ء کو وفات پائی اور سید ذوالفقار احمد نقوی ان کی وفات سے ۳۱ سال سات مہینے تین دن بعد ۲۴۔ ستمبر ۱۹۲۱ء کو فوت ہوئے۔ اب سید ذوالفقار احمد نقوی کی تحریر ملاحظہ ہو۔

''شیخنا المرحوم کی آخری تالیف کتاب ''مقالات الاحسان'' ہے۔ یہ کتاب ترجمہ ہے ''فتوح الغیب'' کا جو کہ سیدنا ومولانا حضرت سید عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی تالیف ہے۔ (دبستان حدیث ص ۲۷۷)

نواب صاحب کا بہت بڑا کتب خانہ تھا جو ان کی وفات کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) میں منتقل کر دیا گیا تھا۔

سید احمد حسن عرشی کے نقشبندی استاد:۔

اب نواب صاحب رحمہ اللہ کے بھائی سید احمد حسن عرشی رحمہ اللہ کے مختصر حالات ملاحظہ ہوں جو نواب صاحب رحمہ اللہ سے عمر میں دو سال بڑے تھے۔ ۱۹ رمضان (۳۔ مارچ ۱۸۳۱ء) کو قنوج میں پیدا ہوئے۔ آغاز تعلیم گھر ہی میں ہوا۔..... کتب حدیث شیخ عبدالغنی مجددی دہلوی رحمہ اللہ سے ان کے زمانہ قیام مدینہ منورہ میں پڑھیں۔ (دبستان حدیث ص ۲۸۰)

مولانا عبدالواحد غزنوی کی مریدہ خاتون:۔

مولانا حافظ عبدالستار رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ بے حد صابرہ وشاکرہ اور عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں۔ حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ سے انہوں نے بیعت ارشاد کی تھی۔ حضرت مولانا غزنوی رحمہ اللہ کو ان کے نیک نام اور عالم و متقی بیٹے حافظ عبدالستار رحمہ اللہ کی خبر وفات پہنچی تو نہایت حزن وملال کا اظہار کیا۔ (دبستان حدیث)

مولانا عبدالواحد غزنوی کی مریدہ خاتون:۔

مولانا حافظ عبدالستار رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ بے حد صابرہ وشاکرہ اور عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں۔ حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ سے انہوں نے بیعت ارشاد کی تھی۔ حضرت مولانا غزنوی رحمہ اللہ کو ان کے نیک نام اور عالم و متقی بیٹے حافظ عبدالستار رحمہ اللہ کی خبر وفات پہنچی تو نہایت حزن وملال کا اظہار کیا۔ (دبستان حدیث)

پیر محبوب شاہ مکھوی رحمہ اللہ سے حصول علم:۔

مولانا ممدوح مشرقی پنجاب کے ضلع فیروز پور کی تحصیل زیرہ کے ایک گاؤں ''صدر والا'' میں ۱۹۱۲ء کے پس و پیش پیدا ہوئے۔ تحصیل زیرہ میں مسلمانوں کی اکثریت تھی اور مسلمانوں میں بھی اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھنے والے لوگ زیادہ تعداد میں تھے۔..... دین داری اور تقویٰ شعاری میں بھی یہ لوگ اپنا ایک مقام رکھتے تھے..... مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ کے گھرانے میں کوئی عالم دین نہ تھا۔ تعلیم و تعلم

سے اس خاندان کو کوئی دلچسپی بھی نہ تھی لیکن مولانا علی محمد رحمہ اللہ کو کیوں کر دلچسپی پیدا ہوئی اور انہوں نے کس طرح علم حاصل کیا؟

بات یہ ہے کہ اس گاؤں (صدر والا) میں ایک نیک سرشت اور صالح بزرگ رہتے تھے، جن کا نام صوفی ولی محمد رحمہ اللہ تھا۔ وہ خود تو کوئی بڑے عالم نہ تھے مگر اصحاب علم سے تعلق رکھتے تھے اور انہیں دینیات کی ان کتابوں کے مطالعہ کا شوق تھا جو اس وقت اردو زبان میں حاصل ہو سکتی تھیں۔ وہ پیر محبوب شاہ مکھوی مرحوم کے عقیدت منداور ان سے فیض یافتہ تھے۔ مولانا علی محمد سعیدی کو حصول علم کا شوق تھا، انہون نے ابتدائی تعلیم انہی صوفی ولی محمد رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ بعد ازاں انہی کے کہنے سے موضع مکھو پہنچے اور پیر محبوب شاہ مرحوم کے بیٹے سید عبدالرحیم شاہ سے چند کتابیں پڑھیں..... صالحیت میں بھی وہ اپنا ایک مقام رکھتے تھے۔ گاؤں میں ان کا دینی مدرسہ بھی قائم تھا۔ انہوں نے ۱۹۳۲ء میں وفات پائی۔ (دبستان حدیث ص ۳۵۹)

پیر صاحب کا اعزاز و اکرام:۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۹۳۹ء میں وہ اپنے وطن واپس آ گئے..... اپنے اولین استاد صوفی ولی محمد رحمہ اللہ اور ایک اور بزرگ مولوی کمال الدین رحمہ اللہ کے مشورے سے اپنے گاؤں میں دینی مدرسہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ پیر محبوب شاہ مکھوی اور سنگھاں والا کے مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کو گاؤں تشریف لانے کی دعوت دی اور ۱۹۴۰ء میں مدرسہ فیض الاسلام کے نام سے مدرسے کا اجراء کر دیا گیا۔

(دبستان حدیث ص ۳۶۰)

اسلاف اہلحدیث کے خدا ترس بزرگ:۔

حافظ احمد اللہ رحمہ اللہ کے اسلاف میں سے (جیسا کہ ابتدائے مضمون میں عرض کیا گیا) ایک بزرگ قطب شاہ رحمہ اللہ تھے۔ وہ خوش کردار بزرگ تھے۔ ان سے متعلق بعض عجیب و غریب واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ وہ اپنے مریدوں میں

بیٹھے تھے کہ ایک بھنگی اور چرسی آیا۔ اس نے ان سے چار آنے مانگے۔ انہوں نے چار آنے دے دیئے اور وہ چار آنے لے کر خوشی کا اظہار کرتا ہوا چلا گیا۔ لوگوں نے قطب شاہ رحمہ اللہ سے کہا آپ نے اسے چار آنے دے دیئے، یہ چار آنے کی بھنگ اور چرس پیئے گا۔ آپ کو اسے پیسے نہیں دینا چاہئیں تھے۔ انہوں نے فرمایا میں نے تو اسے آج پہلی دفعہ چار آنے دیئے ہیں (آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا) اس سے پوچھو جو اُسے روزانہ دیتا ہے۔ (دبستان حدیث ص ۳۷۴)

حافظ عبدالغفور جہلمی کے معمولات ذکر:۔

(حافظ عبدالغفور جہلمی رحمہ اللہ تہجد گزار اور عابد و زاہد شخص تھے) تہجد کے بعد قرآن مجید کے تقریباً چار پاروں کی تلاوت کرتے نماز فجر کے بعد مسنون وظائف و اوراد کرتے۔ دن رات میں بہ کثرت درود شریف پڑھتے۔ نماز اشراق مسجد میں پڑھ کر گھر تشریف لاتے۔ (دبستان حدیث ص ۴۱۶)

بابرکت ہاتھوں سے جامعہ کا سنگ بنیاد:۔

(جامعہ اثریہ جہلم کا) سنگ بنیاد اس طرح رکھا گیا کہ حافظ عبدالغفور صاحب رحمہ اللہ نے اسے شیخ عبدالقادر حبیب اللہ سندھی رحمہ اللہ کو پکڑایا اور شیخ عبدالقادر حبیب اللہ سندھی رحمہ اللہ نے اسے امام کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ سبیل حفظہ اللہ کے بابرکت ہاتھوں سے متعلقہ مقام پر نصب کرایا۔ یہ نہایت مسرت انگیز موقع تھا۔
(دبستان حدیث ص ۴۰۶)

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ اور صحبت مرشد

(جب) عبدالرشید کی پڑھائی کا آغاز ہوتا ہے۔ قاعدہ یسرنا القرآن ان کے ہاتھ میں پکڑا دیا جاتا ہے اور وہ اسے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ میاں محمد باقر رحمہ اللہ اس لڑکے کے استاد بھی ہیں، مرشد بھی ہیں اور مربی بھی ہیں۔ وہاں انہوں نے بڑا فیض پایا۔ میاں صاحب رحمہ اللہ کو دیکھ کر، ان کی باتیں سن کر اور ان کی مجلس میں بیٹھ کر دل کی

دنیا بالکل بدل گئی۔ رات کو جاگنے اور تہجد پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ قلب میں اللہ کی یاد کا جذبہ ابھرا، طبیعت مختلف اوقات کے وظائف کی طرف راغب ہوئی۔ اللہ سے رشتہ تعلق مضبوط ہوا، نماز میں حضور و سرور کی کیفیت پیدا ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد چھ نفل پڑھنے کی عادت پڑی۔ پھر معاملہ یہاں تک پہنچا کہ دل اللہ کی یاد سے تڑپنے لگا اور آنکھوں سے آنسو ابلنے لگے۔ ایک دفعہ اسی قسم کی کیفیت طاری تھی ہچکی بندھی ہوئی تھی اور اس کی آواز حلق سے باہر آ رہی تھی کہ ایک شخص قائم دین نے اس حالت میں انہیں دیکھ لیا اور اپنی علاقائی پنجابی زبان میں کہا: ''ایہ چھوہر جیہڑا ساڈے درس وچ آیا ہے، ایہ تاں مڑ اپنیاں پچھلیاں نوں روندا رہندا اے''۔ (یعنی یہ لڑکا جو ہمارے مدرسے میں داخل ہوا ہے یہ تو اپنے عزیز و اقارب کی یاد میں روتا رہتا ہے، یہاں یہ کس طرح رہ سکے گا۔)

یہ بات عبدالرشید نے سنی اور میاں صاحب رحمہ اللہ کو بتائی تو انہوں نے فرمایا کہ اب قائم دین اس قسم کی کوئی بات کرے تو اسے کہنا کہ مجھے تو پیدا ہی اللہ سے ڈرنے اور اس کی یاد میں رونے کے لیے کیا گیا ہے۔ انسان جتنا اس سے ڈرے گا اور جس قدر اس کی یاد میں آنسو بہائے گا، اللہ تعالیٰ اتنا ہی اس سے خوش ہوگا اور دنیا و آخرت میں اسے کامیابی عطا فرمائے گا۔ نیکی میں اضافے اور گناہوں کے ختم ہونے کا اصل ذریعہ یہی ہے کہ انسان پر ہر وقت اللہ کا خوف طاری رہے اور وہ اپنا سر اس کے سامنے جھکائے رکھے۔ اس کی آنکھوں سے بھی اس کے آثار ظاہر ہوں اور اس کا دل بھی اس سے لرزتا رہے۔ (دبستان حدیث ص ۵۰۵)

میرے مرشد، مربی و ہادی:۔

موضع ڈھلیانہ سے سند فراغت حاصل ہوئی پنجاب یونیورسٹی سے فاضل عربی کا امتحان بھی پاس کیا۔ گوہڑ زد پتوکی، ضلع قصور کے ایک بزرگ حاجی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ تھے جو پرہیز گاری اور صالحیت میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ ان کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ تحصیل علم اور شادی کے بعد قدرتی طور پر مولانا عبدالرشید کو

ذریعہ معاش کی فکر لاحق ہوئی۔ چنانچہ یہ پھر اپنے پرانے محسن میاں عبدالحق ایم ایل اے کے پاس گئے جو اس زمانے میں منٹگمری (ساہی وال) میں سکونت پذیر تھے، ان سے کسی آبرومندانہ ملازمت کے لیے کہا۔ انہوں نے ساہیوال کے ایک ہائی سکول میں بہ طور عربی ٹیچر ان کی تقرری کرادی۔ اس وقت ان کا قیام اپنے سسرال کے گھر موضع گوہڑ میں تھا۔ ساہیوال سے گوہڑ آئے اور اپنے سسرال والوں کو ملازمت کی خوش خبری سنائی۔ ظاہر ہے انہیں اس سے بہت مسرت ہوئی ہوگی۔ دوسرے دن انہوں نے وقت مقررہ پر سکول میں حاضر ہونا اور تدریس کا آغاز کرنا تھا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق صبح کے وقت گھر سے نکلے اور سائیکل پر سوار ہوکر "واں رادھارام" پہنچے۔ وہاں کسی جگہ سائیکل رکھ کر بس کے ذریعے ساہیوال جانا چاہتے تھے۔ لیکن وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ اللہ کی مشیت کے بغیر انسان کچھ نہیں کرسکتا۔ اس کے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ اللہ کا فیصلہ تمام منصوبوں پر غالب آجاتا ہے۔ "ان اللہ علی کل شئی قدیر"

واں رادھارام پہنچ کر سڑک پر کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ حضرت میاں محمد باقر صاحب رحمہ اللہ بیٹھے ہیں۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے ان کو نہیں دیکھا۔ ان کی نظریں نیچی تھیں۔ ان کو دیکھ کر دل میں خیال آیا کہ یہ مجھے سکول کی ملازمت سے روکنے کے لیے آئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مجھے دیکھ لیں، اس لیے جلدی سے ادھر اُدھر ہو جانا چاہیے۔ لیکن فوراً ذہن نے فیصلہ کیا کہ یہ تو بہت بری بات ہے۔ میں دو سال ان کے پاس رہا ہوں اور ان سے استفادہ کرتا رہا ہوں۔ انہوں نے مجھے دین کی سیدھی راہ پر لگایا اور بہترین انداز سے میری تربیت کی۔ یہ میرے مربی ہیں، میرے مرشد ہیں، میرے ہادی ہیں، میرے بہت بڑے محسن ہیں۔ انہوں نے میرے دل کی بنجر زمین کو صالحیت کی نعمت عظمیٰ سے آشنا کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ ان سے نہ ملنا بہت بڑی احسان فراموشی ہوگی۔ چنانچہ یہ میاں صاحب رحمہ اللہ کی طرف بڑھے اور انہیں سلام عرض کیا۔

انہوں نے اوپر نظر اٹھا کر ان کو دیکھا تو اپنے انداز خاص سے فرمایا: بھرا تو کدے جاؤں ایں (بھائی تم کہاں جارہے ہو؟)

جواب دیا: میں ساہیوال کے ایک ہائی سکول میں عربی ٹیچر مقرر ہو گیا ہوں، وہاں جارہا ہوں۔ شادی ہوگئی ہے۔ غریب آدمی ہوں۔ کوئی کام تو کرنا چاہیے۔ یہ اچھا کام ہے جو آسانی سے مل گیا ہے۔

میاں صاحب رحمہ اللہ کے چہرے پر عام طور سے مسکراہٹ چھائی رہتی تھی۔ مسکراتے ہوئے فرمایا: تم مسجد کے لیے پیدا ہوئے ہو اور تمہیں مسجد میں رہنا چاہیے۔ کسی مسجد میں بیٹھ جاؤ۔ کوئی بڑی کتابیں پڑھنے والا نہیں ملتا تو چھوٹے بچوں کو قاعدہ ''یسرنا القرآن'' پڑھانا شروع کر دو۔ اللہ تعالیٰ برکت دے گا۔ دنیا اور آخرت کے لیے یہی کام فائدہ مند ہے۔ اس قسم کی باتیں انہوں نے تفصیل سے کیں اور خدمت دین کے سلسلے میں کئی حدیثیں سنائیں۔ اس وقت مولانا عبدالرشید کی بیوی اسلام پور میں تھیں۔ دونوں وہاں پہنچ گئے۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے ان کو بھی وعظ کیا، وہ بھی ان کی بات ماننے پر مجبور ہو گئیں۔

(دبستان حدیث ص ۵۱۰، ۵۱۱)

مولانا داؤد غزنوی کا طریقۂ ذکر:۔

قارئین کرام مولانا عبدالرشید کی زبانی بھی چند باتیں ملاحظہ فرمالیں۔

دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے ناظم و مہتمم حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ نہایت زیرک، انتہائی فہیم، دور اندیش، فصاحت و بلاغت کے امام اور اللہ کا بہ کثرت ذکر کرنے والے تھے۔ قعدہ کی شکل اختیار کر کے ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے تھے۔ دارالعلوم کی بالائی منزل میں سکونت پذیر تھے۔ تہجد کے وقت خوف خدا سے ان کے رونے کی آواز نیچے اقامتی طلباء کو سنائی دیتی تھی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے منتخب امیر تھے اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔



کاروانِ سلف

محمد اسحاق بھٹی

ناشر مکتبہ اسلامیہ
بھوانہ بازار ● فیصل آباد Ph:631204

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- کاروان سلف
مصنف ---------- مولانا محمد اسحاق بھٹی
ناشر ---------- محمد سرور عاصم
کمپوزنگ ---------- مکتبہ اسلامیہ کمپیوٹرز
اشاعت ---------- دسمبر 1999
قیمت ---------- 225/- روپے

کراچی میں ملنے کا پتہ
مکتبہ نور حرم
60/ نعمان سنٹر گلشن اقبال نمبر 5
کراچی نمبر 47 فون: 4965124

WWW.UBQARI.ORG

احادیث کا ادب:۔

ایک دفعہ موطا امام مالک طلبا کو پڑھا رہے تھے کہ ضلع لاہور کے ڈپٹی کمشنر ملاقات کے لیے آئے اور خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے۔ درس سے فراغت کے بعد سلام دعا ہوئی تو مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث پڑھا رہا تھا۔ حدیث کی عظمت کے پیش نظر دوران تدریس آپ سے کوئی بات نہ کر سکا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نہایت خوش ہوئے۔

مولانا عبدالسلام رحمانی اور امام اولیاء:۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے مستعفی ہونے کے بعد فیجی کی انجمن اہل حدیث کی دعوت پر ۲۴۔ جون ۱۹۷۸ء کو فیجی چلے گئے۔ وہاں انہوں نے اپنی جماعت اور مسلک کی بہت خدمت کی اور اس سلسلے میں ان کی تبلیغ نہایت موثر ثابت ہوئی۔ ۱۰ مارچ ۱۹۸۵ء تک سات سال وہاں رہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے حالات وملفوظات بڑے موثر اور حکیمانہ ہیں اور اصلاح کا ذریعہ۔ یہ کتاب بھی متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے۔ (دبستان حدیث ص ۶۰۵)

☆.....☆.....☆

کتاب ''کاروان سلف'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ کاروان سلف ..... مصنف:۔ مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

مرشد کامل سے مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

۱۹۳۶ کی بات ہے کہ ہمارے شہر (کوٹ کپورہ) کی انجمن اصلاح المسلمین کے سالانہ جلسے میں حضرت سید محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ اس وقت وہاں خطابت و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ بعض لوگ جامع مسجد میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ

کے حلقہ بیعت میں شامل ہوئے۔ میرے دادا مرحوم میاں محمد رحمہ اللہ مجھے (اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کو) بھی وہاں لے گئے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب رحمہ اللہ بھی تشریف فرما تھے، جن سے میں دینیات کی ابتدائی کتابیں پڑھتا تھا۔ دادا مرحوم نے شاہ صاحب رحمہ اللہ سے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ میرا پوتا ہے، مہربانی فرما کر اس کیلئے دعا کیجیے اور اسے اپنے مبایعین کی جماعت میں شامل فرما لیجیے۔ چنانچہ انہوں نے میرا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں لے کر کچھ پڑھا اور کچھ باتیں ارشاد فرمائیں۔

یہ آج سے باسٹھ تریسٹھ برس قبل کی بات ہے، اس وقت میری عمر دس گیارہ سال کی تھی۔ اب بالکل یاد نہیں کہ انہوں نے مجھ سے کیا فرمایا، کیا کہلوایا اور میں نے اس کا کیا جواب دیا۔ یہ سارا سلسلہ میرے لیے نیا تھا۔ بس مجھے یہ معلوم ہے کہ ان کے چہرے کی طرف دیکھتا اور ان کی باتیں سنتا رہا۔ مجھے اس وقت کا ان کا حلیہ اتنا ہی یاد ہے کہ ان کا چہرہ گول تھا، رنگ سرخ وسفید تھا اور داڑھی پر مہندی لگی تھی۔ لوگ ان کے اردگرد بیٹھے ان کی باتیں سن رہے تھے اور وہ باتیں کرتے کرتے کسی وقت رو پڑتے تھے۔ میں اس بیعت پر اپنے دل میں بہت خوش تھا۔ کیوں خوش تھا؟ اس لیے کہ میرے ذہن میں یہ بات آ رہی تھی کہ میں آج سے نیک ہو گیا ہوں اور آئندہ مزید نیک ہو جاؤں گا..... کسی بزرگ نے کہہ بھی دیا تھا کہ میاں محمد رحمہ اللہ کا پوتا نیک ہو گا اور اچھے کام کرے گا۔ چنانچہ اس بزرگ کی بات سے میرا حوصلہ بڑھ گیا تھا اور میں نیکی کی طرف پیش قدمی کرنے لگا تھا۔ روزانہ اپنی نیکیوں کو شمار بھی کرتا تھا کہ کل اتنی کی تھیں، آج اتنی کی ہیں اور آنے والے کل کو ان شاء اللہ اتنی کروں گا۔ (کاروان سلف ص ۳۷)

مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ میں نے ۱۹۳۶ء میں حضرت شاہ محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کی بیعت کی تھی اور اس وقت نیکی کے بعض معنی سمجھے تھے۔ اب آیئے! تین سال کے لیل ونہار کا سفر طے کر کے ۱۹۳۹ء کی فضاؤں میں داخل ہوتے ہیں۔ اس

وقت میں چودہ سال کی عمر کو پہنچ گیا تھا اور فیروز پور میں حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شامل تھا۔ ایک روز دوپہر کے وقت دیکھا کہ ایک صاحب سفید چادر باندھے، سفید ململ کا کرتا پہنے اور سر پر سفید کپڑا رکھے گنبداں والی مسجد کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ وہی صاحب تھے، جن کی تین سال قبل ۱۹۳۶ء میں، میں نے بیعت کی تھی۔ میں جلدی سے بھاگتا ہوا مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ مسجد کی چوکھٹ پر بیٹھے ہیں۔ مولانا حیرانی کے عالم میں فوراً باہر نکلے، شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں آئے، انہیں سلام کیا اور اندر مسجد میں لے گئے۔ میں نے بھی نہایت ادب کے ساتھ جھک کر انہیں سلام عرض کیا اور ان کے حضور دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔

(کاروان سلف ص ۳۸)

..... آیئے اب اس پیکر خیر وصلاح اور مرد حق آگاہ کی صحبت بابرکت میں چند لمحے گزارنے کی کوشش کرتے ہیں، ممکن ہے اس بہانے ہم سنگ دل گناہ گاروں کے ضمیر وروح میں بھی رقت اور بھلائی کا کچھ تاثر ابھر آئے اور خیرات وحسنات کے کسی گوشے سے تھوڑی بہت آشنائی پیدا ہو جائے اور پھر اس کے نتیجے میں۔ ع

دل کے ویرانے میں بھی ہو جائے دم بھر چاندنی۔

مولانا عطاء اللہ شہید کے دور میں سلسلہ بیعت:۔

(وفات: اگست ۱۹۴۷ء) تقسیم ملک سے بہت پہلے جس گاؤں میں یہ سکونت پذیر تھے، اس گاؤں کا نام ''رام دیوالی'' تھا۔ یہ گاؤں موجودہ جغرافیے کی رو سے مشرقی پنجاب کے ضلع امرتسر میں واقع تھا۔

یہ اس زمانے کی بات ہے جب امرتسر شہر میں غزنوی خاندان کے علمائے کرام فروکش تھے، جن کا حلقۂ ارادت اور دائرہ عقیدت دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ان کے درس و تدریس کی مسندیں آراستہ تھیں اور بیعت وارشاد کے روح پرور سلسلے جاری تھے۔ بے شمار

لوگ ان سے استفادہ کرتے اور ان کے طریق عمل اور نہج حیات سے مستفیض ہوتے تھے۔
(کاروان سلف ص ۱۷)

مولانا عطاء اللہ شہید رحمہ اللہ کے بزرگوں کی بھی ان حضرات کی مجالس روحانی میں آمدورفت شروع ہوگئی تھی۔ یہ لوگ پنجاب کے جاٹوں کی "رندھاوا" برادری سے تعلق رکھتے تھے اور ماجھے کے علاقے کے رہنے والے تھے۔ ماجھے کا علاقہ بہت سی باتوں میں اس وقت بھی مشہور تھا، اب بھی مشہور ہے۔

یہ لوگ حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی مجالس دینی اور محافل روحانی میں حاضری دینے لگے تو ان کی دنیا بدل گئی۔ ضمیر جاگ اٹھا، دلوں کا زنگ اترنے لگا اور حالات بالکل نیا رنگ اختیار کر گئے، جو خالص رحمانی اور روحانی رنگ تھا، دنیا کا کوئی رنگ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ قرآن کے الفاظ میں کہنا چاہیے "صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عبدون" (2:البقرة:138)

ہم نے اللہ کا رنگ اختیار کرلیا ہے، اور کس کا رنگ اللہ کے رنگ سے بہتر ہو سکتا ہے اور ہم اسی کے عبادت گزار ہیں۔ (کاروان سلف ص ۷۲)

حافظ محمد زکریا رحمہ اللہ کے والد کا تصوف سے تعلق

(وفات: اگست ۱۹۴۹ء):۔

حافظ محمد زکریا رحمہ اللہ اپنے دور کے مشہور عالم دین اور معروف صاحب تقویٰ بزرگ میاں محمد باقر رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند تھے..... میاں محمد باقر رحمہ اللہ پرانی وضع کے عالم دین تھے۔ نہایت حلیم الطبع، بے حد کریم النفس اور پیکر صالحیت۔ انہیں استاذ پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ سے شرف شاگردی حاصل تھا اور حضرت امام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے تعلق ارادت۔!

حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور جماعت اہل حدیث کے تمام علمائے کرام میاں محمد باقر رحمہ اللہ کا احترام کرتے تھے۔ یہ بھی سب سے بدرجہ غایت خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد میاں صاحب رحمہ اللہ نے

اپنے گاؤں میں ایک مدرسہ قائم کرلیا تھا جس کا نام ''مدرسہ خادم القرآن والحدیث'' رکھا تھا۔ (کاروان سلف ص ۹۶)

کلام صوفیاء سے اُنسیت:۔

(مولانا محمد حیات رحمہ اللہ) فارسی زبان پر عبور رکھتے شیخ سعدی رحمہ اللہ، حافظ شیرازی رحمہ اللہ، مولانا رومی رحمہ اللہ اور متعدد فارسی شعرا کے بہت سے اشعار انھیں زبانی یاد تھے اور تقریر میں وہ اشعار بڑی خوب صورتی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

وظائف اور ذکر الٰہی کا شوق:۔

(مولانا محمد حیات) زیادہ تر مسجد میں رہتے اور کسی بہت ہی ضرورت کے لیے مسجد سے باہر نکلتے تھے ان کے وقت کا اکثر حصہ طلبا کو پڑھانے میں صرف ہوتا تھا، جو لمحات اس سے بچتے، وہ وظائف و اوراد اور ذکر الٰہی میں صرف ہوتے۔ انتہائی عابد و زاہد، شب زندہ دار اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرتے تھے۔ (کاروان سلف ص ۱۱۶)

تقویٰ کی شعاعیں، ذکر الٰہی کے فوارے:۔

(واقعہ مولانا نیک محمد رحمہ اللہ وفات جنوری ۱۹۵۴ء) انہیں دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کے چہرے سے تقوے کی شعاعیں نکل رہی ہیں، زبان سے ذکر الٰہی کے فوارے جاری ہیں اور آنکھوں میں خدا ترسی کے چراغ جل رہے ہیں۔

(کاروان سلف ص ۱۲۲)

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کی بیعت تصوف:۔

مولوی علاؤ الدین رحمہ اللہ کو حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ (ساکن میہاں سنگھ والا) کی ارادت و شاگردی کی کا شرف حاصل ہے۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اور مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ ایک دوسرے کے بہت قریب رہے تھے۔ دونوں نے اکٹھے دہلی میں حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے حدیث کی کتابیں

WWW.UBQARI.ORG

پڑھی تھیں۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ سے روحانی فیض بھی حاصل کیا تھا اور ان کے حلقۂ بیعت میں بھی شامل ہوئے تھے، اس لیے عین ممکن ہے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے شاگرد، مولانا علاؤ الدین ہی نے مولانا نیک محمد کو مدرسہ غزنویہ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے امرتسر جانے کا مشورہ دیا ہو۔ (کاروان سلف ص ۱۲۳)

عقیدت میں فنائیت:۔

اپنے استاد محترم حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے ان (مولانا نیک محمد رحمہ اللہ) کی محبت اور عقیدت کا یہ عالم تھا کہ ان کی وفات کے بعد ہمیشہ مسجد غزنویہ کے اسی گوشے میں بیٹھ کر درس دیتے رہے، جہاں استاد محترم بیٹھ کر درس دیتے تھے، بلکہ درس دیتے وقت جس رحل پر استاد مکرم کتاب رکھتے تھے، اس کی بھی وہ نہایت حفاظت کرتے تھے اور اسی پر کتاب رکھتے تھے۔ (کاروان سلف ص ۱۲۵)

اکابرِ صوفیاء کا احترام:۔

۱۹۵۵ء کے اپریل کی ابتدائی تاریخوں میں لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں مرکزی جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان کی تیسری سالانہ کانفرنس مولانا اسماعیل غزنوی رحمہ اللہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اسی موقعے پر جامعہ سلفیہ کا سنگ بنیاد نصب کیا گیا تھا۔ حاجی آباد جہاں جامعہ سلفیہ قائم ہے اس زمانے میں اجاڑ سی جگہ تھی۔ ایک بہت بڑے مجمعے میں اس شہر کے ایک مشہور بزرگ نے اس کی پہلی اینٹ رکھی۔ اس بزرگ کا نام نامی تھا، حکیم نورالدین رحمہ اللہ۔ اس کے بعد اس ضلعے کی دو معروف شخصیتوں نے یکے بعد دیگرے ایک ایک اینٹ نصب کی۔ ان شخصیتوں کے اسمائے گرامی تھے، صوفی محمد عبداللہ اور میاں محمد باقر رحمہما اللہ۔!

اس دور کی مرکزی جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے اس پروقار تقریب میں پرنہایت مؤثر اور پرسوز تقریر کی۔

گلستانِ حدیث

محمد اسحاق بھٹی

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب ہذا کی فوٹو اشاعت کے لیے کوشاں

اس کتاب کے جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

اہتمام طباعت

ابوبکر قدوسی

اشاعت ـــــ ۲۰۱۱ء

مکتبہ قدوسیہ

قدوسیہ اسلامک پریس

رحمان مارکیٹ ● غزنی سٹریٹ ● اردو بازار ● لاہور پاکستان

Tel: +92-42-37351124, 37230585
Cell: +92-321-7351350
maktaba_quddusia@yahoo.com
www.quddusia.com

WWW.UBQARI.ORG

حدیث کی یہ ایک ہی مسجد تھی، اس سے قبل اس مسجد میں اس دور کے معروف اہل حدیث عالم مولانا عبدالکریم گرنتھی رحمہ اللہ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے، وہ ضلع فیروز پور کی تحصیل زیرہ کے ایک گاؤں ''گھد ووالا'' کے رہنے والے تھے اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد گرامی قدر حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور مرید تھے۔ (کاروان سلف ص ۵۱۳)

مرشد کی آخری بات جو یاد رہی:۔

میں (مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ) سمجھتا ہوں کہ جس شخص کے ذہن میں اپنے بزرگوں کی کچھ باتیں موجود ہیں، اسے جان لینا چاہیے کہ اس کے پاس سب کچھ موجود ہے اور اس کے قلب کی دنیا پوری طرح آباد ہے اور ہمیشہ آباد رہے گی، اس میں کبھی ویرانی نہیں آئے گی۔ دولت خاں قاقشال سمرقندی کا شعر کہاں یاد آیا ہے

از صد سخن پیرم یک حرف مرا یاد ست
عالم نہ شود ویران تا میکدہ آباد است

یعنی مجھے اپنے مرشد کی سینکڑوں باتوں میں سے فقط یہی ایک بات یاد ہے کہ یہ دنیا اس وقت تک برباد نہیں ہوگی جب تک مے خانے کی رونقیں قائم ہیں۔

(کاروان سلف ص ۵۲۰)

☆.....☆.....☆

کتاب ''گلستان حدیث'' میں تصوف کا گلستان

نام کتاب:۔ گلستان حدیث..... مصنف:۔ مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

مرشد نقشبند سید احمد شہید کی بیعت اصلاح:۔

حصول علم سے فراغت کے بعد شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی فضیلت علمی اور قابلیت کی شہرت ہر حلقے میں پہنچ گئی تھی۔ لیکن ابھی تک کوئی مستقل کام شروع نہیں کیا تھا اور طبیعت

میں کچھ بے پروائی سی پائی جاتی تھی۔ یا تو اس کی یہ وجہ ہوگی کہ خاندان میں جو مشاغل رواج پذیر تھے ان کے نزدیک وہ اصل مقاصد تک پہنچنے کیلئے کافی نہ تھے اور وہ کوئی نیا قدم اٹھانا چاہتے تھے یا پھر وہ اپنے دل میں ایک لائحہ عمل مرتب کر چکے تھے اور اس کا آغاز کرنے کیلئے رفقا و معاونین کی تلاش میں تھے۔ کئی سال اسی حالت میں گزر گئے۔ اس اثناء میں اگرچہ انہوں نے اپنے اسلاف کے طریق کار کے مطابق تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور کئی اہم شخصیتوں نے ان سے علم حاصل کیا' لیکن یہ کام ان کے کامل اطمینان قلب کا باعث نہ تھا۔

ایک عرصے تک یہی حالت رہی تا آنکہ 1234ھ (1819ء) میں امیر المجاہدین سید احمد بریلوی رحمہ اللہ' نواب خان والی ٹونک کی رفاقت و ملازمت ترک کر کے راجپوتانہ سے دہلی پہنچے اور اکبر آبادی مسجد میں اقامت گزیں ہوئے۔ وہ بے حد متقی اور پرہیز گار بزرگ تھے۔ جوں ہی انہوں نے دہلی میں قدم رکھا' لوگوں نے ان کے حلقہ بیعت میں شامل ہونا شروع کر دیا۔ پہلے مولانا محمد یوسف پھلتی' پھر شاہ عبدالعزیز کے داماد مولانا عبدالحئی بڈھانوی اور بعد ازاں شاہ اسماعیل رحمہم اللہ نے ان سے بیعت کی۔ اس وقت سے شاہ اسماعیل رحمہ اللہ کی زندگی کا دھارا بالکل بدل گیا اور ان کے شب و روز پہلے سے کہیں زیادہ لوگوں کی دعوت و ارشاد میں بسر ہونے لگے۔ سہ شنبہ اور جمعہ کو بالالتزام بادشاہی مسجد میں وعظ فرماتے۔

سر سید رقمطراز ہیں کہ نماز جمعہ کیلئے لوگ اس کثرت سے آنے لگے جیسے عیدین کی نمازوں میں آتے تھے۔ سامعین کا شمار نہ ہوتا تھا۔ وعظ کا طریقہ ایسا تھا کہ جو کچھ فرماتے دلوں میں پیوست ہو جاتا۔ اگر کسی بات پر کوئی خلش پیدا ہوتی تو آگے چل کر بالکل رفع ہو جاتی۔ (گلستان حدیث ص 47)

سید محمد علی رام پوری کے خلیفہ مجاز:۔

مولانا سید قادر باشاہ صاحب رحمہ اللہ' انہی حضرت مولانا سید محمد علی رام پوری رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے۔ مولانا سید قادر باشاہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی دعوت الی اللہ میں

اپنے استاد محترم کی طرح بے شمار صعوبتیں برداشت کیں۔ (گلستان حدیث ص359)

صوفیاء کی مشہور کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' کے مطالعے کا شوق:۔

مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے کتب بینی اور مطالعہ کا بے پناہ شوق عطا فرمایا تھا جب تک جامعہ میں تدریس کی طاقت رہی تب تک تو مطالعہ جاری ہی تھا لیکن تدریسی ذمہ داری سے سبکدوشی کے بعد زیادہ تر وقت گھر پر ہی گزرنے لگا اور اس عرصے میں انہوں نے ''خیر الجلیس الکتاب'' مقولے کو عملی جامہ پہناتے ہوئے کتاب کو اپنے ہم دم و رفیق بنالیا۔

جامعہ میں جتنی کتابیں میسر تھیں ان کے مطالعہ سے تو وہ تقریباً فارغ ہو چکے تھے لیکن نئی کتابوں کی تڑپ نے انہیں بے چین کر دیا۔

اصحاف صفہ اور اصحاب بدر کتابوں کی تالیف کے دوران انہیں امام ابونعیم الاصفہانی رحمہ اللہ کی ''حلیۃ الاولیاء'' کے مطالعے کا شوق پیدا ہوا۔ چونکہ جامعہ کے کتب خانے میں یہ کتاب موجود نہیں تھی اس لیے مولانا نے اس کتاب کیلئے مجھے لکھا کہ آتے ہوئے لیتا آؤں۔ میں نے یہاں کویت کے مکتبوں میں اسے دریافت کیا تو وہ سولہ ضخیم جلدوں میں نکلی۔ ظاہر ہے جو کتاب پچیس تیس کلو وزنی ہو تو اسے اپنے ساتھ کیسے لاسکتا تھا؟ میں نے اپنی اس مجبوری کا مولانا سے تذکرہ کیا اور گزارش کی کہ اگر ہندوستان میں یہ کتاب کہیں سے مل سکتی ہے تو آپ خرید لیں قیمت میں ادا کروں گا۔ مولانا نے جواب میں لکھا:

اب رہی بات کتاب کی! آپ نے اپنے اخلاق حسنہ کی وجہ سے معذرت چاہی ہے غیر ممالک کا مسئلہ یہ ہے کہ ہر شخص جو ممالک عربیہ میں ملازمت کرتا ہے یا سیاحت کے لیے آتا ہے تو وہ واپسی میں اپنے گھر کے بچوں کی ضرورت کے سامان کا ایک ڈھیر اپنے ساتھ لاتا ہے مجھ غریب کی یہ ضخیم ترین کتاب کون لانے کے لیے تیار ہوگا؟

عزیزم! یہ کتاب غالباً اب تک ہندوستان میں نہیں آئی اس کی صورت یوں

ہوسکتی ہے کہ ابنائے جامعہ محمدیہ اپنی واپسی کے وقت دو ایک جلدیں اپنے ساتھ لے آئیں۔ وہ آپ کے والدین کی طرف سے مکتبہ جامعہ کو وقف کردیں۔ اس طرح ہر صاحب علم اس سے مستفید ہوسکے گا۔ یہ میری رائے ہے۔ اب جو صورت آپ کی سمجھ میں آئے کریں۔'' (مراسلہ مورخہ 9 محرم الحرام 1429ھ مطابق 8/2/2006)

اس مراسلے سے ابنائے جامعہ محمدیہ سے مولانا کی خوش گمانی عیاں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس کسی سے میں نے اس تعلق سے کہا اس نے فوراً سر جھٹک دیا جب کہ ان میں سے اکثریت کو راقم نے اپنے کمرے میں مہمان رکھ کر انہیں ملازمت میں پہنچایا۔ ان میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جو سفر پر جاتے ہوئے کم از کم سلام ہی کرلے یا اپنی چھٹیوں میں اپنی مادر علمی کی زیارت ہی کرلے۔ واللہ المستعان

خیر! اس کے بعد عمرے پر مکہ مکرمہ جانا ہوا تو میں نے مشہور محقق محترم شیخ عزیز شمس صاحب سے اس کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے مجھے مکہ مکتبہ الباز کا پتہ بتایا بلکہ ازراہ کرم وہ خود میرے ساتھ مکتبے تشریف لائے۔ یہاں ''حلیۃ الاولیاء'' دس جلدوں میں مل گئی اور قیمت بھی کویت کے مقابلے میں آدھی۔ میں نے موقع غنیمت جان کر دو نسخے خرید لیے۔ ایک اپنے لیے اور دوسرا مولانا مرحوم کیلئے۔ پھر دیگر کتابوں کے ہمراہ کارگو کیا اور رائیدرگ جانے والے ایک طالب کے ساتھ اسے مولانا کی خدمت میں روانہ کیا تو مولانا نہ صرف بہت خوش ہوئے بلکہ ڈھیر ساری دعائیں دیتے ہوئے یہ خط ارسال فرمایا:

''حلیۃ الاولیاء'' کا ہر صفحہ جواہرات سے قیمتی تر ہے:۔

آپ کی تحفہ میں دی ہوئی لاجواب کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' دس جلدیں، اس کا ہر تذکرہ بلکہ ہر صفحہ لؤلؤ والمرجان، ہیرے وجواہرات سے زیادہ قیمتی معلومات سے بھرا ہوا ہے۔ میری تالیف کا بے حد مواد ہے۔ جب کتاب کی کسی جلد پر ہاتھ ڈالتا ہوں تو سوچ میں پڑ جاتا ہوں کیا پڑھوں کیا نقل کروں؟ کہاں سے پڑھوں؟ کہاں ختم کروں؟ کس بزرگ کا تذکرہ نقل کروں کس کا چھوڑوں؟ تاہم کوشش کرتا ہوں۔ (مراسلہ مورخہ 27/12/2007)

نیز تحریر فرماتے ہیں الحمدللہ کتاب کا مطالعہ جاری ہے۔ یہ میری زندگی کا انمول ذخیرہ ہے جو آپ نے مجھے دیا ہے' یہ ہیرے جواہرات اور موتیوں سے بڑھ کر ہے۔ اس کتاب کی ایک روایت نقل کردوں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''کتاب اللہ کے ظرف بنو اور علم کے سرچشمے ہو جاؤ' اور اللہ تعالیٰ سے ہر دن کا رزق اسی دن مانگو''

''حلیۃ الاولیاء'' انمول معلومات کا خزانہ:۔

اس کتاب کے مطالعے سے بے شمار معلومات حاصل ہو رہی ہیں۔ عجیب عجیب احادیث سے پر ہے۔ احادیث اور بزرگان دین کے ارشادات جمع کرنے میں شیخ ابونعیم نے بڑی محنت کی ہے۔ غفراللہ!..... یہ انمول دینی معلومات کا ذخیرہ آپ کی بڑی یادگار بنے اور رہے گی۔ جب تک اس کا مطالعہ کرتا رہوں گا آپ کیلئے دعائیں دیتا رہوں گا۔ جزاك الله احسن الجزاء۔

اس کتاب کے مطالعہ سے اپنی دینی کمزوری معلوم ہوتی ہے اور ایمان پختہ ہو جاتا ہے۔ عزیزم! میں نے ہر کتاب کے شروع میں ایک سفید ورق چسپاں کر دیا ہے اس میں حاصل مطالعہ جو احادیث اور آثار مجھے پسند آتے ہیں ان کو اس ورق میں صفحہ نمبر کے ساتھ رقم کر دیتا ہوں۔ عزیزم! اس کتاب کے بھیجنے پر کن الفاظ و عبارات سے آپ کا شکریہ بجالاؤں۔ بس اتنا ہی کافی سمجھتا ہوں جزاك الله احسن الجزاء فی الدارین۔

(مراسلہ مورخہ 8/2/2007) (گلستان حدیث ص 369-368-367)

مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کا مرید:۔

مولانا معراج الدین قلعہ دیدار سنگھ میں جماعت اہل حدیث کی تنظیم کے بانی تھے۔ انہوں نے لمبی عمر پا کر 1997ء میں سفر آخرت اختیار کیا۔ عارف جاوید کی شادی مولانا معراج الدین کی نواسی سے ہوئی۔

مولانا معراج الدین رحمہ اللہ 1914ء میں قلعہ دیدار سنگھ گئے تو وہاں صرف ایک شخص اہل حدیث تھا۔ جس کا نام شیخ محمد دین تھا۔ محمد دین پوسٹ مین تھے صالح اور

متقی بزرگ۔ مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کے مرید تھے جو اس وقت چینیاں والی مسجد (لاہور) کے خطیب وامام تھے۔ (گلستان حدیث ص 500)

مولانا محی الدین سے بکثرت لوگوں کا بیعت اصلاح کرنا:۔

مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ سے عارف جاوید محمدی کی پہلی ملاقات شادباغ (لاہور) کی جامع مسجد اہل حدیث میں ہوئی تھی۔ وہاں ان کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کی۔ نماز مغرب انہوں نے احاطہ تھانے دار کی مسجد نجم میں پڑھی۔ وہاں مولانا محی الدین رحمہ اللہ کا درس بھی تھا جو عارف صاحب نے سنا۔ وہاں سے مولانا لکھوی چینیاں والی مسجد میں چلے گئے۔ عارف صاحب بھی ان کے ساتھ گئے۔ رات وہیں رہے۔ نماز فجر کے بعد ان کا درس قرآن سننے کی سعادت حاصل کی۔ وہیں پہلی دفعہ علامہ احسان الٰہی ظہیر سے ملاقات ہوئی۔

اس سے کچھ عرصہ بعد مولانا لکھوی قلعہ دیدار سنگھ تشریف لے گئے۔ رات کو اگو چک گئے آگے کسی اور گاؤں میں بھی ان کے عقیدت مند لے گئے۔ عارف جاوید محمدی کو پتہ چلا تو یہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ نماز فجر کے بعد ان کے درس قرآن میں شرکت کی۔ درس کے بعد بہت سے لوگوں نے مولانا لکھوی رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عارف صاحب بھی ان کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بیعت لیتے وقت مولانا نے ان سے پوچھا بیٹا' نماز کا ترجمہ آتا ہے انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو فرمایا نماز سوچ سمجھ کر پڑھا کرو اور چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرو۔ اس کے بعد عارف صاحب کئی مرتبہ مولانا لکھوی رحمہ اللہ سے ملنے ان کے گاؤں گئے جس کا نام انہوں نے الہ آباد رکھا تھا اور وہ گاؤں دیپالپور کے قریب ہے۔ مولانا لکھوی رحمہ اللہ سے عارف صاحب بہت متاثر ہیں۔ ان کی عبادت گزاری اور نماز میں خشوع وخضوع کا ان پر بے حد اثر ہے۔ (گلستان حدیث ص 502)

☆.....☆.....☆

ہفت روزہ
الاعتصام

فون نمبر ۵۴۰۶
جلد ۴۰
شمارہ ۵۲

۱۲-۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ
۲۳-۳۰ دسمبر ۱۹۸۸ء
جمعۃ المبارک

حافظ احمد شاکر

ابوالمکارم حافظ عبداللہ غازی
محمد کرم اللہ غازی

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من

مولانا محمد حنیف ندوی عفیدہ الرحمٰن کی وفات (۲ جولائی ۱۹۸۸ء) کے بعد الاعتصام میں اعلان کر دیا گیا تھا کہ ان کے مضامین اور تحریکی کاموں کے بیان اور ضبط و تدوین کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے الاعتصام کا "حنیف ندوی نمبر" شائع کیا جائے گا۔ اسی پروگرام کے اس کام کو مکمل کرنے کے لئے ۱۵ روز مضامین کے حصول اور سرسائے کی فراہمی کے لئے مزید وقت کار پر گیا تھا۔ الحمدللہ مضامین اور ان کی ترتیب و کتابت کا کام مکمل ہو گیا۔ اور اگرچہ "طلوع اسلام" شائع کرنا ممکن نہیں ہوا مگر یہ جامع اس "حنیف نمبر" کی طباعت و اشاعت کا اہتمام بھی کیا اور بحمدہٖ عقیدت و محبت آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ ع

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من

ہفت روزہ الاعتصام کا اجراء ۱۹۴۸ء میں گوجرانوالہ سے ہوا تھا جس کے اولیں مدیر مولانا محمد حنیف ندوی مرحوم تھے۔ اس وقت مولانا نے اداریے لکھے۔ مضامین تحریر فرمائے اور ترتیب بھی دیئے۔ مسلمانوں کو متحد اور جماعت اہل حدیث کو خصوصاً صدر اسلام پر چلنے کی تلقین کی۔

مولانا محمد حنیف ندوی علیہ الرحمہ کے اسلوب تحریر کا امتیاز تھا کہ وہ جس بات کو صحیح سمجھتے اسے وہ استدلال اور تحریر انداز سے بیان فرماتے کہ قاری متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔

مولانا مرحوم کے شگفتہ نگار قلم نے ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک سے متاثرہ مسلمانوں کی اعصاب شکنی اور دل گرفتگی کے عالم میں بھی جس بشاشی اور خصوصاً افراد جماعت اہلحدیث کے دل و دماغ پر جو عقیدہ کی مٹھاس کو گھر کر دیا تھا اس کو شدید جوار بھاٹے کی لگاتار تین سو روز سے زیادہ ہفتہ وار اداریوں میں محفوظ کر دینا بھی علمی کارنامہ ہے۔

الاعتصام کے جاری ہونے کے ایک سال قبل ۱۹۴۷ء میں محترم مولانا پروفیسر عبدالقیوم زید مجدہ کی تحریک و تجویز سے جماعت کے اکابر — مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد داؤد راز، مولانا محمد اسماعیل سلفی مدیر محدث لاہور — ایک اجلاس میں جماعت کے مجلہ جریدہ کو جاری کرنے اور ان کو ایک اکائی کی صورت — مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کا نام — دینے کا فیصلہ کر چکے تھے اور ملک بھر میں مسلک کی بنیاد پر جماعتی تنظیم مرتب کرنے کی تجویز پیش ہو چکی تھی۔

چنانچہ ہفت روزہ الاعتصام کے اجراء کے بعد مرکزی مجلس نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کو منعقد کرنے کی تجویز منظور کی۔ اس کانفرنس کے امکان کی جگہ اس کانفرنس کی صورت و شکل کی جو جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے مولانا محمد حنیف ندوی نے پیش کی۔ اس کانفرنس کا جس انداز سے انعقاد ہوا اس سے اجتماع جماعت میں ایک نئے عزم و حوصلہ کی لہر دوڑ گئی۔ اور یہ کانفرنس ایک نئے عزم و حوصلہ سے آشنا ہوا۔

مولانا مرحوم نفیس پڑھنے لکھنے کی شخصیت تھے۔ وقتی ہنگامے سے ان کو خاص لگاؤ اور شغف نہ تھا جو انہیں اپنے استاذ و مربی مولانا محمد اسماعیل سلفی ——— علیہ الرحمہ سے حاصل ہوا تھا۔ اور جس کا اظہار انہوں نے اپنے اداریوں جلد اول کے مقدمہ میں فرمایا ہے۔ وہ یہ صرف اپنے دور ——— قیام پاکستان سے قبل ——— بلکہ قیام پاکستان کے بعد بھی برعکس ان کی چند گنی چنی شخصیات میں سے تھے جنہیں فرقہ تفسیر کی عمدہ فوقیت قرآن حکیم سے تعلق و بصیرت علمی پر دسترس حاصل تھا۔ چنانچہ تفسیر سراج البیان اس کی زندہ مثال ہے۔

صحافت میں ان کا انداز نگارش بجائے خود تھا جس میں اگرچہ وہ خوش نویس بھی تھے مگر جب تحریر مولانا مرحوم ہی کے قلم سے ہو تو یکسر اس سے مختلف ہو جاتی ہے۔ یہ ان کی فلسفیانہ مزاج کے مطابق انداز استدلال اور اپنی بات پر یقین محکم کی اسلوب کے نمایاں جوہر تھے۔

بچپن ہی خطابت میں اپنی بات کو علمی دلائل سے مزین کرنا اور ان دلائل کو دل نشین انداز میں سامعین کے دل و دماغ میں اتار دینا اور کانفرنس و کنونشن کے اختتامی خطبات کو علم و بصیرت سے مرتب کرنا ان کے نمایاں اوصاف تھے۔

مولانا مرحوم نے الاعتصام کے ابتدائی سالوں میں مسلک اہل حدیث کی ترجمانی جس طرح — دلائل، منطقی استدلال انداز فرمائی، حیرت ہے کہ اس کے بعد مسلک کی بھی ایسی ترجمانی میسر نہیں آیا۔ اللہ جل شانہ مسلک محدثین کی ترجمانی میں جو زور بیان اور یقین کی پختگی اور دلائل انہیں کا حصہ تھی۔ وحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ!

ہم توقع رکھتے ہیں کہ یہ نمبر جملہ احباب و قارئین کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگا۔ ہم نے بساط بھر اس کو اغلاط و تسامحات سے پاک رکھنے کی کوشش کی ہے تاہم اگر کسی جگہ کتابت وغیرہ کی اغلاط باقی رہ گئی ہوں تو انہیں ہماری بشری کمزوری کا نتیجہ سمجھ کر نظر انداز کر دیجئے۔ البتہ کسی علمی فروگذاشت سے مطلع کرنے کی زحمت فرمائیے جس کے لئے آپ کی رائے گرامی کا انتظار رہے گا۔

ہفت روزہ الاعتصام میں تصوف کی مہکار

نام رسالہ:۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور، جلد 40 شمارہ 52، اشاعت خاص (مولانا محمد صادق خلیل کراچی سے مولانا حنیف رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں): فلسفہ و تصوف کے بحر عمیق کے غواص اور شناور، علم و فضل کے تاجدار، گفتار و کردار میں جمالیاتی حسن کا نایاب جوہر، انسانیت کے قدر دان، صدق وصفا کے پیکر خیر خواہی ہمدردی کے خوگر۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 36)

امام غزالی رحمہ اللہ کی علمی خدمات:۔

انہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ امام غزالی رحمہ اللہ کی تعلیمات اور ابن خلدون کے افکار کی بڑی ترویج کی ہے، امام غزالی رحمہ اللہ کی ''المنقذ'' کا اردو ترجمہ ''سرگذشت غزالی'' کے نام سے کیا ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 55)

سرگزشت غزالی:۔

طبع اول جولائی 1959ء ثقافت اسلامیہ لاہور مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور یہ کتاب غزالی کی شہرہ آفاق کتاب "المنقذ من الضلال" کا سلیس اور شگفتہ اردو ترجمہ ہے، صفحہ 3 تا 108 پر محیط مترجم کے قلم سے مبسوط و جامع مقدمہ ہے جس میں امام غزالی رحمہ اللہ کی جامعیت و عظمت، غزالی رحمہ اللہ کا اشکال، فلسفہ غزالی کی خصوصیات، متعلق و فلسفہ پر غزالی رحمہ اللہ کی تنقیدات، غزالی رحمہ اللہ کا انداز تحقیق وغیرہ مباحث پر مفصل روشنی ڈالی ہے مجموعی صفحات 188۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 56)

صوفی صاحب سے والہانہ عقیدت:۔

ایک مرتبہ مولانا ندوی رحمہ اللہ نے فرمایا جامعہ ماموں کانجن سے مجھے قلبی محبت ہے میں پہلے تو کانفرنس میں حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی زیارت کیلئے حاضر ہوتا تھا۔ اب ان کی قبر پر دعا کرنے کیلئے حاضر ہوتا ہوں اور ان کے رفقاء سے ملاقات کے

WWW.UBQARI.ORG

لیے حاضر ہونے کو ضروری سمجھتا ہوں۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص60)

مولانا ندوی کے مربی و مرشد:۔

(رانا عبدالعظیم انصاری، قصور صاحب لکھتے ہیں) مولانا فرماتے ہیں کہ عربی و درس نظامی کی تکمیل مولانا سلفی کی نگرانی میں ہوئی مولانا میرے استاذ بھی تھے اور مربی و مرشد بھی۔ علم و ادراک کی پہلی قندیل ان ہی کی کوشش سے دل میں فروزاں ہوئی۔ ان کی ذات میں منقول و معقول کا نہایت گہرا اور حسین امتزاج پایا جاتا تھا۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور 64)

مولانا ندوی کا ذوق تصوف:۔

قرآن و سنت کی حدود میں زہد و تقویٰ اور تزکیہ و تطہیر قلوب کا نام تصوف ہے تو اسلام میں عین مطلوب ہے مولانا فرماتے تھے کہ ہمارے بزرگ علماء انہی معنوں میں تصوف پر عمل پیرا تھے ایک دفعہ آپ نے بتایا کہ اپنی تصوف کی دنیا مولانا عبدالرحیم رحمہ اللہ کی وجہ سے شاداب ہوئی۔

قاضی عبدالرحیم رحمہ اللہ اپنے وقت کے مشہور طبیب، عالم اور نہایت شریف النفس انسان تھے میں نے مولانا سلفی مرحوم کی عدم موجودگی میں چند اسباق بھی ان سے پڑھے میں نے پہلی دفعہ ابن عربی رحمہ اللہ کی ''فصوص الحکم'' اور ''فتوحات مکیہ'' کی تمام جلدیں نہ صرف ان کے ہاں دیکھیں بلکہ بعض مشکل مقامات کی تشریح بھی ان کی زبان فیض ترجمان سے سنی۔ میرے لیے تصوف کے رموز و اسرار سے روشناسی کا یہ نقطہ آغاز تھا جس نے آگے چل کر تصوف کے اسرار و رموز سمجھنے میں مدد دی۔ میرے لیے یہ قابل افتخار بات ہے کہ ان کی صحبت سے اگر مستفید ہونے کا موقع نہ ملتا تو آج کل کے مشہور محقق اور عظیم صوفی و مفکر شعرانی رحمہ اللہ کی کتابیں قطعی سمجھ نہ پاتا جو مغرب میں وحدۃ الوجود اور وحدت ادیان کے زبردست حامی اور ترجمان ہیں یوں کہیے کہ اس دور کے ابن عربی رحمہ اللہ ہیں۔

WWW.UBQARI.ORG

مولانا علاؤ الدین کی بیعت اصلاح:۔

(مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ مدیر ''المعارف'' لاہور لکھتے ہیں) حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ (قلعہ میہاں سنگھ والا) کے شاگرد اور مرید مولوی علاؤ الدین خطابت وامامت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ یہ چھوٹی سی مسجد تھی جسے مولوی علاء الدین کی مسجد کہا جاتا تھا مسلک اہلحدیث سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی تعداد اس شہر میں بہت کم تھی اور جو لوگ اس مسلک سے منسلک تھے وہ اسی مسجد میں جمعہ و جماعت کے لیے آتے تھے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص93)

تصوف وکلام کے معارف تفسیری کا استیعاب:۔

مولانا ایک انتہائی روشن خیال اور بیدار مغز اہل علم تھے ان کی سوچ اور فکر نہایت درجہ فلسفیانہ تھی اسلامی فتوحات نے عربوں کے سامنے دنیا کے علم و دانش کے دروازے کھول دیئے تھے۔ انہوں نے یونانی علوم وفنون کو عربی قالب میں ڈھال کر ان کے نظریاتی پہلوؤں کو ہی قابل اعتناء نہیں سمجھا بلکہ عملی تجربات کی روشنی میں ان کو مزید فروغ بخشا ہے۔

حضرت مولانا رحمہ اللہ عربوں کی جغرافیائی فتوحات کے ساتھ ان کی علمی اور فنی فتوحات سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ انہوں نے ابن رشد اور غزالی رحمہ اللہ کی تصانیف سے بھرپور استفادہ کیا ابن رشد نے فلسفہ اور شریعت کو ہم آہنگ کرنے کیلئے اپنی بے پناہ صلاحیت وذہانت کا مظاہرہ کیا اور حضرت غزالی رحمہ اللہ کے بحر فلسفہ میں غوطہ زن ہوئے تو مقاصد الفلاسفہ کو مدون کر ڈالا۔ مگر وہ اس سمندر کی موجوں کی تاب نہ لا سکے اور عافیت ایمان نظارہ ساحل میں ٹھنڈی اور پھر تہافت الفلاسفہ جیسی عظیم کتاب لکھ ڈالی۔ اب وہ اپنی گم شدہ متاع کو واردات عقل کے بجائے واردات قلب میں تلاش کرنے لگے جس کے نتیجہ میں انہوں نے ایک عظیم صوفی اور معلم اخلاق کی حیثیت سے شہرت پائی۔ مگر ابن رشد کی روح نے فلسفہ اور شریعت دونوں کے دامن میں پناہ لی۔ اور دونوں کو ایک ہی

حقیقت کے مظاہر قرار دیا۔ انہوں نے مذہب اور فلسفہ کو دو جڑواں بہنوں سے تشبیہ دی جنہوں نے ایک سرچشمہ سے عہد طفولیت میں غذا اور توانائی حاصل کی۔ ابن رشد ملک سپین کا شہری تھا۔ پورے یورپ میں ایک عظیم فلسفی کی حیثیت سے اسے تسلیم کیا جاتا تھا۔ اس کی تصانیف کے یورپ کی اکثر زبانوں میں تراجم ہوئے ہیں۔ انہوں نے امام غزالی رحمہ اللہ کے افکار کی پرزور تردید کی اور تہافۃ التہافۃ کے نام سے امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب کا جواب لکھا۔ اب ان دونوں عظیم دانشوروں کی راہیں الگ الگ ہیں۔

غزالی رحمہ اللہ نے کتاب ''احیاء العلوم الدین'' لکھ کر مستقل شریعت کی راہ اختیار کی۔ حضرت العلام مولانا ندوی نے دونوں دانشوروں کو اپنی تصانیف کا موضوع بنایا۔ ابن رشد کے افکار و نظریات کو آسان اور رواں اردو میں پیش کیا۔ غزالی رحمہ اللہ پر ان کی تحقیقات تو علمی سند و حجت کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ نے غزالی رحمہ اللہ پر تین اہم کتابیں لکھ کر ان کی زندگی بھر کی تمام علمی اور فکری کاوشوں کو یکجا کر دیا۔

افکار غزالی یہ ''احیاء علوم الدین'' کا مکمل خلاصہ ہے اس میں اسلامی عقائد و عبادات اور معاملات کو دل نشین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

سرگذشت غزالی..... فقہ و تصوف کا باہمی تعلق:۔

یہ امام غزالی رحمہ اللہ کی تصنیف ''المنقذ من الضلال'' کا دل کش اردو ترجمہ ہے۔ اس میں غزالی رحمہ اللہ نے اپنے فکر سفر کا تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ کیوں انہوں نے جاہ و حشمت کی زندگی ترک کی اور زہد و تصوف کی پرخار وادی میں قدم رکھا۔ مسند نشینی سے دست کش ہو کر صحرا نوردی اور آبلہ پائی کو اختیار کیا۔ مولانا مرحوم کے روح پرور ترجمہ اور مقدمہ نے کتاب کی افادیت کو دو چند کر دیا ہے۔

تعلیمات غزالی:۔

یہ کتاب ''احیاء علوم الدین'' کے ان ابواب کا سلیس اور شگفتہ ترجمہ ہے جن میں غزالی رحمہ اللہ نے فقہی مسائل کی حکمتیں بیان کی ہیں۔ فقہ و تصوف کے باہمی تعلق کو

واضح کیا ہے۔اس کتاب کے گرانقدر مقدمہ میں حضرت مولانا نے تصوف کی حقیقت کو واضح کیا ہے اور اس کی مختلف اصطلاحات کی آسان پیرایہ میں تشریح و تفہیم کی ہے۔

حضرت مولانا نے بظاہر وادی تصوف میں قدم نہیں رکھا اور نہ شاید واردات قلب کے عملی مشاہدات و تجربات سے گزرے۔البتہ ان کی علمی تحقیق گروہ صوفیاء کے بارے میں لائق صد تحسین و تبریک ہے اس لیے بعض آیات کی تفسیر میں وہ سالک و صوفی کے لیے بھی دلچسپی کا سامان رکھتے ہیں اس حقیقت کی ایک جھلک سورہ بقرہ آیت 143 کی تفسیر میں دیکھئے۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 127-128)

سرگشت غزالی مایہ ناز علمی تصنیف:۔

(مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ ادارہ ثقافت اسلامیہ کے لیے لکھی گئیں کتابوں کے تعارف میں فرماتے ہیں)

امام غزالی رحمہ اللہ طوس کے ایک گاؤں میں 450ھ میں پیدا ہوئے اور 505ھ میں وفات پائی۔ان کی تصنیفات میں "المنقذ من الضلال" کو اہل علم میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔یہ غزالی رحمہ اللہ کی دلچسپ اور دلآویز سرگزشت ہے جو انہوں نے خود اپنے قلم سے رقم کی۔اس میں انہوں نے تفصیل سے بتایا ہے کہ ان کے فکر و ذہن میں کیوں تبدیلی پیدا ہوئی اور ان کے افکار کس طرح انقلاب و تغیر کی خوش خرام موجوں سے روشناس ہوئے۔وہ جبہ و عبا اور مسند و دستار کی نہایت شاندار زندگی بسر کر رہے تھے اور تعلیم و تعلم کے ہنگاموں میں مشغول تھے کہ ان کے فہم و فراست نے اس اسلوب سے پلٹا کھایا کہ جبہ و عبا اتار پھینکے اور دنیا سے بے زار ہو کر بادیہ پیمائی شروع کر دی۔فقر و درویشی کی روش اختیار کر لی اور فلسفہ و حکمت کے میدانوں سے نکل کر کتاب و سنت کی روح پرور وادی میں سکونت پذیر ہو گئے کہ اطمینان قلب اور سامان سکینت اسی میں ہے۔ایسا کیوں ہوا؟ اور یہ ذہنی و فکری انقلاب کیوں بپا ہوا؟ کتاب میں اس سوال کا مفصل جواب دیا گیا ہے جو دل کی گہرائیوں میں اترتا اور روح و ضمیر

WWW.URDUAPI.ORG

میں پیوست ہوتا چلا جاتا ہے۔

غزالی رحمہ اللہ نے "المنقذ من الضلال" میں اپنے وقت کی تمام مروجہ ذہنی و فکری تحریکات کا مکمل جائزہ لیا ہے اور اذعان و یقین کی ان بنیادوں کی نشان دہی کی ہے جو کتاب وسنت سے ہم آہنگ اور مسلک سلف سے ہم دوش ہیں۔

کتاب میں نفسیات، فلسفہ، منطق، تنقید، تمام چیزیں انتہائی اعتدال و توازن کے ساتھ موجود ہیں قاری کو متاثر کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں تصور نبوت کو نہایت معقول بے حد سلجھے ہوئے اور بہ درجہ غایت حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

غزالی رحمہ اللہ کے دور میں تعلیمیہ اور قرامطہ جنہیں باطنیہ بھی کہا جاتا ہے کا فتنہ زوروں پر تھا اور انہی کے عقائد و تصورات کی خطرناکیوں سے اثر پذیر ہو کر انہوں نے یہ کتاب سپرد قلم کی۔ کتاب میں بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ کون تھے؟ ان کے عقائد و افکار کیا تھے؟ ان میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں اور فکر و فلسفے میں انہوں نے کیا اضافہ کیا؟

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے "المنقذ من الضلال" کا سرگزشت غزالی کے نام سے ترجمہ کیا ہے اور اس پر 89 صفحات کا طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں اس دور کی فکری تفصیلات اور غزالی کے قدیم رجحانات کو اجاگر کیا ہے نیز ان میں تبدیلی کے باوجود اسباب اور ان کے فلسفہ و حکمت کی تفصیل سے وضاحت کی ہے اردو ترجمہ اتنا جاندار اور دلکش ہے کہ اگر غزالی رحمہ اللہ زندہ ہوتے اور اس ترجمے کا مطالعہ کرتے تو زیادہ نہیں تو اسے اپنی عربی کتاب کے برابر ضرور جگہ دیتے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 143-142)

افکار غزالی..... کتب تصوف کی تلخیص:۔

امام غزالی رحمہ اللہ سے مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کو خاص تعلق خاطر ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے بارے میں انہوں نے تین کتابیں لکھیں ایک افکار غزالی، دوسری تعلیمات غزالی اور تیسری سرگزشت غزالی، تعلیمات غزالی "احیاء علوم الدین" کے

بعض ابواب کی تلخیص ہے سرگزشت غزالی ''المنقذ من الضلال'' کا ترجمہ ہے اور افکار غزالی میں ''احیاء علوم الدین'' کے مضامین ومشمولات کا خلاصہ اور اختصار بیان کر دیا گیا ہے۔ ان تینوں کتابوں پر علیحدہ علیحدہ مبسوط مقدمات تحریر کیے گئے ہیں جو اپنی جگہ مستقل کتاب کی حیثیت رکھتے ہیں اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ''افکار غزالی'' کا مقدمہ 104 صفحات میں پھیلا ہوا ہے اس طرح ہر مقدمہ ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کتاب ثلاثہ میں بااعتبار ترتیب تصنیف کے پہلا نمبر ''افکار غزالی'' کا، دوسرا ''سرگزشت غزالی'' کا اور تیسرا ''تعلیمات غزالی'' کا ہے۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ افکار غزالی ''احیاء علوم الدین'' کے بعض اہم مضامین کا خلاصہ ہے اس کے بڑے بڑے عنوان یہ ہیں فضائل علم، قلب کی موت، حصول علم کے فضائل، تعلیم علم کے محامد شواہد عقلیہ کی روشنی میں وہ علوم جن کا سیکھنا فرض کفایہ ہے، علم المکاشفہ اور علم المعاملہ، مشاغبات علم الکلام، ائمہ فقہ کا زہد وورع، مضر علوم، وہ الفاظ مصطلحات جن کے معنوں میں تغیر وتبدل ہوا ہے بحث وجدل سے لوگوں کی دلچسپی کے اسباب وجوہ اور اس کے شرائط بحث ومناظرہ سے کیا کیا نفسی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔

استاد اور شاگرد کے آداب، ارشاد وتعلیم کی ذمہ داریاں عقل اور اس کی قسمیں، مدارک عقل میں تفاوت عقائد کی تفصیل، عقائد کی تلقین میں تدریج کا لحاظ، ظاہر اور باطن کی تقسیم، ظاہر وباطن میں فرق کی نوعیت، ایمانیات میں پہلا رکن توحید، دوسرا رکن اللہ کی صفات، تیسرا رکن اللہ کے افعال کا علم، چوتھا رکن سمعیات ایمان اور اسلام کے اطلاقات، کیا ایمان میں کمی بیشی ممکن ہے ایمانیات میں استثناء کا استعمال، ان موٹے موٹے عنوانات میں بہت سے ضمنی عنوانات بھی ہیں۔

''احیاء علوم الدین'' کے ان ابواب میں امام غزالی رحمہ اللہ نے عقائد اسلامی کا پورا تجزیہ کیا ہے۔ تہذیب اخلاق کے تمام گوشوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ایمان کی گتھیوں کو سلجھایا ہے عبادت کی روح متعین کی ہے اور ان کی تہہ میں جو فلسفہ کارفرما ہے اس کی نشان

دہی کی ہے معاملات کی وضاحت فرمائی ہے۔ غرض بحیثیت مجموعی دین اسلام کی ایسی دلآویز تشریح کی ہے کہ جس سے الحاد و زندقہ کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور احکام دین میں جو روشنی پنہاں ہے وہ پوری آب و تاب کے ساتھ قلب و نظر میں سما جاتی ہے۔

مولانا ندوی رحمہ اللہ کی اپنی زبان اور اپنا انداز ہے جو انہی کے ساتھ مخصوص ہے انہوں نے نہایت حسن و خوبی سے غزالی کے ان مضامین کو صفحہ قرطاس کی زینت بنایا ہے۔

مقدمہ کتاب میں مولانا رحمہ اللہ نے امام غزالی رحمہ اللہ کے حالات و سوانح پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ان کے خیالات و افکار کی اہمیت بیان کی ہے اور علمی دنیا میں ان کے مقام و مرتبے کی وضاحت کی ہے۔

تعلیمات غزالی... رموزِ تصوف کا شاہکار:۔

امام غزالی رحمہ اللہ کی مشہور تصنیف ''احیاء علوم الدین'' حلقہ اہل علم اور اصحاب تصوف میں ہمیشہ متداول رہی ہے۔ غزالی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ارکان دین' احکام اسلام' رموز تصوف اور فرامین الٰہی کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان میں کیا اسرار پنہاں ہیں اور کس رکن دین کی بجا آوری میں کیا فلسفہ و حکمت کارفرما ہے۔

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے غزالی رحمہ اللہ کی اس معرکہ آرا کتاب کے گیارہ ابواب کی تلخیص کی ہے اور وہ ابواب یہ ہیں۔

ابواب صلوٰۃ' ابواب زکوٰۃ' حدیث صوم' اسرار حج' ذکر و دعا' تہذیب و آداب' نکاح و معاشرت' محبت و اخوت' معاملات' فہم قرآن تفسیر بالرائے۔

''احیاء علوم الدین'' کے یہ انتہائی اہم اور بنیادی ابواب ہیں۔ مولانا نے نہایت شگفتہ زبان میں ان کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے اور اس کو تعلیمات غزالی کے دلکش نام سے مرتب کیا ہے۔

کتاب پر 88 صفحات کا مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا ہے جس میں تصوف کے رموز و نکات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ مقدمے میں بتایا گیا ہے کہ جو ذوق و وجدان کا قیمتی

WWW.UBQARI.ORG

سرمایہ ہے تزکیہ باطن اور تعمیر سیرت کے اعتبار سے کن اہمیتوں کا حامل ہے اور ارتقا کے کن کن مراحل سے دوچار ہوا ہے۔ اس کے مشائخ کون کون ہیں اور اس کی اصطلاحات کیا ہیں۔ نیز اس سے واردات قلب کی کن کن کیفیتوں پر روشنی پڑتی ہے۔

اپنے مندرجات و مشمولات کے اعتبار سے ''تعلیمات غزالی'' نہایت عمدہ کتاب ہے اس کے گیارہ ابواب میں جواد پر درج کیے گئے ہیں بہت سے ضمنی عنوانات بھی ہیں۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 144-143-142)

مکتوب مدنی... وحدۃ الوجود اور وحدت الشہود کا سنگم:۔

الٰہیات کے سلسلے میں یہ بحث خاص طور سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ اور کائنات میں ربط و تعلق کی نوعیت کیا ہے؟ اس ضمن میں ابن عربی رحمہ اللہ نے وحدت وجود کا نظریہ پیش کیا ہے جس کا دو لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ بحر وجود دراصل ایک ہے اور تمام کائنات اسی بحر بیکراں کی موجیں ہیں۔

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اس کے مقابلے میں نظریہ شہود کی وضاحت کی ہے جس میں دو وجود ہیں ایک مادی دنیا کا اور دوسرا حقیقت وراء الوراء کا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ان دونوں نظریوں کے درمیان تطبیق دینے کی کوشش کی ہے شاہ صاحب رحمہ اللہ سے اس دور کے معروف عالم اسماعیل بن عبداللہ آفندی رومی مدنی رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں سوال کیا تو انہوں نے بذریعہ مکتوب اس کا تفصیلی جواب دیا جو کتابی شکل میں اشاعت پذیر ہوا۔ یہ مکتوب عربی زبان میں مکتوب مدنی سے موسوم ہے۔

مولانا مرحوم نے شاہ صاحب کی اس اہم علمی کاوش کا شگفتہ اور سلیس اردو ترجمہ کر دیا ہے۔ وحدت وجود اور وحدت شہود کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے اس کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 147)

☆.....☆.....☆

WWW.UBQARI.ORG



رئیس المناظرین شیخ الاسلام

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۹۴۸ء

تحریر
فضل الرحمن بن میاں محمد
ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات شریعت گولڈ میڈلسٹ جامعہ الازہر مصر
خطیب مسجد اسلامیہ فتح ریلوے روڈ لاہور



دار الدعوۃ السلفیۃ
شیش محل روڈ لاہور
الباکستان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

طابع ـــــــ حافظ محمد بشیر
تاریخ طبع ـــــــ مارچ ۱۹۸۷ء
مطبع ـــــــ المطبعۃ العربیہ لاہور
کتابت ـــــــ محمد صدیق خوش نویس

WWW.UBQARI.ORG

کتاب ''سوانح امرتسری'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ سوانح ثناء اللہ امرتسری، المتوفی 1948ء

تحریر:۔ فضل الرحمٰن بن میاں محمد

اولیاء عام امت سے افضل ہیں:۔

تمام مخلوق میں سید البشر انبیاء علیہم السلام ہیں اور انبیاء میں سید الانبیاء حضرت محمد رسول ﷺ ہیں جو قیامت کے روز شفاعت کبریٰ وصغریٰ کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم'' ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے برابر کوئی شخص تقویٰ اختیار نہیں کرسکتا نیز حضرت محمد ﷺ نے فرمایا مذکورہ آیت کے مطابق اولیاء اللہ عام امت سے افضل ہیں۔ (سوانح مولانا ثناء اللہ امرتسری ص 87)

اولیاء کا بدظن فاسق ہے:۔

انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والا کافر اور اولیاء کی توہین یا ان کی طرف بدظنی کرنے والا فاسق ہے۔ اہل حدیث کا طریقہ اس سلسلہ میں وہی ہے جو کہ صاحب ہدایہ نے کتاب الشہادۃ میں بیان کیا ہے۔ جو سلف صالحین کو برا کہے اس کی شہادت معتبر نہیں۔ (سوانح ثناء اللہ امرتسری ص 88)

مشائخ صوفیاء کی تفسیری خدمات

متصوفین مفسرین کی جماعت:۔

جو قرآن پاک میں سلوک اور تصوف کے مسائل سے دلچسپی رکھتے ہیں۔

مذکورہ بالا گروہوں نے قرآن کی تفسیر کرنے کا حق ادا کرنے کی انتہائی کوشش کی ہے لیکن اس کے باوجود قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ ہر دور میں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی نازل ہوا ہے لہٰذا ہر دور میں پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے میں رہنمائی کا سبب بنتا ہے۔

پاک و ہند میں بھی علماء اس فن میں پیچھے نہ رہے بلکہ عربی، فارسی، اردو، پنجابی، سندھی،

پشتو، بنگالی، مرہٹی، تامل، ہندی، کشمیری اور گجراتی وغیرہ میں تراجم اور تفاسیر لکھ دیں۔

اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ کے استاد شیخ احمد ملا جیون رحمہ اللہ (المتوفی 1130ھ) نے "التفسیرات الاحمدیہ" کے نام پر ان آیات کی تفسیر کی جن سے فقہی احکام استنباط ہوتے تھے۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ (المتوفی 1176ھ) نے ہندوستان میں پہلی دفعہ قرآن پاک کا ترجمہ فارسی میں کیا جس کی وجہ سے ان کی شدید مخالفت کی گئی یہاں تک کہ ان پر قاتلانہ حملہ بھی کیا گیا انہوں نے اس ترجمہ کا نام فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن رکھا۔

ان کے بعد ان کے بیٹوں نے اردو میں ترجمے اور تفاسیر لکھیں۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی تفسیر عزیزی شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کا موضع القرآن اور شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ کے تحت اللفظ ترجمہ آج بھی عوام الناس میں مقبول ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (المتوفی 1225ھ) نے عربی میں لغوی تشریح روایات و آثار، فقہی مباحث، اسرار تصوف اور مسلک حنفی کی تائید و توثیق کے لحاظ سے ایک جامع تفسیر لکھی۔

نواب صدیق الحسن بھوپالی رحمہ اللہ (المتوفی 1307ھ) نے عربی میں "فتح البیان" اور "نیل المرام" کے علاوہ اردو میں ترجمان القرآن کے نام پر علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی "فتح القدیر" کی تلخیص لکھی۔ نواب صدیق حسن رحمہ اللہ کو سینکڑوں کتب کے مصنف ہونے کا شرف حاصل ہے۔

مولانا عبدالحق حقانی رحمہ اللہ المتوفی 1335ھ کی اردو میں تفسیر ہندوستان کے مسلمانوں میں بہت معروف ہے۔ مولانا احمد حسن دہلوی رحمہ اللہ نے شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کے ترجمہ کے ساتھ ایک فاضلانہ تفسیر شائع کی۔

(سوانح ثناء اللہ امرتسری ص 122,123)

☆.....☆.....☆

WWW.UBQARI.ORG

گزر گئی گزران

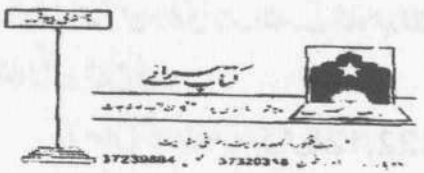
محمد اسحٰق بھٹی

نشریات

۴۰ اردو بازار، لاہور۔ فون: ۷۳۱۹۴۳۵۸۹ ۔۰۴۲۱

جملہ حقوق محفوظ
۲۰۱۱ء

نام کتاب : گزر گئی گزران
مصنف : محمد اسحٰق بھٹی
مطبع : میسرز پرنٹ زون لاہور
اہتمام : نشریات، لاہور



فیصل بک سنٹر (پرائیویٹ) لمیٹڈ
اردو بازار، نزد پریس کلب، کراچی۔
فون: 32212991-32629724

WWW.UBQARI.ORG

کتاب ''گزر گئی گزران'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔گزر گئی گزران ..... مصنف:۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

امیر جماعت اہلحدیث کا بیعت اصلاح لینا:۔

جو نیک آدمی یا عالم دین' کہیں سے کوٹ کپورہ آتے میرے دادا دعا کے لیے مجھے ان کی خدمت میں لے جاتے۔ایک مرتبہ انجمن اصلاح المسلمین کے سالانہ جلسے میں سید محمد شریف شاہ گھڑیالوی رحمہ اللہ تشریف لائے۔وہ نہایت تقویٰ شعار بزرگ تھے اور پنجاب کی جماعت اہل حدیث کے امیر تھے۔پیکر زہد وعبادت اور بہ درجہ غایت منکسر ومتواضع۔لوگ ان کے حلقہ بیعت میں داخل ہوتے اور ان سے صالحیت کی باتیں سنتے۔(گزر گئی گزران ص40)

مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

میرے دادا مجھے ان (سید محمد شریف شاہ گھڑیالوی رحمہ اللہ) کے پاس لے گئے۔اس وقت وہ جامع مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ ان کے اردگرد بیٹھے تھے۔دادا مرحوم نے ان سے کہا کہ یہ میرا پوتا ہے۔میری خواہش ہے کہ آپ اسے اپنے حلقہ بیعت میں شامل فرمالیں اور دعا فرمائیں کہ یہ علم حاصل کرے اور امور خیر کی طرف اس کا دھیان رہے۔چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مجھے اپنے حلقہ بیعت میں شامل کرلیا اور دعا بھی فرمائی۔مجھے کچھ نصیحتیں بھی کیں۔اس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کی ہوگی۔

انتقال مرشد کے بعد تجدید بیعت تصوف:۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ نے فیروز پور میں مجھے مولانا کمال الدین ڈوگر (ساکن چھینبیاں والی) کے حلقہ بیعت میں شامل کرادیا تھا۔(گزر گئی گزران ص40)

WWW.UBQARI.ORG

دادا مرحوم کو صحبت اہل اللہ کی فکر:۔

مجھے (اسحٰق بھٹی کو) وہ (دادا مرحوم) بار بار بعض اہل علم کی خدمت میں لے کر گئے۔ میرے لیے نیک لوگوں سے دعائیں کروائیں اور خود کیں۔ شاہ محمد شریف صاحب رحمہ اللہ سے بیعت کرائی جو اس دور کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ وہ نماز فجر سے قبل مسجد میں جاتے اور مجھے بھی جگاتے اور اپنے ساتھ لے کر جاتے۔

(گزر گئی گزران ص42)

حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ جو اچھا کام تم کر رہے ہو یہ بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ورنہ جو کچھ تم ہو میں اسے خوب جانتا ہوں۔ (گزر گئی گزران ص43)

لکھوکے علم وعرفان کا مرکز فیض:۔

ضلع فیروز پور (مشرقی پنجاب) میں ایک چھوٹا سا گاؤں "لکھوکے" تھا جو تقسیم ملک سے تقریباً سوا سو سال پہلے سے علم وعرفان کا مرکز چلا آرہا تھا۔ اس گاؤں میں متعدد علمائے کرام پیدا ہوئے جن سے بے شمار لوگوں نے علمی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ اس گاؤں میں ایک بہت بڑے عالم حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ گزرے ہیں۔

ان کے شاگردوں اور عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔

(گزر گئی گزران: ص64)

انہی حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کے پوتے اور حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ (متوفی مئی 1895۔ ذیقعدہ 1312ھ) کے فرزند گرامی مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ تھے جو اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے۔ (گزر گئی گزران ص65)

مولانا عطاء اللہ حنیف کے والدین کی بیعت:۔

مولانا ممدوح 1909ء کے پس وپیش موضع بھوجیاں تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد میاں صدرالدین حسن اور والدہ مکرمہ

حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے دائرہ بیعت میں شامل تھے۔ دونوں میاں بیوی رحمہما اللہ نہایت صالح سرشت تھے۔ (گزر گئی گزران ص69)

لکھوی خاندان سے ارادت مندی کا تعلق:۔

مولانا معین الدین رحمہ اللہ سے میرے دیرینہ تعلقات تھے اور ہمارے بزرگ ان کے بزرگوں کے حلقہ ارادت میں رہے تھے۔ ان کے پیغام کے چند روز بعد میں مرکز الاسلام پہنچا۔ مرکز الاسلام کی بنیاد موضع ''لکھوکے'' سے دو میل دور مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ نے 1928ء میں رکھی تھی۔ مولانا ممدوح حضرت بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ کے پڑپوتے حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کے پوتے اور اور مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے فرزند عالی قدر تھے۔ (ص135)

ہم مرید وہ ہمارے مرشد:۔

ملک احمد خان بوڑھے آدمی تھے۔ دراز قامت اور وجیہہ۔ بہت متقی بزرگ تھے۔ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد محترم مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے ارادت مند تھے۔ جلد ہی مجھ سے مانوس ہو گئے تھے۔ میں نے باتوں باتوں میں ان سے پوچھا کہ آپ غزنوی خاندان کے حلقہ ارادت میں کیسے شامل ہوئے اور ان کی کون سی ادا آپ کو پسند آئی؟ اس کا انہوں نے جو جواب دیا وہ انہی کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔ فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے یہ باتیں پنجابی میں بیان کی تھیں، میں اردو میں ترجمہ کر رہا ہوں۔ بولے: 1897ء یا 1898ء کی بات ہے میں اٹھارہ سال کی عمر کا تھا کہ گنٹھیا کے موذی مرض میں مبتلاء ہو گیا۔ والد نے بہت علاج کرائے مگر آرام نہ آیا۔ وہ حضرت امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے عقیدت مند تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ان کی دعا کو اللہ شرف قبولیت سے نوازتا ہے اور وہ بیمار کیلئے دعا کریں تو اللہ اسے صحت عطا فرماتا ہے۔

اس زمانے میں گھوڑے کے سوا ہمارے گاؤں سے امرتسر جانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا

شام کے وقت میرے والد نے گٹھڑی کی شکل میں مجھے گھوڑی پر رکھا اور امرتسر چل پڑے۔

ہم امرتسر مسجد غزنویہ میں پہنچے تو فجر کی جماعت ہو رہی تھی۔ والد نے مجھے گھوڑی کی پیٹھ سے اٹھایا اور مسجد کے صحن میں رکھ دیا۔ گھوڑی باہر باندھی اور خود وضو کر کے جماعت میں شریک ہو گئے جو بزرگ جماعت کرا رہے تھے وہ اس قدر درد و سوز سے قرآن مجید پڑھتے تھے کہ دل ان کی طرف کھنچا جاتا تھا۔ نماز کے بعد اس بزرگ نے میری طرف دیکھا تو پوچھا یہ کون شخص ہے؟ والد نے سلام عرض کرنے بعد تمام صورت حال بیان کی اور نہایت ادب سے دعا کیلئے درخواست کی۔ پاک باز بزرگ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے جیسے جیسے وہ دعا مانگ رہے تھے مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جوڑوں کی بندش کھل رہی ہے۔ تین دن اور تین راتیں ہم وہاں رہے۔ ہمارا کھانا ان کے گھر سے آتا تھا۔ گھوڑی کیلئے چارے کا انتظام بھی وہی کرتے تھے۔ تین دن کے بعد میں اللہ کے فضل سے بالکل تندرست تھا۔ گھوڑی پر سوار ہو کر امرتسر سے اپنے گاؤں فیروز وٹواں آیا۔ دعا کرنے والے بزرگ مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے صاحب تقویٰ والد مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ تھے جنہیں لوگ امام صاحب کہہ کر پکارتے تھے۔ اس کے بعد اللہ کے بے پایاں فضل اور امام صاحب کی دعا سے جسمانی حالت کے ساتھ ساتھ ہماری روحانی دنیا بھی بدل چکی تھی۔ ہم ان کے مرید اور یہ ہمارے مرشد.....! (گزر گئی گزران ص209 تا210)

میاں صدرالدین کی بیعت اصلاح:۔

میاں صدرالدین رحمہ اللہ جن کو ہم نے نہیں دیکھا موضع بھوجیاں (ضلع امرتسر، مشرقی پنجاب) کے رہنے والے تھے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کے والد تھے اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد محترم حضرت امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید اور ان سے بیعت تھے۔ ان کی اہلیہ (یعنی مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی والدہ) بھی حضرت امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے حلقہ ارادت سے تعلق رکھتی تھیں۔

محمد اسحاق بھٹی

جزو صغیر کے

اہل حدیث خدام قرآن



مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب دوست

کی

فکر و اشاعت

کے لیے

کوشاں

اس کتاب کے

جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

اشاعت ——— 2005

اہتمام طباعت

ابوبکر قدوسی

مکتبہ قدوسیہ

کتاب اسلامک پبلشر

Ph:042-7230556-7351124

Email: qadusia@brain.net.pk

www.qudusia.com

لاہور پاکستان

WWW.UBQARI.ORG

اس واقعہ کے راوی مولوی عبدالحق کو میں نے دیکھا ہے اور ان کے حلقے میں بیٹھا ہوں۔ صالح بزرگ تھے اور اپنے عہد کے پرانے بزرگوں کے واقعات سناتے وقت بعض اوقات ان پر ایک خاص قسم کی جذباتی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

(گزر گئی گزران ص 384)

☆.....☆.....☆

کتاب ''برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن'' میں سلسلہ نقشبندیہ کی خوشبو

نام کتاب:۔ برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن

مصنف:۔ مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

ابتدائی حالات:۔

قاضی ثناء اللہ 1145ھ اور 1147ھ (1733ء اور 1735ء) کے درمیانی عرصے میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ نہایت ذہین تھے اور ہر وقت حصول علم کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

ابتدائی تعلیم اپنے شہر پانی پت کے اساتذہ سے حاصل کی۔ تقسیم ملک سے پہلے پانی پت صوبہ پنجاب میں شامل تھا۔ اب صوبہ ہریانہ میں شامل ہے۔ قاضی ثناء اللہ صاحب کے زمانے میں اس شہر میں مروجہ علوم کی کتابیں پڑھانے کیلئے جو اہل علم موجود تھے ان سے انہوں نے استفادہ کیا۔ بعد میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی خدمت میں دہلی گئے اور ان سے حدیث و فقہ کی تکمیل کی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے تھے۔

قاضی ثناء اللہ کی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت:۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد شیخ محمد عابد سنامی رحمہ اللہ کے حلقہ بیعت میں داخل

ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ مرزا صاحب ممدوح' قاضی صاحب پر بے حد شفقت فرماتے تھے اور قاضی صاحب رحمہ اللہ ان کا انتہائی احترام بجالاتے تھے۔

(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص113)

کمال مرشد یا مرید باکمال:۔

اللہ تعالیٰ نے قاضی صاحب رحمہ اللہ کو اوصاف حمیدہ سے متصف فرمایا تھا۔ تفسیر' حدیث' فقہ وغیرہ اپنے وقت کے تمام علوم متداولہ پر عمیق نگاہ رکھتے تھے۔ ان موضوعات پر انہوں نے عربی اور فارسی میں کتابیں تصنیف کیں' جن سے اصحاب علم فیض یاب ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ وہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے تو مرزا صاحب ممدوح نے ان کے زہد و اتقاء کی بناء پر انھیں ''علم الہدیٰ'' کے لقب سے سرفراز کیا اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ان کے علم و کمال کی وجہ سے انہیں ''بیہقی وقت'' کے خطاب سے نوازا۔ شیخ غلام علی شاہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ سے سنا' وہ قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ کو اپنے لیے ذریعہ مغفرت ٹھہراتے تھے۔ ان کے فارسی الفاظ یہ ہیں: می فرمودند اگر خدائے تعالیٰ بروز قیامت از بندہ پرسید کہ بہ درگاہ ماچہ تحفہ آوردی؟ عرض کنم ثناء اللہ پانی پتی را۔ (بحوالہ مقامات مظہری)

یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز مجھ سے پوچھا کہ ہمارے دربار میں کیا تحفہ لائے ہو؟ تو عرض کروں گا ثناء اللہ پانی پتی کو لایا ہوں۔

(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص113 تا114)

تفسیر کا انتساب مرشد کے نام:۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے مختلف موضوعات پر کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں ان کی تفسیر قرآن بھی شامل ہے۔ یہ تفسیر عربی زبان میں ہے اور دس ضخیم جلدوں پر

مشتمل ہے۔ اس کا نام ''تفسیر مظہری'' ہے جو انہوں نے اپنے استاذ و مرشد مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کی طرف منسوب فرمائی ہے۔

(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص115)

مولانا عبدالحق مالیر کوٹلوی رحمہ اللہ کی سندِ تصوف

مولانا ابو منظور محمد مظہر الحق عرف عبدالحق 24 شعبان 1283ھ (یکم جنوری 1867ء) کو جمعے کے روز مالیر کوٹلہ (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کا آغاز صوفی عبدالرحیم رحمہ اللہ سے کیا۔ بعد ازاں مولانا اشرف الدین فیروز پوری سے استفادہ کیا۔ حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے حلقہ شاگردی میں بھی رہے۔ 1305ھ (1888ء) میں حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے سند حدیث لی۔ 1307ھ (1890ء) میں مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ 1309ھ (1892ء) میں حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ سے قرآن و حدیث اور تصوف کی سند سے مفتخر ہوئے۔ 1310ھ میں ریاست پٹیالہ کے شہر سرہند کا عزم کیا اور وہاں سندھنی والی مسجد میں فریضۂ خطابت انجام دینے لگے۔ ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی۔ بیٹوں کے نام علی الترتیب محمد حسن، منظور الحق اور محمد مظہر الاسلام تھے۔ بیٹی کا نام ام الخیرات تھا۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص236)

تعمیل حکم مرشد میں تالیف کتاب:۔

(الہامات رحمانی وخرافات قادیانی کا مقابلہ) یہ کتاب مولانا عبدالحق رحمہ اللہ نے اپنے مرشد حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی کے ایما پر لکھی تھی۔ حضرت مولانا لکھوی رحمۃ اللہ علیہ پہلے عالم دین تھے جنہوں نے الہامی ذریعے سے مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر و دجال قرار دیا تھا۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص237)

مولانا عبدالرحیم پشاوری اور مکتوباتِ امام ربانی:۔

مولانا عبدالرحیم نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مولوی محمد نعیم سے حاصل کی اور مولوی

صدر الدین، قاضی عبدالمجید اور مولوی غلام رسول رحمہم اللہ سے بھی حصول علم کیا۔ حدیث کی کتابیں مولانا داؤد سے پڑھیں۔ اخبار ''وکیل'' کے سب ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ 1912ء میں لاہور تشریف لائے اور اخبار ''زمیندار'' میں مترجم کی حیثیت سے مولانا ظفر علی خاں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔

(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص270)

مکتوبات امام ربانی (ترجمہ وتشریح مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی مع سوانح حضرت مجدد) (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص273)

عبدالعلی صادق پوری کی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت:۔

عبدالعلی صادق پوری کی خدمت قرآن کا طریقہ ملاحظہ ہو:

یہ ارادۃ اللہ صادق پوری کے بیٹے تھے۔ بنگال کے نواب مظفر جنگ کے عہد نظامت میں پٹنہ میں جج کے عہدے پر فائز تھے۔ زاہدانہ، فقیرانہ اور فیاضانہ طبیعت رکھتے تھے۔ نواب نے ان کو اعزازی خلعت اور بہت سے انعامات بخشے لیکن انہوں نے مسکینوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیئے، خود اپنے ہاتھ سے قرآن مجید لکھ کر گزر اوقات کرتے تھے۔ سید احمد شہید رحمہ اللہ جب پٹنہ میں تشریف لائے تھے تو دوسرے لوگوں کے ساتھ عبدالعلی صاحب نے بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ صادق پور کے قائدین کے نام سید صاحب کے مکتوبات میں ان کے نام بھی ایک مکتوب تھا۔ 1245ھ (30-1829ء) میں تقریباً ایک سو سال کی عمر میں رحلت فرما ہوئے۔

(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص341 بحوالہ ہندوستان میں وہابی تحریک ص۳۷۲، ۳۷۳)

حضرت شاہ عین الحق پھلواروی رحمہ اللہ اور تصوف کا احترام

حضرت شاہ عین الحق پھلواری رحمہ اللہ کے متعلق مختلف اہل علم سے مختلف باتیں سنی ہیں۔ وہ پھلواری (صوبہ بہار، ہندوستان) کی خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشین تھے۔ انہوں

نے مسلک اہل حدیث اختیار کرلیا تھا۔ حضرت شاہ سلیمان پھلواری رحمہ اللہ کے برادر نسبتی اور شاہ محمد جعفر پھلواری کے حقیقی ماموں تھے۔

(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص ۴۰۹)

ارباب تصوف کا احترام اب بھی اسی طرح کرتے، جس طرح وہ دوران سجادگی میں کرتے تھے۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص 410)

مرید کی خبر گیری:۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ کا ایک نور باف مرید بیمار ہوا۔ وہ بہت غریب، مگر بے حد دین دار تھا۔ شاہ صاحب نے اس کی عیادت کا ارادہ کیا، مگر مصنوعی اقتدار پسند اصحاب نے سخت مخالفت کی۔ شاہ صاحب چپ ہوگئے۔ دوسرے دن صبح دیکھتے ہیں کہ شاہ صاحب غائب ہیں۔ سارے گھر میں ایک ہنگامہ برپا ہوگیا اور جستجو شروع ہوگئی۔ آخر اسی نور باف کے ہاں اس حال میں ملے کہ وہ غریب دم توڑ رہا تھا اور آپ اس کے سر پر سورۂ یٰسین کی تلاوت فرما رہے تھے۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص 410)

تسبیح کا استعمال فرمانا:۔

استاذ گرامی شاہ عین الحق پھلواروی رحمہ اللہ جید عالم تھے اور کامل طبیب بھی تھے۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص 416)

آخری عمر میں تسبیح بھی رکھتے تھے۔ کہتے تھے کہ یہ بدعت بڑی اچھی ہے، کیونکہ جب ہاتھ میں ہو تو کچھ نہ کچھ اللہ کا ذکر ہو ہی جاتا ہے۔

(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص 410)

مولانا محمد سلیمان روڑوی کی بیعت اصلاح:۔

ہندوستان کے صوبہ ہریانہ کے ضلع حصار کی تحصیل سرسہ میں ایک قصبہ روڑی ہے، جو کسی زمانے میں ایک عالم دین اور صاحب تقویٰ بزرگ مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ کا مسکن تھا۔ ان کے صاحب زادے مولانا حکیم عبداللہ تھے جو طب کی بہت سی کتابوں

کے مصنف تھے۔ مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ نے حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ سے فیض حاصل کیا تھا اور حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔

مولانا محمد عبدہ الفلاح فرماتے ہیں کہ حکیم عبداللہ مرحوم نے ان سے بیان کیا کہ ''تحصیل سرسہ میں سب سے پہلے میرے والد مولوی محمد سلیمان اہل حدیث ہوئے تھے، جنہوں نے امام عبدالجبار رحمہ اللہ کی بیعت کی اور حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ سے مستفیض ہوئے۔'' مولانا محمد سلیمان کے جو حالات میسر آئے میں نے اپنی کتاب ''قافلۂ حدیث'' میں تحریر کر دیئے ہیں وہ صالحیت و تدین اور علم و عمل کی وجہ سے علاقے میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ ان کے شب و روز کا زیادہ تر حصہ مسجد میں گزرتا تھا۔ کثیر تعداد میں لوگ ان کی خدمت میں حاضری دیتے اور حصول فیض کرتے تھے۔

مرید باکمال کا طریقہ وعظ:۔

ان (مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ) کا انداز وعظ اور طریق تبلیغ عام واعظین و مبلغین سے مختلف تھا۔ وہ نرم الفاظ میں بات کرتے اور لوگوں کو ان کے ذہنی سانچے کے مطابق دینی مسائل سمجھانے کی کوشش فرماتے تھے۔ ان کا واسطہ زیادہ تر دیہات کے ان پڑھ یا نیم خواندہ لوگوں سے پڑتا تھا۔ چنانچہ وہ انہی کی بولی میں اور انہی کی استعداد فہم کے مطابق ان سے مخاطب ہوتے تھے۔ مشکل بات کر کے انہیں مشکلات میں نہیں ڈالتے تھے۔

وہ مستجاب الدعوات عالم دین تھے اور ان کی زبان میں بے حد اثر تھا۔ لوگ اپنی مشکلات ان سے بیان کرتے اور دعا کی درخواست لے کر آتے، وہ اللہ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اور اللہ ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشتا۔

(برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص572)

قاضی منصور پوری رحمہ اللہ کا سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق:۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ کا مختصر سلسلہ نسب یہ ہے محمد سلیمان بن احمد شاہ بن باقی باللہ بن معز الدین.....!

قاضی صاحب کے پڑدادا قاضی معز الدین رحمہ اللہ کا اصل وطن موجودہ جغرافیائی اعتبار سے ہندوستان کے ضلع فریدکوٹ کا ایک گاؤں بڈھیمال تھا۔ وہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ کے حلقہ عقیدت سے تعلق رکھتے تھے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان کو منصور پور جانے اور اسے مرکز بنا کر اس علاقے میں تبلیغ دین کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہاں آکر وہ تبلیغ میں مشغول ہوگئے۔ ان کے بیٹے قاضی باقی باللہ رحمہ اللہ نے بھی باپ کے ساتھ اللہ کے دین کی نشر واشاعت کا سلسلہ جاری رکھا۔

تقسیم ہند سے قبل منصور پور، ریاست پٹیالہ میں بھنڈ انبالہ ریلوے لائن پر پٹیالہ سے 23 میل کے فاصلے پر تھا۔ قاضی صاحب کے والد قاضی احمد شاہ نہایت صالح اور متدین بزرگ تھے۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص574)

وضاحت: شاہ غلام علی رحمہ اللہ سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ ہیں آپ کو مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ سے بیعت تصوف میں خلافت حاصل ہے۔

مولانا ہدایت اللہ نوشہروی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

مولانا ہدایت اللہ ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں ''نوشہرہ ککے زیاں'' کے رہنے والے تھے، اور ککے زئی برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ والد کا نام بسے خاں تھا۔ مولانا کے آباؤ اجداد اپنے گاؤں میں گرم چادریں بننے کا کام کرتے تھے۔ مولانا ممدوح اپنے خاندان کے اولین شخص تھے، جنہوں نے دینی تعلیم حاصل کی اور حصول کیلئے بے حد جدوجہد فرمائی۔ ابتداء میں اپنے گاؤں کے بعض افراد سے چند ابتدائی کتابیں پڑھیں پھر سیالکوٹ آئے اور وہاں کے اہل علم سے مستفید ہوئے۔ بعد ازاں لاہور کا عزم کیا اور بعض حضرات سے اخذ فیض کیا۔

اس وقت دہلی میں حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کی مسند درس آراستہ تھی۔ لاہور سے پیدل دہلی گئے اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

ہم نے

اسے ذکر خیر اور تذکرت کا مستحق پایا

تراجم علمائے حدیث ہند

طبع دوم ۱۳۹۱ھ

مؤلفہ

حضرت مولانا ابو یحییٰ امام خان صاحب نوشہروی رحمۃ اللہ علیہ

مشتملہ

تراجم خاندان ولی اللہی دہلی و علمائے دہلی و غیرہ غیرہ

ناشر

مرکزی جمعیۃ طلبہ اہلحدیث مغربی پاکستان

(یہ حقوق بحق مرکزی جمعیت طلبہ اہلحدیث مغربی پاکستان محفوظ ہیں)

نام کتاب ——— تراجم علمائے حدیث ہند

تالیف ——— ابو یحییٰ امام خان نوشہروی مرحوم

مقدمہ ——— سید سلیمان ندوی

طبع اول ——— ۱۳۵۶ھ ، ۱۹۳۸ء

طابع ——— حافظ عبدالرشید اظہر امینوالوی

ناشر ——— مرکزی جمعیت طلبہ اہلحدیث مغربی پاکستان

قیمت ——— ۱ روپے

کتابت ——— خادمہ دفتر کتابت پیپلز پوسٹ بنارس لائلپور

——— پروف ریڈنگ ———

- حافظ عبدالمجید ازہر قصوری
- مولانا محمد امین حکیم

——— ملنے کا پتہ : ———

حافظ عبدالرشید اظہر امینوالوی

جامعہ سلفیہ۔ لائل پور

WWW.IBQARI.ORG

حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ وہاں تعلیم مکمل کی اور میاں صاحب رحمہ اللہ سے سند حدیث لی۔ یہ 1857ء کی جنگ آزادی سے تھوڑا عرصہ بعد کا واقعہ ہے۔ دہلی ہی میں شریفی خاندان کے اطباء سے طب کی تعلیم حاصل کی۔

دہلی سے واپسی پر امرتسر آئے اور حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ حضرت سید صاحب اور ان کے صاحب زادۂ گرامی قدر حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔

(راولپنڈی) کی مسجد اہل حدیث میں خطابت و امامت کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے۔ (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص679)

☆.....☆.....☆

کتاب ''تراجم علمائے اہلحدیث'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ تراجم علمائے اہلحدیث

مصنف:۔ حضرت مولانا ابو یحییٰ امام خان صاحب نوشہروی

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تصوف سے وابستگی۔

اس خاندان کے جو بزرگ سب سے پہلے ہندوستان میں وارد ہوئے وہ شیخ شمس الدین مفتی تھے جو غالباً اسلامی حکومت کے آغاز ہی میں یہاں آ گئے۔ رہتک میں قیام فرمایا یہ اس وقت بھی ایک بارونق شہر تھا۔ شیخ ممدوح علوم ظاہری و باطنی دونوں کے حامل اور صاحب کشف بزرگ تھے۔ جیسا کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ (حضرت ولی اللہ) اپنے رسالہ ''امداد'' الخ میں فرماتے ہیں۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص۴۰)

شیخ وجیہہ الدین (شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے دادا) عالم دین اور صاحب حال ہونے کے ساتھ ایک بہادر سپاہی بھی۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص۴۱)

ان بزرگوار (شیخ وجیہہ الدین مرحوم) کے صاحبزادے سے شاہ عبدالرحیم

علیہ الرحمہ تھے۔ جن کے ۶۰ برس کی عمر تک اولاد نہ تھی اور اسی عہد میں آپ کو متعدد بار اولاد کی بشارتیں ہوئیں مگر اہلیہ کا آغاز پیری بھی ہو چکا تھا آخر آپ نے ابو الرضا شیخ محمد صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۷ محرم ۱۱۱۰ھ کی صاحبزادی سے عقد کر لیا، اس نیک بخت خاتون کے بطن سے جو مولود مسعود متولد ہوا، شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ نے ان بشارتوں کی بناء پر ولی اللہ نام رکھا خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمہ اللہ سے عقیدت کی وجہ سے دوسرا نام قطب الدین رکھا اور مادۂ تاریخ کی مناسبت سے عظیم الدین (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۴۲)

بیعت اصلاح وخلافت:۔

اپنے والد ماجد مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ کے علاوہ شیخ ابو طاہر ممدوح سے شیخ احمد شناوی سے، شیخ احمد قشاشی سے، سید عبدالرحمٰن ادریسی (المشہور مجوب) سے، شیخ عیسیٰ جعفری مغربی سے، شیخ شمس الدین محمد بن عربی بابلی اور شیخ ابراہیم کردی مدنی سے شیخ حسین شیخ احمد نخلی اور شیخ عبداللہ بن سالم بصری رحمہم اللہ سے ان حضرات سے یہ شرف زمانہ قیام حجاز میں نصیب ہوا اور جب شاہ عبدالرحیم صاحب آپ کی تربیت روحانی پر متوجہ ہوئے تو اس وقت آپ کی عمر کا ۱۵ واں سال شروع تھا جب ۱۷ سال کی عمر تک پہنچے تو آپ کے والد علیہ الرحمہ نے آپ کو بیعت وارشاد کی اجازت مرحمت فرمادی اور خود اسی سال میں اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ آپ رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ۲۵ سال تک اس مسند علم وارشاد کو مزین فرمایا اور آپ کے سفر آخرت پر آپ کے چاروں بیٹے اس محفل علم وعمل کی زینت کا سبب بنے آخر میں آپ کے پوتے مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ نے اس بزم کو اپنے خون سے لالہ گوں کر دیا۔ (ص ۴۴)

مثالی خاندان:۔

حضرت والا جاہ السید نواب صدیق حسن خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اور اس خاندان کا ہر ایک فرد اپنے اسلاف اور اعمام کی طرح عالم دین

صاحب مرتبت حکیم وفقیہہ تھا۔ کیوں نہ ہوتا یہ حضرات علم وعمل میں یکتائے زمانہ ہونے کے ساتھ نسب عالی فاروقی کے بھی تو حامل تھے۔ ولیکن کس قدر افسوس ہے کہ چیرہ دست زمانہ کی شوخی نے اس خاندان کو ایک سرے سے صفحہ ہستی سے کھو ڈالا۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

اس بیت العلم کے تمام افراد جملہ علوم نقلیہ وعقلیہ میں کامل ہونے کے ساتھ مشائخ وقت بھی تھے حتیٰ کہ ہندوستان بھر میں کوئی ایک گھرانہ بھی اس کا ہم پلہ نہ ہو سکا اور ایک وہ خاندان ہے جو معقولات میں کچھ اس طرح مشہور ہوا کہ عوام بغیر سوچے سمجھے اس پر جھکنے لگے تو کون سی تعجب کی بات ہے''۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۴۵)

شاہ ولی اللہ صاحب نے نشر حدیث وفہم قرآن کے وہ وہ سامان بہم پہنچائے کہ جن کی بدولت مسلمانوں کے کان قال اللہ وقال الرسول سے حقیقی معنوں میں آشنا ہونے لگے۔ متفقہین (ہند) کا شور وغوغا کم ہونا شروع ہوا علمائے مصنفین نے اپنی تحریروں میں حدیث وتفسیر کو بھی جگہ دینا شروع کی ''مدرسہ رحیمیہ دہلی'' حدیث کا ادارۂ اولین تھا جس میں نصف صدی تک تو حضرت حجۃ اللہ البالغہ نے حدیث وتوابع حدیث پڑھائے، آپ کے بعد آپ کے جانشین ''وخلیفہ بلافصل'' مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث رحمہ اللہ (حضرت کے فرزند اکبر) نے اسی مدرسہ میں ان علوم کی تجدید کی اور اس وقت مدرسہ کا نام شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ صاحب کا مدرسہ تھا۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۶۰)

شاہ صاحب کی تصنیفات:۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ کی تصانیف کی تعداد 127 تھی مگر زمانے کی دست بُرد نے پوری طرح محفوظ نہ رہنے دیں کہ بہت سی کتابوں کے تو نام بھی مٹا دیئے اس وقت ان میں سے بقدر ۱۵ ایسی کتابیں ہیں جن سے بقدر نصف کے ملتی ہیں اور باقی ابھی تک نایاب ونادر۔

تصوف پر علمی خدمات:۔

۱۔ھوامع شرح حزب البحر (دعائے حزب البحر کی شرح وخصوصیات) ۲۔ الدرالثمین فی مبشرات النبی الکریم ۳۔سطحات (عربی) ۴۔ شرح رباعیتین (خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی ۲ رباعیوں کی شرح) ۵۔ فیوض الحرمین (حرمین سے واپسی پر الہامات ومبشرات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل کتاب) ۶۔العطیتہ الصمدیہ ۷۔الانفاس المحمدیہ ۸۔لمعات (عربی) ۹۔ ہمعات (فارسی) ۱۰۔ الخیر الکثیر (عربی) ۱۱۔تفہیمات ۱۲۔شفاء القلوب (عربی) ۱۳۔زہراوین (عربی) ۱۴۔عوارف ۱۵۔ القول الجمیل (عربی) ۱۶۔ لطاف القدس ۱۷۔تاویل الاحادیث ۱۸۔فیض عام (فارسی) ۱۹۔ مکتوبات المعارف (فارسی) ۲۰۔رسالہ مکتوب مدنی (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۶۹، ۷۰)

شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کی بیعت تصوف:۔

شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کی بیعت محدث ابن حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ محدث سن وفات ۱۲۲۷ھ: امیر المؤمنین سید احمد صاحب بریلوی رحمہ اللہ سے آپ بھی بیعت تھے مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے آپ سے حدیث پڑھی۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۸۶)

سیدنا محمد اسمٰعیل شہید ابن شاہ عبدالغنی کی بیعت اصلاح

میاں اسمٰعیل رحمہ اللہ اور مولوی عبدالحئ رحمہ اللہ نے ایک نوجوان سید کی بیعت کرلی تو تمام شہر سید صاحب رحمہ اللہ کو دیکھنے کے لیے امنڈ آیا کے ان صاحبوں نے جس کو اپنا امام تسلیم کرلیا ہے وہ کیسا انسان ہے۔

مبایعین میں تمام ولی اللہ خاندان بشمول حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ و مولانا محمد مخصوص اللہ .... یہاں یہ بیان کردینا ضروری ہے کہ سید صاحب کا سلسلہ بیعت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ سے ہی شروع ہوتا ہے۔

شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ نے علم تصوف پر ایک نہایت مایہ ناز علمی کتاب ''صعبقات''

تحریر فرمائی جسکا مختصر تعارف تراجم اہلحدیث کی زبانی سنئے:

علم تصوف پر مایہ ناز کتاب "عبقات":۔

عبقات علم تصوف کی کتاب ہے جس میں بہت سے مسائل علم کلام کے بھی آ گئے ہیں خوبی یہ ہے کہ کلام وتصوف کے مسائل کو بدیہات ومسلمات کی روشنی میں کتاب و سنت کے مطابق حل کیا ہے اور نہایت دقت نظر سے ان کو طے کیا گیا ہے۔اس کتاب میں ایک مقدمہ چار اشارہ اور ایک خاتمہ ہے۔

مقدمہ میں ۴ عبقات ہیں عبقہ اولیٰ میں علم کے اسباب وذرائع بتائے۔عبقہ ثانیہ میں یہ بتایا ہے کہ علم نقلی نظریات سے ہے موجودہ حالت میں نظری علم معتد بہ کے اسباب ۳ ہیں تعقل، نقل، کشف ان میں سے ہر ایک میں خلل واقع ہوسکتا ہے لیکن جب خلل سے ہر ایک پاک ہو تو ان میں باہم تناقض نہیں ہوتا۔عبقہ ثالثہ میں اس بات کی تردید ہے کہ نقل مفید یقین نہیں ہوتی فرماتے ہیں:"قد تفوه بعض من لم یرزق الفهم بامر فظیع ان النقل لایفید العلم القطعی" (عبقات ۷ ص۶) ترجمہ:"بعض ایسے لوگوں نے جن کو سمجھ نہیں عطا کی گئی ہے ایک بہت بری بات کہی ہے کہ نقل علم قطعی یقینی کو مفید نہیں۔

عبقہ رابعہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ الہام سے بھی یقین حاصل ہوتا ہے،مقدمہ کے بعد کتاب کے عنوانات "اشارہ" کے لفظ سے شروع ہوتے ہیں پہلے اشارہ میں ۴۳ عبقات ہیں اور ایک خاتمہ آخر میں تنزل وجود حقیقی کے مراتب کا بیان ہے اور فرماتے ہیں:

"قد ظهران مراتب التحقیق ستة التحقیق نفسه بشرط لاوهولا هوت وسماه الامام الربانی لایقین" (تراجم علمائے اہلحدیث ص۵۴)

ترجمہ: یہ بات ظاہر ہے کہ تحقیق کے ۶ مرتبے ہیں تحقیق نفس بشرط لا اور یہی لاہوت ہے اور اسی کا نام امام ربانی نے لایقین رکھا ہے۔" (تراجم علمائے اہلحدیث ص۵۴)

اس کے خاتمہ میں صفات کے متعلق بہت مفید بحث ہے۔

دوسرے ''اشارہ'' میں ۲۵ عبقے اور ایک خاتمہ ہے اس میں تجلیات کی بحث علمائے ادیان کے لئے قابل دید ہے.....

چوتھے ''اشارہ'' میں بھی ۱۲ عبقات ہیں، ان میں مراتب کمال نفس کی بحث ہے، اور معرفت قرب النوافل وقرب الفرائض کو ایک خوبی کے ساتھ بیان فرمایا، خاتمہ پر ارشاد ہوا۔

خلاصہ یہ کہ مولانا رحمہ اللہ کی یہ کتاب ان کے کمال دقت نظر اور عقلی ونقلی علوم کے مہارت کاملہ کی شہادت ہے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۱۹)

شاہ محمد مخصوص اللہ کی بیعت اور ذوق گوشہ نشینی:۔

شاہ محمد مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ متوفی ۱۲۷۳ھ =۱۸۵۷ء: مقدس بزرگ زاہد وعابد شب زندہ دار تدریس وتعلیم کے سوا کوئی مشغلہ نہ تھا اور یہ بزم روشن کی مسجد واقعہ قاضی واڑہ میں منعقد تھی عامل آمین ورفع الیدین تھے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۲۴)

طبیعت زیادہ تر عبادت دوست اور مزاج زہادت پرست واقع ہوئی تھی اس لئے آخر عمر میں سررشتہ تدریس ہاتھ سے دے کر گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی اور ہمیشہ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے، آپ کے اوقات اس درجہ مجموع تھے کہ شاید سلف صالحین کے زمرہ میں اولیائے کرام کے اوقات ایسے ہوں گے اور چونکہ آپ کی ساری ہمت عبادت الٰہی اور تقویٰ شعاری میں مصروف تھی۔ امیر المؤمنین سید احمد بریلوی رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۲۵)

شاہ عبدالحئی بڈھانوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

شاہ عبدالحئی شہید بڈھانوی ثانی اثنین سیدنا شاہ محمد اسماعیل شہید متوفی ۸/ شعبان ۱۲۴۳۔ ۱۸۲۸ء (عدد ۱۲)۔ شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ اور مولانا عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ سے تکمیل علوم وفقہ وحدیث کی اور شاہ عبدالعزیز

صاحب رحمہ اللہ نے خلافت بھی عطا فرمائی۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۳۲)

سفر حجاز میں قاضی شوکانی امام محمد بن علی نے آپ کی شہرت علم وفضل سن کر اپنی تمام تصانیف مع سند واجازۂ حدیث از خود پیش کیں۔ سیدنا محمد اسمٰعیل رحمہ اللہ سے باہم محبت اس قسم کی تھی کہ دونوں ساتھ ساتھ پڑھے، ایک ہی امام کے ربقہ بیعت سے مشرف ہوئے دونوں کا مقصد زیست تجدید دین واعلائے کلمۃ اللہ تھا۔

آپ کی بیعت کا ماجرا یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین السید احمد رحمہ اللہ دہلی تشریف لائے تو آپ انہیں سیر کیلئے دریا (جمن) کی طرف لے گئے اور اپنے اقتداء میں دو رکعت نماز نفل پڑھا دی جس کے کیف سے متاثر ہو کر پھر کسی اور جگہ کے نہ رہے، امام حج بیت اللہ کے لئے گئے، تو آپ بھی ہمراہ تھے، تبلیغ کے لئے سیاحت فرمائی تو آپ ساتھ تھے، جہاد کے لئے نفیر عام ہوا، تو حضرت الامام رحمہ اللہ کے گھوڑے کی ایک رکاب پر سیدنا اسماعیل شہید کا ہاتھ تھا۔ تو دوسری رکاب سیدنا عبدالحئی پکڑے تھے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۳۳)

شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کی تصوف سے نسبت

(شیخ الکل میاں نذیر حسین کی) تشنگی علم بڑھنے لگی مگر گھر سے نکلے پیاس نہ بجھ سکتی تھی اور گھر میں عسرت مسلط تھی جس کی وجہ سے والد سے سفر کی اجازت طلب کرنا بے سود تھا مگر تابہ کہ اپنے ہم عمر طالب علم بشیر الدین عرف مولوی مراد علی سے مل کر ان کے حفظ امانت کا اندازہ کرتے رہے، جب یقین ہو گیا تو ان سے ایک روز قسم لے کر راز کہہ ہی دیا۔ انہیں بجائے خود یہ لگن تھی۔ دونوں نے مشورہ کیا کتابوں کی گٹھڑی بغل میں دبا کر رات کو گھر سے چل نکلے اور صادقپور ملہ نمو ہیہ مولوی شاہ محمد حسین رحمہ اللہ (یہ صاحب مولوی ولایت علی کے خلیفہ تھے) کی درسگاہ میں پہنچے اس وقت صوبہ بہار کا یہی مرکزی مدرسہ تھا۔ یہاں دونوں نے مشکوٰۃ شریف وترجمہ قرآن مجید پڑھا یہ ۱۲۳۷ھ کا واقعہ ہے۔ اور عمر کے ۱۷ ویں سال کی روئیداد، صادقپور صرف ۶ مہینے

ٹھہرے اسی دوران میں امام الوقت حضرت السید احمد بریلوی رحمہ اللہ کا قافلہ پٹنہ وارد ہوا۔ جمعہ کی نماز پولیس لائن میں ہوئی۔ سیدنا شہید دہلوی رحمہ اللہ نے وعظ کیا یہاں میاں صاحب ان حضرات سے ملتے رہے یہ صحبتیں آخر کار دہلی کی طرف کھینچ لگیں اس وقت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کہ سید احمد بریلوی رحمہ اللہ کے بھی امام و مرشد تھے۔ بقید حیات موجود تھے۔ جن سے استفادہ کے شوق نے اور بھی بے قرار کر دیا۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۳۸)

اب ۱۲۴۳ء میں دہلی میں نزول فرمایا۔ حضرت محمد اسحاق (خلیفہ و نواسہ) حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فیضان علم و عمل جاری تھا۔ مگر اس وقت آپ شامل حلقہ ہونے کی قابلیت نہ رکھتے تھے۔ اس لئے ابتداء دوسرے اساتذہ سے اکتساب کیا۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۳۸)

صوفیائے متقدمین کی عزت واحترام:۔

میاں صاحب مرحوم علمائے متقدمین کی بہت عزت کرتے۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کا نام ''شیخ اکبر'' اور اکثر ''خاتم الولایۃ المحمدیہ'' کے خطاب کے ساتھ پکارتے اور اس پر علامہ قاضی بشیر الدین قنوجی رحمہ اللہ (استاد جناب السید نواب صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ والی بھوپال) کہ ابن عربی رحمہ اللہ کے اشد مخالفین میں سے تھے اور ابن عربی رحمہ اللہ کی برتری و بزرگی کے روادار نہ تھے۔ میاں صاحب سے صرف شیخ اکبر رحمہ اللہ پر مناظرہ کرنے کیلئے دہلی تشریف لائے، ۲ ہفتے متواتر گفتگو جاری رہی، مگر میاں صاحب نے شیخ اکبر رحمہ اللہ کا احترام ہاتھ سے نہ (جانے) دیا، اور آخر کار قاضی صاحب بھی آپ سے متفق ہو گئے۔

اسی طرح علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ نے بھی کئی روز شیخ اکبر رحمہ اللہ پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا اور دوران گفتگو میں ''فصوص الحکم'' پیش کرتے رہے۔ میاں صاحب نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں مانتے

WWW.UBQARI.ORG

تو فرمایا کہ ''فتوحات مکیہ'' شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے اس پر مولانا شمس الحق صاحب رحمہ اللہ حقیقت کو پا کر خاموش ہو گئے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۴۶)

نسبت اتحادی اور مقبول دعا:۔

(حفیظ اللہ خان رحمہ اللہ، متوفی ماہ شعبان ۱۳۲۴ھ) مولد وطن دہلی، ۹ برس کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا، آپ کے والد مرحوم گاماں خاں جن کو شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ سے شرف ارادۃ ونسبت بیعت حاصل تھی، ایک مرتبہ ان کو حضرت کی خدمت میں لے جا کر درخواست کی کہ اس بچے کا قرآن سنیے، شاہ صاحب نے ایک مشکل رکوع کا ارشاد کیا جسے انہوں نے صاف پڑھ دیا، حضرت بہت خوش ہوئے اور تین مرتبہ ان کو سینے سے لگا کر دعا کی، جس کے اثر سے زمانہ کے مشہور واعظ اور عالم باعمل مولوی حفیظ اللہ خاں رحمہ اللہ کے نام سے موسوم ہوئے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۵۸)

بیہقی وقت کی بیعت اصلاح:۔

(قاضی ثناء اللہ نقشبندی پانی پتی رحمہ اللہ، متوفی رجب ۱۲۲۵) کبیر الاولیا شیخ جلال الدین رحمہ اللہ کی ۱۰ ویں پشت سے تھے، ۷ برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کرلیا اور ۱۶ ویں برس میں جملہ علوم (عقلیہ ونقلیہ) پر حاوی ہو گئے، تکمیل حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے اور بیعت ولی شاہ محمد عابد سناعی سے کی، ان کے وصال پر حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جس طرح شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ محدث (دہلوی) نے آپ کو بیہقی وقت کا خطاب بخشا اسی طرح مرزا صاحب (مظہر جان جاناں رحمہ اللہ نے آپ کو علم الہدی کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۸۸)

نقشبندی مجددی معارف کی باکمال ہستی:۔

درس وتدریس نے پوری شہرت نہیں پائی مگر تصنیف وتالیف اور حقائق ومعارف

مجددیہ کے بیان میں آپ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سب سے فائق ہیں۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۸۹)

''شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ آپ کو ''بیہقی وقت'' اور آپ کے پیر حضرت مرزا جانجاناں رحمہ اللہ آپ کو ''علم الہدیٰ'' فرماتے تھے، اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی مجتہدانہ شان اگر آپ کے کسی شاگرد میں نمایاں ہے تو وہ صرف آپ کی ذات گرامی ہے۔ (ص ۱۸۹)

یوں تو آپ رحمہ اللہ کی بہت سی تصانیف ہیں مگر ''تفسیر مظہری'' عربی دنیا میں ایک بہترین تصنیف ہے۔ جس کی خوبی کا اندازہ تمام متقدمین و متاخرین کی مطول و مختصر تفسیر کے مطالعہ کے بعد آپ کی خاص کتاب دیکھنے سے کیا جاسکتا ہے۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۸۹)

تذکروں میں آپ سے استفادہ کرنیوالوں کا پتہ نہیں چلتا صرف آپ کے پیر بھائی حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی آپ کو بجائے اپنے پیرومرشد حضرت مرزا صاحب رحمہ اللہ کے سمجھتے تھے، مگر آپ اس سے راضی نہ تھے بلکہ خود کو ''کمترین مستفیداں شما خود می دانند'' ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۱۹۳)

شاہ عبدالجلیل شہید کی خلافت:۔

علی گڑھ میں مولانا شاہ عبدالجلیل شہید علیہ الرحمۃ اکابر علماء سے تھے، علوم ظاہر کے ساتھ فیوض باطن سے بھی متمتع تھے، معقولات میں مولانا بزرگ علی مارہروی رحمہ اللہ کے شاگرد اور حدیث وفقہ میں مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی رحمہ اللہ سے مستفیض ہوئے۔ خلافت حضرت السید احمد بریلوی رحمہ اللہ نے عطا فرمائی جامع مسجد علی گڑھ کی امامت تفویض تھی۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۰۰)

محمد یونس خان کی بیعت:۔

بن حاجی فیض احمد خاں بن عبدالرحمٰن خاں بن مراد خاں بن شجاعت خاں بن عمر

خاں شیروانی..... جوسٹروانی کا مفرس ہے۔

تاریخ ولادت ماہ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ نام یونس خاں لقب خاں صاحب۔آپ کے ۴ بھائی اور تھے جن میں آپ کے سوا مولوی موسیٰ خان صاحب نے بھی عربی پڑھی..... مولوی سید محمد علی مونگیری بہاری رحمہ اللہ ناظم ندوۃ العلماء سے بیعت کی اور آپ نے حدیث پر عمل کی تلقین فرمائی، غرض اس طرح علم وفن کی کتابیں پڑھتے گئے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۰۷)

عبدالتواب غزنوی کے والد کی بیعت:۔

مولد غزنی (موضع گیروگاؤں) سن ولات ۱۲۸۸ھ آپ کے والد عبدالوہاب مرحوم بھی عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ امرتسری کے اتباع میں سے تھے، جنہیں اپنے مرشد کے ہم عقیدہ ہونے کی پاداش میں غزنی سے ہجرت کرنا پڑی، یہ لوگ اس قافلہ میں آئے جس میں مولوی عبدالجبار مولوی عبدالواحد اور مولوی عبدالرحیم (صاحبزدگان صاحب مرحوم) تشریف لائے تھے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۰۹)

علامہ سید نواب اولاد حسن کی بیعت اور ذوق تصوف

(سید اولاد حسن بن نواب سید اولاد علی خاں جنگ بہادر) جن کی وجہ شرف ایک تو وہ سلسلہ نسب عالی ہے جس کی ایک کڑی بواسطہ امام جعفر صادق علیہ السلام "فخر ولد آدم" جناب ختمی مآب حضرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتی ہے..... ایک اور سبب مجددہ خلافت واجازت ہے جو آپ (سید اولاد حسن صاحب) کو مجاہد فی سبیل اللہ حضرت السید مولانا ومولی المسلمین الغزاۃ جناب سید احمد صاحب رحمہ اللہ سے عطا ہوا۔ (تراجم اہلحدیث ص ۲۳۰)

مولانا شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ سے کتب حدیث وفقہ وتفسیر کو ترتیب متداولہ کے ساتھ پڑھا، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے تبرکاً بعض کتب حدیث ووظائف و ادعیہ ماثورہ کی سند لی..... تکمیل کے بعد قنوج تشریف لے گئے، امیر المؤمنین سید احمد

بریلوی رحمہ اللہ کا غلغلہ چار دانگ عالم میں بلند تھا، آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے سرفراز ہوئے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۳۱)

''شیخنا المرحوم کی آخری تالیف ''کتاب مقالات الاحسان'' ہے۔ یہ کتاب ترجمہ ہے ''فتوح الغیب'' کا جو کہ سیدنا و مولانا حضرت سید عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی تالیف ہے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۴۹)

معارف باطنی کے لیے روانگی قنوج:۔

۱۳۰۵ھ میں حضرت والد محترم نے ریاست کے اندرونی سیاسی تغیرات اور زمانہ کے روز افزوں انقلابات کو پیش نظر رکھ کر اور ''مباش ایمن از بازی روزگار'' عمل پیرا ہو کر از راہ درویشیہ یہ ارادہ کیا، کہ شہر قنوج میں جو قدیم آبائی وطن ہے، بطور یادگار سلف اور مصالح آئندہ کے لحاظ سے ایک مکان ہم لوگوں کی سکونت کے لئے تعمیر کیا جائے اور ساتھ ہی اس کے ان کی دین پرستی اور معارف نوازی اس کی مقتضی ہوئی کہ جس طرح وہ مجھ کو دنیوی مال و متاع سے آسودہ حال دیکھتے ہیں اسی طرح وہ معارف باطنی کی دولت لازوال سے بھی میرے جیب و دامن کو مالا مال دیکھیں، اس لئے انھوں نے مجھ کو سفر قنوج کا ایماء کیا اور تعمیر مکان کو میری پسند و مرضی پر محمول کیا، اور سرخیل صوفیائے عصر شیخ وقت حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی قدس سرہ العزیز کے شرف حضوری اور برکات انفاس سے مستفید ہونے کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ تیسویں ماہ جمادی الاول ۱۳۰۵ء کو دوشنبہ کے دن بھوپال سے روانہ ہو کر چہارشنبہ کے روز میں قنوج پہنچا اور اپنے جد بزرگوار حضرت سید علامہ مولانا اولاد حسن صاحب بخاری رحمہ اللہ خلیفہ حضرت مجدد عصر مولانا سید احمد صاحب بریلوی شہید قدس سرہ کے مزار پر انوار کی زیارت و فاتحہ سے شرف اندوز ہوا، نماز ظہر کے وقت باوجود غایت معذرت بعض مریدان و معتقدان خاص جد مرحوم کے اصرار سے مجبور ہو کر جد مرحوم کی مسجد قدیم میں مجھ کو امامت کرنی پڑی فراغ نماز کے بعد حضرت جلال

ثالث رحمہ اللہ و حضرت بالا پیر اور حضرت حاجی شریف زندنی کی زیارت مزارات و فاتحہ خوانی سے مشرف ہوا۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۶۸)

طریقہ نقشبندیہ میں بیعت:۔

پھر وہاں سے چوتھی جمادی الثانی کو گنج مراد آباد روانہ ہوا، جمعہ کے دن مغرب کے وقت وہاں پہنچ کر حضرت مرشدنا و مولانا مولوی فضل رحمٰن صاحب رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں باریاب ہوا، حضرت طہارت گاہ سے برآمد ہو کر حجرہ کی صحن میں وضو کر رہے تھے، مجھ کو دیکھ کر فرمایا کہ حضرت عالمگیر رحمہ اللہ اپنے پیر کے پاس تنہا اور پیدل جایا کرتے تھے اور حضرت عمر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بہت دور سے پیادہ پا آیا کرتے تھے اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ میں وضو کرتا ہوں تم دیکھتے جاؤ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح وضو کیا کرتے تھے۔ غرض جب وضو اور نماز سے فارغ ہوئے تو ایک حاضر الوقت صاحب سے میری نسبت فرمایا کہ یہ امیر آدمی ہیں ان کو احمد میاں کے گھر میں ٹھہراؤ، تھوڑی دیر میں جناب احمد میاں صاحب خود آ کر مجھ کو اپنے مکان پر لے گئے، رات بھر وہاں قیام رہا، صبح کو نماز فجر کے بعد پھر مجھ کو حضرت کے دیدار فائض الانوار سے مستفیض ہونے کا موقع ملا اور میں نے ان کے دست شریعت وطریقت پناہ پر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی، قریباً نصف ساعت سے زائد حضرت مراقب رہ کر مجھ کو اپنی توجہ اور ہمت باطنی سے مستفید فرماتے رہے، اس کے بعد سر اٹھا کر اپنی زبان فیض ترجمان سے بیتابانہ عشق کے لہجے میں فرمانے لگے، ''اپنے پیا پر تن من واروں جو واروں سو تھوڑا رے'' اس وقت برق و روح کے اتصال اور جذبات اور تجلیات کے باہمی امتزاج سے میرے دل پر جو ایک پر سرور والہانہ وجدانی کیفیت طاری تھی، اس کو لفظوں میں ادا کرنا میرے لئے قطعاً ناممکن ہے۔

لطیفہا کہ بہ لفظ و بیان نمی گنجد

تو چوں فرشتہ زغیب آمدی و داگفتی

بہر حال اس کے بعد حضرت بہت سے اشعار فارسی اور اردو اور ہندی کے دلکش انداز اور پر تاثیر لہجہ کے ساتھ ساتھ پڑھتے رہے ان میں سے صرف یہ دو شعر مجھ کو یاد رہ گئے۔

پروانہ نیستم کہ بہ یکدم عدم شوم
شمعم کہ جان گدازم و دم برنیا درم
در کنز وہدایہ نتواں یافت خدارا
بر صفحہ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۶۸)

مولانا سخاوت علی کی بیعتِ نقشبندیہ:۔

سخاوت علی بن مولانا رعایت علی بن مولانا درویش علی فاروقی قصبہ مٹنڈیا میں جو شہر جونپور سے ۱۱ میل جنوب میں واقع ہے ۱۲۲۶ھ میں پیدا ہوئے..... ابتدائی کتابیں مولوی قدرت اللہ ردولوی مرحوم سے پڑھیں..... جناب سید احمد شہید بریلوی رحمہ اللہ سے بیعت تھی۔

بیعت اصلاح اور نواب صاحب کی سچی توبہ

(خلیفۃ امیر المؤمنین الکرام السید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ) ان مردان خدا سے ہیں جن کی گردنیں امام جہاد سید احمد رحمہ اللہ (مجدد ۱۳ ویں صدی) کے ربقہ بیعت سے مزین ہوئیں..... سید محمد علی صاحب رحمہ اللہ نے مدراس پہنچ کر وحدانیت کا ڈنکا بجایا۔ قیام گاہ مولوی عبدالرب خلف مولانا عبدالعلی کا مدرسہ تھا۔ وعظ شروع ہوئے، گھر گھر یہی ذکر ہے۔ ہزاروں بندگان خدا نے شرک و بدعت سے تبرا کیا۔ ایک روز نواب محمد خاں عالم خاں تہور جنگ سو مصاحبوں کے جھرمٹ میں تحقیق حالات کیلئے حاضر ہوئے مگر یہاں آ کر پہلی ہی نبرد عشق میں پاؤں ایسے زخمی ہوئے کہ گویا۔

"نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے"

شرف بیعت سے مفتخر ہوئے، اب تک ان نواب صاحب کی محفل سرور کا یہ عالم

تھا کہ ایک کمرہ صرف آلات موسیقی کیلئے مختص ہے۔ مزامیر کے انواع واقسام اور ارباب موسیقی تعداد کہاں تک ہوگی۔ نواب صاحب (مرحوم) ایسے متاثر ہوئے کہ ان جملہ آلات کو توڑوانا شروع کرادیا۔ بعض شوقین خریدنے پر مصر ہوئے، مگر آپ نے:

ایں خرقہء بے معنی غرق منے ناب اولیٰ

کے مطابق سب کو چکنا چور کرا کے پھنکوادیا۔

ان نواب صاحب کی والدہ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی اولاد سے تھیں اور کچھ عرصہ گزرا کہ انہوں نے رؤیا میں اپنے جد بزرگوار حضرت شاہ جیلان رحمہم اللہ سے بیعت کی درخواست کی مگر جناب نے اپنی بجائے ایک نوجوان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کی بیعت کرنا۔ اس رؤیا کے بعد جب بیگم صاحبہ کسی بزرگ کی بیعت کرنا چاہتیں تو کسی حیلہ سے پہلے اسے دیکھ لیتیں مگر وہ شکل نظر نہ آتی۔ آخر اسی رؤیا کی بناء پر سید محمد علی صاحب کی دعوت بھی کی گئی۔ بیگم صاحبہ نے پردہ سے دیکھا تو وہی شکل پائی جو رؤیا میں دیکھی تھی اور بصد عجز ونیاز بیعت سے مشرف ہوئیں۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۸۶)

دوران سفر لوگوں کی بیعت:۔

دوران سفر حج بیت اللہ بنارس میں نزول اجلال فرمایا۔ کلکتہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشی اور جہاں بھی قیام فرمایا وعظ کہا اور جہاں بھی وعظ کہا جوق در جوق لوگ بیعت سے مشرف ہوئے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۸۷)

مولوی سید محمد علی مولوی حیدر علی رام پوری کے بھائی تھے۔ سید احمد صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ اور حقیقی بھانجے تھے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۸۷)

سید مفتی بشیر الدین رحمہ اللہ کی نسبتِ بیعت:۔

متوفی ۱۳۰۹ھ = ۱۸۹۱ء مولد ومنشا شاہجہاں پور محلّہ غلزئی، والد کا نام سید عبداللہ عرف ننھے میاں جو سید عبدالرزاق خلف اکبر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی اولاد سے تھے، نواب سید احمد علی بہادر کے عہد میں رام پور آئے، اور مفتی شرف الدین

اور مولوی حیدر علی رحمہما اللہ سے تمام علوم پڑھے نسبت بیعت شاہ مشیر علی خلف سید غلام علی رزاقی سے تھی، صاحب تقویٰ بزرگ تھے، آخر دم تک ریاست رام پور میں مفتی عدالت فوجداری رہے، اور نہایت دیانت سے اس خدمت کو سرانجام دیا، کوچہ فرنگن میں رحلت فرمائی اور سرائے دروازہ کے باہر مناشاہ کے تکیہ میں دفن ہوئے۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۹۰ بحوالہ تذکرہ کاملان رام پور)

خرم علی بلہوری رحمہ اللہ کی خلافت طریقت:۔

متوفی ۱۲۶۰ھ = ۱۸۴۴ء: بقول صاحب تذکرہ علمائے ہند" در قلع بدعت و احیائے سنت مے کوشید" (ص ۵۶)

اس سعادت سے اس حد تک مستفید ہوئے کہ امیر المؤمنین سید احمد صاحب شہید رحمہ اللہ کے خلفاء کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۹۶)

رجب علی (امروہہ) رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

متوفی ۱۲۷۰ھ۔ ۱۸۵۴ء ساکن بریلی، ابتداً کتب فروشی کرتے، عامل بالحدیث تھے اور قاضی عوض علی کے مخلص دوست، فرمایا کرتے کہ مریدی میں کیا دھرا ہے؟ جو کتاب وسنت سے ثابت ہے وہی کافی ہے۔ اتفاق سے ایک روز قاضی صاحب کے ہمراہ حضرت شاہ رحمٰن بخش چشتی شاگرد شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ "مولانا یہاں کیا دھرا ہے خدا کے فضل وکرم سے آپ تو کتاب وسنت پر عامل ہیں" ندامت سے سر جھکا لیا، آپ نے توجہ فرمائی ایک کیفیت ان پر طاری ہوگئی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ مکان میں آگ لگ گئی ہے کچھ دیر بعد سنبھلے، استدعائے بیعت کی۔" اتباع سنت اور رد بدعت میں بے نظیر تھے اور آخر عمر کے حصہ میں استغراق تام حاصل تھا۔ مگر آخر دم تک درس حدیث وقرآن میں مصروف رہے مزار احاطہ درگاہ حضرت شاہ داتا ولی میں ہے۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۹۷)

WWW.URDUKARI.ORG

مظہر علی کاکوروی رحمہ اللہ کی بیعت وخلافت:۔

متوفی ۴ر جمادی الاولیٰ ۱۲۸۱ھ = ۲۵ نومبر ۱۸۶۴ء قدمائے کاکوروی میں ایک بزرگ عالم وعامل صوفی باصفا نصیر الملۃ والدین مولانا شاہ محمد کاظم قلندر (م ۱۲۲۱ھ) ابن حضرت شاہ محمد کاشف چشتی رحمہ اللہ تھے۔ صاحب ترجمہ مولانا حافظ شاہ مظہر علی بن شیخ غالب علی بن شیخ غلام صفی شاہ محمد کاظم قلندر رحمہ اللہ کے نواسے تھے۔

سن ولادت (تقریباً) ۱۲۱۲ھ حافظ قرآن عالم وفاضل متشرع شافعی المذہب خوش اوقات درویش صفت متوکل اور خوشنویس تھے۔ انہوں نے علوم رسمیہ کی تکمیل مولوی عبدالحق ابن مولوی فضل اللہ نیوتنوی سے کی۔ پھر دہلی جاکر حدیث کی سند مولانا محمد اسحاق مہاجر نواسہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہما اللہ سے کی۔ بیعت واجازت و خلافت ان کو سید احمد رحمہ اللہ مجاہد رائے بریلوی رحمہ اللہ سے تھی۔ اس قصبہ کے اکثر لوگ نیز اطراف کے ان کے مرید بھی تھے۔ اس جوار سے کسی رئیس نے کچھ زمین مع چند درخت ان کی گزراوقات کیلئے نذر بھی کی تھی حکیم بخشش علی کاکوروی بھی ان کے مخلص عقیدت مند تھے۔

وفات ان کی بتاریخ ۴ جمادی الاولیٰ روز شنبہ ۱۲۸۱ء مطابق ۲۵ر نومبر ۱۸۶۴ء ہوئی۔ قبرستان تکیہ شریف میں دفن ہوئے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۹۹)

فریدالدین خاں کاکوروی رحمہ اللہ کی بیعت:۔

متوفی ۱۱ر محرم ۱۳۳۵ھ، ۸ر نومبر ۱۹۱۶ء

مولانا حاجی فریدالدین خاں محدث ابن مولوی مسیح الدین خاں بہادر میر منشی گورنر جنرل وسفیر شاہ اودھ بمقام لندن ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ..... کچھ (علم) تبرکاً حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر رحمہ اللہ سے پڑھا۔

بخاری شریف قریب قریب ان کو حفظ تھی۔ حافظہ بہت قوی تھا..... بیعت ان کو حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ سے تھی۔ ثروت ظاہری کا یہ حال تھا کہ

نانہال وداد ھیال میں سب لوگ امیر کبیر تھے مگر یہ اپنے مشغلہ علمی میں مصروف رہے۔
(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۴۰۱)

مولانا ابراہیم آروی کے مشاہیر طریقت:۔

علی نام ابوالحسن کنیت والد کا نام سید عبدالحئی (مولانا حکیم سید عبدالحئی صاحب ندوۃ العلماء ومصنف تصانیف کثیرہ) راقم کے نانا حضرت شاہ سید ضیاء النبی صاحب رحمہ اللہ تھے جو مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی مرحوم اور دوسرے مشاہیر کے شیخ طریقت اور اپنے زمانہ کے مشہور بزرگ ومرشد تھے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۴۱۸)

رسالہ در بیان سلاسل خانوادہ نقشبندیہ:

سید عبدالحئی بن فخر الدین بن عبدالعلی بن علی محمد اکبر شاہ بن محمد شاہ تابہ آخر (سادات حسنی وحسینی) متوفی ۱۵/ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۱ھ ۲/ فروری ۱۹۲۳ء (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۴۱۹)

یہ رسالہ میری نظر سے نہیں گزرا میرے ماموں مولوی سید ابوالقاسم صاحب مرحوم نے برکات احمدیہ میں اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے

دربیان سلاسل خانوادہ نقشبندیہ رسالایست ازبرادر عزیز القدر سلالة الاکابر خلاصه ارباب المفاخر السید عبدالحئی رزقها الله حظا و افرامن العلم العمل و بارك له فیما اعطاه اجمع مافی الباب که جمیع سلاسل این خاندان درآں جمع نموده گویا که دُرِ منشور راور ملک نظم آورده و یابحرز خاردر کوزه بند ساخته دیدنی است و قابل ہزار تحسین و آفرین۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۴۲۵)

☆.....☆.....☆

WWW.UBOARI.ORG

(بغیر اجازت مصنف کوئی صاحب طبع نہ کریں)

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پ ۵)

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی"

بہ مصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

ضربِ حدیث

اس کتاب میں قرآنی آیات کے استدلال سے فتنۂ انکارِ حدیث کا استیصال کر کے، حضور والیٔ بطحا امین اسنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو وحی، حجت، ماخذِ دین اور قرآن کی تبیین ثابت کیا گیا ہے

تالیف

حکیم مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی
مصنف کتب کثیرہ

ناشر: مکتبۂ نعمانیہ۔ اردو بازار۔ گوجرانوالہ
لاہور میں ملنے کا پتہ۔ نعمانی کتب خانہ اردو بازار حق سٹریٹ۔ لاہور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ ضرب حدیث

مصنف _____ مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ

اشاعت _____

تعداد _____

قیمت _____

مطبع _____ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار، لاہور ۲

WWW.UBQARI.ORG

اہل حدیث

منزل بہ منزل



مولف

پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد



مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

106 - راوی روڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں

نام کتاب	.....	اہل حدیث منزل بہ منزل
نام مولف	.....	پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
ناشر	.....	مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان 106 - راوی روڈ، لاہور
طبع اول	.....	مئی 2001ء
تعداد	.....	1100
قیمت	.....	روپے

WWW.UBQARI.ORG

کتاب ''ضرب حدیث'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ضرب حدیث..... مصنف:۔مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۲

مقام فنافی الرسول ﷺ کی تعلیم:۔

به مصطفی برساں خویش را که دیں ہمه اوست
اگر به او نرسیدی تمام بولہبی است

اس شعر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے۔یعنی علامہ اقبال کہتے ہیں کہ اگر تو ان تک نہ پہنچا یعنی حضور انور ﷺ تک تو پھر تو پورا ابولہب ہے گویا اطاعت رسول ﷺ کی از حد تاکید کی گئی ہے۔ فنافی الرسول ﷺ ہو جانے کا سبق دیا گیا ہے۔(ضربِ حدیث ص ۴۱)

☆.....☆.....☆

کتاب ''اہل حدیث منزل بہ منزل'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔اہلحدیث منزل بہ منزل..... مؤلف:۔پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
مرکزی جمعیت اہلحدیث، پاکستان، 106 راوی روڈ، لاہور

علماء وصوفیاء کی حدیثی خدمات

متاخرین میں شیخ محمد عابد سندی اور شیخ محمد حیات سندی رحمہما اللہ گزرے ہیں۔شیخ حسن بن محمد صنعانی مولف مشارق الانوار ۵۷۷ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔(ابجد العلام)
شیخ علی مہاتمی اور شیخ علی متقی جونپوری صاحب کنز العمال، شیخ محمد طاہر گجراتی رحمہم اللہ ''صاحب مجمع البحار فی لغۃ الحدیث وتذکرۃ الموضوعات''، شیخ وجیہہ الدین گجراتی شارح نخبۃ، شیخ احمد سرہندی، شیخ عبدالرحمٰن خازن الرحمت، شیخ محمد سعید

چشتی مشکوٰۃ، شیخ سلام اللہ رحمہم اللہ شارح موطا جیسی شخصیات نے فکر محدثین کی شمع کو فروزاں کئے رکھا۔

۵۷۰ھ سے قبل تک سرزمین ہند کے علماء ومحدثین نے جو کتب حدیث تالیف کیں ان کی تعداد ۲۲۲ ذکر کی گئی ہے۔

شیخ رضی الدین حسن صنعانی رحمہ اللہ:۔

آپ ۵۷۷ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ۶۱۵ میں بغداد، عراق چلے گئے کچھ مدت مکہ معظمہ میں رہے پھر بغداد پلٹ گئے۔ ۶۱۷ھ میں خلیفہ معتصم باللہ عباسی کی طرف سے سفیر بن کر ہندوستان آئے۔ ۶۲۴ھ تک اپنی ذمہ داری نبھائی دوبارہ آئے تو ۶۳۷ھ تک بطور سفیر رہ کر واپس بغداد چلے گئے۔ آپ نے ۶۵۰ھ میں بغداد میں رحلت فرمائی آپ نے تدریسی اور تالیفی میدان میں بڑی خدمات انجام دیں۔ حدیث میں مشارق الانوار کے علاوہ صحیح بخاری کی شرح اور معرکۃ الآراء کتب تالیف کیں۔ (اہلحدیث منزل بہ منزل ص ۳۵ تا ۳۹)

شیخ علی متقی جونپوری کی بیعت اصلاح:۔

نویں صدی ہجری کے رجل عظیم علی متقی رحمہ اللہ برہان پور میں ۸۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی صوفی مزاج تھے، لہٰذا انہوں نے اپنے لخت جگر کو ایام طفولیت میں ہی اپنے مرشد شیخ باجن کی بیعت سے منسلک کر دیا۔ شیخ علی رحمہ اللہ جب سن بلوغت کو پہنچے تو والد گرامی اور اپنے مرشد کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ اپنے پیر کی وفات کے بعد ان کے بیٹے شیخ عبدالحکیم رحمہ اللہ کی بیعت اختیار کر لی۔ تصوف کی جو چاٹ بچپن میں لگی وہ تادم آخر موجود رہی۔ آپ مدت مدید تک ملتان، پنجاب میں شیخ حسام الدین متقی رحمہ اللہ کی خدمت میں بھی رہے۔ ۹۵۳ھ میں حج کے ارادہ سے مکہ معظمہ چلے گئے جہاں اپنی علم دوستی اور فاقہ مستی برقرار رکھی۔ ۹۷۵ھ مکہ معظمہ میں ہی انتقال کیا۔ شیخ علی رحمہ اللہ کی ایک سو سے زیادہ تصانیف منصۂ شہود پر آئیں جن میں امام سیوطی رحمہ اللہ کی ''جمع الجوامع'' کو

WWW.UBQARI.ORG

بغیر اجازت مصنف کوئی صاحب چھاپ نہ کریں !

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ (پ ۶)

اور اتارا ہم نے (قرآن) تمہاری طرف، چمکتا نور !

کچھ پھول جن کے زینت داماں بنا لئے
وہ پھول جن سے لعلِ بدخشاں بھی شرمسار

قرآنی شمعیں

اس کتاب میں قرآنی آیات کی شمعیں رسالت کے بانصور بلب چمک رہی ہیں۔ جن کے انوار و لمعات سے کتمانِ حق کی تاریکیاں سیماب پا ہو گئی ہیں اور بصائر و حقائق اپنے پورے خدوخال کے ساتھ روزِ روشن میں آ گئے ہیں ۔

تالیف
حکیم مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی مدظلہ
مصنف : صلوٰۃ الرسول ۔ رباعی الاخلاق ۔ تجلیاتِ رمضان ۔ انوار التوحید ۔ سبیل الرشاد ۔ تیسیر الکرمین ۔ اعجاز حدیث ۔ مرغوب حدیث ۔ بستان الواعظین ۔ بیاض الاذہان ۔ تحفۂ مسنون وغیرہ

ناشر : مکتبہ نعمانیہ ۔ اردو بازار ۔ گوجرانوالہ
لاہور میں ملنے کا پتہ : نعمانی مطبع خانہ حق سٹریٹ ۔ اردو بازار ۔ لاہور
قیمت

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب :۔ قرآنی شمعیں
مصنف ۔۔۔۔۔ مولانا محمد صادق سیالکوٹی
اشاعت ۔۔۔۔۔
تعداد ۔۔۔۔۔
قیمت ۔۔۔۔۔
مطبع ۔۔۔۔۔ نعمانی کتب خانہ حق
سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

WWW.UBQARI.ORG

الارشاد الی سبیل الرشاد

تقلید اور عمل بالحدیث کے بحث پر ایک تحقیقی رسالہ

لائبریری حکیم عبدالباری کتب خانہ
رجسٹرڈ نمبر 738
مریدکے ضلع شیخوپورہ

حضرت مولانا محمد شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۱۳۳۸ھ
۱۹۲۰ء

اہلحدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور

(سلسلہ مطبوعات اہل حدیث اکادمی)

تالیف :- مولانا حافظ ابو یحییٰ محمد شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ
تنقیح وتبویب :- مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی
مطبع :- اشرف پریس لاہور
ناشر :- اہل حدیث اکادمی، کشمیری بازار لاہور
تعداد :- ایک ہزار
قیمت :- سات روپے پچاس پیسے
۷/۵۰

تاریخ طبع ثالث :- ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ
ستمبر ۱۹۶۶ء

WWW.UBQARI.ORG

فقہی ابواب میں ترتیب دینا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ (اہلحدیث منزل بہ منزل ص ۳۹، ۴۰)

☆.....☆.....☆

کتاب ''قرآنی شمعیں'' میں اولیاء کی خوشبو

نام کتاب:۔ قرآنی شمعیں..... مصنف:۔ مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

ولی کی تعریف:۔ اولیاء ولی کی جمع ہے اور ولی ولایت سے ہے۔ ولایت کے معنی قرب اور محبت کے ہیں، پس ولی وہ ہوتا ہے جو خدا کے نزدیک اور قریب ہو جیسا کہ کہا جاتا ہے ''ھذا یلی ھذا'' یہ چیز قریب ہے اس چیز کے۔

اولیاء کی زندگی سنتوں کا عکس:۔

ولی اللہ کی اپنی زندگی روشنی، یعنی کتاب وسنت کے اجالے میں گزرتی ہے اس کا ہر قول وفعل حدیث مصطفیٰ ﷺ اور سنت خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق ہوتا ہے اس کی دینی مذہبی، اخلاقی، تمدنی، معیشی، معاشرتی زندگی اسوۂ حسنہ کی ڈگر پر چلتی ہے ثابت ہوا کہ جس سے خدا دوستی کرتا ہے اسے کھینچ کر اسی روشن ڈگر پر لاتا ہے سبیل رسول ﷺ کا راہی بناتا ہے۔ (قرآنی شمعیں ص ۳۳۹، ۳۴۰)

☆.....☆.....☆

کتاب ''الارشاد الی سبیل الرشاد'' میں تصوف کی مہک

نام کتاب:۔ الارشاد الی سبیل الرشاد..... مصنف:۔ حضرت مولانا محمد شاہجہانپوری رحمہ اللہ

صوفیاء اہلحدیث کے شاذلی بزرگ:۔

احمد بن ابراہیم واسطی خرامی رحمہ اللہ عارف وزاہد ومحدث تھے۔ ابتداء میں یہ فقہاء شافعیہ اور بعض فقراء سے ملے مگر دل کو تسکین نہ ہوئی پھر اسکندریہ میں شاذلیوں

وقال ربکم ادعونی استجب لکم (المؤمن ۶۰)

اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔

دعا کے جملہ احکام و مسائل پر جامع کتاب

تحفۃ السائلین

تالیف
نظر ثانی پروفیسر مزمل احسن شیخ

سید محمد عبادت گیلانی
بن حضرت سید محمد عبدالوہاب گیلانی
نقشبندی

الفلاح پبلیکیشنز لاہور۔ پاکستان

جملہ حقوق بحق الفلاح پبلی کیشنز رجسٹرڈ محفوظ ہیں۔

نام کتاب	تحفۃ السائلین
تالیف	محمد ارشد کمال
نظر ثانی	پروفیسر مزمل احسن شیخ
کمپوزنگ	حافظ عبدالوہاب
ناشر	الفلاح پبلی کیشنز لاہور
قیمت	80.00 روپے

برائے رابطہ:

الفلاح پبلیکیشنز

فسٹ فلور احمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، پاکستان
فون 042-7320318, 5717842 فیکس 042-7239684 موبائل 0321-4161840

عظیم خوشخبری

محمدی انٹر پرائزز کی بے مثال پیش کش

محمدی قرآنک فونٹ

(۱) پہلی بار خطاطی کے اصولوں کے عین مطابق
(۲) اعراب کی 100 فیصد اکیوریسی
(۳) پیجنج، ہیڈل فونٹ، ٹائپنگ اور فائنڈ اینڈ ریپلیس کی سہولت (For Word)
(۴) ساتھ ہی مکمل مع ترجمہ قرآن مجید بطور تحفہ
(۵) قرآن مجید سے لیے خوبصورت ترین فونٹ
(۶) پہلی بار رموز اوقاف کیلئے ٹائپنگ کی سہولت
(۷) برائے رابطہ 0321-4161840

WWW.UBQARI.ORG

سے ملے ان سے آثار محبت الٰہی اور معرفت سلوک کے پا کر ان سے منتفع ہوئے۔ پھر دمشق پہنچے تو شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمہ اللہ سے ملے اور ان کی صحبت میں رہے۔ انہوں نے ''سیرت محمدیہ ﷺ'' کے مطالعہ کی ہدایت کی۔ پس یہ کتاب حدیث کے مطالعہ میں مشغول ہوئے اور تمام طریقوں اور ذوقوں کو چھوڑ کر احادیث رسول اللہ ﷺ کے اور جو آپ کی چال ڈھال کتب احادیث میں مروی ہوئی ہے اس کے تابع ہو گئے۔ اصول وفروع ہر دو میں حدیث کے ہو رہے۔ جو حدیث میں پاتے اس پر عمل کرتے اور طوائف مبتدعہ مثل اتحادیوں وغیرہ کا رد کیا کرتے۔ امام احمد رحمہ اللہ صاحب کا مذہب عقائد میں اختیار کر لیا۔ طریقت اور فقر محمدی اور حدیث کے موافق سلوک کے بیان میں متعدد کتابیں لکھیں جن سے صوفیہ اہلحدیث نے بہت فائدہ اٹھایا۔ 657ھ میں پیدا ہوئے اور 711ھ میں انتقال کیا۔

(الارشاد الی سبیل الرشاد ص 383، 384)

☆.....☆.....☆

کتاب ''تحفۃ السائلین'' مرشد کی خوشبو

نام کتاب: تحفۃ السائلین..... تالیف محمد ارشد کمال

مرشد کا دعا کی تلقین کرنا:۔

''ان دعوۃ الاخ فی اللہ تستجاب'' (الادب المفرد للبخاری، صححہ البانی رحمہ اللہ)

ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ نے اپنے خطبات میں سید ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ کا اسی قسم کا ایک بڑا دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے جو ڈاکٹر صاحب کے الفاظ میں سنیے: ''مرشدی حضرت سید ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ان کی اہلیہ محترمہ بیمار پڑ گئیں اور کوئی علاج کارگر نہ ہو رہا تھا مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں

تصوف کی حقیقت

مع

رسالہ مجذوب

تصنیف

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ

ترجمہ — مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی

نظر ثانی و مقدمہ — محمد خالد سیف

طارق اکیڈمی
ڈی گراؤنڈ (سمنہ چوک) فیصل آباد

انسانی گمراہی کا سب سے بڑا سرچشمہ آباؤ اجداد کی اندھی تقلید ہے۔
(ابوالکلام آزادؒ)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

- کتاب — تصوف کی حقیقت، مجذوب
- مصنف — شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ
- اہتمام — محمد سرور طارق
- اشاعت — جنوری 2006ء ۔ ذوالحج ۱۴۲۶ھ
- طباعت — انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس لاہور

دارالسلام
(پبلشرز، بک سیلرز اینڈ ایکسپورٹرز)
رباط ... مکہ مکرمہ ... لاہور

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون 7120054 فیکس 7320703

ڈسٹری بیوٹر

WWW.UBQARI.ORG

انہوں نے اپنی اہلیہ محترمہ کو تلقین فرمائی کہ وہ تمام مومنین ومومنات کی شفا کیلئے ہر وقت دعا کرتی رہا کریں' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین چار روز میں ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرمادی۔ (خطبات حرم' ص420)

☆.....☆.....☆

کتاب ''تصوف کی حقیقت'' میں ولی کی خوشبو

نام کتاب:۔ تصوف کی حقیقت، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

ترجمہ:۔ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی ..... نظر ثانی:۔ محمد خالد سیف

ولی اللہ کی پہچان اور مقام:۔

ولایت کی دلیل فقط ایک ہے اور وہ محمد ﷺ کی غلامی ہے۔ جو جتنا ان کے قریب ہوا وہ اتنا بڑا ولی ہوا۔ جو جتنا ان کی ذات اور ان کی سنت میں فنا ہوا وہ اتنا ہی مقرب بارگاہ الٰہی ہوا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رّحیم (آل عمران 31)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو' اگر تم اس کی ولایت کا دم بھرتے ہو تو میری پیروی کرو' اللہ تعالیٰ تمہیں مقام محبوبیت پر سرفراز کردے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور کرم کرنے والا ہے۔ (تصوف کی حقیقت ص5)

سلاسل طریقت کا مختصر تعارف

سلسلہ چشتیہ کا تعارف:۔

سلسلہ چشتیہ کے بانی خواجہ احمد ابدال رحمہ اللہ کا تعلق چوتھی صدی ہجری سے ہے ان کی وفات 965ء اور 355ھ میں ہے اور بعض کے نزدیک اس سلسلہ کے بانی خواجہ ابواسحاق شامی رحمہ اللہ ہیں ان کی وفات 940 عیسوی اور 329 ہجری میں ہے۔ یاد رہے اس سلسلہ کو برصغیر پاک وہند میں خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ نے جاری کیا تھا۔

WWW.UBQARI.ORG

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ السبل فتفرق بکم عن سبیلہ
ذالکم وصاکم بہ لعلکم تعتدون (انعام)

صراط مستقیم

تصنیف

حضرت مولانا عبدالرحمن (فاضل دیوبند)

تلخیص وتقدیم

مختار احمد ندوی

ناشر

جمعیت اہلحدیث آزاد کشمیر

نام کتاب ——— صراط مستقیم
مصنف ——— مولانا عبدالرحمن ہزاروی
تلخیص ——— مولانا مختار احمد ندوی
اشاعت اول ——— مارچ ۱۹۹۰
تعداد اشاعت ——— پانچ ہزار
طباعت ——— الشیخ پرنٹرز مظفرآباد
کتابت ——— محمد سلیم سیالوی
قیمت ——— ۲۵ روپے

ملنے کا پتہ
مولانا محمد یونس اثری امیر جمعیت اہل حدیث مدینہ مارکیٹ
مظفرآباد۔ آزاد کشمیر

ناشر
جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر

مولانا محمد یونس اثری نے الشیخ پرنٹنگ پریس مظفرآباد آزاد کشمیر
سے طبع کرا کے دفتر جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر سے شائع کیا۔

WWW.UBQARI.ORG

خواجہ صاحب نے 16 مارچ 1236ء 6 رجب 633 ہجری کو انتقال فرمایا تھا۔

سلسلہ سہروردیہ کا تعارف:۔

سلسلہ سہروردیہ کے بانی اگرچہ شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمہ اللہ تھے لیکن اس سلسلہ کو فروغ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کی وجہ سے ہوا۔ جن کا سال وفات 1234ء اور 632 ہجری ہے۔

سلسلہ قادریہ کا تعارف:۔

سلسلہ قادریہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (م۔1166ء) کی طرف منسوب ہے۔ برصغیر میں یہ سلسلہ آپ کے فرزند شیخ عیسیٰ رحمہ اللہ کی وجہ سے داخل ہوا لیکن اس سلسلہ کو فروغ دینے والے شیخ محمد حسین گیلانی رحمہ اللہ تھے جو 1488ء میں فوت ہوئے۔

سلسلہ نقشبندیہ کا تعارف:۔

سلسلہ نقشبندیہ کے بانی خواجہ محمد یسوی رحمہ اللہ (1166ء 562ھ) ہیں لیکن اسے فروغ دینے والے خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمہ اللہ ہیں جو (1388ء، 692ھ) میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ (تصوف کی حقیقت ص10)

☆.....☆.....☆

کتاب ''صراط مستقیم'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ صراط مستقیم ..... تصنیف:۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن

تلخیص وتقدیم، مختار احمد ندوی، ناشر: جمعیت اہلحدیث آزاد کشمیر

پیران پیر قادری رحمہ اللہ کی شہادت:۔

شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا فتویٰ کہ صرف قرآن وسنت پر عمل کرو: واجعل الکتاب والسنة امامك وانظر فیهما بتاملٍ وتدبرٍ واعمل بهما ولا تغتر بالقال والقیل والهوس۔ (فتوح الغیب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اور نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت اہل ایمان کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔

خطباتِ الٰہ آبادی

جلد اوّل

خطیب دلنشیں

حضرت مولانا محمد شریف الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

عبدالرؤف تابانی

ناشر
مکتبہ ربانیہ
گیس مارکیٹ منڈی ملتان روڈ چیچہ وطنی ضلع قصور
Mob: 0 .J0-6585304

واحد تقسیم کار
مکتبہ محمدیہ
فضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300-4826023

جملہ حقوق طباعت و اشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب	----------	خطبات الٰہ آبادی جلد اول
مصنف	----------	مولانا محمد شریف الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
جمع و ترتیب	----------	عبدالرؤف تابانی
طباع	----------	حافظ محمد ربانی
کمپوزنگ	----------	نعمت اللہ مبشر
طبع اول	----------	اکتوبر 2009ء
تعداد	----------	1100
ناشر	----------	مکتبہ ربانیہ
قیمت	----------	250/- روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ محمدیہ
واحد تقسیم کار اردو بازار لاہور
Mob.: 0300-4826023, 042-37114650

اردو بازار لاہور:
- نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور فون 7321865
- محمدی کتب خانہ اردو بازار
- دارالفرقان فضل مارکیٹ اردو بازار فون 7231602
- اسلامی کارپوریشن فضل مارکیٹ فون 7357587
- مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ 042-7244973
- مکتبہ قدسیہ۔ مومن مارکیٹ۔ غزنی سٹریٹ۔
- دارالکتب والتلفیہ اقراء سٹریٹ غزنی سٹریٹ
- قادری اکیڈمی فضل مارکیٹ اردو بازار

فیصل آباد: مکتبہ اہل سنت، امین پور بازار 041-2624007

گوجرانوالہ: وحی کتاب گھر اردو بازار 4441613

سرگودھا: دارالکتب

ملتان: اتفاق بیسٹ ہاؤس نزد جامعہ عزیزیہ پل بازار 0300-7630059

چیچہ وطنی: اسلامی کتب خانہ و آکسفورڈ بک ایجنسی چوک سلیمانیہ 0346-7467125

ضروری تحریر

ہر پبلشر اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ کتاب کی طباعت پر کس قدر اخراجات درکار ہوتے ہیں اور کس کس مرحلہ سے گزرنا پڑتا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی ان مراحل سے گزر کر آپ کے پاس پہنچی ہے۔ لہٰذا ہر خاص و عام سے التماس ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ میں تو جہ اور توسیل، توجہ کی کمی اور رقم کی کمی، غیر ضروری استعمال سے پرہیز، بصورت دیگر دیر سے شائع ہونے والی طبع ونقصان کا خمیازہ ہمیں ہوگا۔ ادارہ ہذا کسی قرار داد اور جائز و ناجائز غیرہ کے خلاف کارروائی کا پورا حق محفوظ رکھتا ہے۔

اس کتاب کے جملہ حقوق مکتبہ ربانیہ منڈی ملتان روڈ چیچہ وطنی ضلع قصور کے حاصل ہیں۔

حافظ محمد ربانی

WWW.IBTARI.ORG

اور تو کتاب وسنت کو اپنا رہنما بنالے اور ان دونوں میں تامل وتدبر سے غور وفکر کر اور ان کے مطابق عمل پیرا ہو اور قیل وقال اور خواہشات سے دھوکہ نہ کھا۔

(صراط مستقیم ص 223)

حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ کی شہادت:

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، فخر الواصلین، فنافی ہو۔ حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اور جن فقیروں کا دل حضوری میں ہو، ان کا دفتر معرفت الٰہی سے ہوتا ہے اس واسطے عارفوں کا کوئی گناہ ظاہر اور باطن کے دفتر میں ملائک نہیں لکھتے ہیں کیونکہ ان کے دل میں ذکر اللہ زبان پر مطلق قال اللہ وقال رسول اللہ ﷺ ہوتا ہے۔ یہ لوگ اہل حدیث ہوتے ہیں اور دنیا کی طلب میں ابلیس خبیث کے طالب نہیں ہوتے۔

(محک الفقراء مترجم ص 10۔ بحوالہ صراط المستقیم ص 253)

☆.....☆.....☆

کتاب ''خطبات الہ آبادی'' میں تصوف کا پھول

نام کتاب:۔ خطبات الہ آبادی (جلد اول)..... خطیب دلنشیں:۔ حضرت مولانا محمد شریف الہ آبادی..... جمع وترتیب:۔ عبدالرؤف تابانی، مکتبہ رحمانیہ عثمان والا (قصور)

دنیا کا نظام اولیاء کے دم سے:۔

غالباً حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا زمانہ ہے فرماتے ہیں آسمان سے بارش بند ہوگئی لوگوں نے بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر دعائیں کی یا اللہ! اپنی رحمت کی بارش برسا دے، لیکن بارش نہ ہوئی، لوگ مینہ مانگ مانگ کر تھک گئے ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک کالے رنگ کا ہڈیوں کا ڈھانچہ کمزور سا آدمی ہے۔ یہ آکر بیت اللہ کے غلاف کو پکڑ کر کہتا ہے یا اللہ! تیرے بندوں نے بڑی دعائیں مانگی ہیں لیکن تو نے قبول نہیں کیں۔ میں تیرا کمزور سا بندہ ہوں اللہ! میری دعا قبول کر لے۔

امام صاحب فرماتے ہیں میں دیکھ رہا تھا' یہ دعائیں مانگ رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے یہ رو رو کر رب سے باتیں کر رہا تھا۔ یہ دعا مانگ کر ہٹ گیا بندوں میں گھل مل گیا۔ میں نے دیکھا کہ اسی وقت رحمت کی بارش شروع ہوگئی میں نے اس کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ آخر ایک دن وہ پھر مجھے مل گیا یہ آگے آگے اور میں اس کے پیچھے پیچھے تھا میں نے سوچا کہ پتہ کروں یہ کون ہے۔ یہ ایک حویلی میں داخل ہوگیا وہاں ایک چوہدری صاحب بیٹھے ہوئے تھے میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کالا اور کمزور سا آدمی کون ہے؟ وہ کہتا ہے حضرت یہ میرا غلام ہے امام صاحب فرماتے ہیں یہ بندہ مجھے قیمتاً دے دو۔ وہ چوہدری کہتا ہے حضرت میں تو اس کو غریب اور درویش سمجھ کر روٹی دیدیتا ہوں یہ دیکھو میرے اور کتنے غلام پھر رہے ہیں آپ وہ غلام لیجائیں جو تمہاری خدمت کرے۔ امام صاحب فرماتے ہیں ہم اس سے خدمت نہیں کروائیں گے بلکہ اس کی خدمت کریں گے۔

چوہدری آواز دے کر کہتا ہے اے غلام! بات سن یہ کالا آدمی امام صاحب کے پاس آیا۔ چوہدری کہنے لگا: تو حضرت کیساتھ چلا جا۔ ان کی خدمت کرتے رہنا۔ غلام راستے میں کہتا ہے حضرت صاحب میں تو بالکل کمزور ہوں۔ کچھ نہیں کر سکتا کاروبار بھی مجھ سے نہیں ہوسکتا آپ کوئی طاقتور غلام لیکر جاتے۔

امام صاحب فرماتے ہیں اے بھائی! اللہ والے ہم تجھ سے خدمت نہیں کروائیں گے بلکہ تیری خدمت کریں گے۔ یہ کہتا ہے جی آپ میری خدمت کیوں کریں گے؟

آپ فرماتے ہیں۔ سارا جہان زور لگا کر تھک گیا لیکن مینہ نہیں پڑا تو نے ایک دفعہ کہا تو بارش پڑ گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو اللہ کا ولی ہے

غلام کہتا ہے حضرت آؤ پھر بیت اللہ سے ہو کر جائیں اس نے جا کر بیت اللہ کا غلاف پکڑ لیا۔ کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر کہتا ہے یا اللہ! پہلے تو تیرا اور میرا پردہ تھا مجھے پتہ تھا یا تجھے پتہ تھا اب راز کھل گئے ہیں اب میں دنیا پر نہیں رہنا چاہتا اس نے ہائے ماری اور جان نکل گئی۔

(بغیر اجازت مصنف کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائیں)

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ

سے تمہارے طرف اللہ کی

دیکھ کر تجھ کو مٹے جاتے ہیں دُنیا کے حسیں
جمع ہوتا ہے مسلا تیری یکتائی کا

سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

تعریف

اس کتاب میں قرآن اور حدیث کے استدلال سے ثابت کیا گیا ہے کہ دین اسلام پر چلنے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ صرف احادیث غیر لازمی کے دیپ اور سنن ہدیٰ کے چراغ جس قرآن کی راہ حل کے اجالے ہیں:

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی

ناشر: نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
گوجرانوالہ میں ملنے کا پتہ۔ مکتبہ نعمانیہ اردو بازار۔ گوجرانوالہ۔
قیمت۔

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

مصنف _____
اشاعت _____
تعداد _____
قیمت _____
مطبع _____

WWW.UBQARI.ORG

سیرتِ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

یعنی

ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

150ھ ——— 204ھ

جس میں آپ کے حالاتِ زندگی اور آپ کی تجدید و اصلاحات فقہی و کمالاتِ علمی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

از

حضرت فاضل مولانا میاں خالد صاحب انصاری بھوپالی

ناشر

دار الفرقان — الفضل مارکیٹ
اردو بازار لاہور

نام کتاب	:	سیرت الشافعیؒ
تالیف	:	
طبع اول	:	رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ
تعداد	:	۳۰۰
قیمت	:	=/165 روپے

WWW.UBQARI.ORG

میرے بھائی! کئی اللہ کے نیک بندے ہیں جن کی وجہ سے جہان کا نظام قائم ہے۔ (خطبات الہ آبادی، ص 253,254)

☆.....☆.....☆

کتاب ''سبیل رسول ﷺ'' تصوف کی کلی

نام کتاب:۔ سبیل رسول ﷺ ..... مصنف:۔ مولانا محمد صادق سیالکوٹی

ناشر:۔ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قادری رحمہ اللہ کی تعلیم:۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:۔ واجعل الکتاب والسنة اماماًلك وانظر فیهما بتامل وتدبر واعمل بهما ولا تغتر بالقال والقیل والهوس۔ (فتوح الغیب)

اور کتاب اور سنت کو اپنا امام (پیشوا) بنالے اور دونوں کو غور اور تدبر سے پڑھا کر، (خبردار) ان دونوں پر (ہی) عمل کرنا، کسی کے قول قیاس رائے پر نہ چلنا۔'' (سبیل رسول ﷺ ص 84)

☆.....☆.....☆

کتاب ''سیرت شافعی رحمہ اللہ'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ سیرت امام شافعی رحمہ اللہ یعنی ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ

مصنف:۔ از مولانا میاں خالد انصاری بھوپالی رحمہ اللہ

ناشر:۔ دارالفرقان الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا شیخ الطریقت ہونا

اصطلاح صوفی کی ابتدا:۔

طریقت یا تصوف کے الفاظ خیرالقرون میں نہ تھے۔ چنانچہ امام قشیری رحمہ اللہ

WWW.JUBOARI.ORG

فرماتے ہیں حضور ﷺ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے سوا اور کوئی لفظ ایجاد نہیں ہوا تھا۔ چونکہ حضور ﷺ کی شرف صحبت سے بڑھ کر کوئی اور شرف نہیں ہوسکتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین اور تبع تابعین کے القاب پیدا ہوئے۔ اس کے بعد صلحائے امت' زاہد' عابد اور متبع سنت کے القاب سے ممتاز ہوئے لیکن زہد و عبادت کا دعویٰ جب اہل بدعت نے بھی کیا تو اہل سنت میں جو لوگ زاہد و عابد تھے وہ صوفی کہلانے لگے اور یہ لقب دوسری صدی ہجری کے ختم ہونے سے پہلے رائج ہو چلا تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے ''ازالۃ الخفا'' مقصد دوم ص 185 پر نہایت عمدہ تصریح فرمائی ہے۔

''اس مقام پر ایک نکتہ ہے جس کو لازمی طور پر پیش نظر رکھنا چاہیے اور وہ یہ کہ عہد صحابہ' عہد تابعین اور عہد تبع تابعین تک مشائخ کیساتھ تلامذہ کا تعلق بیعت اور خرقہ پوشی کے ذریعہ سے نہ تھا بلکہ صرف صحبت کے ذریعہ سے تھا اور وہ لوگ ایک شیخ یا کسی خاص سلسلہ پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ ہر شخص بہت سے مشائخ کی صحبت اختیار کرتا تھا۔ اور بہت سے سلسلوں کے ساتھ تعلق پیدا کرتا تھا۔ اس لیے ان کا سلسلہ مخصوص طور پر کسی ایک صحابی تک نہیں پہنچایا جاسکتا۔ بجز اس کے کہ وہ خود ہی اس کو بیان کریں کہ ان کو ایک ہی صحابی کے فیض صحبت سے سب کچھ حاصل ہوا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے صرف حضور ﷺ کی ذات پاک تھی جو انسانیت و اخلاق کا سرچشمہ تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسی شمع ہدایت سے اقتباس نور کیا۔ اس لیے ان کے اجزائے تصوف میں روحانیت' اخلاق' عمل' عبادت' زہد' توکل' صبر' استقامت وغیرہ کے سوا کوئی فلسفیانہ عقیدہ شامل نہیں تھا۔ یہی حال تابعین اور دوسری صدی کے آخر کے صلحائے امت کے پیش نظر بھی یہی نظریہ تھا۔ وہ کسی ادنیٰ سی بدعت کے متحمل نہ تھے اور ہر صالح' عابد' زاہد کے اعمال میں ان کی صحیح تنقید بھی ہوتی تھی کہ وہ جادۂ شریعت اور اتباع سنت سے تو تجاوز نہیں کر رہا ہے۔

چنانچہ کتب اسماء الرجال کے مطالعہ سے اس کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ ناقدین فن حدیث نے بلاخوف وخطر اور بلا کسی شخصی اثر کے صاف صاف ہر شخص کے عیب و ہنر کو اس لیے نمایاں کر دیا کہ حضور ﷺ کے ارشادات عالیہ ہر قسم کی گندگیوں سے منزہ و پاک رہیں۔ اس اصول کے تحت ہم کو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی مقدس زندگی کے اس پہلو کو بھی واضح کرنا ضروری ہے۔

عسرت اور تنگدستی کی زندگی:۔

آپ کی ابتدائی زندگی بے حد عسرت اور تنگدستی کی رہی۔ اس دور میں جب آپ سے لوگوں نے کہا کہ یہ کیا حالت ہے تو آپ نے فرمایا۔ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا جو آپ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:۔ "کن فی الدنیا کانك غریب اوعابر سبیل وعد نفسك من اهل القبور"

دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو جیسے ایک غریب شخص یا مسافر اور خود کو یہ سمجھتے رہو کہ ایک روز قبر میں جانا ہے۔

اس لیے اس حدیث پر غور کرو تو لذات ومکروہات دنیا کی خواہش خود ہی جاتی رہتی ہے۔ یہ تو عسرت کے وقت کا جواب تھا لیکن جب خدا نے اپنے فضل وکرم سے دولت کے خزانے کھول دیئے اس وقت حضرت امام نے اس دولت کو غرباء نادار، یتامیٰ، بیوگان، سقیم الحال طلباء اور علماء پر بے دریغ صرف فرمایا اور اپنے لیے بمشکل چوتھائی کے حساب سے رکھا۔ اس وقت اکابر محدثین نے عرض کیا کہ حضرت اس قدر اوروں پر خرچ فرما رہے ہیں تو فرمایا: ہم اتباع سنت کا دعویٰ کرتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل وعیال کیلئے کیا چھوڑا تھا۔ وہ بھی آپ حضرات کو یاد ہے جب حضور ﷺ نے آپ سے دریافت کیا تو عرض کیا خدا کا نام اور رسول ﷺ کا نام۔ یہ اہل توحید کیلئے اشارہ ہے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

صوفیاء کی زندگی کا مجاہدہ:۔

آپ کے زہد و ورع، شب بیداری اور احتساب نفس کا یہ حال تھا کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں نے بیس سال کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور کبھی میں نے جھوٹی یا سچی قسم نہیں کھائی۔ رات کا ایک تہائی حصہ نوافل، ذکر الٰہی اور استغفار میں صرف ہوتا تھا۔ ایک تہائی حصہ میں قرآن و حدیث و فقہ کا مطالعہ اور تالیف و تصنیف میں صرف ہوتا تھا کبھی آپ نے کسی کی غیبت نہیں فرمائی آپ کے شاگرد باہمی زہاد و عباد کا تذکرہ کر رہے تھے۔ عمرو بن تبانہ نے کہا میں نے تو امام شافعی رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی کو متقی و پرہیز گار نہیں پایا۔

علامہ ابن جوزی نے ''صفۃ الصفوۃ'' جلد۲ صفحہ ۱۴۲ میں بحوالہ عبداللہ بن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ یہ واقعہ روایت کیا ہے کہ عبداللہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد امام احمد بن حنبلؒ رحمہ اللہ سے پوچھا۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ آخر کون ہیں؟ جن کیلئے آپ اکثر دعائے خیر فرمایا کرتے ہیں آپ نے فرمایا جان پدر امام شافعی رحمہ اللہ کی مثال ایسی ہے جیسی آفتاب دنیا کیلئے۔ اور جیسے صحت و تندرستی انسان کے لیے۔

آپ کو حضرت ادریس عابد و حضرت سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہما سے خاص عقیدت تھی۔

آپ کے شیوخ صوفیاء کا تذکرہ

حضرت فضیل بن عیاض بن مسعود رضی اللہ عنہ:۔

آپ اولیاء کرام و محدثین میں ممتاز ہیں۔ خراسان کے رہنے والے تھے اور مکہ میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ ''تہذیب التہذیب'' ج8 ص294 و صفۃ الصفوہ ج2 ص134 کا حاصل یہ ہے آپ نے اعمش یحییٰ بن سعید انصاری، امام جعفر صادق سے اور حمید الطویل رحمہم اللہ سے روایتیں کی ہیں اور آپ سے عبداللہ بن مبارک، قتیبہ بن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ

الفیوض المحمدیہ

بتذکار

سلالۃ الکویہ

۱۴۰۶ھ

تصنیف

مولانا محمد ابراہیم خلیل فیروزپوری

ناشر

المکتبۃ العزیزیہ حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

قیمت -/۲۵ روپے

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:- الفیوض المحمدیہ ﷺ

بتذکار سلالۃ الکویۃ

مصنف ـــــــــ محمد ابراہیم خلیل فیروزپوری

مطبع

المکتبۃ العزیزیۃ

حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

WWW.UBQARI.ORG

سعید اصمعی اور امام شافعی رحمہم اللہ وغیرہم نے روایتیں کی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں 187 ہجری میں انتقال ہوا۔ تمام محدثین آپ کی جلالت شان کے معترف ہیں۔ محدثین کے آپ کے متعلق یہ الفاظ ہیں: ثقة، نبیلا، فاضلاً، عابداً، ورعاً، کثیر الحدیث آپ دنیا و اہل دنیا کے مقابلہ میں خلوت کو پسند فرماتے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ سے آپ کو بے حد محبت تھی۔ زہد و ورع کی تعلیم حضرت امام رحمہ اللہ نے آپ ہی سے حاصل فرمائی اور یہ واقعہ ہے کہ حضرت فضیل رحمہ اللہ کے تعلیمی تاثرات امام شافعی رحمہ اللہ کی زندگی میں آخر عمر تک نمایاں رہے۔ (سیرت شافعی 105 تا 106)

کتاب ''الفیوض المحمدیہ ﷺ'' میں تصوف کا فیض

نام کتاب:۔ الفیوض المحمدیہ ﷺ۔ بند کار، سلالۃ الکویہ

مصنف:۔ محمد ابراہیم خلیل فیروز پوری، المکتبۃ العزیزیہ، حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

مولانا حافظ محمد امین شاہ رحمہ اللہ

نام و نسب:۔ ابو احمد حافظ محمد امین بن ملک عالم شاہ بن ابو داؤد ڈھنگ شاہ آپ کا سلسلہ تیئسویں پشت میں محمد بن الحنفیہ سے جا ملتا ہے۔ آپ خاندان لکھویہ کے مؤسس اعلیٰ تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام ملک عالم شاہ تھا جو خود بھی ایک بلند پایہ عالم تھے۔ اور ان کے والد یعنی حافظ محمد امین کے دادا حضرت شیخ المشائخ ابو داؤد ڈھنگ شاہ صاحب قدس سرہٗ تھے جنہوں نے اپنے ماحول میں تبلیغ دین کی خدمات انجام دیں اور اہل علم میں ایک بلند پایہ مقام حاصل کیا۔

(الفیوض المحمدیہ ص 19)

بیعت اصلاح:۔

حافظ محمد امین رحمہ اللہ سید محمود کمال رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے اور بعض کتب بھی ان سے پڑھی تھیں۔

حاشیہ میں وضاحت:۔

سید محمود کمال جن کا مقبرہ غرب رو بہ درس میاں بڑا صاحب میں موجود ہے اور اسی محلہ تیل پورہ میں رہائش پذیر تھے۔

(الفیوض المحمدیہ ص 20، بحوالہ اولیائے لاہور ص ۲۴، تحقیقات چشتی ص ۴۵۱)

الشیخ الحافظ احمد رحمہ اللہ

نام وجائے پیدائش:۔

حافظ احمد بن مولانا حافظ محمد امین رحمہ اللہ آپ قریباً دسویں صدی ہجری کے اواخر میں بمقام موضع ڈھنگ شاہ حافظ محمد امین کے ہاں تولد ہوئے۔

ریاست ممدوٹ ضلع فیروز پور میں ایک لکھانامی شخص کے نام پر مشہور گاؤں موضع لکھو کے کو اپنا مسکن بنایا۔ (الفیوض المحمدیہ ص 21 تا 25)

بیعتِ اصلاح وخلافت طریقت:۔

حافظ احمد نے علوم ومعرفت کا آغاز اپنے والد ماجد سے کیا اور سنت تصوف اور قرآن پاک شیخ محمد اسماعیل لاہور عرف بڑے میاں سے حاصل کیا اور ان کے دست مبارک پر بیعت کی اور بیعت وخلافت کی اجازت حاصل کی۔ حافظ محمد امین رحمہ اللہ ،سید محمود کمال رحمہ اللہ کے مرید تھے جو کہ شیخ اسماعیل لاہوری رحمہ اللہ کے بڑے دوست اور تعلق دار تھے حافظ محمد نے اپنی سند تصوف اس طرح لکھی ہے: محمد عن بارك الله عن الحافظ احمد عن الشیخ محمد اسماعیل لاهوری۔"

حاشیہ میں وضاحت:۔

شیخ محمد اسماعیل لاہوری رحمہ اللہ عرف بڑے میاں ایک ولی کامل صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ ۹۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مخدوم عبدالکریم سے علوم کا اکتساب کیا۔ ۴۳ برس کی عمر میں لاہور تشریف لائے۔ ایک دینی دار العلوم کا اجراء فرمایا

جو ''درس میاں بڑا'' کے نام سے مشہور ہوا۔ اور آج تک اس کا یہ نام زندہ ہے۔ درس و تدریس کے ذریعہ علم و عرفان کی بے حد اشاعت فرمائی۔ بے شمار لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔ حافظ احمد اور حافظ نور محمد دونوں بھائیوں نے اسی شیخ اسماعیل لاہوری رحمہ اللہ درس والا اور بگہ والا سے اسناد و اجازہ حاصل کیے۔ پانچ شوال ۱۰۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ ملاحظہ ہو تحقیقات چشتی ص ۴۶۲ تذکرہ اولیائے لاہور ص ۲۱، تذکرہ اولیاء ہند و پاک ص ۵۰۴۔ (بحوالہ: الفیوض المحمدیہ ص 25)

الشیخ الصالح الحافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کا ذوق تصوف

نام و نسب: حافظ بارک اللہ بن الحافظ احمد بن الحافظ محمد امین۔ آپ موضع لکھو کے ضلع فیروز پور میں ۱۱۵۶ھ بمطابق ۱۷۴۳ء کو حافظ احمد کے ہاں تولد پذیر ہوئے۔ (تحفہ واعظ ص ۲)

تعلیم و تربیت:۔

آپ کی والدہ ماجدہ نہایت صالحہ عورت تھیں جس نے اپنے اکلوتے فرزند کی خوب خوب تربیت فرمائی۔ مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس نیک ماں نے اپنے بیٹے کو کبھی بغیر وضو دودھ نہیں پلایا۔ (پنجاب کا عظیم مصلح ص ۴)

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اصلاح:۔

حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کو حفظ قرآن اور تصوف کی سند اپنے والد بزرگوار حافظ احمد رحمہ اللہ سے حاصل تھی اور حافظ احمد رحمہ اللہ کو شیخ اسماعیل رحمہ اللہ لاہور بگہ والا سے حاصل تھی بعد ازاں مزید اطمینان قلب کیلئے دہلی میں مرزا مظہر جان جاناں کے خلیفہ شیخ عبداللہ المعروف بشاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

شیخ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی سحبان ہند قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کے پیر برادر تھے اس طرح حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کو ارادت و خلافت میں ایک ایسا سلسلہ حاصل ہوا جو پورے ہند میں مشہور اور بے مثل تھا اور اپنی عظمت و شان میں مشہور و معروف۔

مولانا عبدالحق فرماتے ہیں: ''حضرت میاں صاحب حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کو خلافت واجازت حضرت مولوی عبداللہ شاہ صاحب المعروف شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ سے تھی اور وہ خلیفہ اہل مسند نشیں قیم طریقہ احمدیہ محی سنت نبویہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں دہلوی رحمہ اللہ کے تھے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (ایقاظ عقلاء الزمان ص ۵)

مولانا خدا بخش نے اسی موضوع کو نظم میں بیان کیا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

پھر حافظ صاحب بارک اللہ جی ہوئے متقی نیک سوہارے
تقویٰ تے پرہیز تنہاں مشہور اندر جگ سارے
بارک اللہ بھی ولی اللہ دے پاون فضل الٰہی
نام انہاندے نال لاکہہ آمین آکھیں بھائی
تے شاہ غلام علی دی آہی صحبت اتے خلافت
حضرت بارک اللہ دے تائیں پائی ایڈشرافت
تے مرزا مظہر جان جاناں تھیں فیض غلام علی نوں
لیہ بھی نسبت ملدی آہی محی الدین ولی نوں

الحاصل حافظ بارک اللہ صاحب رحمہ اللہ کو ایسے جلیل القدر بزرگوں سے فیض حاصل ہوا جو بہت کم لوگوں کو حاصل ہوا اور حافظ صاحب رحمہ اللہ اپنے وقت کے جید اولیاء کرام کے خلفاء میں سے تھے۔ (الفیوض المحمدیہ ص ۳۳ تا ۳۵)

حاشیہ میں وضاحت:۔

حضرت شاہ شمس الدین، حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں بن مرزا جان سید عبدالسبحان۔ آپ سادات علوی میں سے تھے۔ نسب محمد بن حنفیہ کے توسط سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ صاحب شرع تاریخ پیدائش ہے جو کہ ۱۱۱۱ھ بنتا ہے۔ اہل تشیع کے خلاف زبردست تقریریں فرمایا کرتے تھے۔ قاضی ثناء اللہ اور شاہ غلام علی دہلوی رحمہما اللہ آپ کے خلفاء میں سے تھے۔

سات محرم بروز چہار شنبہ ۱۱۹۵ھ میں آپ پر حملہ ہوا۔ تین دن بعد نو محرم ۱۱۹۵ھ کو جمعۃ المبارک کے روز جام شہادت نوش فرمایا۔

حافظ بارک اللہ کا سلسلہ خلافت:۔

سید عبداللہ شاہ المعروف غلام علی دہلوی بن سید عبداللطیف بٹالوی رحمہ اللہ ۱۱۵۶ھ کو بٹالہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد شاہ ناصر الدین قادری رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ آپ کو ان کے حلقہ ارادت میں شامل کرنے کیلئے بلایا۔ لیکن آپ کی دہلی تشریف آوری سے قبل شاہ ناصر الدین رحمہ اللہ وفات پا گئے ۱۱۸۰ھ میں مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ آپ کے اجلہ خلفاء میں سے تھے۔ ۱۲۴۰ھ کو دہلی میں وفات ہوئی۔ شاہ ابوسعید مجددی رحمہ اللہ بھی آپ کے مرید تھے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔

(تذکرہ اولیائے ہند پاک ص ۴۶۰، آثار الصنادید ص ۱۴، ص ۲۔ ایقاظ عقلاء الزمان ص ۵، بحوالہ: الفیوض المحمدیہ ص ۳۴)

ذکر نقشبندیہ کیلئے جنگل کی راہ:۔

مولانا عبدالحق صاحب ملیر کوٹلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''میاں صاحب بارک اللہ رحمہ اللہ متقی کامل، ولی خدا، حافظ قرآن، صاحب الہام تھے۔ میاں صاحب بارک اللہ رحمہ اللہ ایک روز حسب عادت ذکر قلبی کے جوش میں جنگل کو تشریف لے گئے۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ آپ کو جماعت کا خیال آیا۔ الہام ہوا، فقیری میں ایسے امور کے التزام کا خیال نہیں چاہیے۔ میاں صاحب نے بارگاہ ایزدی میں بصد التجاء عرض کی کہ یا الٰہی! مجھ کو نانک شاہی فقیری منظور نہیں مجھ کو تو محمدی فقیری درکار ہے۔''

(الفیوض المحمدیہ ص ۳۸)

مرشد کی خدمت میں بکثرت آنا:۔

حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کا دہلی میں اپنے مرشد غلام علی دہلوی رحمہ اللہ کے پاس

عموماً آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور یہ دور شاہ ولی اللہ کا آخری اور شاہ عبدالعزیز رحمہما اللہ کا زمانہ تھا۔ اس وقت شاہ ولی رحمہ اللہ کا خاندان رشد و ہدایت کا روشن آفتاب بن کر ہندوستان پر چمک رہا تھا۔ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کا اس خاندان سے مرسوم طریقہ سے استفادہ کرنا اگرچہ کسی تاریخی کتاب سے ثابت نہیں۔ تاہم ان کے مدارس میں آنا جانا اور ملاقات کا سلسلہ ضرور رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ''انواع بارک اللہ'' کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

''و والد ماجد ایں ضعیف از مولوی عبدالعزیز دہلوی نقل میکرد کہ درحکم ڈھینگ می گفتند اگر ماہی خورد حلال است واگر مردار می خورد حرام است''

(حاشیہ انواع بارک اللہ ص ۲۸۵۔ بحوالہ الفیوض المحمدیہ ص ۴۲)

وفات: حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ آخر عمر میں بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ زیادہ اوقات مسجد میں ذکر و اذکار میں گزارتے کشتہ مرحوم اور عبدالغفور قریشی صاحبان نے پنجابی ادیب کے طور پر حافظ صاحب کا تذکرہ کیا ہے۔ ان دونوں صاحبان نے آپ کی تاریخ ولادت و وفات میں تساہل سے کام لیا ہے اور فاش غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ ان ہر دو صاحبان کے مطابق ولادت کے سن ۱۲۰۱ھ بمطابق ۱۷۸۶ء ہیں اور وفات کا ۱۲۸۷ھ بمطابق ۱۸۷۱ء ہیں جبکہ درست سن ولادت ۱۱۵۶ھ بمطابق ۱۷۴۳ء ہے اور وفات ۱۲۶۶ھ بمطابق اور آپ کی عمر ایک سو دس برس ہے۔ مولانا خدا بخش فرماتے ہیں:

حافظ صاحب بارک اللہ جی اک سو دس برساں دے دھائے
حافظ صاحب باہجوں بیٹے تن انہاندے آہے

تحفہ واعظ کے اس شعر کے نیچے بین السطور میں آپ کی وفات ۱۲۶۶ھ تحریر ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب مولانا محی الدین کی تاریخ پیدائش لکھتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔ ''آپ ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آٹھ برس کی عمر میں قرآن پاک ختم کیا۔ تیرہ

سال کی عمر میں آپ نے نحو میں کافیہ ختم کر لیا تھا اسی سال آپ کے جد امجد مولوی بارک اللہ صاحب رحمہ اللہ نے انتقال فرمایا۔ (الفیوض المحمدیہ ص ۴۷، ۴۸)

زھد وعبادت اور ٹوپی کا استعمال:۔

اس موضوع پر مولانا محمد علی مدنی تحریر فرماتے ہیں:۔ ''تمام عمر آپ نے سادہ پن میں گزاری' علماء کے تصنع وتکلف سے بالکل متنفر تھے چنانچہ آپ کی تصانیف سے ظاہر ہے عبادت کی یہ حالت تھی کہ باوجود نوے سال کی عمر کے نماز باجماعت ادا کرتے۔ اور قیام اللیل کبھی ترک نہ کیا۔ اکثر لباس آپ کا تہہ بند' کرتہ' ٹوپی یا دوپٹہ ہوتا۔''
(الفیوض المحمدیہ ص ۵۶)

مولانا عبدالغنی کی بیعت طریقت:۔

مولانا عبدالغنی دہلوی رحمہ اللہ کو سلسلہ ارادت میں اپنے والد شاہ ابوسعید رحمہ اللہ مجددی سے اجازت حاصل تھی جو کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ یاد رہے کہ میر محبوب علی دہلوی رحمہ اللہ کو سید احمد شہید رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ (الفیوض المحمدیہ ص ۶۷)

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی سند تصوف

حافظ صاحب رحمہ اللہ سے مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کو دوسری سند تصوف حاصل ہوئی ویسے تو حافظ صاحب کا کئی اہل طریقت سے سلسلہ تلمذ ونسبت منسلک تھا لیکن مولوی عبدالحق رحمہ اللہ کو جو سند عطاء فرمائی اس میں اپنے والد گرامی کے واسطہ کے علاوہ کسی کا ذکر نہیں کیا۔ یہ سند ۱۳۰۹ھ کی تحریر کردہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

" الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين "

اما بعد فيقول العبد المسكين محمد بن مخدومي بارك الله عفا الله

عنهما قرات القرآن المجيد علىٰ سيدى و مولائى و مخدومى ووالدى بارك الله وقرأ والدى علىٰ جدى امجد الحافظ احمد و قرأ جدى على الحافظ اسماعيل المعروف اللاهورى الگنج والا۔ اجزت بالقرآن المجيد والفرقان الحميد لابى منظور عبدالحق الكوتلوى واجزتهٗ ايضا بالبيعة فى الطريقة النقشبندية المجددية المظهرية وانى قد بايعت على يد سيدى و مولائى و مخدومى و والدى بارك الله وقد اجازنى بالبيعة وقد بايع والدى و حصل اجازة البيعة من عبدالله شاه المعروف بشاه غلام على الدهلوى و قد حصل اجازة البيعة عن محى السنة النبوية قيم الطريقة الاحمدية حضرت شمس الدين، حبيب الله مرزا مظهر جان جاناں الدهلوى رحمة الله ورضوانهٗ عليهم اجمعين۔

حررهٗ سنة 1309 هجرية النبوية فى اخر شهر ربيع الاول۔

العبد المسكين محمد بن مخدومى بارك الله (اربعين مظهرى ص۲۱ بحوالہ الفیوض المحمدیہ ص۷۰تا۷۱)

حافظ محمد رحمہ اللہ کے خاندان میں تصوف کا شوق:۔

حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ کی نشوونما اور تربیت ایک ایسے خاندان میں ہوئی جو صدیوں سے اہل علم وتصوف کا گہوارہ چلا آرہا تھا۔ حافظ بارک اللہ علیہ الرحمۃ نے اپنے والد بزرگوار حافظ احمد کے واسطہ سے شیخ محمد اسماعیل محدث لاہوری رحمہ اللہ اور خود حضرت عبداللہ شاہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ سے تصوف وسلوک کی منازل طے کیں۔ شاہ غلام علی رحمہ اللہ، حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے اور مرزا صاحب علیہ الرحمۃ طریقہ احمدیہ کے مطابق فن تصوف کے بہت بڑے بزرگ وامام تھے۔

نیز شاہ غلام علی دہلوی شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ محدث دہلوی کے تلامذہ میں سے

تھے اور ان کے فیض سے بہرہ وافر حاصل کیا تھا۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ محدث دہلوی نے اپنے والد بزرگ وار حضرت مجدد ہندرأس الاتقیاء زبدۃ الاصفیاء سند المحدثین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے اکتساب فیوض و برکات کیا تھا۔ شاہ ولی اللہ محدث رحمہ اللہ کے علو مرتبہ اور شان سے کون بے خبر ہے۔

حافظ محمد صاحب کی بیعت اصلاح اور خلافت:۔

حافظ محمد نے سید میر محبوب علی دہلوی رحمہ اللہ سے براہ راست استفادہ کیا تھا۔ جو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ محدث دہلوی کے اجلہ تلامذہ اور حضرت احمد شہید رحمہ اللہ کے ارادت مند تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسے اساطین فن کے ماحول میں تعلیم و تربیت میں حافظ صاحب کا فن تصوف سے انہماک قدرتی اور حتمی چیز تھا۔ چنانچہ اس ماحول کا ہی اثر تھا کہ آپ نے اپنے والد ماجد حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت کا سلسلہ قائم کیا۔ اور ایک محدث و عظیم مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پایہ کے ایک ذاکر اور ولی اللہ صوفی تھے۔ اذکار و وظائف کا سلسلہ جاری رہا اور بیعت خلافت سے قدرتی علمی مصروفیات کی بنا پر پہلو تہی کرتے رہے البتہ عوام کے بجائے خواص اہل علم سے بیعت لیتے۔ (الفیوض المحمدیہ ص ۱۰۳، ۱۰۵)

اہمیت طریقت پر منظوم کلام:۔

بھی اہل شرع دی کرن مخالفت پر صوفی ات زمانے
طریقت غیر شریعت جانن بولن کفر دیوانے
طریقت مغز شریعت ہے پر جاہل جانن نہیں
قرب الٰہی وچ حرام نے بدعت بھالن نہیں

(الفیوض المحمدیہ ص ۱۰۶)

برصغیر میں صوفیاء کی کاوشیں:۔

ہندوستان کی سرزمین میں تقریباً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سنہ ۱۵ھ سے اہل اسلام تشریف لائے اور ہندوستان میں کئی لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے

حجاج بن یوسف کے دور گورنری میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے فاتحانہ انداز میں سندھ کو ملتان تک سر کیا۔ اس کے بعد پورے ہندوستان میں مسلم مبلغین پھیل گئے جن کی اکثریت غیر ہندی صوفیاء بزرگان دین کی تھی جیسے حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ اور حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ وغیرہم ان بزرگوں نے تبلیغ کا سلسلہ ایسے بہترین انداز میں جاری کیا کہ بے شمار لوگ ان کے دست حق پرست پر اسلام کے شیداء بن گئے۔ (الفیوض المحمدیہ ص ۱۱۶)

حق پرست علماء اور اولیاء نے ہمیشہ اپنی مساعی ان رسومات و بدعات کو ختم کرنے پر صرف کیں۔ جن میں حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمہ اللہ مجدد ہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اور ان کا تمام خاندان نمایاں ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ شاہ محمد اسحاق اور ان کے بعد ترجمان قرآن شاہ عبدالقادر شاہ رفیع الدین رحمہم اللہ اجمعین کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ (الفیوض المحمدیہ ص ۱۱۷)

مولانا امام الدین عبدالصمد کی بیعت اصلاح:۔

حافظ محمد رحمہ اللہ کے تلامذہ کرام میں ایک بزرگ بنام عبدالصمد امام الدین تھے جن کے مفصل حالات تو معرض خفاء میں ہیں۔ البتہ چند یادداشتیں حاضر خدمت ہیں۔

مولانا امام الدین رحمہ اللہ نے مرکز العلوم مدرسہ محمدیہ لکھوکے میں تعلیم کی تکمیل فرمائی اور بزرگ استاد کے حسب ارشاد محض تبلیغ دین حق کی خاطر علاقہ حجرہ کے مشہور موضع چک وریام عرف بٹیاں راجووال میں سکونت اختیار کرلی گردونواح میں مسلک اہلحدیث کی اشاعت کا آغاز فرمایا۔ مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو چکے تھے۔ علوم ظاہریہ کے ساتھ ساتھ اصلاح باطن سے بھی مشرف تھے۔ (الفیوض المحمدیہ ص ۲۱۵)

مولانا احمد الدین رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

مولانا احمد دین رحمہ اللہ بن چوہڑ قوم ڈوگر۔ مولانا کمال الدین رحمہ اللہ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ ۱۸۵۵ء میں پیدا ہوئے اور تعلیم میں مولانا کمال الدین کے ساتھ شریک سبق رہے۔

مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کے فیض یافتہ اور مرید تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا کمال الدین رحمہ اللہ کے ساتھ ہی تمام زندگی گزاری اور اپنے گاؤں میں ہی تدریس علوم اسلامیہ میں مصروف رہے اور اسی شغل میں ۱۹۴۰ء میں انتقال فرمایا۔ (الفیوض المحمدیہ ص ۲۲۲)

صحبت ولی کی تاثیر:۔

میاں نظام الدین خان بن لال خاں بن روہیلہ۔ میاں صاحب موضع روہیلہ میتلہ میں ۱۸۷۰ء بمطابق ۱۲۸۲ھ میں تولد ہوئے۔

سکون موضع، دہلیہ میتلہ مشہور قصبہ حجرہ شاہ مقیم سے جانب مشرق سات میل کے فاصلہ پر واقع ایک گاؤں ہے جو میاں نظام الدین خاں مرحوم کے جد امجد نے آباد کیا تھا میاں صاحب کو ایک دفعہ مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کی صحبت میسر ہوئی تو آپ کی کایا پلٹ گئی دنیا مافیہا سے نفرت ہوگئی۔ عبادت خداوندی کا ذوق وشوق دل وقلب میں رچ بس گیا اس دن سے لیکر تازیست اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے دین کیلئے وقف کر دیا۔ مولانا محی الدین رحمہ اللہ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔
(الفیوض المحمدیہ ص ۲۷۰)

☆.....☆.....☆

WWW.UBOARD.ORG

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

فتاویٰ علمائے حدیث

کتاب الجنائز

جلد پنجم

ترتیب: ابوالحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان

ناشر

مکتبہ سعیدیہ خانیوال (ملتان)

ماخذ فتاویٰ علمائے حدیث جلد پنجم

۱۔ فتاویٰ عزیزی
۲۔ فتاویٰ اخبار الجدید سوہدرہ
۳۔ فتاویٰ الاعتصام لاہور
۴۔ فتاویٰ اخبار محدث دہلی
۵۔ فتاویٰ اخبار اہل حدیث گوجرانوالہ
۶۔ فتاویٰ اخبار اہل حدیث لاہور
۷۔ فتاویٰ عزیزیہ امرتسر
۸۔ فتاویٰ ماہنامہ الاسلام دہلی
۹۔ فتاویٰ شرفیہ قلمی مسودہ
۱۰۔ فتاویٰ اخبار ترجمان دہلی
۱۱۔ فتاویٰ ثنائیہ
فتاویٰ یواد البدر

۱۲۔ فتاویٰ رسالہ بدعات کی تردید
۱۳۔ فتاویٰ عمر پوری
۱۴۔ فتاویٰ ارغام المبتدعین
۱۵۔ فتاویٰ نذیریہ دہلی
۱۶۔ فتاویٰ صحیفہ الجدید کراچی
۱۷۔ فتاویٰ صاعقۃ الرحمٰن خانپوری قلمی
۱۸۔ فتاویٰ اہلحدیث
۱۹۔ فتاویٰ ستاریہ
۲۰۔ زیارت قبور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
۲۱۔ فتاویٰ دلیل الطالب علی ارجح المطالب
۲۲۔ المستفتی کراچی
فتاویٰ محدث لاہور

نام کتاب: فتاویٰ علمائے حدیث جلد پنجم
نام مرتب: ابوالحسنات علی محمد سعیدی خانیوال
کتابت: ابن منیر رحیم خوشنویس پک
طباعت:
تاریخ اشاعت: ۱۳ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۹۵ء
تعداد: ایک ہزار
ناشر: مکتبہ سعیدیہ خانیوال
قیمت: ۳۵/ روپے
ملنے کا پتہ: مکتبہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان پنجاب پاکستان

WWW.UBQARI.ORG

''فتاویٰ علمائے اہلحدیث'' میں آداب کے پھول

نام کتاب:۔ فتاویٰ علمائے اہلحدیث، کتاب الجنائز۔ جلد ۵

ترتیب:۔ ابوالحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان۔۔

ناشر:۔ مکتبہ سعیدیہ خانیوال (ملتان)

روضہ اطہر کے آداب:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل البشر اور تمام بنی نوع انسان کے سردار ہیں اور روئے زمین پر کوئی دوسری ایسی قبر نہیں جس کی بابت یقینی طور پر کہا جا سکے کہ یہ نبی کی قبر ہے اور اس کی نسبت صحیح ہو، حتیٰ کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر میں بھی اختلاف موجود ہے۔ بایں ہمہ ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پاس جا کر صرف یہ کرے کہ آپ پر اور آپ کے دونوں خلفاء پر درود وسلام بھیجے، کیونکہ ''سنن اربعہ'' میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص مجھ پر سلام کہتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں'' یہ ایک جید الاسناد حدیث ہے۔

ایصال ثواب میں مرشد کے ہم مشرب:۔

سوال: میت کے ایصال ثواب اور مغفرت کے لیے ''قرآن مجید'' اور ''بخاری شریف'' یا دیگر وظائف مثلاً ''حصن حصین'' اور دینی کتب کا ختم کرانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے میرا مسلک وہی ہے جو حضرت مولانا و مرشدنا عبدالرحمٰن صاحب محدث مبارکپوری رحمہ اللہ کا ہے۔ آپ کا فتویٰ ''فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۴۴۱'' پر درج ہے۔ بعینہ آپ کے فتوے کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

متاخرین علمائے اہلحدیث سے علامہ محمد بن اسماعیل میر رحمہ اللہ نے ''سبل

فتاویٰ برکاتیہ

شیخ الکل فی الکل حضرت علامہ

ابوالبرکات احمد صاحب

شیخ الحدیث جامعہ سلامیہ گوجرانوالہ

تالیف و ناشر

محمد یحییٰ اطاہر کاموکے

جامعۃ اسلامیہ

محلہ گلشن آباد حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ۔

الف

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں۔

نام کتاب	فتاویٰ برکاتیہ
از شیخ الکل فی الکل	علامہ ابوالبرکات احمد
مؤلف و ناشر	محمد یحییٰ طاہر فاضل عربی المدینہ
کاتب	عبدالمنان اسحاق
تعداد	۱۵۰۰
تاریخ اشاعت	ستمبر ۱۹۸۸ء / جنوری ۱۹۸۹ء
کل صفحات	۳۶۸
قیمت	۴۰ روپے

اطلاع نکح

کوئی صاحب بھی مفتی صاحب کی اجازت کے بغیر ایک فتویٰ بھی شائع نہیں کر سکتا۔
کتابت و طباعت کے جملہ حقوق بحق مؤلف ہی محفوظ ہیں۔
(مؤلف)

WWW.UBQARI.ORG

السلام" میں مسلک حنفیہ کو ارجح دلیلاً بتایا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ قرأت قرآن اور تمام عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ از روئے دلیل زیادہ قوی ہے۔ اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے بھی "نیل الاوطار" میں اسی کو حق کہا ہے مگر اولاد کے ساتھ حق کہا ہے۔ یعنی یہ کہا ہے کہ اولاد اپنے والدین کے لیے قرأۃ قرآن یا جس عبادت بدنی کا ثواب پہنچانا چاہے تو جائز ہے کیوں کہ اولاد کا تمام عمل خیر مالی ہو خواہ بدنی، اور بدنی میں قرأۃ قرآن ہو یا نماز یا روزہ یا کچھ اور سب والدین کو پہنچتا ہے ان دونوں علامہ کی عبارتوں کو مع ترجمہ یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔" سبل السلام شرح بلوغ المرام "جلد اول ص ۲۰۷ میں ہے۔

☆.....☆.....☆

کتاب "فتاویٰ برکاتیہ" میں ابدال کا اشارہ

نام کتاب:۔ فتاویٰ برکاتیہ..... مصنف:۔ حضرت علامہ ابوالبرکات احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ۔ مؤلف وناشر: محمد یحییٰ طاہر (جامعہ اسلامیہ گلشن آباد گوجرانوالہ)

ولی، ابدال، اوتاد:۔

اسلام میں عورت کا مقام بہت اعلیٰ وارفع ہے کیونکہ عورتوں کو اللہ نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ وہ بڑے بڑے انسان مثلاً نبی، ولی، ابدال، اوتاد اور رسولوں کو جنم دیں اور بڑے بڑے بادشاہ، کمانڈر انچیف وغیرہ کو جن کران کو اعلیٰ تعلیم وتربیت سکھائیں اور جوان بنا کر میدان میں بھیجیں۔ (فتاوی برکاتیہ ص ۶۱)

☆.....☆.....☆

ادارہ اسلامیہ شاہدرہ گیٹ لاہور
مہتمم بارک اللہ گیلانی

فاقصص القصص لعلھم یتفکرون

سیرۃ ثنائی

حصہ دوم

تصنیف منیف ناظر امام اہلحدیث حضرت مولانا

ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری

کی

سوانح حیات

مرتبہ

مولانا عبدالمجید خادم شوپوری

ناشر

مکتبہ قدوسیہ
اہل حدیث مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت اول ——— مئی ۸۹ء
تعداد ——— ایک ہزار
مطبع ——— زاہد بشیر پرنٹرز
قیمت ——— ۷۵ روپے

WWW.UBQARI.ORG

کتاب ''سیرت ثنائی'' میں تصوف کی روشنی

نام کتاب:۔ سیرت ثنائی شیخ الاسلام رئیس المناظرین، شیر پنجاب، فاتح قادیان، سردار اہلحدیث حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مرحوم فاضل امرتسری کی مکمل سوانح عمری

مصنف:۔ مرتبہ مولانا ابوالوحید عبدالمجید صاحب خادم سوہدروی، مدیر اہلحدیث

مقام اشاعت: دفتر اہلحدیث سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ، پنجاب پاک

اساتذہ اور بزرگوں کا ادب:۔

یوں تو مولانا ''لیس منامن لم یوقر کبیرنا'' کے فرمان نبوی ﷺ کے تحت تمام بزرگان ملت کا چاہے وہ کسی خیال اور کسی عقیدہ کے ہوں۔ بڑا ادب کرتے تھے۔ لیکن اپنے استادوں کا خاص طور پر احترام فرماتے تھے آپ نے کبھی کسی استاد کی نافرمانی نہیں کی..... بزرگوں کا ارشاد ہے کہ دنیا میں ہر شخص کے تین باپ ہوتے ہیں جن کا ادب واحترام کرنا اس پر واجب ہے ایک وہ جس کے نطفے سے انسان پیدا ہوا یعنی حقیقی باپ، دوسرا وہ جس کی لڑکی اس کے نکاح میں آئی یعنی خسر اور تیسرا وہ جس سے اس نے کچھ پڑھا یا کوئی کام سیکھا یعنی استاد۔ اسی لئے معلم عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور تاکید سے فرمایا ''تواضعوالمن تعلمون منہ'' جس سے علم حاصل کرو۔ اس کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔

یہی وجہ ہے کہ مولانا مرحوم اپنے اساتذۂ کرام سے بے حد ادب واحترام کے ساتھ پیش آتے اور ان کی خدمت کو فخر سمجھتے۔ مولانا کے ان حالات میں ان طلباء کیلئے ایک سبق مضمر ہے۔ جو اپنے استاد کی نافرمانی پر اتراتے اور اپنی گستاخیوں کو بڑائی تصور کرتے ہیں۔ جناب ہادیٔ دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اس زمانے سے پناہ مانگی اور اس عہد سے بیزاری ظاہر فرمائی ہے جس میں علماء ومعلمین کی اطاعت نہ کی جائے۔ ان کے سامنے گستاخیاں کی جائیں اور ان کے ادب ولحاظ خدمت وتواضع سے منہ موڑا جائے۔ حضور علیہ السلام نے تو یہاں تک فرمایا کہ مسلمانوں کو غیر مذاہب کے بزرگوں

اہلحدیث اور سیاست

مصنف

حضرت مولانا نذیر احمدؒ رحمانی

مدینہ کتاب گھر

ناشر

مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ۔ کراچی
فون : ۲۶۳۵۹۳۵

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب کا نام	اہل حدیث اور سیاست
مصنف	مولانا نذیر احمدؒ رحمانی
طبع سوم	۱۹۹۶ء
تعداد	پانچ سو
ناشر	مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کراچی

ملنے کا پتہ

مکتبہ اہلِ حدیث ٹرسٹ
کورٹ روڈ، اہلحدیث چوک ، کراچی
فون : ۲۶۳۵۹۳۵

WWW.UBQARI.ORG

اور لیڈروں کا بھی احترام کرنا چاہیے۔ اسی بناء پر ایک پنجابی شاعر نے بھی کہا ہے

بے ادباں مقصود نہ حاصل تے درگاہ نہ ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچا بابجھ ادب دے کوئی

(سیرت ثنائی ص ۱۰۱، ۱۰۲)

☆.....☆.....☆

کتاب ''اہلحدیث اور سیاست'' بیعت اصلاح کی خوشبو

نام کتاب:۔ اہلحدیث اور سیاست..... مصنف:۔ حضرت مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ علیہ رحمانی

ناشر: مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ، کورٹ روڈ کراچی فون نمبر 263593

منشی فضل الرحمٰن کی بیعت:۔

منشی فضل الرحمٰن بردوانی کے متعلق بتایا جا چکا ہے کہ وہ بھی سفر حج میں سید صاحب (شہید) کے ساتھ تھے اور مسلک میں شیخ عبدالحق محمدی بنارسی کے ہم عقیدہ و ہمنوا تھے۔ مولانا مہر نے لکھا ہے کہ حج کو جاتے ہوئے جب سید صاحب راج محل پہنچے تو منشی محمدی انصاری سید صاحب کو بہ اصرار اپنے وطن لے گئے (جو راج محل سے دس بارہ کوس پر تھا) وہاں منشی صاحب کے اکثر اقرباء نے سید صاحب رحمہ اللہ کی بیعت کی، مثلاً ان کے والد منشی شاہ محمد منشی رؤف الدین، منشی مخدوم بخش، منشی حسن علی، (جن کا رشتہ معلوم نہ ہو سکا) منشی فضل الرحمٰن اور منشی عزیز الرحمٰن (یہ منشی محمدی کے ماموں تھے) اور لوگ بھی سید صاحب رحمہ اللہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ منشی شاہ محمد حج کیلئے ساتھ لے گئے۔ (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۰۵، بحوالہ جماعت مجاہدین ص ۲۲۶)

سید صاحب سے بیعتِ نقشبندیہ:۔

منشی محمدی انصاری جنہیں بعض اوقات بردوانی بھی لکھتے ہیں۔ منشی فضل الرحمٰن (مذکور) کے بھانجے تھے۔ مجاہدین میں ان کا عہدہ میر منشی کا تھا۔ انہوں نے سید

صاحب سے اس زمانہ میں بمقام میرٹھ بیعت کی تھی۔ جب سید صاحب میرٹھ، سہارن پور، مظفر نگر وغیرہ کے دورے پر نکلے تھے۔ اس وقت منشی صاحب کی عمر انیس بیس سال سے زیادہ ہوگی۔ (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۱۰)

سید اولاد حسن قنوجی رحمہ اللہ

تعارف :۔ موصوف ۱۲۰۰ھ، ۱۷۸۵ء میں قنوج میں پیدا ہوئے باپ کے سایۂ عاطفت سے بچپن ہی میں محروم ہو گئے تھے۔ (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۱۴)

بیعت وخلافت :۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد سید احمد صاحب شہید کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر طرح کے ایثار وقربانی اور خدمت قوم وملت کیلئے اپنے کو پیش کیا۔ ان سے بیعت کی اور مجاہدین کی جماعت میں شامل ہو گئے ان سابقین اولین میں شریک تھے جو سید صاحب کے ساتھ جہاد کیلئے سرحد پار گئے تھے کچھ مدت کے بعد سید صاحب نے ان کو سند خلافت دے کر دعوت وتبلیغ کی غرض سے وطن واپس بھیج دیا چنانچہ نواب صاحب ان کے حالات میں لکھتے ہیں۔

"وجاهد معه فی سبیل الله وصار خلیفة له، فی دعوة الحق الی دین الله تعالی فرجع الی الوطن"۔

اجازت وخلافت :۔

مراجعت وطن کے بعد کامل بیس برس تک یعنی اپنی آخر حیات تک وہ اسلام کی تبلیغ اور قوم کی اصلاح میں سرگرم رہے۔ نواب صاحب لکھتے ہیں۔ (ص ۱۱۵)

سید احمد شہید رحمہ اللہ سے اجازت وخلافت کی سعادت حاصل کر کے وہ قنوج واپس آ گئے۔ ہدایت خلق اور وعظ وارشاد میں مشغول ہو گئے۔ لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع پر آمادہ کرتے تھے اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع پر آمادہ کرتے تھے یہاں تک کہ تھوڑی ہی مدت میں ان کی ذات سے مخلوق خدا کو بڑا فیض پہنچا۔ اطراف قنوج کے دس ہزار سے زیادہ غیر مسلم ان کی تبلیغ سے مسلمان ہو گئے اور جو مسلمان غافل تھے وہ احکام اسلام کی پابندی میں سرگرم ہو گئے مسجدیں آباد ہو گئیں۔ صوم وصلوٰۃ کی رونق بڑھ گئی۔
(اہلحدیث اور سیاست ص ۱۱۶)

نواب صاحب رحمہ اللہ کی عقیدت اولیاء:۔

بعض لوگوں کو یہ گمان ہے کہ میں اولیاء اللہ تعالیٰ کا معتقد نہیں ہوں حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ ولایت خدا کا وجود کتاب وسنت دونوں سے ثابت ہے اور کرامات کے وقوع پر بھی قرآن وحدیث دلیل ہیں۔ (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۴۷)

حکیم مومن خاں مومن کی بیعت:۔

(حکیم مومن خاں مومن نے) حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس تحریک کو فروغ دینے میں اپنی شاعری سے بھی کام لیا۔ مومن ۱۲۱۵ھ (۱۸۰۱ء) میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان طبیبوں کا ایک مشہور خاندان تھا ان کے والد حکیم غلام نبی خاں اپنے زمانے کے مشہور طبیبوں میں سے تھے مومن کے گھرانے میں فارغ البالی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ مذہبیت کا بھی چرچا تھا ان کے والد کو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے خاص ارادت تھی کہا جاتا ہے کہ جب مومن خاں پیدا ہوئے تو ان کے والد کی فرمائش پر شاہ صاحب نے ان کے کانوں میں اذان دی اور ان کا نام مومن خاں رکھا۔ (ص ۱۵۹)

تمام خاندان ان کا سخت کٹر قسم کا مسلمان، خود موحد، عامل بالحدیث اور بیعت کے بعد اور بھی سخت ہو گئے تھے۔ (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۶۵)

مولانا ابوالحسن افغانی رحمہ اللہ:۔

آپ علاقہ میوات کے باشندے نہ تھے بلکہ ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں علاقہ میوات

میں وارد ہوئے تھے۔

علم کیمیا کے متعلق بھی ان کے بارے میں یہ عام شہرت تھی کہ وہ علم جانتے ہیں جس وقت ان کی وفات ہوئی تو ان کے حجرے میں ستر جوڑی مونے کے بٹن اور کچھ کٹھیالیاں اور سنسیاں پائی گئیں۔ ان کے اس اندوختہ سے بھونری اور گردونواح کے آدمیوں نے ایک عیدگاہ تعمیر کرائی اور ان کا مزار بنوایا۔ (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۷۰)

تصوف کا ذوق:۔

مولانا ابوالحسن طبیعت کے بڑے تیز تھے، مطالعہ کے بہت شوقین تھے۔ آخری زندگی میں تصوف کی جانب مائل ہو گئے تھے۔ تصوف میں گفتگو ہونے کے ساتھ ان کی زبان پر ''فتوحات مکیہ'' اور ''احیاء العلوم'' کے مقولے بڑی جلدی سے آیا کرتے تھے۔ اپنی آمد کے ابتدائی برسوں میں ان کو بحث ونظر سے واسطہ پڑا۔ اہل حدیث مسلک رکھتے تھے۔ (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۷۰)

صوفی بے مثال کا انتقال:۔

آخر عمر میں آپ بھونری کی مسجد کے ایک حجرے میں مقیم ہو گئے۔ تعویذ لکھانے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا خلق خدا نے ان سے بڑا فیض پایا گردونواح کے اضلاع کے مسلمان اور میوات کے باشندے انہیں اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں خود مجھے ان سے بارہا نیاز حاصل ہوا۔ آخر عمر میں اگرچہ ان کے دماغ میں خلل آ گیا تھا مگر جب راستی پر آ جاتے تھے تو بڑی اچھی گفتگو کیا کرتے تھے اور ہر بات کا شافی جواب دیا کرتے تھے۔ ان کے متعلق عوام وخواص میں بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔ سو سال سے زائد عمر میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ (اخبار اہلحدیث دہلی بابت یکم اگست ۱۹۶۳ء بحوالہ اہلحدیث اور سیاست ص ۱۷۱)

مولانا ولایت علی کی بیعت:۔

مولانا ولایت علی لکھنؤ میں عربی دینی تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ انہیں دنوں میں

چند رجال اہل حدیث

مؤلفہ ابو علی اثری

ندوۃ المحدثین
گوجرانوالہ ○ پاکستان

سلسلہ ندوۃ المحدثین
(۳۷)

نام کتاب ——— چند رجال اہلحدیث
نام مصنف ——— ابو علی اثری
طبع اول ——— ۱۹۸۶ء
صفحات ——— ۱۹۲
تعداد اشاعت ——— ایک ہزار
کتابت ——— حسین احمد خوشنویس حضرت کیلیانوالہ

تقسیم بلا قیمت

باہتمام
ضیاء اللہ کھوکھر، ۱۳۔ اسلام آباد، گوجرانوالہ

WWW.UBQARI.ORG

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کا وہاں ورود مسعود ہوا۔ مولانا ولایت علی سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پہلی ہی ملاقات میں ان کے گرویدہ ہو گئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ سید صاحب ان کو اپنے ساتھ بریلی لے گئے اور مولانا اسمعیل شہید کی تربیت میں دیدیا۔ (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۸۳)

مریدوں کی بڑی تعداد:۔

مولانا مسعود عالم ہی نے ان کی تبلیغی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''دینیات کی تعلیم کے لئے گھر پر ظہر اور عصر کے درمیان قرآن وحدیث کا درس دیتے آپ کے بڑے بیٹے مولوی عبداللہ (۱۳۲۰ھ) قاری ہوتے دوسرے علماء تفسیر کی کتابیں ہاتھ میں لے کر بیٹھتے علماء کے علاوہ عام مریدوں اور معتقدوں کی بڑی تعداد موجود ہوتی۔ (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۸۵)

☆.....☆.....☆

کتاب ''چند رجال اہل حدیث'' میں تصوف کی چاشنی

نام کتاب:۔ چند رجال اہل حدیث..... مصنف:۔ مولانا ابوعلی اثری

ناشر:۔ ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)

سید آدم شاہ بنوری رحمہ اللہ کی بیعت نقشبندیہ:۔

ایک عرصہ سے تکیہ شاہ علم اللہ رائے بریلی میں دینی اعتبار سے ایک معزز ترین خاندان سادات آباد ہے اس خاندان کو بڑی خصوصیات حاصل ہیں اس کے مورث اعلیٰ شاہ علم اللہ رحمہ اللہ بڑے صاحب زہد وتقویٰ اور عارف باللہ تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے خلیفہ اعظم حضرت سید آدم بنوری رحمہ اللہ کے جن کا آفتاب ہدایت و ارشاد بڑے عروج پر تھا، مرید وخلیفہ تھے، حضرت سید آدم رحمہ اللہ نے اپنا عمامہ اور حضرت مجدد رحمہ اللہ کی دستار مبارک ان کو عنایت کی تھی۔ جن سے ان کا رتبہ اور زیادہ بلند ہو گیا تھا اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ کے عہد ۱۰۹۶ء میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات

پائی اور اپنی بنوائی ہوئی مسجد کے جنوب مشرقی گوشہ میں آسودۂ خواب ہیں۔

مولانا عبداللہ بڈھانوی کے مرشد:۔

اس خاندان نے دینی اور دنیاوی دونوں حیثیتوں سے بڑی ترقی کی۔

بعض فقر وتصوف کی خانقاہوں میں عزلت گزیں تھے، بعض درس وتدریس کی چٹائیوں کی زینت تھے اور بعض تصنیف وتالیف کی مسندوں پر جلوہ آرا تھے اس خاندان کے آخری رکن سید احمد شہید بریلوی رحمہ اللہ تھے، جو عام طور سے سید صاحب کے نام سے مشہور ہیں اور جو مولانا شاہ اسمعیل شہید رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحق بڈھانوی رحمہ اللہ جیسے علماء کے مرشد تھے غدر ۵۷ء سے پہلے بنگال سے لے کر پنجاب تک مجاہدین کا جو طوفان پنجاب کے ظالم سکھوں اور حکمرانوں کے مقابلہ کے لئے اٹھا تھا۔ اس کا منبع سید صاحب موصوف ہی کی ذات تھی۔ اور آپ ہی کی قیادت میں ان مجاہدین نے بالاکوٹ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوجوں کا مقابلہ کیا تھا۔ لیکن اسی سلسلہ جنگ کے ایک معرکہ میں سرحدی پٹھانوں نے آپ سے حیرت انگیز طور پر بے وفائی کی اور آپ کو اور آپ کے رفقاء کو جام شہادت نوش کرنا پڑا اور انہی میں مولانا شاہ محمد اسمعیل شہید رحمہ اللہ بھی تھے۔ (چند رجال اہلحدیث ص ۱۳)

شیخ غلام علی الٰہ آبادی کی بیعت وخلافت:۔

الٰہ آباد میں کشتیاں بلوہ گھاٹ پر رکیں..... یہیں شیخ غلام علی نے سید صاحب کے جمال جہاں افروز سے اپنی آنکھیں روشن کیں اور آپ پر ایسے فدا ہوئے کہ تن من دھن سب آپ پر قربان کر دیا۔ اور جب سید صاحب الٰہ آباد سے رخصت ہوئے تو انہی کو اپنا نائب مقرر کیا اور اس دیار میں وعظ وتلقین کی خدمت سپرد کی تفصیل آگے پڑھئے۔ (ص ۱۷)

شیخ صاحب امراء اور ارباب دولت وثروت کی طرح بڑے عیش وتنعم کی زندگی بسر کرتے تھے۔ نہ منہیات شرعیہ کا ان کو کوئی لحاظ وخیال تھا نہ ممنوعات کا، سونے چاندی

کے ظروف استعمال کرتے تھے، طرح طرح آلات لہو ولعب تھے جن سے وہ شغل کرتے تھے، زندگی یکسر آخرت فراموشانہ تھی، آخرت کا بھولے سے بھی خیال نہیں آتا تھا یہی ان کا ماحول تھا کہ سید صاحب کا الٰہ آباد میں ورود ہوا، ساتھ میں مریدین ورفقاء بھی تھے، شیخ صاحب نے سید صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی منہیات شرعیہ سے تائب اور ممنوعات سے کنارہ کش ہو گئے، سونے چاندی کے تمام قیمتی ظروف اور آلات لہو ولعب توڑ پھوڑ ڈالے بلکہ ان سب کو دریا برد کر دیا۔ شیخ صاحب نے بارہ روز تک اہل قافلہ کی مہمانداری اور ضیافت کی دونوں وقت روزانہ قورمہ، پلاؤ، زردہ اور تازہ مٹھائیاں افراط کے ساتھ دستر خوان پر ہوتی تھیں اور لوگ خوب سیر ہو کر کھاتے تھے۔

(چند رجال اہلحدیث ص ۱۷)

تربیت واصلاح کی ذمہ داری:۔

جب سید صاحب رحمہ اللہ الٰہ آباد سے رخصت ہونے لگے تو شیخ غلام علی صاحب سے فرمایا کہ شیخ بھائی ہم تو اب جا رہے ہیں معلوم نہیں ادھر آنا ہو گا یا نہیں، اس علاقے میں جو مسلمان آباد ہیں ان کی تعلیم وتلقین کے لیے تم کو مقرر کر رہے ہیں۔

(چند رجال اہلحدیث ص ۱۸)

شیخ غلام علی کی مدد کے لیے سید صاحب نے الٰہ آباد کے اور ممتاز لوگوں کو بھی اپنا خلیفہ اور نائب بنایا اور تعلیم وتلقین کی خدمت ان کے سپرد کی۔ مثلاً شیخ لعل محمد، شیخ وزیر، کرامت علی اور حافظ اکرام الدین دہلوی وغیرہ کو جو الٰہ آباد میں جوتوں کی دکان کرتے تھے۔ ان سے سید صاحب نے فرمایا کہ تم الٰہ آباد کے اطراف وجوانب کی بستیوں میں دورہ کرنا اور ہر جمعہ کو شیخ غلام علی صاحب کے بنگلہ پر وعظ وتذکیر کی مجلس گرم رکھنا۔ شیخ وزیر نے فرمایا آپ بھائیو! للہ فی اللہ اپنے اطراف کی بستیوں میں دورہ کرو اور مسلمانوں کو توحید اور اسلام کا طریقہ سکھاؤ اور شرک وبدعت سے بچاؤ اللہ تعالیٰ ان تمام نیک خدمات کے صلہ میں تم کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ اسی طرح ہر

اس شخص کو ہدایت فرماتے تھے جس کو توحید وسنت کی دعوت کا اہل سمجھتے تھے۔
(چند رجال اہلحدیث ص ۱۹)

شیخ فرزند غازی پوری رحمہ اللہ

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے کاروان حج کے میزبانوں میں ایک بزرگ شیخ فرزند علی غازی پوری بھی تھے یہ بھی الہ آباد کے شیخ غلام علی کی طرح بہت بڑے رئیس، تعلقہ دار اور صاحب جائیداد واملاک تھے، سید صاحب سے ان کی ارادت کا تعلق اس کاروان حج کے ان کے شہر غازی پور پہنچنے سے بہت پہلے ہی ہو گیا تھا اور حضرت سید صاحب رحمہ اللہ ان سے بڑا تعلق رکھتے تھے۔ (چند رجال اہلحدیث ص ۲۰)

مجذوب سے ملاقات:۔

ایک مہینہ کے بعد یہ قافلہ بنارس سے روانہ ہوا تو مغل سرائے سے آگے غازی پور کے قصبہ زمانیہ میں ٹھہرا جو اکھڑ پٹھانوں کی بستی تھی، یہاں قافلہ کا قیام چار روز تک رہا اور بڑے دلچسپ واقعات پیش آئے جس کو مولانا غلام رسول مہر نے اپنی کتاب ''سیرت سید احمد شہید رحمہ اللہ'' میں بہت لذت سے لے کر بیان کیا ہے، ان میں وہیں کے ایک جنگل میں ایک مجذوب سے سید صاحب کی ملاقات کا بھی ایک واقعہ ہے جس نے حافظ شیرازی کی ایک غزل پڑھ کر آپ کا خیر مقدم کیا اور آپ کو بہت بہت دعائیں دیں۔ (چند رجال اہلحدیث ص ۲۱)

لوگوں کا ہجوم اور بیعت توبہ:۔

یہاں سے قافلہ روانہ ہوا تو شہر غازی پور کے ایک گھاٹ پر رکا وہیں ایک مسجد بھی تھی جس میں اہل خانہ نے کشتیوں سے اتر کر نمازیں پڑھیں اور وہیں ان کے مسترشد اور غازی پور کے رئیس اعظم شیخ فرزند علی کی حویلی بھی تھی، لیکن اتفاق سے وہ موجود نہیں تھے ان کی عدم موجودگی میں مہمانداری کے تمام فرائض ان کے مختار خاص مرزا محی الدین کشمیری نے انجام دیئے۔ شہر کے اور ممتاز لوگوں مثلاً شاہ منصور عالم، شیخ غلام ضامن اور

سلسلہ مطبوعات نمبر ۴۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ

الحمد للہ! کہ مجموعہ نافعہ

از تالیف مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی مرحوم و
مولوی غلام رسول صاحب قلعوی مرحوم

المسمّٰی

بسواخ عمری

مولوی عبداللہ الغزنوی

المرحوم و المغفور

مرتبہ

صوفی احمد الدین حنیف

ناشر

محمدی اکیڈیمی ناشران و تاجران کتب محلہ توحید گنج منڈی بہاؤالدین

تاریخ طبع جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ ..... اپریل ۱۹۸۱ء

ہدیہ اشاعت فقط۔

[جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں]

نام کتاب:۔ بسواخ عمری
مولوی عبداللہ الغزنوی المرحوم المغفور

مصنف ـــــــــ صوفی احمد الدین حنیف

ناشر

محمدی اکیڈیمی ناشران و تاجران
کتب محلہ توحید گنج منڈی بہاؤالدین

تاریخ طبع جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ ..... اپریل ۱۹۸۱ء

WWW.UBQARI.ORG

قاضی محمد حسین وغیرہ نے دعوتیں کیں اور بیعت کی ان کے علاوہ شہر واطراف شہر کے بے شمار آدمیوں نے آکر بیعت کی وعظ ونصائح سنے اور شرکت بدعت کی تمام چیزوں سے جن کا وہاں رواج تھا، صدق دل سے توبہ کی۔ (چند رجال اہلحدیث ص ۲۱)

☆.....☆.....☆

''بسوانح عمری'' میں تصوف کا نور

نام کتاب:۔ بسوانح عمری: مولوی عبداللہ الغزنوی المرحوم المغفور..... مصنف :۔ صوفی احمد الدین حنیف۔ ناشر:۔ محمدی اکیڈیمی ناشران تاجران کتب محلہ توحید گنج منڈی بہاؤالدین۔ تاریخ طبع جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ..... اپریل ۱۹۸۱ء

حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ

ابتدائی تعارف:۔ محمد اعظم بن محمد بن محمد شریف عمر رضی شیخ عبداللہ غزنوی کے نام سے مشہور تھے۔

بچپن میں تجرد کا ذوق:۔

(حضرت مولانا عبداللہ غزنوی) فرماتے تھے کہ چھٹی عمر میں مجھ کو یہ شوق از حد تھا کہ جنگل اور تنہائی میں جا کر دعا کروں اور اس کی طرف کمال توجہ تھی اور مجھ کو خیال تھا کہ ہر ایک شخص کو دعا کا شوق اور ذوق ایسا ہی ہوگا ان دنوں میں بعض ارباب ذوق و باطن آپ کو فرماتے کہ تمہاری پیشانی چمکتی ہے خبردار ایسا نہ ہو کہ برے عالموں کی صحبت میں رہ کر اپنے دل کو خراب کر لو اور تمام خاص وعام آپ کی صلاحیت اور تقویٰ پر جو طفولیت میں تھی، حیران تھے اور علوم متداولہ کی تحصیل میں آپ تھوڑی مدت مشغول رہے آپ کی زیرکی اور فہم کی تیزی اور فکر کی سلامتی پر لوگ حسرت کی انگلیاں چباتے اور تعجب کرتے تھے۔ (بسوانح عمری ص ۱۱)

پاس انفاس اور مرتبہ احسان:۔

آخر الامر جب آپ کی قوت کی شدت اور جوانی کی حد کو پہنچ گئی تو آپ کو جذبہ غیبی

اور عنایت ربانی نے پالیا اور آپ تمام ان چیزوں سے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہیں بیزار ہو کر اپنے مالک کی طرف متوجہ ہو گئے اور تنہائی اور لوگوں سے کنارہ کشی آپ نے اختیار کی۔ دفعتہً حضور دائمی اور پاس انفاس یعنی احسان کا مرتبہ آپ کو دیا گیا۔ (بسوانح عمری ص ۱۱)

بغیر مبادیات تصوف کے مقصد کی رسائی:۔

ایک مبادی ہیں دوسرے مقاصد مبادی سے وسیلے اور واسطے مراد ہیں۔ لوگ وسیلوں اور واسطوں کے ساتھ مقصودوں کو حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً صوفیوں کے اشغال یعنی ان کے لطیفے موضوعہ اخلاق حمیدہ یعنی تواضع اور توکل اور قصر امل اور قناعت اور صبر اور رضا اور زہد اور تقویٰ اور رتبہ یادداشت اور حضور دائمی کی تحصیل کے لیے وسیلے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل عمیم سے اس حقیر کی تربیت کی ہے پہلے اس فقیر کے دل میں اللہ تعالیٰ نے مقاصد (مذکورہ) کو بغیر استعمال مبادی کے دفعتہً ڈال دیا جس کی وجہ سے اس کے تمام برے خلق مجھ سے یکبارگی اپنی بے غایت رحمت کے ساتھ کھینچ لیے اور احسان کا مرتبہ مجھ کو عطا فرمایا اور ماسوی اللہ کا خیال بالکل میرے دل سے اُٹھ گیا اور مالک کا ایک ہونا نظر آ گیا اور نیت اور اخلاص ہر کام میں مجھ کو عنایت فرمائی۔ الحمدللہ علی نعمہ السابغۃ

سب تعریف واسطے اللہ تعالیٰ کے اوپر نعمتوں اس کی پوری کے۔ (بسوانح عمری ص ۱۲)

خلوت سے محبت:۔

آپ لوگوں کے ملنے جلنے سے بہت ایذا پاتے یہاں تک کہ فرماتے اگر کوئی شخص ہندوستان سے میرے پاس آنے کا ارادہ کرتا تو میرے دل میں ایسا صدمہ پہنچتا کہ گویا مجھ کو کسی نے گولی لگادی اور بہت ایذا پاتے اور لوگوں سے نفرت کرتے۔ (بسوانح عمری ص ۱۳)

مرشد کی خدمت میں حاضری:۔

دور دور کے شہروں کے عالم بے بدل جامع انواع تقی، حامی شریعت، غرا وحید عصر فرید دہر شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کی طرف جو بلاد افغانستان میں ہر علم میں بے

نظیر اور علوم دینیہ وغیرہ میں مجتہد وقت اور امام زماں اور زہد وتقویٰ میں بے مثل تھے اور ان کے زہد اور تقویٰ کے بیان کے لیے ایک بڑا دفتر درکار ہے سفر فرمایا کچھ مدت ان سے فائدہ اٹھا کر اپنے وطن کی طرف لوٹ آئے اور آپ کی یہی حالت رہی کہ جو مسئلہ مشکل پیش آتا ان سے جا کر استفسار کر لیتے اور شیخ مذکور محققین کی طرز پر جواب دیتے اس ولایت میں شیخ مذکور کے سوا کوئی یہ طریقہ نہ رکھتا تھا۔ اور وہ بھی بڑے عالموں اور وقت کے حاکموں کے خوف سے خاموش اور ساکت رہتے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس سیدھے راستے کی طرف دعوت نہ کر سکتے۔ دوسری بار آپ نے پھر قندھار کا سفر کیا اور اپنے شیخ کے پاس بعض مشکلات کے حل کرنے کیلئے حاضر ہو گئے۔ شیخ مذکور آپ کے حال پر تعجب کرتے اور عام مجلس میں جس شہر کے عالم موجود ہوتے فرماتے دین کے مسئلوں کو جیسے یہ شخص سمجھتا ہے میں بھی نہیں سمجھتا۔ (بسوانح عمری ص ۱۴)

مرشد کی خاص نصیحتیں:۔

دوسری بار جو آپ شیخ صاحب رحمہ اللہ سے رخصت ہونے لگے تو رخصت ہوتے وقت شیخ صاحب نے فرمایا کہ یہ شہر (قندھار) تمہارے ملک سے بہت دور ہے اور تم کو یہاں تک آنے میں سخت تکلیف اور سفر کی مشقت ہوتی ہے۔ اب آنے کی تکلیف نہ اٹھانا جواب میں فرمایا میرا آنا دین کی ضرورت کے واسطے ہے اور تکلیفوں اور مشقتوں کو جو میں اپنے پر گوارا کرتا ہوں تو آخرت کے کام کے لیے۔ شیخ نے کہا مجھ کو معلوم ہے کہ تمہارا تربیت کرنے والا خود اللہ عزوجل ہے تم کو میری حاجت نہیں ہے۔ اللہ عزوجل کبھی تم کو ضائع نہیں کرے گا اور اگر کبھی کوئی مشکل اور عقدہ پیش آئے گا تو مجھ کو یقین ہے کہ اللہ عزوجل کسی دیوار یا درخت کو آپ کے لیے گویا کر دے گا جس سے آپ کا عقدہ حل ہو جائے گا۔

نسبت اویسی اور طریق نقشبندیہ:۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے مالک نے جس کی ذات بزرگ ہے موافق شیخ

کے کہنے کے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ قندھار کے قاضی اور عالم آپ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا کرتے۔ مگر ملا کٹہ کہ عداوت اور مخالفت کے درپے تھا۔ قندھار کے قاضی غلام نے ملا کٹہ کی شکایت ملا سعد الدین مقری کی طرف لکھی کہ ملا کٹہ حقائق ومعارف آگاہ الموفق من عنداللہ قائد الخلق الی صراط اللہ محی السنۃ وقامع البدعۃ میاں محمد اعظم صاحبزادہ کی نسبت جس کے حق میں یہ کہنا بجا اور درست ہے "رجل مملومن السنۃ من الفوق الی القدم" اور اس نے سیر اور سلوک باطن میں نسبت اویسی کے حاصل کرنے کے بعد محض اللہ پاک کی عنایت سے طریقہ نقشبندیہ میں قدم ٹکایا ہے اور اس طریق کے سیر وسلوک کو پورے طور پر حاصل کیا ہے اور اس طریقہ میں مجاز ہو گیا اور اس کے بعد سید آدم بنوری رحمہ اللہ قدس اللہ سرہ کے طریق کو بھی حاصل کیا ہے اور اس طریق میں بھی مجاز ہو گئے ہیں۔ القصہ میاں محمد اعظم صاحب کا ظاہر تقویٰ کے زیور سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی موافقت کے ساتھ آراستہ ہے۔ اس کا باطن اہل صفا کے احوالات اور مقامات کے ساتھ پیراستہ لیکن صرف اسی قدر نقصان ہے کہ یہ صاحبزادہ اپنے آپ کو اس کے مخلصوں اور دوستوں سے شمار نہیں کرتا۔ ملا کٹہ اس بزرگ صاحبزادہ کو کبھی وہابی کہتا ہے اور کبھی مبتدع کہہ کر پکارتا ہے۔ (بسوانح عمری ص ۲۰)

ذوق تصوف سلوک:۔

آپ اگرچہ سلوک کی کتابوں اور صوفیہ کے مشاغل مروجہ سے پہلے ہی بری تھے۔ لیکن جذبہ غیبی کے پہنچنے کے بعد آپ میں صوفیہ کے مشاغل کے ثمرات اور آثار کسی کی تعلیم کے سوا مشاہدہ کرتے تھے رفتہ رفتہ صوفیاء کے طریق کے مطابق اس راہ پر طالبوں کو تعلیم دینے لگے اور ہمیشہ بہمہ تن ہدایت کی زیادتی کے لیے اللہ تعالیٰ کے آگے گریاں اور نالاں رہتے۔ گویا آپ کا بدن اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے اور اس سے ڈرنے کی تصویر تھا۔ (بسوانح عمری ص ۴۷)

WWW.UBQARI.ORG



نام کتاب:۔ سراجاً منیرا

مصنف _____ محمد ابراہیم میر فاضل

اشاعت _____

تعداد _____

قیمت _____

مطبع _____ سیالکوٹی رحمہ اللہ

جمعیت اہلحدیث سیالکوٹ

WWW.UBQARI.ORG

اہل اللہ پر طعن جرح کرنیوالا مردود ہے:۔

اور اہل اللہ پر طعن اور جرح کرنے والے کو خدا کی راہ سے مردود ہونے اور محرومی کا سبب سمجھتے اور ان کے اقوال، افعال کو نصوص کے تابع کرتے۔ (بسوانح عمری ص ۵۱)

آپ کا حلقہ بیعت اصلاح:۔

آپ کے ہاتھ پر بہت لوگوں نے بیعت کی اور توبہ کی ان کو فاتحۃ الکتاب کا ترجمہ اپنے خداوند فکر کے لحاظ سے سناتے تھوڑے دنوں میں طالب کو ذوق اور محبت کی حالت ہو جاتی اور نماز میں لذت آنے لگتی اور اول وقت قیام اور رکوع وقومہ، سجدہ جلسہ وغیرہ کی تعدیل کے ساتھ ایسی نماز پڑھتے کہ اس کے حسن اور طول سے کچھ نہ پوچھ۔ (بسوانح عمری ص ۵۲)

آپ کی نماز:۔ آپ ایسی نماز پڑھتے کہ اپنی جان کی خبر نہ رہتی دیکھنے والوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور تضرع اور خشوع کا مشاہدہ راعی العین ہوتا۔ یہ وہ ہے جو معلوم کیا اور جانا ہم نے آپ کے حال سے راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے اور ہم سے اور یہ وہ ہے جو مشاہدہ کیا ہم نے بغاوت دشمنوں اور حاسدین آپ سے "واللہ حسیبہ وحسیبھم" (بسوانح عمری ص ۵۲)

☆.....☆.....☆

کتاب "سراجاً منیراً" روحانیت کی مہک

نام کتاب:۔ سراجاً منیراً..... مصنف:۔ محمد ابراہیم میر فاضل سیالکوٹی رحمہ اللہ.....

ناشر:۔ جمعیت اہلحدیث سیالکوٹ

تعارف کتاب:۔

کتاب سراجاً منیرا جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے مضامین مسلسل مولانا ثناء اللہ مرحوم امرتسری کی حیات طیبہ میں "اخبار اہلحدیث" امرتسر میں شائع ہوتے

رہے۔ قارئین کرام نے اپنے حسن مذاق سے اسے بے حد پسند فرمایا پھر ان کے اشتیاق مزید کی وجہ سے اسے کتابی صورت میں طبع کرایا گیا۔ کاغذ کے بہ وقت میسر آنے کے سبب کُل پانچ سو نسخے طبع کرائے گئے جو تھوڑے عرصے میں ہاتھوں ہاتھ نکل گئے اور بہت جلد طبع ثانی کی ضرورت محسوس ہوئی شائقین کے شوق بھرے خطوط کثرت سے آتے رہے لیکن میں اسے بوجوہات قبل ازیں نہ چھپوا سکا۔ اب خدا کے فضل سے اس پر نظر ثانی کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ:۔

اس کتاب میں عنوان ''حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پسینہ میں خوشبو کے ضمن میں لکھا گیا ہے کہ ''اہل صلاحیت کے دم قدم کی برکت سے بیماریوں اور آفتوں کا دور ہونا۔ اور بارشوں کا بوقت ضرورت برسنا اور رزق اور مال میں افزائش احادیث صحیحہ مرفوعہ اور آثار صحابہ و تابعین اور دیگر بزرگان دین کے واقعات سے ثابت ہے اور یہ متواترات کی جنس سے ہے۔ اس سے انکار کی گنجائش نہیں۔ اسی کتاب میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کا قول مذکور ہے۔ مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ۔ یعنی جس نے چکھا ہی نہیں وہ نہیں جانتا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب راچہ گناہ

(طالب شفاعت محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ۷،۳/۵۰)

سراجا منیرا فیض و برکت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:۔

میرے مخلص مقتدی ماسٹر محمد حسین صاحب سکول ماسٹر نے اگلے روز بعد نماز تراویح کے خواہش ظاہر کی کہ کوئی مختصر سا رسالہ لکھ دیا جائے جو ہم کم فرصت دنیا داروں کیلئے تزکیہ قلب میں کام آ سکے۔ اور اس میں اذکار و اوراد، اس طرز پر لکھے جائیں کہ حضور چشمہ نور سے قلبی تعلق و انس پیدا ہو جائے، اس وقت تو میں نے مسکرا کر ٹال دیا کہ اپنے آپ سے فرصت نہیں تو دوسروں کی صفائی کے لئے کیا کر سکتا ہوں؟ لیکن آج

نماز ظہر میں دفعتہً خیال آ گیا کہ عرصہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض قدسی کے متعلق ایک رسالہ لکھنا شروع کیا تھا اگر اس پر نظر ثانی کر کے اور آج ۲۹ رمضان شریف کو اس کا آغاز کر کے پورا کر دیا جائے تا کہ اس میں رمضان شریف کی برکت کا اثر ہو سکے تو بہتر ہے حسب عادت تازہ وضو کر کے اور دوگانہ توبہ واسطے استغفار و استعانت کے ادا کر کے اس رسالہ کو شروع کر دیا ہے اور نام اس کا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض و برکت کی مناسبت سے سراجاً منیرا رکھا ہے۔ (سراجاً منیرا ص ۶)

مرشد اور والدین وسیلہ:۔

جسمانی جنم کیلئے ماں باپ کو وسیلہ بنایا ہے لیکن بہت سے مرد و عورت ہیں کہ ان کے ہاں اولاد نہیں ہوتی اور حضرت مریم علیہا السلام کو فرزند دینا چاہا تو بغیر خاوند کے دیدیا اسی طرح روحانی جنم کے لئے مرشد ذریعہ ہوتا ہے لیکن بہت سے بدقسمت ہیں کہ باوجود مدتوں مرشد کامل کی صحبت میں رہنے کے بے نصیب رہتے ہیں۔ اس معنی میں کہا گیا ہے ۔

تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل!
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

یعنی بدقسمتوں کو مرشد کامل سے بھی فائدہ نہیں پہنچتا جیسے کہ سکندر بادشاہ حضرت خضر علیہ السلام جیسے مرشد کامل کی رہنمائی کے باوجود بھی آب حیات سے پیاسا واپس آیا۔ چونکہ اپنی خوش قسمتی یا بدقسمتی کسی کو بھی معلوم نہیں اس لئے ہم کو عالم اسباب میں رہتے ہوئے اللہ عزوجل کے فضل و کرم پر نظر رکھ کر ان اسباب کے ذریعے اپنی قسمت آزمائی کرنی چاہیے جو اس نے ہمارے اختیار میں کئے ہیں۔ (سراجاً منیرا ص ۱۴)

مرشد پر اعتماد و عقیدت:۔

جس طرح جسمانی جنم کے بعد جسمانی پرورش کی نگہداشت اور کفالت مہربان ماں باپ کرتے ہیں اسی طرح روحانی جنم یعنی بیعت کے بعد روحانی پرورش و اصلاح

کی نگہداشت مرشد مشفق کرتا ہے پس جس طرح بچہ جسمانی پرورش کے زمانہ میں ماں باپ پر اعتماد کر کے جوانی کی عمر کو پہنچتا ہے۔ اسی طرح مرید کو بھی چاہیے کہ وہ روحانی تربیت کے زمانہ میں یعنی جبکہ وہ مرشد کی زیر نگرانی روحانی عملیات مسنونہ کی مشق کرتا ہوا اپنے مرشد سے خلوص و عقیدت رکھے۔ اور اس کی تعلیم کردہ ہدایتوں پر عمل کرتا رہے۔ تا کہ اپنی قسمت و کوشش کی مقدر منزلت کو حاصل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص اور ہر شے کے لئے اپنے علم ازلی میں ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ وہی اس کی قسمت وہی اس کی تقدیر ہے۔ (سراجاً منیراً ص ۱۴)

اوصاف شیخ و مرشد:۔

پس اس مرشد کا متبع سنت صحیح العقیدہ اور صالح العمل ہونا ضروریات سے ہے اور یہ بھی کہ وہ کفر و شرک، الحاد و بدعت، فسق و فجور اور اعمال سیۂ کی آلودگیوں سے پاک ہو اور یہ بھی کہ وہ فرائض و سنن اور مستحبات کا ادا کرنے والا اور محرمات اور مکروہات اور مشتبہات سے پرہیز کرنے والا ہو پس ایسا پاکباز متبع سنت شیخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (خزانہ روشنی) سے قلبی تعلق رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ سے نور حاصل کرے اور اس کی انعکاسی شعاعیں مرید کے آئینہ صافی پر ڈالے۔

۲۔ بلب کے اندر کی تار:۔

اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ بلب کا خالی خول روشنی حاصل نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے اندر ایک باریک سی تار ہوتی ہے اور وہ بجلی کی کیفیت سے متکیّف ہوتی ہے تو پھر جا کر روشنی لیتی ہے۔ پس دل کا زندہ ہونا بھی ضروری ہے۔

۳۔ دل سے مراد:۔

دل دو معنی پر بولا جاتا ہے ایک تو صنوبری شکل کا گوشت کا ٹکڑا ہے اس کی بیماری کا سمجھنا اور علاج کرنا اطباء کے متعلق ہے دوم دل اس لطیفہ غیبی اور نور ربانی پر بولا جاتا ہے جو خالق حکیم نے اس گوشت کے ٹکڑے میں رکھا ہے یہ دل ربانی لوگوں کا مقصود

ہوتا ہے پس اس کی زندگی بھی لازمی ہے۔ (سراجاً منیراً ص ۲۶، ۲۷)

طریقت وشریعت میں مخالفت نہیں:۔

شریعت وطریقت میں مخالفت کا ہونا گو کبھی کبھی ہو یہ امر بھی باطل ہے کیونکہ جس امر کو خدا تعالیٰ نے بواسطہ اپنے رسولوں کے علی الاعلان الفاظ میں ظاہر کیا اور اس کی فرمانبرداری بندوں پر لازم کر دی اور اس کی نافرمانی سے اپنی ناراضی صاف وصریح الفاظ میں ذکر کر دی۔ اس کی خلاف ورزی اس کو کس طرح پسند آسکتی ہے پس اگر طریقت خدارسی کے طریق کا نام ہے تو اس کا شریعت کے مطابق وموافق ہونا لازمی ہے اسی لئے اہل طریقت بزرگوں کا (خدا ان سے راضی ہو) متفقہ قول ہے کہ طریقت بغیر شریعت کے زندقہ وبیدینی ہے۔

یہ بات اتنی مسلم اور مشہور ہے کہ ہم کو اس کے لئے ان اقوال کے نقل کرنے اور کتابوں کے حوالے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ مولانا روم رحمہ اللہ نے ''مثنوی شریف'' میں اور خواجہ علی ہجویری رحمہ اللہ لاہوری نے ''کشف المحجوب'' میں اور سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے ''غنیۃ الطالبین'' اور ''فتوح الغیب'' میں اور حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ''مکتوبات'' میں نہایت صفائی سے اسے بیان کیا ہے۔

(سراجاً منیراً ص ۳۳، ۳۴)

علمائے اہلحدیث کو طریقت وتصوف کی مخالفت تسلیم نہیں:۔

یہ ذرۂ بے مقدار (بدنام کنندہ نکونامے چند) متبع سنت ہو کر اہل طریقت سے بھی عقیدت ومحبت رکھتا ہے۔ ان دونوں فریقوں کی نزاع کو یوں مٹانا چاہتا ہے کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ صرف قرآن وحدیث کی صورت میں ہے اور ان ہر دو سے باہر ہم کسی چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کر سکتے اور اسی طرح ہم شریعت وطریقت کی مخالفت کو بھی تسلیم نہیں کر سکتے کیونکہ جب ہر دو منجانب اللہ ہیں اور ہر دو خدا کے پاس

پہنچنے کی سبیلیں ہیں تو ان میں مخالفت کیوں ہوگی؟ اگر کسی کو نظر آتی ہے تو ہر روز اہل شریعت واہل طریقت میں سے کسی طرف کی غلط فہمی ہے اگر ہر دو مقام صحت پر کھڑے ہوں تو دونوں میں مخالفت نہیں ہوسکتی لیکن یہ کہنا یا سمجھنا کہ ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں بغیر حرفوں کی تعلیم کے کچھ آ نہیں سکتا یہ خشکی اور بے ذوقی ہے۔

قدر ایں بادہ ندانی بخدا تا نچشی (سراجاً منیراً ص ۳۴، ۳۵)

ناآشنا....! تصوف حقیقت کیا جانیں:۔

اہل ظاہر کی خدمت میں التماس ہے کہ بیشک آپ کو یہ الفاظ سخت معلوم ہوں گے اور آپ ان کو اپنی شان علم کے خلاف سمجھیں گے لیکن بے ادبی معاف! حقیقت یہی ہے۔ ''قدر ایں بادہ ندانی بخدا تا نچشی'' کا معاملہ ہے کیونکہ کیفیات و وجدانیات کا احساس صاحب کیفیت اور صاحب وجدان کے سوا کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا اور یہ وہ حقیقت ہے جو الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ جو عالم عامل اور ولی کامل تھے بیان توجہ میں فرماتے ہیں: ''ومن لم یذق لم یدر'' یعنی جس نے چکھا ہی نہیں وہ کیا جانے اور کیا سمجھے؟ اسی اصول پر خدا تعالیٰ نے منکرین نبوت محمدیہ ﷺ کو یوں خطاب کیا ہے۔ ''افتمارونہ علی مایری'' (النجم پ ۲۷) یعنی تو کیا تم اس نبی ﷺ سے ایسے امر میں جھگڑا کرتے ہو جسے وہ (عیاناً سامنے) دیکھ رہا ہے''۔ (سراجاً منیراً ص ۳۵)

مرشد سے باطنی علم کا حصول:۔

اب اس امر کو اسی علم (معقول ومنقول) سے سمجھئے جس سے آپ مانوس ہیں کہ علم دو طرح پر ہوتا ہے حروف سے اور قلب سے کتابی علم حرفوں کے ذریعے اہل علم استاد سے حاصل ہوتا ہے اور قلبی علم اہل دل مرشد سے قلبی مناسبت پیدا کرنے اور زہد وعبادت اور مجاہدہ وریاضت سے ملتا ہے اور ان سب میں آداب شرعیہ کی رعایت اور اتباع سنت اس حد سے بڑھ کر کرنی پڑتی ہے جس حد تک کہ آپ اپنی نماز وغیرہ عبادت کی صحت کے لئے

کافی جانتے ہیں یہ تو خلاصہ ہے اب معقولاً و منقولاً اس کی تشریح مطالعہ فرمایئے۔

جس طرح اس مادی عالم میں ایک شے موثر بھی ہے کہ دیگر شئے پر اثر ڈالتی ہے اور کسی دوسری چیز کا اثر قبول بھی کرتی ہے اسی طرح ایک قلب و روح انسانی دوسرے دل پر اثر ڈالتا بھی ہے اور دوسرے قلب سے اثر کو قبول بھی کرتا ہے۔ اصل چیز تاثیر و تاثر کے لئے یہی دل ہے باقی سب اعضاء اس کے تابع ہیں کہ بلا تردد و تامل اور بلا وقفہ و مہلت اور بلا انکار و کراہت اس کی اطاعت کرتے ہیں اس خاکدان دنیا میں ایسی اطاعت کسی اور جگہ نہیں ملے گی بس یہی سمجھ لیجئے کہ خالق حکیم نے لشکر اعضا کی فطرت میں اپنے سلطان یعنی قلب کی نافرمانی رکھی ہی نہیں اسی لئے کہتے ہیں القلب سلطان البدن یعنی دل بدن کے باقی اعضا کا بادشاہ ہے پس اعضا پر جو بھی اثر ہوتا ہے وہ سب اسی کی وساطت سے ہوتا ہے اور اگر وہ بھی کسی دوسرے پر اثر ڈالتے ہیں تو اسی کے فیض سے ڈالتے ہیں۔

زبان کی تاثیر مسلم ہے اس کی افسوں گری دل پر ایسا قبضہ جما لیتی ہے کہ اسے کسی اور کے مطلب کا نہیں رہنے دیتی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود افصح العرب تھے کسی شاعر کی تقریر سن کر فرمانے لگے "ان من البیان لسحراً" یعنی بیان میں بھی جادو کا اثر ہوتا ہے۔

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری (مدظلہ) نے امرتسر میں اس عاجز کی سب سے پہلی تقریر سن کر فرمایا تھا ؎

اثر لبھانے کا پیارے! تیرے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے

لیکن جب اس کے بولے ہوئے الفاظ میں بولنے والے کی قلبی کیفیت بھی بسی ہوئی ہو تو اس کا جذب لوہے کی زنجیر سے زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے اسی معنی میں کہا گیا ہے۔

سخنے کی از دل بیروں آید دروں جامی گیرو۔ یعنی جو بات دل سے نکلتی ہے وہ دل میں جگہ پکڑتی ہے۔"

اسی طرح آنکھ کی مقناطیسی کشش سے کون انکار کرسکتا ہے جو ایک نظارے سے تڑپا دے اور ایک اشارے سے گھائل کردے اور آسیب زدہ کی طرح حیران وششدر کر کے کھڑا کردے۔ یا زمین پر پٹکا دے۔

اب سوال یہ ہے کہ زبان اور آنکھ محض اپنے گوشت اور جسم مادی سے اثر ڈالتے ہیں یا دل کی کیفیت سے متکیف ہوکر اپنا جادو چلاتے ہیں اگر پہلی صورت ہے یعنی بغیر دل کے خود بخود مؤثر ہیں تو یہ تاثیر ہر وقت کیوں نہیں رہتی اور اگر دوسری صورت ہے جو واقعی ہے تو سلسلہ اسباب میں اصل مؤثر دل ہوا اور آنکھ زبان وغیرہ اس کے آلات تاثیر ہوئے۔ "وھذا ھو المراد"۔

جب یہ معلوم ہوگیا کہ تمام اعضاء دل کے فرمانبردار اور ماتحت ہیں۔ اور وہ اسی سے اثر پذیر ہوکر حرکت کرتے اور اپنے فعل انجام دیتے ہیں تو اب سمجھنا چاہیے کہ سینہ، آنکھ اور کان کی نسبت دل کے بہت قریب ہے بلکہ جملہ اعضا بدن سے نزدیک ہے کیونکہ سینہ ظرف ہے اور دل مظروف چنانچہ خالق اکبر فرماتا ہے: "فانھا لاتعمی الابصارو لکن تعمی القلوب التی فی الصدور"

"یعنی (ان بے بصیرتوں کی) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ دل اندھے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں"۔ (حج پ ۱۷)

اور ظاہر ہے کہ ظرف ومظروف میں جو قرب واتصال ہوتا ہے وہ دوسروں کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ پس سینہ دل کے جذبات وکوائف سے بہ نسبت دیگر اعضا کے بہت جلد اور بہت زیادہ متکیف ہو جاتا ہے اور چونکہ سینہ میں نہ تو زبان کی طرح گویائی ہے کہ بول کر اثر ڈالے اور نہ آنکھ کی مثل بینائی ہے کہ دیکھ کر اور آنکھ سے آنکھ ملا کر کسی کو کھینچ سکے۔ اس لئے یہ کلام اور نظر سے اثر انداز نہیں ہوتا بلکہ خالق

حکیم نے اس میں دو دیگر قوتیں ودیعت کی ہیں جن سے یہ اپنے اعضائے بدن کے علاوہ بیرونی اشیاء (اجسام وقلوب) کو بھی مسخر کر کے ان پر حکومت جما لیتا ہے اور ان کو اپنی کیفیت سے متکیف کر دیتا ہے۔

پہلی یہ کہ خدا تعالیٰ نے اس کے اعصاب حاسہ (حس والے پٹھوں) میں قلبی کیفیات کو جذب کرنے کی قوت دیگر سب اعصاب سے زیادہ رکھی ہے۔ اس لئے یہ قوت لامسہ کے ذریعے بھی اثر ڈالتا ہے۔ یعنی اگر عامل اپنے معمول کے سینے کو اپنے سینے سے لگا دے اور پوری توجہ سے دبا دے تو عامل کے دل کی کیفیتیں معمول کے دل میں منعکس ہو جاتی ہیں بشرطیکہ ان میں جذب وانجذاب کی قابلیت ہو۔

دوسری یہ کہ خدائے جبار نے اس میں ایک ایسا وصف بھی رکھا ہے کہ جب یہ خود نور ومحبت الٰہی سے بھر جاتا ہے تو اس کے اندر ایک انبعاث (ابھار) پیدا ہوتا ہے جو کبھی رقت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور صاحب دل زور زور سے رونے اور گڑگڑانے لگتا ہے اور کبھی جوش کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور یہ اس کی جلالی حالت ہوتی ہے ایسی حالت میں اس سے نور کی شعاعیں نکلتی ہیں جو فیض کی خواہش اور قابلیت رکھنے والے دل پر اس کے سینے کے گوشت اور ہڈیوں کو چیرتی ہوئی منعکس ہو جاتی ہے ایسی حالت میں لمس اور مس یعنی سینے سے لگانے یا چھونے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ بس ایک جلالی توجہ ہی کام کر جاتی ہے بلکہ ایسی حالت میں شیخ کے سامنے ہونے کی بھی حاجت نہیں بلکہ مسافت بعیدہ سے بھی اثر ہو سکتا ہے۔

" وجربت ذلك مرارا والحمدلله، يشهد بذلك من وقع عليه هذا الحال من مخلصي هذا العبد الاثيم "

الحمدللہ میں نے اس کا کئی بار تجربہ کیا ہے۔ اس گنہگار بندے کے مخلص دوستوں میں سے جن پر یہ کیفیات گذری ہے۔ وہ اس کی گواہی دیں گے۔

(سراجاً منیراً ص ۳۹)

مرشد سے کسب فیض کا طریقہ:۔

اگر مرشد کے دل کی کیفیتیں اور اس کے جذبات پاک ہیں اور وہ انوار قدسیہ سے منور ہے اور مرید کا دل بھی کدورت نفسانیہ سے پاک ہوتے ہوئے انوار قدسیہ کا طالب وخواہشمند اور اس کے فیض کے حاصل کرنے کے قابل ہے تو اس میں بھی اس کی رسائی پرنور بھر جاتا ہے چنانچہ یہ مضمون اہل طریقت واشارات کے طریق پر اس آیت سے سمجھا جاسکتا ہے۔

" انزل من السمآءِ مآءً فسالت اودیة بقدرها " "یعنی حق تعالیٰ آسمان کی طرف سے بارش اتارتا ہے تو وادیوں میں بقدران کی وسعت کے پانی بہ پڑتا ہے۔

اس اثر کو اہل طریقت کے ہاں تصرف کرنا یا فیض و برکت بخشنا کہتے ہیں اور آئندہ ہم اسے اسی نام سے ذکر کریں گے انشاءاللہ۔ (سراجاً منیراً ص ۴۰)

مرشد کا طریق توجہ وتصرف:۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب "ارشادات رحیمیہ" میں فرماتے ہیں: طریقہ توجہ خواجگان (قدس اللہ اسرارہم)

"وآں توجہ راتصرف نامند بریں وجہ است کہ بدل متوجہ دل طالب شوند و ازراہ گزران ارتباط اتصال و اتحاد سے میآں دل ایشاں و باطن آں طالب واقع می شود، و بطریق انعکاس از دل ایشاں پر توبر باطن وے می تابد وایں صفتے است کہ ناشی از استعداد ایشاں ست کہ بطریق انعکاس در آئینہ استعداد آں طالب ظاہر شدہ، اگر ایں ارتباط متصل شود آنچہ بطریق انعکاس حاصل شدہ بود صفت دوام پذیرد، وتبین شرائط تصرف ودقائق آں و تفصیل روش آں بگفتن مرشد تعلق دارد، و منقول است از حضرت خواجہ محمد یحییٰ پسر حضرت خواجہ عبیداللہ احرار (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہما) کہ ارباب تصرف برانواع اند، بعضے

ماذون و مختار که باذن حق سبحانه و تعالیٰ و باختیار خود هر گاه که خواهند تصرف کنند، و اور ابمقام فناء و بیخودی رسانند و بعضے دیگرازاں قبیل اند که باوجود قوت تصرف جزبامر غیبی تصرف نکنند تاازپیشگاه مامور نشوند بکسے توجه نکنند و بعضے دیگر آنچناں که گاه گاه صفتے و حالتے برایشاں غالب شود و در غلبه آں حال باطن مرید تصرف کنند و ازحال خودایشاں رامتاثر سازند پس کسے که نه مختار بود و نه ماذون و نه مغلوب، ازوچشم تصرف نبایدداشت"۔(ارشادات رحیمیہ ۴۴/۴۵)۔

ترجمہ: توجہ خواجگان کا طریقہ (خدا ان کے بھیدوں کو پاک کردے) اور وہ اس توجہ کا نام تصرف رکھتے ہیں۔ یہ ہے کہ وہ اپنے سارے دل سے طالب کے دل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ارتباط کی وجہ سے ان کے دل میں اور طالب کے دل میں اتصال واتحاد پیدا ہوجاتا ہے۔

اور بطریق انعکاس ان کے دل سے اس (طالب) کے باطن پر توپڑتا ہے۔اور یہ ایک ایسی صفت ہے جو ان (بزرگوں) کی استعداد (قابلیت) سے پیدا ہوتی ہے کہ بطریق انعکاس اس طالب کی استعداد کے آئینہ میں ظاہر ہوجاتی ہے۔ اگر یہ ارتباط متصل ہوجائے تو جو کچھ بطریق انعکاس حاصل ہوا تھا وہ دوام کی صفت پکڑ لیتا ہے اور شرائط تصرف اور اس کی باریکیوں کا بیان اور اس کے طریقہ کی تفصیل مرشد کے بتانے کے متعلق ہے۔ اور حضرت خواجہ محمد یحییٰ بن حضرت خواجہ عبیداللہ احرار (قدس اللہ اسرارھما) سے منقول ہے کہ اصحاب تصرف کئی قسم پر ہیں بعضے ماذون ومختار ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں اور اس (طالب) کو مقام فنا اور بیخودی پر پہنچادیتے ہیں اور بعض دوسرے اس قسم کے ہیں کہ باوجود قوت تصرف کے سوائے امر غیبی کے تصرف نہیں کرتے جب تک درگاہ الٰہی سے مامور نہ ہوں کسی کو توجہ نہیں دیتے اور بعض دیگر اس طرح کے ہیں کہ ان پر کبھی کبھی

کوئی صفت یا کوئی حالت غالب ہو جاتی ہے۔ تو اس غلبہ حال کے وقت مرید کے باطن میں تصرف کرتے ہیں اور ان کو اپنے حال سے متاثر کر دیتے ہیں۔ پس جو شخص نہ مختار ہو اور نہ ماذون ہو اور نہ مغلوب ہو اس سے تصرف کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔''

تنبیہ: اس فیض و برکت کا ذکر کتب سابقہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی نسل کے انبیائے بنی اسرائیل کے حالات میں بھی ملتا ہے۔ اور اسے انگریزی میں (ٹو گیو بلیسنگس To give Blessings) کہتے ہیں یعنی کسی کو فیض و برکت بخشنا۔

(سراجاً منیراً ص ۴۲)

نسبت اتحادی کا حدیث سے ثبوت:۔

گزشتہ تمہید اور تفہیم کے بعد ہم اپنے مقصود کو احادیث صحیحہ اور واردات نبویہ ﷺ سے ثابت کرتے ہیں:

حدیث اول:۔

(صحیح بخاری کتاب الوحی و کتاب التفسیر) غار حرا میں جب آنحضرت سرور انبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خلعت نبوت سے نوازا گیا اور حضرت جبریل علیہ السلام روح الامین نے آپ ﷺ سے کہا: اقراء یعنی پڑھیے! تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ما انا بقاری'' ''یعنی میں پڑھا ہوا نہیں'' اس پر جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو تین دفعہ (یکے بعد دیگرے) اپنے سینے سے لگایا اور زور سے دبایا اس طرح تین بار کرنے کے بعد اقراء باسم ربك الخ تک سورت علق کی پانچ ابتدائی آیتیں پڑھائیں عطائے نبوت پر یہ سب سے پہلے وحی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ اس سینے سے لگانے اور دبانے کے متعلق سورت علق کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(نکتہ) دوم آنکہ تاثیر حضرت جبریل علیہ السلام و روح ایشاں بواسطہ افشردن و دربرگرفتن نہایت مرتبہ کمال ثابت و راسخ کروند۔ (ترجمہ) دوسرا (نکتہ) یہ ہے کہ

حضرت جبریل فرشتہ کی تاثیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک میں جھنجھوڑنے اور بغل میں لینے کے ذریعے کمال کے آخری مرتبہ میں جائیگیر و پختہ کر دی۔'' (سراجاً منیر اص ۲۴۵)

توجہات مرشد کی چار اقسام:۔

اس کے بعد تاثیر وتوجہ کے اقسام اربعہ بالتفصیل بیان کرتے ہیں کہ وہ چار ہیں:

اول: انعکاسی۔ دوم: القائی۔ سوم: اصلاحی۔ چہارم: اتحادی

پھر اس قسم چہارم یعنی اتحادی کی تفصیل میں فرماتے ہیں۔

چہارم تاثیر اتحادی کہ شیخ روح خود راکہ حامل کمالست باروح مستفید بقوت تمام متحد سازد، تاکمال روح شیخ باروح مستفید انتقال غاید، وایں مرتبہ اقویٰ ترین انواع تاثیر است چہ ظاہر است کہ بحکم اتحاد روحین ہرچہ درروح شیخ است بروح تلمیذ میرسد، و باربار حاجت استفادہ نمی ماند، و در اولیاء اللہ ایں قسم تاثیر بہ ندرت واقع شدہ. (سراجاً منیر اص ۲۴۵)

ترجمہ: چوتھی قسم تاثیر اتحادی ہے کہ شیخ (پیر حقانی) اپنی روح کو جو کہ کمال کی حامل ہے۔ فیض حاصل کرنے والے (مرید) کی روح کے ساتھ پوری قوت سے متحد کر دیتا ہے تاکہ شیخ کی روح کا کمال مستفید کی روح میں منتقل ہو جائے اور یہ مرتبہ تاثیر کی اقسام میں سب سے زیادہ قوی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ہر دو روحوں کے اتحاد سے جو کمال کہ شیخ کی روح میں ہے وہ تلمیذ (مرید باصفا و شاگرد رشید) کی روح میں پہنچ جاتا ہے اور بار بار استفادہ کی حاجت نہیں رہتی اور اس قسم کی تاثیر اولیاء اللہ میں بھی گاہے ماہے واقع ہو جاتی ہے''۔

حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کے مرشد کامل حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمہ اللہ کا ایسا ہی ایک واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

WWW.UBQARI.ORG

بالجملہ تاثیر حضرت جبریل علیہ السلام دریں افشردن تاثیر اتحادی بود کہ روح لطیف خود راازراہ مسام بدن درون بدن آنحضرت ﷺ داخل فرمودہ باروح مبارک متحد ساختند و چوں شیروشکر بہم آمیختند و حالت عجیب درمیان بشریت و ملکیت پیداشد کہ دربیان نمی آید۔

(سراجاً منیراً ص ۲۴۵و۲۴۶)

ترجمہ: غرضیکہ اس جھنجھوڑنے میں حضرت جبریل علیہ السلام کی تاثیر اتحادی تھی کہ انہوں نے اپنی لطیف روح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک میں مساموں کے رستے آپ ﷺ کی روح مبارک کے ساتھ متحد کر دیا اور ان کو شیر وشکر کی طرح ملا دیا اور بشریت وملکیت کے درمیان ایک ایسی عجیب حالت پیدا ہوگئی جو زبان قال میں نہیں آسکتی۔"

بس اسے وہی دل سمجھ سکتا ہے جس پر وہ حالت طاری ہوتی ہے کیونکہ زبان کوائف سے نا آشنا ہے خدا تعالیٰ نے وجدان کے لئے دل پیدا کیا ہے نہ زبان۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کے جد امجد شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ "ارشادات رحیمیہ ص ۲۲" میں فرماتے ہیں۔

"ومن لم یذق لم یدر" یعنی جس نے چکھا ہی نہیں وہ نہیں جان سکتا؟ زبان محسوسات کا مزہ چکھنے کے لئے ہے دماغ معقولات کے سمجھنے کے لئے ہے اور وجدانیات وکوائف روحانیہ ولطائف قلبیہ کیلئے خالق اکبر نے دل پیدا کیا ہے غرض خدا تعالیٰ نے ہر عضو کا فعل الگ الگ رکھا ہے۔ ایک کو دوسرے کے فعل سے کوئی واسطہ نہیں۔

"اللھم اذقنامن حلاوۃ افضالك وافض علینا من برکاتك واشرح صدورنا و نور قلوبنا بانوارك"

لذیذ بود حکایت و راز تر گفتم!

چنانکہ حرف عصا گفت موسیٰ اند طور

حدیث دوم:۔

چشمہ فیض و برکت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ضمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی صدرہ و قال اللھم علمہ الحکمۃ ومن طریق ابی معمر اللھم علمہ الکتاب ''یعنی مجھ کو (مصدر فیض وکرم) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک سے لگایا۔ اور یہ دعا دی خداوند!! اسے حکمت (سمجھ کی درستی) عطا کر اور ابو معمر کی روایت میں یوں ہے کہ اسے اپنی کتاب (قرآن مجید) کی سمجھ عطا کر''۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس بہت اچھے ترجمان قرآن ہیں۔

تبرک بآثار صالحین کی چند مثالیں

الغرض یہ احادیث اور ان جیسی دیگر احادیث ہمارے مقصد فیض صدری کے ثابت و واضح کرنے میں بالکل صاف ہیں۔ اس کے بعد ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک تو تھا ہی مصدر فیض وکرم آپ ﷺ کی یہ فیض گستری تو اتنی زبردست اور مؤثر تھی کہ آپ ﷺ کا ایک ایک جز و بدن اطہر حتیٰ کہ آپ ﷺ کا بال بال بلکہ آپ ﷺ کے جسد مبارک کے عوارض ومتعلقات وفضلات بھی موجب فیض برکت تھے پڑھتے جایئے اور گنتے جایئے۔ (سراجاً منیراً ص ۴۷)

دست مبارک کی برکات:۔

حدیث اول: حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن میں قاضی مقرر کر کے بھیجنا چاہا۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضور! میں نے یہ کام کبھی کیا نہیں۔ یعنی مجھے سابقاً اس کا تجربہ ومشق نہیں حضور ﷺ نے آپ کے

سینہ مبارک پر ہاتھ مارا اور دعا کی۔ ''اللھم اھد قلبہ و سدد لسانہ'' یعنی خداوند! اس کے دل کو اور اس کی زبان و پختہ (حق ترجمان) رکھ اور ساتھ یہ ہدایت بھی فرمائی کہ جب تک دوسرے فریق کی بات نہ سن لیا کرو تب تک دونوں فریق کے فیصلہ کا حکم نہ سنایا کرنا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

''فو اللہ ماشککت بعد ھا فی قضآءِ اثنین'' یعنی خدا کی قسم! اس واقعہ کے بعد مجھے کبھی دو فریقوں میں فیصلہ کرنے کے متعلق شک و تردد لاحق نہیں ہوا''۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کمال صحابہ میں عام طور پر مشہور و مسلم تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے۔ ''اقضانا علی'' یعنی ہم (جماعت صحابہؓ) میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے بڑے قاضی ہیں''۔

علیؓ میں یہ کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک اور دعا کی برکت سے تھا۔

حدیث دوم:۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جب مشرف باسلام ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو ذی الخلصہ بت خانے کے گرانے پر مامور فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا حضور! میں گھوڑے کی پشت پر قائم نہیں رہ سکتا یعنی میں پختہ سوار نہیں ہوں گر پڑتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر مارا اور دعا دی اللھم ثبتہ واجعلہ ھادیاً مھدیاً یعنی بارخدایا! (اسے گھوڑے پر) قائم رکھیو۔ اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنائیو۔ حضرت جریرؓ کہتے ہیں۔ ''فما وقعت عن فرسی بعد'' یعنی میں اس کے بعد پھر کبھی گھوڑے سے نہیں گرا''۔

خاتمۃ الحفاظ نے اس حدیث کی شرح میں امام حاکم رحمہ اللہ سے بتفصیل نقل کیا کہ (جب) حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گھوڑے پر سے گر پڑنا عرض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''نزدیک آؤ'' حضرت جریر رضی اللہ عنہ نزدیک ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سر پر رکھا

اور چہرے سر اور سینے پر پھیرتے ہوئے زیر ناف تک پہنچے پھر (دوبارہ) ان کے سر پر دست مبارک رکھا اور پشت پر پھیرتے ہوئے زیر کمر تک پہنچے اور پہلے کی طرح دعا دی اس کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

"فکان ذلك للتبرك بیده المبارکة" یعنی اپنے دست مبارک سے برکت دینے کے لئے تھا۔

حدیث سوم:۔ مسند دارمی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے اس بیٹے کو جنون ہے جو اسے دن کے کھانے اور رات کے کھانے کے وقت گرفت کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سینہ کو مسح کیا یعنی اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا کی اس لڑکے نے خوب کھل کر قے کی اور اس کے پیٹ سے ایک شے کوئی بلا کتے کے پلے کی شکل کی نکلی اور دوڑ گئی۔

(مشکوٰۃ ص ۵۲۳)

حدیث چہارم:۔ ابو الحقیق ابو رافع، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانی دشمنوں سے تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اور خیبر میں جا کر اسے مرکز شرارت بنا رکھا تھا قبیلہ خزرج کے غیر تمندوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی سزا دہی کی اجازت مانگی اور پانچ بہادر جن کا سردار عبداللہ بن عتیک تھے روانہ ہوئے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اس کا کام تمام کر دیا واپسی پر سیڑھی سے پاؤں اکھڑ گیا اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ان کے ساتھی ان کو پٹی باندھ کر اور ان کو اٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ ماجرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ابسط رجلك" یعنی اپنا پاؤں (سیدھا کر کے) پھیلاؤ "فمسحها" آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے مسح کیا۔ یعنی اس پر اپنا

دست مبارک پھیرا "فکانها لم اشتکها قط" (یعنی) تو میں ایسا صحیح سلامت ہو گیا کہ مجھے اس کے متعلق کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ (رواہ البخاری)

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی بے نظیر کتاب "شفا" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے پانی، غلہ اور کھانے میں کثرت ہو جانے کے متعلق صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا امام مالک رحمہ اللہ جامع ترمذی وغیرہا کتب حدیث سے حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات ذکر کی ہیں جن کی نقل موجب طوالت ہے۔ (سراجاً منیرا ص ۵۰)

لعاب مبارک کی برکت:۔

لعاب (آب دہن) ایک قسم کا فضلہ ہے جو زبان کی جڑ کے نیچے کے دو سوراخوں سے منہ میں آتا رہتا ہے تاکہ زبان اور منہ ہر وقت تر رہے ہر چند کہ یہ ایک فضلہ ہے لیکن نہایت کارآمد ہے اور چونکہ زبان کی جڑ سے پیدا ہوتا ہے اور پیغمبران خدا کی زبان وحی الٰہی کی ترجمان ہوتی ہے اس لئے اس میں یمن و برکت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ تسبیح و تہلیل وغیرہ اذکار اور تلاوت قرآن مجید اور درود شریف میں مشغول رہنے اور خطبہ و تذکیر اور خلق اللہ کو ارشاد و ہدایت اور تفسیر و حدیث کی تدریس میں لگے رہنے سے بزرگان دین کے لعاب و دم میں بھی برکت پیدا ہو جاتی ہے اور ان سے بیمار شفا پاتے ہیں۔

اس کے برخلاف جن لوگوں کی زبانیں جھوٹ، بیہودہ بکواس، گالی گلوچ، غیبت و بدگوئی اور دیگر منکر باتوں میں لگی رہتی ہیں ان کے لعاب میں ایک روحانی زہر پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ دوسروں کے لئے باعث ضرر ہو جاتا ہے بلکہ ان کا سانس بھی اس سے متکیف ہو جاتا ہے جس طرح کسی کو مسوڑوں میں یا منہ کے اندرونی حصے میں کوئی طبی و خلطی بیماری ہو یا زخم کے سبب اس میں پیپ پڑ گئی ہو تو اس کا لعاب دوسروں کے لئے موجب حدوث مرض ہو جاتا ہے بلکہ اس کا سانس خطرناک ہو جاتا ہے۔ اس تمہید کو سمجھ جانے کے بعد احادیث ذیل کو مطالعہ فرمائیں:۔

پہلی حدیث:۔

جنگ خیبر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دینے کے لئے یاد فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ ''ھو یا رسول اللہ یشتکی عینیہ''۔ یعنی حضور! ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے ان کو بلوایا فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عینیہ (یعنی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں میں تھوکا۔ ''فبرء حتی کان لم یکن بہ وجع'' (یعنی) پس آپ کو عافیت ہوگئی۔ گویا کہ آپ کو کوئی تکلیف و بیماری تھی ہی نہیں۔ (متفق علیہ)

دوسری حدیث:۔

صحیح بخاری میں یزید بن ابی عبید کی روایت ہے کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع (صحابی رضی اللہ عنہ) کی پنڈلی پر ضرب کا نشان دیکھا میں نے پوچھا اے ابوسلمہ! یہ ضرب کیسی ہے؟ فرمایا یہ وہ ضرب ہے جو مجھے خیبر (کی لڑائی) کے دن لگی تھی جس پر لوگ کہتے تھے کہ سلمہ مر گیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس پر تین دفعہ تھوکا پھر مجھے اس ساعت تک شکایت نہیں ہوئی۔

(سراجاً منیرا ص ۵۰ بحوالہ مشکوٰۃ ص ۵۲۲)

حضور ﷺ کے پسینہ کی برکات:۔

پسینہ ہضم رابع کا فضلہ ہے جس سے رقیق مواد خارج ہوتے ہیں اور وہ بدبودار ہوتا ہے لیکن حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ بھی خوشبو دار تھا چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی اپنے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ علیہ کے گھر جاتے تو ان کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے لئے چمڑے کا بستر بچھا دیتیں اور آپ ﷺ اس پر قیلولہ فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ زیادہ آتا تھا حضرت ام سلیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ کو ایک شیشی میں لے لیتیں اور کسی

دوسری خوشبو میں ملا کر اپنے پاس رکھتیں (اور نئی دلہن یا لڑکیوں کو بطور تحفہ دیتیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک دن) دریافت کیا ام سلیم (رضی اللہ عنہا)! یہ کیا؟ (کرتی ہو) انہوں نے عرض کیا حضور! (میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں) ہم اسے دوسری خوشبو میں ملا دیتے ہیں۔ تو وہ بہت عمدہ (قسم کی) خوشبو ہو جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم اس سے اپنے بچوں کیلئے برکت کی امید رکھتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اَصَبْتِ" (یعنی) ام سلیم رضی اللہ عنہا تو نے یہ ٹھیک کیا۔ (متفق علیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رنگت نہایت روشن تھی اور آپ ﷺ کے پسینہ کے قطرے گویا کہ موتی کے دانے تھے چلنے کے وقت کچھ آگے کو جھک کر چلتے اور میں نے کوئی ریشم یا پٹ آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم نہیں چھوا اور نہ کستوری نہ عنبر آپ ﷺ کے (جسد مبارک) کی خوشبو سے زیادہ خوشبو سونگھی۔

(مشکوٰۃ ۵۰۸، ۵۰۹)

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پیشین (ظہر) کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ (مسجد سے) گھر کو نکلے تو میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی نکلا۔ سامنے سے آپ ﷺ کو (رستہ میں) چند بچے آتے ہوئے ملے۔ آپ ﷺ نے (بکمال شفقت ومحبت) ایک ایک کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ اور میرے چہرے پر بھی پھیرا میں نے آپ ﷺ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک کسی عطار کے ڈبے سے نکالا ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۹)

اسی طرح جامع ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس رستے سے چلتے تھے آپ ﷺ کے بعد کا چلنے والا پہچان لیتا تھا کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رستے سے گزرے ہیں آپ ﷺ کی خوشبو کی وجہ سے۔"

(مشکوٰۃ ص ۵۰۹)

الغرض حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا برکت تھے۔ اور سب انبیاء علیہم السلام خدا کی وحی کے سبب ہر امر میں یمن و برکت والے ہوتے ہیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی نقل کیا کہ انہوں نے گود مادر میں کہا "وجعلنی مبارکاً اینما کنت" (یعنی) خداوند تعالیٰ نے مجھ کو صاحب برکت بنایا ہے جہاں کہیں میں ہوں۔ (زمین پر یا آسمان پر، سفر میں یا حضر میں) اور حضرت ابراہیم و اسحاق (علیہما السلام) کے حق میں فرمایا: "وبارکنا علیه وعلیٰ اسحق" (صافات پ ۲۳) (یعنی) ہم نے برکت رکھی اس پر یعنی ابراہیم علیہ السلام پر اور اسحاق علیہ السلام پر (بھی)"۔

اور اہل صلاحیت کے دم قدم کی برکت سے بیماریوں اور آفتوں کا دور ہونا اور بارشوں کا بوقت ضرورت برسنا اور رزق و مال میں افزائش احادیث صحیحہ مرفوعہ اور آثار صحابہ و تابعین اور دیگر بزرگان دین کے واقعات سے ثابت ہے اور یہ متواترات کی جنس سے ہے اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے ھذا واللہ الھادی۔

وھذا کتاب انزلنہ مبارک (انعام پ ۷) یعنی یہ برکت والی کتاب ہے، جسے ہم نے (مقام عظمت سے) نازل کیا ہے۔

الغرض یہ برکت والی کتاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب پاک پر اتار دی گئی۔ جیسا کہ فرمایا فانہ نزلہ علی قلبك باذن اللہ (بقرہ پ ۱) (یعنی) حضرت جبریل علیہ السلام تو یہ قرآن پاک کے قلب پر خدا کے حکم سے لے کر آئے ہیں۔ (پھر ان کی دشمنی کے کیا معنی؟)

نیز فرمایا۔ "نزل بہ الروح الامین علی قلبك" (الشعراء اپ ۱۹) (یعنی) (اے پیغمبر!) آپ ﷺ کے قلب پر اس قرآن کو الروح الامین لے کر آئے ہیں۔

مومن کا دل برکات کا خزینہ اور اسرار کا گنجینہ:۔

ان آیات سے واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کا قلب فیوض و برکات رحمانیہ کا خزینہ اور انوار و اسرار ربانیہ کا گنجینہ ہے جس کسی کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ کی طرح اس سے اتصال و انضمام نصیب ہو گیا اس کا سینہ نور و سکینہ سے بھر گیا اور جس کسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کرم پڑ گئی۔ اس کا دل خدا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

چنانچہ تفسیر سراج منیر میں امام خطیب شربینی رحمہ اللہ آیت "ویزکیھم" (جمعہ پ ۲۸) کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ویزکیھم یعنی یہ نبی امی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پاک کرتا ہے ان کو شرک اور رذیلے اخلاق اور ٹیڑھے عقائد سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ تزکیہ اپنی حیات طیبہ میں ان لوگوں کی طرف نظر (کرم) کرنے اور ان کو علم دین کے سکھانے اور ان پر قرآن شریف کے تلاوت کرنے سے تھا پس ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ کسی انسان کی طرف نظر محبت سے دیکھتے تو اللہ تعالیٰ اس کی قابلیتوں کے موافق اور ان امور کے مطابق جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے عالم قضا و قدر میں مقرر کر رکھا ہے۔

(سراجاً منیراً ص ۵۷)

باطن کا فیض:۔

اھل الحدیث ھمو اھل النبی وان لم یصحبوا نفسہ انفاسہ صحبوا

یعنی اہل حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل ہیں اگرچہ انہوں نے آپ ﷺ کی ذات گرامی کی صحبت کا شرف نہیں پایا لیکن آپ ﷺ کے انفاس طیبہ کی صحبت تو حاصل ہے۔

حضرت شاہ عبداللہ مجددی رحمہ اللہ المعروف شاہ غلام علی صاحب رحمہ اللہ "مقامات مظہری" میں بضمن ذکر حاجی محمد افضل صاحب سیالکوٹی حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید کا قول نقل فرماتے ہیں:۔

WWW.UBQARI.ORG

حضرت (مرزا جان جاناں رحمہ اللہ) صاحب فرماتے تھے کہ اگرچہ میں نے حضرت (حاجی محمد افضل) صاحب رحمہ اللہ سے بظاہر (سلوک فقر) کا استفادہ حاصل نہیں کیا۔ لیکن حدیث شریف کے سبق کے ضمن میں آپ کے باطن شریف سے فیوض فائض ہوتے تھے اور عرض نسبت میں قوت پہنچتی تھی حضرت (حاجی) صاحب کو حدیث شریف کے بیان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت میں استغراق ہو جاتا تھا اور بہت سے انوار و برکات ظاہر ہوتے تھے گویا کہ معنوی طور پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت حاصل ہو جاتی تھی۔ الخ (مقامات مظہری ص ۲۲/۲۳)

اولیاء علوم واعمال کے محافظ:۔

الغرض حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چشمہ فیض و برکت ہیں اور آپ ﷺ کا فیض بوجہ آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی تا قیام دنیا جاری ہے اور ان فیوض کے حصول کے ذرائع قرآن وحدیث کی اتباع اور محدثین عظام کی صحبت ہے قرآن وحدیث تو اصل منبع ومخزن شریعت ہیں اور محدثین و اولیاء اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم واعمال کے محافظ ورہنما ہیں۔ بس ان کی رہنمائی میں سیدھے چلے جاؤ اور دائیں بائیں نہ دیکھو۔ پھر خدا کے فضل سے اپنی محنت بھر کا ثمرہ پالو گے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ طبیعت مرا در غایت اعتدال آفریدہ است و در طینت من رغبت اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ودیعت نہادہ۔ (مقامات مظہری ص ۱۶)

اللہ تعالیٰ نے میری طبیعت نہایت اعتدال پر پیدا کی ہے اور اتباع سنت کی رغبت میری سرشت میں ودیعت کی ہوئی ہے۔ (سراجاً منیرا ص ۶۰)

''القول الجمیل'' میں روحانی ترقی کا راز:۔

روحانی ترقی کی صورت یہ ہے کہ روح میں جذب الی اللہ کی صفت حاصل ہو جائے۔ تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کی عنایت ومہربانی خصوصی کا محل بن جائے اور یہ بات

دائمی توجہ الی اللہ اور کثرت ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حقیقت نسبت کے بیان میں فرماتے ہیں:

اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب بندہ طاعات اور طہارت اور اذکار پر ہمیشگی کرتا ہے تو اس کو ایک صفت حاصل ہو جاتی ہے جس کا قیام نفس ناطقہ میں ہوتا ہے اور اس توجہ کا ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے۔ (انتہیٰ مترجماً، القول الجمیل)

پھر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اس شبہ کا حل کہ متاخرین صوفیہ رحمہم اللہ کا طریق ذکر صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ سے منقول نہیں ہے یوں کرتے ہیں:۔ میرے نزدیک ظن غالب یہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سکینہ یعنی نسبت کو اور ہی طریقوں سے حاصل کرتے تھے۔ سو منجملہ ان کے مواظبت (ہمیشگی) ہے۔ صلوات اور تسبیحات پر خلوت میں خشوع اور خضوع کی شرط کے ساتھ اور منجملہ ان کے مواظبت ہے طہارت پر اور لذتوں کی توڑنے والی (موت) کی یاد پر اور (یاد کرنا) اس کو جو حق تعالیٰ نے مطیعوں کے واسطے ثواب تیار کر رکھا ہے۔ نیز (یاد کرنا اس کو جو نافرمانوں (گناہگاروں) کے لئے عذاب معین کر رکھا ہے تو اس مواظبت اور یاد سے لذات حسیہ سے جدائی اور انقطاع ہو جاتا ہے اور منجملہ ان کے مواظبت ہے قرآن مجید کی تلاوت پر اور اس کے معانی میں تدبر کرنے پر اور واعظین کی (پند و موعظت سننے پر اور ان احادیث کے سننے سمجھنے پر جن سے دل نرم ہو جاتے ہیں حاصل کلام یہ کہ (صحابہ اور تابعین) اشیائے مذکورہ پر مدت دراز تک (پختگی سے) مواظبت کرتے تھے۔ پس ان کو اس سے ملکہ راسخہ اور ہیات نفسانیہ حاصل ہو جاتی تھی پھر باقی تمام عمر تک اس کی محافظت کرتے تھے (کہ یہ متاع بے بہا کہیں ضائع نہ ہو جائے) اور یہ معنی متوارث ہے رسول (کریم) صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہمارے مشائخ کے طریق سے اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔ اگرچہ رنگ مختلف ہیں اور حاصل کرنے کے طریقے جدا جدا ہیں (القول الجمیل ص ۹۳/۹۲)

اشغال اولیاء کی سندی حیثیت:۔

مولانا خرم علی صاحب "القول الجمیل" کے ترجمہ شفاء العلیل میں اس عبارت کے ترجمہ کے بعد فرماتے ہیں: خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس امر کے واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ عنہم نے یہ اشغال مقرر کئے ہیں۔ وہ زمان رسالت سے اب تک برابر چلا آیا ہے۔ گو طرق اس کی تحصیل کے مختلف ہیں۔ تو فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے (القول الجمیل ص ۹۴)

یہ عاجز خاکپائے حضرات بزرگان دین کہتا ہے کہ کثرت ذکر اور تسبیحات اور تلاوت قرآن مجید پر مواظبت کی تاکید و ترغیب قرآن مجید اور حدیث شریف میں بکثرت ہے۔ ہم اپنے قارئین کے لئے بعض مقامات مع ترجمہ اور تشریحات کے نقل کرتے ہیں حق تعالیٰ نے سورۂ احزاب پارہ ۲۲ میں فرمایا: یایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً و سبحوہ بکرۃً واصیلاً

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو (تمہارے ایمان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ) تم خدا کو بہت بہت یاد کیا کرو اور تسبیح پڑھتے رہا کرو اس کی صبح و شام (تاکہ ان ہر دو واقعات میں تسبیح کرنے سے ان کے درمیانی اوقات یعنی باقی دن اور رات میں بھی کثرت تسبیحات کا اثر جاری و ساری رہے کیونکہ خدا کے ذکر اور تسبیحات سے نور قلب اور تصفیہ و تزکیہ باطن حاصل ہوتا ہے۔

پھر فرمایا: "ھو الذی یصلی علیکم و ملائکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور و کان بالمؤمنین رحیماً"

خدا وہ ذات ہے جو تم پر (دائماً) برکات نازل کرتا رہتا ہے اور فرشتے بھی تمہارے لئے مغفرت و رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ (خدا تعالیٰ) تم کو (کفر و شرک اور بدعات و توہمات اور معاصی و شبہات اور ناپاک اخلاق و عادات اور نفسانی حجابات کی) ظلمتوں سے نکال کر (ایمان و اتباع سنت اور طاعات و خیرات اور کشوف و

مشاہدات کی) روشنی میں لے آئے اور وہ مومنوں پر (تو خصوصیت سے) مہربان ہے چنانچہ قیامت کے دن اور بھی لطف وکرم کرے گا کہ ان ذاکرین و مستجین کو اس کے دربار سے سلام کا تحفہ ملے گا جو ہر طرح کی آفت سے سلامتی کا ضامن ہوگا چنانچہ اس کے بعد فرمایا:۔

"تحیتھم یوم یلقونہ سلام" یعنی جس دن (یہ مومن) اس کی ملاقات کریں گے تو ان کا تحفہ سلام ہوگا اور مزید برآں یہ کہ" واعدلھم اجرا کریما" (احزاب پ۲۲) یعنی اور تیار رکھا ہے ان کیلئے اجر نہایت عزت وقدر والا"۔ (سراجا منیرا ص ۶۳)

ذکر کثیر پر فرشتوں سے موانست:۔

احادیث وآیات سے ثابت ہے کہ فرشتوں کی پیدائش نور سے ہے ان کا مایہ حیات ذکر خدا ہے تسبیحات ان کا دن رات کا شغل ہے، نہ وہ اس سے تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں انسان خاکی ہے پھر سرکش نفس بھی اس پر سوار ہے سفلیات میں گرنا اس کا کام ہے اس لئے اس خاک کے پتلے کو نورانی لوگوں سے مناسبت ومشابہت تب حاصل ہو جب وہ روزانہ مشق اور دائمی ریاضت سے ممنوع نفسانی خواہشوں سے تو بالکل پاک ہو جائے اور مباحات میں تقلیل (کمی) کر کے نفس کے اضطراب اور نفسانی خواہشوں کی کشمکش سے سلامت رہے اور سکون خاطر اور فراغ قلب سے اپنے اوقات کو طاعات و ذکر خدا سے معمور رکھے اور یقین جانیے کہ قلب کی حقیقی طمانیت تو بس ذکر خدا میں ہے اگر کسی کا دل اس کے سوا کسی اور چیز سے مانوس ہو گیا اور وہ سمجھتا ہے کہ میں اس حالت میں مطمئن ہوں تو یہ اس کی نادانی ہے جیسے کہ بچوں کو کھیل یا کھلونے سے سکون وقرار ہو جاتا ہے اسی طرح دنیا دار جو ذکر خدا کی لذت سے نا آشنا ہیں وہ امور دنیا اور اس نہ رہنے والی زندگی کی لذت میں اپنا سکون وقرار سمجھ لیتے ہیں۔ اسی معنی میں فرمایا:۔ ان الذین لایرجون لقآءَ نا ورضوا بالحیوۃ الدنیا واطمانوابھا والذین ھم

عن ایاتنا غافلون اولئك ماوهم النار بما كانوا یکسبون (یونس)

''(یعنی) جولوگ ہماری ملاقات کا ڈر نہیں رکھتے اور دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے اور اسی سے مطمئن ہو گئے اور وہ ہمارے احکام سے غافل ہو گئے ہیں کچھ شک نہیں کہ ان کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا اس کمائی کے بدلے جو وہ کرتے رہے۔''

اور خدا یاد لوگوں کی نسبت فرمایا: ''الذین امنوا وتطمئن قلوبهم بذكر الله الابذكر الله تطمئن القلوب'' (۱۳پ) (یعنی) خدا کی طرف وہ لوگ رجوع لاتے ہیں جو ایمان لے آتے ہیں اور خدا کے ذکر سے ان کے دل قرار پکڑتے ہیں سن رکھو کہ دلوں کو اطمینان حقیقی صرف یاد خدا ہی سے ملتا ہے۔''

حاصل مطلب یہ کہ امور دنیا میں کمی کر کے ذکر خدا کیلئے فراغت حاصل کی جائے اور اطمینان قلب اور سکون خاطر سے خدا کو یاد کیا جائے اور اطمینان قلب اور سکون خاطر سے خدا کو یاد کیا جائے اور مشق روزانہ اور دائمی چاہیے کیونکہ ناغوں سے استعداد (ناقص رہتی) ہے اور کمال حاصل نہیں ہوتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''احب الاعمال الی الله ادومها وان قل''

(مشکوٰۃ ص ۱۰۲) (سراجاً منیراً ص ۶۳ تا ۶۵)

ذکر واذکار سے رغبت:۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی بشارت کے سلسلہ میں حضرت ذکریا علیہ السلام کو حکم دیا۔ ''واذكر ربك كثيراً'' (آل عمران ۳پ)

جہاد میں دشمنوں کے مقابلہ میں ڈٹے رہنے کے ساتھ یاد الٰہی میں مشغول رہنے کا حکم دیا۔ واذكرو الله كثيراً (پ ۱۰) یعنی یاد کرتے رہو خدا کو بہت بہت۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو معاون بنانے کے سلسلہ میں عرض کیا تھا نسبحك كثيراً ونذكرك كثيراً (طٰہٰ پ ۱۶) یعنی ہم دونوں مل کر تسبیح کریں تیری بہت بہت اور یاد کریں تجھ کو بہت بہت۔ (سراجاً منیراً ص ۶۵)

WWW.UBQARI.ORG

قرب نوافل سے تقرب الٰہی:۔

قرآن وحدیث کی تصریحات واشارات اور بزرگان دین کے تجربات سے اس عاجز نے قرب نوافل میں سب سے زیادہ مؤثر چار چیزوں کو پایا۔

۱۔نماز تہجد۔۲۔تلاوت قرآن مجید۔۳۔کثرت درود شریف۔۴۔کثرت استغفار

پس جملہ ارادت مند احباب ان پر ہر چہار کو (عملی طور پر) اپنے اوپر لازم گردانیں۔اگر پہلے طبیعت پر بوجھ پڑے تو اکتا نہ جائیں بغیر ریاضت ومشقت کے کوئی کام پورا نہیں ہوسکتا۔اگر بالفرض رات کو ناغہ ہوجائے تو دن کو اور دن کو ہوجائے تو رات کو پورا کرلیں۔(ص ۱۳۔۱۲)

ذکر نفی اثبات کے فضائل:۔

پانچویں چیز تسبیحات بھی لکھی ہیں اور اب چھٹی چیز تہلیل (لا الہ الا اللہ) بھی لکھتا ہوں کیونکہ حدیث پاک میں اسے افضل الذکر کہا گیا ہے۔(مشکوٰۃ شریف)

سو نماز تہجد کے متعلق ایک مستقل اور جامع رسالہ بنام نماز تہجد مدت سے شائع ہو چکا ہے،اسی طرح تلاوت قرآن مجید کے متعلق بھی بہت جامع اور بے نظیر رسالہ بنام" حلاوۃ الایمان بتلاوۃ القرآن "چھپ چکا ہے اور درود شریف کا بھی کسی قدر ذکر اسی کتاب "سراجاً منیراً" میں پہلے ہو چکا ہے اب اس مقام پر خدا کی توفیق سے استغفار وتسبیحات وتہلیلات وغیرہا کا ذکر کیا جاتا ہے۔واللہ الموفق۔

خاصان خاص کا استغفار:۔

پرہیز گار نیکو کار استغفار کر کے اپنے قلوب کو کبر ونخوت اور رعونت وپنداشت سے پاک کرتے ہیں اور ضدی وسرکش استغفار کو موجب عار جان کر گناہ پر اصرار کرتے ہیں۔

استغفار کا بہتر وقت:۔

بعد از نماز تہجد ہے جیسا کہ آیات مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تجلی

خصوصی کے نزول کا یہی وقت ہے جیسا کہ حدیث النزول سے ثابت ہے تفسیر "معالم التنزیل" میں آیت "سوف استغفرلکم ربی" (یوسف پ ۱۳) کے ذیل میں اکثر مفسرین کا قول نقل کیا ہے کہ (حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے لئے فوراً استغفار نہ کیا بلکہ ان سے وعدہ کیا کہ عنقریب بخشش مانگوں گا) اس سے ان کی مراد سحر کے وقت دعا کرنا تھی۔" (جلد ۲ ص ۴۷۵)

فضائل استغفار کے بیش از بیش ہیں یہ خدا کی رحمت کا جالب ہے گناہ اور گناہ کرانے والی قوتوں (کے میل) کے لئے صابن کا حکم رکھتا ہے حدیث ابن ماجہ میں ہے خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے پایا اپنے نامہ اعمال میں استغفار کثیر۔

(سراجاً منیراً ص ۱۷ بحوالہ مشکوٰۃ شریف)۔

مریدین اور تمام متعلقین کیلئے دعا:۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابودرداء صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سب مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے ہر روز پچیس یا ستائیس دفعہ بخشش مانگتا ہے وہ ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن کی دعا مستجاب ہوتی ہے اور اہل زمین کو ان کی برکت سے رزق ملتا ہے۔

(حصن حصین: ص ۵۴)

"تحدیثاً بنعمة الله" یہ بندہ حقیر سراپا تقصیر محمد ابراہیم میر سیالکوٹی خدا تعالیٰ کے حسن توفیق سے سالہا سال سے عموماً ہر شب کو بوقت تہجد اس حدیث کے رو سے خاص خاص فوت شدہ اور زندہ احباب اور ان کی ازواج اور اپنے تمام اساتذہ کرام اور ان کی ازواج اور اپنے تمام اقرباء اور اپنے تمام ارادتمند مبایعین اور مخلص خدام اور محسنین ومحبین اور جن کی میں نے کبھی غیبت کی یا جس کسی پر ناحق ظلم کیا اور جس کسی کا میرے ذمہ حق باقی رہ گیا ہو اور میں نہیں جانتا ان سب کے لئے دعائے مغفرت کرنے کے بعد ستائیس دفعہ حضرت نوح علیہ السلام والا استغفار پڑھا کرتا ہوں کہ وہ بہت جامع ہے خدا تعالیٰ

اپنے فضل عمیم سے مجھے اس کی برکات سے متمتع کرے۔ آمین ورنہ میں بہت بڑا گناہگار ہوں۔ سوائے اس کے فضل کے کوئی سہارا نہیں۔ " اللھم مغفرتك اوسع من ذنوبی ورحمتك ارجی عندی من عملی"

ترجمہ: اے اللہ تیری بخشش میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت کی زیادہ امید ہے۔ (سراجاً منیراً ص ۷۳)

ذکر نفی اثبات کی اہمیت:۔

تہلیل کے معنی ہیں "لا الہ الا اللہ" کہنا یعنی اُلوہیت کو صرف خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص کرنا دین اسلام کی اصل بنیاد یہی ہے اور یہی اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ قرآن شریف میں سب سے زیادہ اسی کی تاکید ہے اور جملہ دیگر مذاہب میں جو شرک پھیلا۔ وہ اسی کو صحیح طور پر نہ سمجھنے اور قائم نہ رکھنے کی وجہ سے پھیلا۔ یہی شرک سوز کلمہ توحید ہے اور اس کے صحیح رکھے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ صوفیائے کرام رحمہم اللہ نے ذکر خدا کی مشق کے لئے اسی کو منتخب کیا ہے اور ان کے نزدیک اس کا نام نفی، اثبات کا ذکر ہے، یعنی لا الہ میں غیر اللہ کی اُلوہیت کی نفی ہے۔ اور الا اللہ میں خاص خدا کے لئے اس کا اثبات ہے اور حدیث شریف میں افضل الذکر اسی کو قرار دیا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ۱۹۳، بحوالہ سراجاً منیراً ص ۸۹)

ذکر نفی اثبات کی دوسری فضیلت:۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درگاہ ایزدی میں عرض کی کہ خداوند!! مجھے کچھ سکھا جس سے میں تیرا ذکر کروں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: یا موسیٰ! قل لا الہ الا اللہ یعنی اے موسیٰ لا الہ الا اللہ کہا کر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: خداوند! تیرے سب بندے یہی کہتے ہیں میں تو ایسا ذکر چاہتا ہوں جس سے تو مجھے مخصوص کرے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام اگر ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے سوائے میری ذات کے اور ساتوں زمینیں بھی (ساتھ ملا کر) ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور (یہ

کلمۂ توحید) لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو لا الہ الا اللہ ان سے بھاری ہوگا۔'' (رواہ فی شرح السنۃ مشکوٰۃ ص ۱۹۳)

نفی اثبات سے طمانیت قلب:۔

میں عاجز محمد ابراہیم میر بوجہ کثرت اشغال کے ذکر کے وقت پوری توجہ سے دل نہیں باندھ سکتا۔ جب کبھی اپنے دل کو زیادہ بے لذت پاتا ہوں تو اسی کلمۂ توحید کا ذکر کرتا ہوں۔ پھر خدا کے فضل سے دل سنبھل جاتا ہے اس اثر کی وجہ سے میں عاجز نے اپنے نزدیک اس کا نام محی القلب رکھا ہوا ہے۔ "اللھم انی اسئلك حلاوۃ ذکرك" قرآن شریف میں سب سے زیادہ ذکر توحید الوہیت کا ہے۔ (سراجاً منیراً ص ۹۰)

ذکر نفی اثبات پر انعام:۔

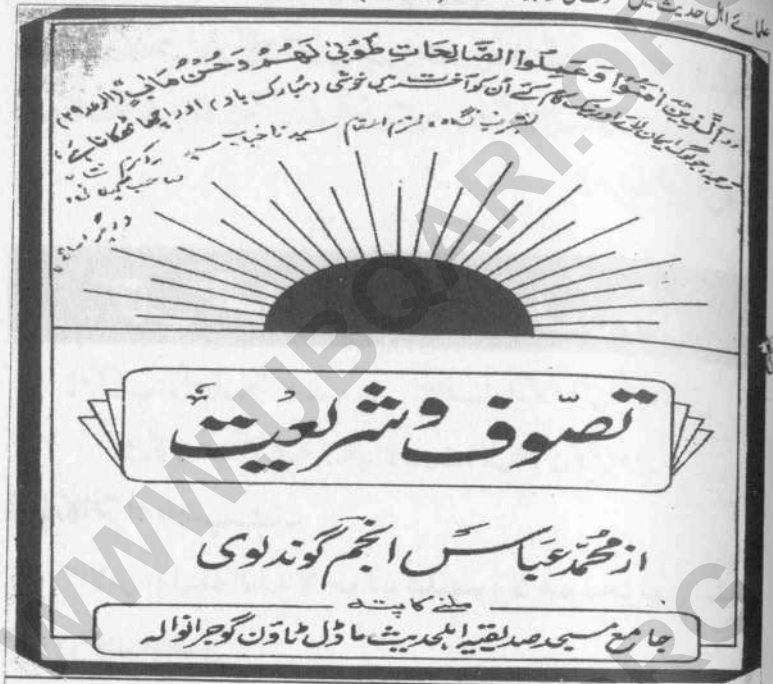
جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں کہا کسی بندے نے کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' خالص دل سے مگر کھولے جاتے ہیں اس کے لئے آسمان کے دروازے حتیٰ کہ پہنچتا ہے (یہ کلمہ) عرش تک جب تک کہ وہ بندہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب رکھے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۴)

(سراجاً منیراً ص 91)

ذکر اللہ کی برکات کا عملی مشاہدہ:۔

حدیث پاک کے رو سے ان تینوں کا اکٹھا ذکر بھی موجب ثواب اُخروی اور باعث برکات دنیوی ہے خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے گھر کے کام کاج سے تھک جانے کی وجہ سے کوئی خادم مانگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (بیٹی) میں تمہیں ایسا ورد بتاؤں جو خادم سے بہتر ہو ہر نماز کے بعد اور جب تم رات کو بستر پر لیٹو تو تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۲۰۱)

یہ عاجز محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ بھی کثیر الاشغال ہے جب کبھی بہت تھک جاتا



جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ تصوف و شریعت

مصنف _____ از محمد عباس انجم گوندلوی

اشاعت _____

تعداد _____

قیمت _____

ملنے کا پتہ

جامع مسجد صدیقیہ

اہلحدیث ماڈل ٹاؤن (گوجرانوالہ)

WWW.UBQARI.ORG

ہوں تو رات کو بستر ے پر لیٹتے وقت یہ وظیفہ پڑھتا ہوں تو خدا تعالیٰ تکان اتار دیتا ہے اور دیگر برکات تو وہی جانتا ہے جس کے ہاتھوں میں سب برکتیں ہیں۔ واللہ الموفق

(سراجاً منیراً ص ۹۹)

☆.....☆.....☆

کتاب ''تصوف وشریعت'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ تصوف وشریعت ..... مصنف:۔ از محمد عباس انجم گوندلوی

ملنے کا پتہ: جامع مسجد صدیقیہ اہلحدیث ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

اولیاء کا احترام واجب ہے:۔

''الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون''

سنو! اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو کوئی خوف وڈر نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(یونس ۶۲، ۶۳)

اللہ کے ولی وہ ہوتے ہیں جو ایمان لانے کے بعد ہر برائی سے بچتے ہیں۔ شریعت محمدیہ میں ولی وہ ہوتا ہے جو کتاب وسنت کا پابند ہوتا ہے۔ اس کا عقیدہ خالص توحید کا ہو اور شریعت اسلامیہ پر مکمل عمل کرے۔ اس تعریف کی روشنی میں سب سے افضل اولیاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں صحابہ کرام کی ولایت وتقویٰ کی شہادتیں قرآن دیتا ہے۔ اولیاء اللہ کا احترام قرآن واحادیث کی روشنی میں واجب ہے۔ (تصوف وشریعت ص ۲)

وضاحت:۔

تصوف میں توحید کا تصور اس قدر بنیادی ہے کہ اگر یوں کہا جائے کہ تصوف در حقیقت توحید پر پختہ ایمان کا نام ہے اور صوفی ایک پختہ موحد کو کہتے ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ مشہور صوفی عزیز الدین نسفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الانسان الکامل'' میں صوفی

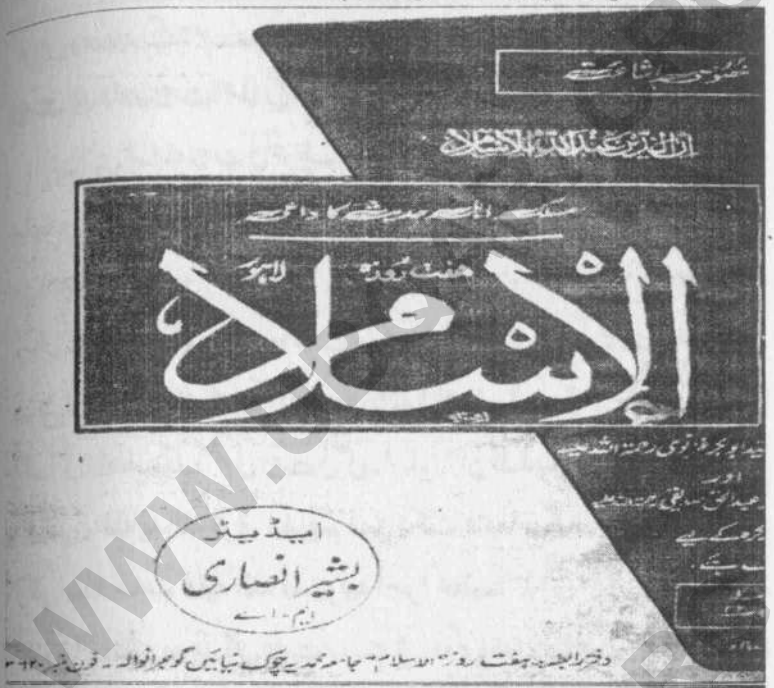
کو اہل وحدت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

بیعت جہاد اور بیعت اصلاح:۔

ابن اثیر رحمہ اللہ بیعت کی تعریف میں رقمطراز ہیں۔ ''هو عبارة عن المعاقدة عليه و المعاهدة كان كل واحدة منهما باع ماعنده من صاحبه واعطاه خالصة نفسه'' (نہایہ ج ا ص ۱۷۴) بیعت سے مراد ہے باہم معاہدہ وعقد کرنا کیونکہ بیعت میں ایک آدمی دوسرے ساتھی کو دلی اخلاص عطا کرتا ہے۔ اللہ پاک حدیبیہ کے مقام پر ان صحابہ کرام رضوان اللہ کی تعریف فرماتے ہیں جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ فرمایا: ''ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله يدالله فوق ايديهم فمن نكث فانما ينكث على نفسه ومن اوفى بما عاهد عليه الله فسيوتيه اجرا عظيما'' (الفتح ۱۰) بے شک جو لوگ تجھ سے اے پیغمبر حدیبیہ میں بیعت کر رہے ہیں وہ گویا خدا سے بیعت کر رہے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے اور پھر جو کوئی اپنا اقرار توڑے وہ اقرار توڑ کر اپنا نقصان کرے گا اور جو کوئی اس اقرار کو پورا کرے ساتھ باندھا اس کو اللہ تعالیٰ کے اللہ اس کو بہت ثواب دے گا۔ جن لوگوں نے یہ بیعت کی تھی اللہ پاک نے ان پر رضا مندی کا اعلان فرمایا۔

''لقد رضى الله عن المؤمنين اذيبا يعونك تحت الشجره فعلم مافى قلوبهم فانزل السكينة عليهم واثابهم فتحا قريبا'' (الفتح ۱۸) اللہ ان مسلمانوں سے راضی ہو چکا جب وہ (کیکر یا بیری) کے درخت کے نیچے (حدیبیہ میں) تجھ سے بیعت کر رہے تھے اللہ نے جان لیا جو اخلاص ان کے دلوں میں تھا تو ان کے دلوں پر تسلی اتاری اور ایک نزدیک والی فتح ان کو انعام میں دی۔

(فوائد سلفیہ حاشیہ ۸) میں لکھا ہے کہ یہ بیعت اس وقت لی تھی جب آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کفار سے گفتگو کرنے کے لیے مکہ معظمہ بھیجا اور


خصوصی اشاعت
الاشاعۃ
مسلک اہلحدیث کا داعی
ہفت روزہ لاہور
الاشاعۃ
ایڈیٹر
بشیر انصاری
ایم۔اے


خصوصی اشاعت
الاشاعۃ
مسلک اہلحدیث کا داعی
ہفت روزہ لاہور
الاشاعۃ
ایڈیٹر
بشیر انصاری
ایم۔اے

انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور ادھر مسلمانوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے یہ بیعت اس بات پر تھی کہ مرتے دم تک میدان جہاد سے نہیں بھاگیں گے (انتہیٰ)

شرعی اور بدعی بیعت کے اثرات کا فرق معلوم ہوا شرعی بیعت جہاد، مسلمان کی خیر خواہی کے لئے ہوتی تھی اور نبی پاک ﷺ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین اور امراء کی بیعت ایک معاہدہ تھا "لا اله الا الله محمد رسول الله" کی غلامی اختیار کریں گے جس کا ہر مسلمان پابند ہے اور اس بات پر بھی اتفاق کی گنجائش ہے کہ منکرات کو ترک کرنا اور خیرات کو روبہ عمل لانے اور شقاوت سے بچنے اور سعادت حاصل کرنے کے لئے تگ و دکرنا اور تربیت اسلامی کے لئے کسی مرد کامل کو مربی تصور کرنا اچھا کام ہے اور دینی امر ہے۔ (تصوف وشریعت ص ۲۸، ۳۰)

☆.....☆.....☆

"ہفت روزہ الاسلام" میں تصوف کی خوشبو

نام رسالہ:۔ ہفت روزہ الاسلام.....ایڈیٹر:۔ بشیر انصاری

وضاحت:۔

مسلک اہلحدیث کا داعی وترجمان "ہفت روزہ الاسلام" جو کہ ایڈیٹر بشیر انصاری (ایم اے) کی سرپرستی میں لاہور سے شائع ہوتا تھا۔ اس معروف رسالے میں حضرت ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ اور حضرت حافظ عبدالحق رحمہ اللہ کے انتقال پر خصوصی اشاعت کا انتظام کیا گیا جس میں مختلف اہلحدیث محقق اور نامور قلم کاروں نے حصہ لیا ان کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں جو حضرت مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کی متصوفانہ رسوخ کا بین ثبوت ہیں۔

قافلہ صوفیاء کے عارف غزنوی رحمہ اللہ

وضاحت:۔ جناب پروفیسر سلیمان اظہر (ایم اے) لکھتے ہیں:

امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اس سید الطائفہ کا نام ہے جس میں عارف باللہ مولانا غلام رسول قلعہ والے، پیر میر حیدر شاہ، امام عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ، مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی، صوفی عبدالحق سرہندی مؤلف "ایقاظ غفلاء الزمان" بترجمہ محی الدین عبدالرحمٰن، صوفی ولی محمد فتوحی والے، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولوی قطب الدین پران والے، مولانا محمد علی لکھوی، مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی اور صوفی محمد عبداللہ اوڈانوالہ رحمہم اللہ اجمعین شامل ہیں۔ یہ تمام بزرگ بالواسطہ یا بلاواسطہ امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ ہی کے وابستگان دامن ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میں چقماق ہوں، دیئے جلاسکتا ہوں، روشنی نہیں دے سکتا لیکن غزنوی عارف رحمہ اللہ نے دیئے بھی جلائے اور برصغیر ہندوافغانستان کو نور توحید وسنت سے منور بھی کیا۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور، ص ۱۱)

جنید وقت اور بایزید زماں رحمہما اللہ:۔

افغانستان نے اس (عبداللہ غزنوی) رحمہ اللہ گوہر نایاب، جنید وقت اور بایزید زماں رحمہما اللہ کو ہند کی جھولی میں ڈال دیا۔ انیسویں صدی کے افغانستان کا نصیب سوگیا اور غزنی کا آفتاب نصف النہار اپنی تمام تر ضوفشانیوں کے ساتھ افق ہند پر طلوع ہوگیا۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص ۱۲)

حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا مراقبہ اور بیعت:۔

بات حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہورہی تھی جو افغانستان سے چل کر ضلع امرتسر کی بستی خیردی میں آکر مقیم ہوگئے تھے ان کے دم قدم سے یہ بستی اسم بامسمیٰ بن گئی۔ کچھ عرصہ گمنامی میں گزرا لیکن ۔

کہاں چھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہاں ہوکر
مشک خود بول اٹھتا ہے عطار کے تعارف کی ضرورت نہیں ہوتی

اور امام تو "ایں قدر ستم کہ از چشم شراب آید بروں"

تصور مجسم بن چکے تھے اس لیے وحدت کے متلاشیوں کا ان کے گرد ہجوم ہو جانا کوئی بعید از قیاس بات نہ تھی۔

انہی دنوں آپ رحمہ اللہ کے فرزند اکبر جناب احمد غزنوی رحمہ اللہ عسرت و تنگدستی سے پریشان ہو کر فراخی رزق کی دعائیں مانگتے تھے چند روز بعد ایک رئیس محمد حسن خان کی طرف سے پیغام آیا ہمارے پاس تشریف لا کر خدمت کا موقع عنایت فرمایئے۔ احمد غزنوی رحمہ اللہ باپ کے پاس بغرض اجازت آئے۔ انہوں نے چند روز مراقبہ کے بعد فرمایا اے فرزند دلبند میں نے اپنی اولاد کیلئے کوئی سامان دنیا وراثت کیلئے نہیں چھوڑا۔ حتیٰ کہ عزت و جاہ بھی نہیں چھوڑی۔ میرے ورثاء کیلئے میری میراث صرف اللہ عزوجل کی محبت اور توحید ہے میں اپنے فرزندوں کو رب عزیز کی امانت سمجھتا ہوں اور مجھے یقین محکم ہے کہ میرا خدا اس امانت کو ضائع نہیں کرے گا۔ میرے بیٹو! جب بھی تم پر کبھی عسرت آپڑے تو بارگاہ خداوندی میں عاجزی سے عرض کر دینا'' یارب العالمین! ہمارے والد نے جو تیرا بندہ تھا ہمارے لیے دنیاوی جائیداد سے کوئی میراث نہیں چھوڑی۔ وہ تیرے ہی سپرد کر گیا ہے' انشاء اللہ خدائے رزاق اس طرف سے کشادگی و گزران کا سبب بنا دے گا جہاں سے تمہیں وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ باقی رہا امراء و خوانین کی ہم نشینی کا مسئلہ تو گوش قلب سے سن لو کہ ستم گر خوانین اور امراء کی سماجیت و مجلس سے سخت پرہیز کرو۔ ایسے لوگوں کی ہم نشینی زہر قاتل ہے پس کلام اللہ ہی کو اپنے دلوں کیلئے سرور' سینوں کیلئے نور' غم اور فکر کیلئے اکسیر جانو اور ہمیشہ اسی کتاب حق کی تلاوت کو لازم سمجھو۔

قارئین! آپ نے امراء و خوانین کے متعلق علماء اہل حدیث خصوصاً غزنویوں کا نقطہ نظر ملاحظہ فرمایا کہ وہ ان مسلمان امراء کی مصاحبت کو بھی زہر [illegible] چہ جائیکہ انگریز حکمران سے کسی قسم کے روابط پیدا کرنا' حیرت ہے عقل و دانش سے عاری ان مصنفین پر جو ایسے لوگوں کو انگریز کا وفادار سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے انگریز سرکار سے مفاہمت کا تعلق پیدا کر لیا تھا۔ دراصل وہ نہیں

جانتے کہ امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ بیعت تھے شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کے جو مرید تھے امیر المؤمنین سید احمد بریلوی رحمہ اللہ شہید بالاکوٹ کے اور امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ تیمناً بیعت تھے حضرت سید امیر رحمہ اللہ آف کوٹہ ضلع مردان کے۔ جو مرید تھے سید احمد بریلوی شہید رحمہ اللہ بالاکوٹ کے۔ امام عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ رفیق و ہمدم تھے عارف باللہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ کے۔

(ہفت روزہ الاسلام لاہور، ص ۱۳ تا ۱۴)

توصیف مرشد میں منظوم کلام:۔

قارئین محترم! خیالات پریشان اور بے ربط جملے محض بشیر انصاری صاحب کے فرمان تعمیل ہیں ورنہ اس عاجز کا غزنوی اکابر رحمہم اللہ پر کچھ لکھنا:

یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے

آخر میں آپ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے ہمدم و رفیق عارف باللہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ قلعوی کی ایک غیر مطبوعہ تحریر کا مطالعہ کر لیجئے جو انہوں نے سید صاحب رحمہ اللہ کے متعلق لکھی تھی۔ عبارت فارسی میں ہے لیکن میں اس کا ترجمہ کر کے عبارت کا حسن ختم کرنے کی گستاخی نہیں کر سکتا۔ اہل ذوق پڑھیں اور حظ اٹھائیں۔

کسی کو جذبہ او مقدم برسلوك باشد مجذوب سالک پیر تمام است واگر نباشد سالک مجذوب ہم کافی است

وجناب عبداللہ غزنوی از قسم اول است کہ صحبت ادا اکسیر است و مکمل پیر است۔ بیت من چہ گوئم وصف آں عالی جناب شمنہ زان می نگنجد در کتاب

جنید وقت و بایزید زمانہ است اما تصور طالبین است کہ بدون

صحبت فیض حقیقت می جوئید دلفریب شیطان مبتلاء شدہ چوں
مہوساں مال خودراسوختہ پس اکسری پونتوایں راطلب الشئی
من غیر باہم میگوئنددانیم تراز گنج مقصود نشان' خود نرسیدم
تو شائد برسی واز اوصاف عبداللہ
اندکی گفتم کہ تمازاں رہ بری
پیش زاں کہ نوۃ آں حسرۃ خوری
وایں قسم در زمانہائے سابقہ نیز کم بودہ اند
اماالمعاصرت سبب منافرت مشہوراست
عمر بایدکہ تا اندر جہاں پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن
صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ

(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص17)

اب انہیں ڈھونڈیئے چراغ رخ زیبا لیکر

وضاحت:۔ مولانا حکیم عبدالرحمان آزاد نگران اعلیٰ ادارہ ''ہفت روزہ الاسلام'' گوجرانوالہ حضرت مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''آپ رحمہ اللہ بلند پایہ علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے جن کے جد امجد سلک اولیاء میں مروارید حقیقی کی طرح پیوست دکھائی دیتے ہیں۔ برصغیر ہند کے مسلمانوں کی محبت بھری چشم عقیدت جب بھی کسی عظیم خاندان کیلئے اٹھتی ہے تو ولی اللہی کے مقدس خاندان کے بعد غزنوی خاندان کی پاکیزہ ضیاء پاشیوں سے لذت محسوس کرتی ہے۔ کیا مبارک ہے ان کا سلسلہ نسب پروفیسر ابوبکر غزنوی بن مجاہد تحریک آزادی ہند مولانا محمد داؤد غزنوی بن امام الموحدین مولانا عبدالجبار غزنوی بن امام طریقت مولانا عبداللہ

مہاجر غزنوی"، رحمہم اللہ۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص19)

امام طریقت ایثار و محبت کے امین:۔

اللہ تعالیٰ نے سید صاحب رحمہ اللہ کو ایسا نسب عطا فرمایا جس پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے یہ وہ خاندان ہے جس کی ایک ایک کرن آفتابِ جہاں تاب بن کر ایسی جگہ پر چمکی جہاں ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کی جاتی ہو' عدم تولید پر ایک ہندو عورت ہر قسم کی زیب و زینت سے آراستہ سات برہمنوں سے حصول اولاد کیلئے عصمت ازار بند تار تار کرانے کا جائز حق رکھتی ہو۔ فاتح ہند محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی مساعی جمیلہ نے لوگوں کو اسلام کی نعمت سے نوازا لیکن قلت وقت نے تربیت کا موقع نہ دیا جس وجہ سے نام کے مسلمان ہندوانی رسومات سے نجات نہ پا سکے جن کی اصلاح کیلئے ولی للّٰہی کے خاندان کو مشیتِ الٰہی نے منتخب کیا یا پھر غزنی سے امام طریقت حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو ایثار و محبت کا امین بنا کر ہند کے مسلمانوں کی اصلاح اور کفر کو حلقہ بگوش اسلام لانے کیلئے بھیجا جن کے سینے میں عشق رسول ﷺ کا دریا موجزن تھا وہ ہر عمل کو کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ترازو میں تولتے اور مسلمانوں کو ہندوانی رسومات اور منکرات سے نجات دلانے کیلئے عشق رسول ﷺ کا درس دینے میں لگے رہے ان کے بعد ان کی اولاد شجاعت مند مسلح افواج کی طرح کتاب و سنت کے اسلحہ سے آراستہ توحید و سنت کی حفاظت پر کمربستہ رہی اور یہ خاندان علم و عمل کا گہوارہ رہا۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص21)۔

محویت نماز پر استاد کی شہادت:۔

ہجرت کی سنت پر امام طریقت مولانا عبداللہ رحمہ اللہ نے عمل کیا۔ ذکر الٰہی میں عاشق دلگذار کی طرح محو رہنا خصوصاً نماز میں یکسوئی اور محویت کا یہ عالم تھا کہ حضرت میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے جب سند فراغت حاصل کی تو مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا عبدالجبار رحمہ اللہ نے حدیث ہم سے پڑھی

اور نماز پڑھنی ہم نے ان سے سیکھی۔ یقیناً امام عبدالجبار رحمہ اللہ کی اقتداء میں جس شخص نے ایک نماز بھی پڑھ لی پوری زندگی وہ لذت پھر کسی نماز میں نصیب نہیں ہوئی مولانا عبدالواحد صاحب رحمہ اللہ کی نماز بھی کچھ ایسی ہی تھی کہ نماز شروع ہے تو آنسو ٹپک رہے ہیں۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص21)

اہمیت تصوف پر نہایت اہم خطاب

وضاحت:۔ اہل حدیث کانفرنس ماموں کانجن 1975ء میں حضرت مولانا پروفیسر سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کا خطاب۔ خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: بزرگان کرام، برادران عزیز، عزیزان گرامی قدر!

پھر وضع احتیاط سے رکنے لگا ہے دم
برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے

آپ سے ملاقات کئے ہوئے اور آپ سے بات کیے ایک مدت ہوگئی۔

جسے آپ گنتے تھے آشنا، جسے آپ کہتے تھے باوفا
میں وہی ہوں مومن مبتلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

حال دل برزبان اہل دل:۔

حضرات! جب میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ وہ جماعت ہے جس کی سرزمین گو آج بنجر ہو چکی ہے مگر یہ وہی سرزمین ہے جس سے کبھی مولانا حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اور حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ ایسے لعل و یاقوت و گہر پیدا ہوئے تو یہ سوچ کر کہ شاید اس راکھ میں کوئی چنگاری باقی ہو، یہ شعر پڑھتا ہوا تمہاری طرف کشاں کشاں چلا آتا ہوں۔

ارٰی تحت الرّماد ومیض جمرٍ ویوشك ان یکون لها ضرام

(خاکستر کے نیچے کچھ چنگاریاں دیکھ رہا ہوں، شاید ان سے شعلے بھڑک اٹھیں)۔

اور جب یہ آگ جلتی تھی تو اسے تاپنے کیلئے اور حرارت ایمانی حاصل کرنے کے

لیے لوگ پورب اور پچھم سے آتے تھے مگر جب آپ لوگوں کی اڑنگا بچنگی، دھینگا مشتی اور سر پھٹول دیکھتا ہوں تو جی جلتا ہے۔ ہر طرف خاک اڑائی جارہی ہے۔ اتنی خاک کہ سب کے سروں پر خاک پڑی ہوئی ہے۔ سب کے چہرے خاک سے یوں لتھڑے ہوئے ہیں کہ میرے لیے شکلیں پہچاننی بھی مشکل ہوگئی ہیں۔ جب یہ صورت حال دیکھتا ہوں تو آپ لوگوں سے بھاگ جاتا ہوں اور سالہا سال آپ سے روپوش رہتا ہوں اور یہ شعر ان دنوں پڑھا کرتا ہوں۔

ونارٌ لو نفخت بها اضاعت ولكن انت تنفخ فی الرّماد

یہ راکھ جس میں تم پھونکیں مار رہے ہو اگر اس میں کوئی چنگاری ہوتی تو وہ یقیناً بھڑک اٹھتی، مگر تم تو راکھ میں پھونکیں مار رہے ہو۔ راکھ میں پھونکیں مارنے سے اس کے سوا کیا حاصل ہوگا کہ تمہارے سر پر بھی راکھ پڑے گی۔

اوصافِ مرشد بمع امثال:۔

دوستو! میں تو دہقان ہوں۔ میرا کام دلوں کی زمین میں ہل چلانا ہے تم نے کہا کہ تم ہماری زمین پر ہل چلانے کے قابل نہیں ہو میں تو خاندانی اور موروثی طور پر دہقان تھا مجھے تو ہل چلانا ہی تھا مجھے تو آبیاری کرنا ہی تھی یہ بات میری گھٹی میں تھی میرے خمیر میں گندھی ہوئی تھی میں نے اور زمینیں ڈھونڈیں۔ دلوں اور روحوں کی زمینیں اور ان زمینوں پر ہل چلاتا ہوں۔

دوستو! میں تو رنگ ساز ہوں میرا کام دلوں کو اللہ کے رنگ میں رنگ دینا ہے۔

"صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عابدون"۔

اللہ کا رنگ اور اس سے بہتر کس کا رنگ ہوسکتا ہے اور ہم تو بس اس کی غلامی کرتے ہیں۔

تم نے کہا کہ تمہیں رنگنا نہیں آتا، میں نے ملک میں ہانک لگائی کہ کوئی ہے جو دلوں کو رنگوانا چاہے۔ دیکھو! میرے دروازے پر گاہکوں کی بھیڑ ہے۔

WWW.UBQARI.ORG

دوستو! میں تو دھوبی ہوں میرا کام دلوں کی میل کچیل کو چھانٹ دینا ہے۔ تم نے کہا کہ تمہیں دھونا نہیں آتا۔ میں نے ملک میں ہانک لگائی کہ کوئی ہے جو دل کی سیاہی دھلوانا چاہے۔

کھوٹے کھرے سب میرے:۔

دوستو! میں توسقہ ہوں، میرا کام روح کی پیاس بجھانا ہے۔ تم نے کہا کہ ہم تیرے مشکیزے سے پانی نہیں پیتے۔ میں نے ملک میں ہانک لگائی کہ کوئی ہے جو دل کی پیاس بجھانا چاہے۔ دیوبندی آئے، بریلوی آئے، مولوی آئے، بابو آئے، انجینئر آئے، ایڈووکیٹ آئے، پروفیسر آئے سب نے کہا ہم تیرے مشکیزے سے پانی پیتے ہیں۔

اور اس سارے دھندے سے خدا شاہد ہے مقصود فقط یہ ہے کہ اپنے نفس کا تزکیہ کرسکوں۔ اپنے دل کا میل کچیل چھانٹ سکوں۔

وعظ کیا ہے؟:۔

دوستو! وعظ کیا ہے؟ روحانی اور اخلاقی بیماریوں کی تشخیص کرنا اور دوا دینا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوا تلخ ہوتی ہے اور بیمار ناک بھوں چڑھاتا ہے لیکن مشفق طبیب کو چاہیے کہ وہ دوا حلق میں انڈیل دے۔ مریض کو جب شفاء ہو جاتی ہے تو دعا دیتا ہے۔

دوستو! اگر مریض کوز کام ہو اور طبیب اسے معدے کی دوا دے تو اس کی نااہلی میں شک وشبہ کی کیا گنجائش باقی رہتی ہے اپنی اور سامعین کی جو بیماریاں ہوں انہیں ڈھونڈنا اور ان کی دوا دینا، یہ وعظ ہے یہ طب روحانی ہے۔

دنیادار واعظ:۔

میں چند باتیں عرض کروں گا جو میرے لیے مفید ہوں، جو آپ سب کیلئے مفید ہوں..... وہ واعظ دنیا دار ہے جس کا منتہائے نظر فقط یہ ہو کہ دھواں دار تقریر کی جائے، جذبات کو بھڑکا دیا جائے، نہ اپنے آپ کو فائدہ نہ دوسروں کو فائدہ۔ آج کل تو سر دھننا، وجد میں آنا، نعرے لگانا، ہاؤ ہو کرنا، وعظ کے لوازمات بن کر رہ گئے ہیں۔ میری نظر میں وعظ تو یہ ہے کہ بیماریوں کو چن چن کر بیان کیا جائے اور

ان کا علاج کیا جائے۔

توحید کے تقاضے یا خود فریبی:۔

پہلی بات میں کہتا ہوں میرا اولین مخاطب خود میرا نفس ہے کہ یہ سمجھنا خود فریبی میں مبتلا ہونا ہے کہ صرف قبروں کی پوجا نہ کر کے آدمی نے توحید کے سب تقاضے پورے کر دیئے۔ ''ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً''۔

''اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ سے ہٹ کر اوروں کو اس کا ہم پلہ بنا لیتے ہیں''

آپ غور کیجئے کہ قرآن نے جہاں بھی توحید بیان کی ہے ''من دون اللہ'' کے لفظ استعمال کیے۔

''ان الذین تدعون من دون اللہ عبادامثالکم'' اللہ کے علاوہ جن کو تم پکارتے ہو وہ بھی تمہاری طرح بندگان خدا ہیں''

یہاں بھی لفظ ''من دون اللہ'' استعمال کیا۔ ''والذین یدعون من دون اللہ لایخلقون شیئا وھم یُخلقون''

''اور جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ خود کسی چیز کے خالق نہیں بلکہ انہیں پیدا کیا گیا ہے۔

''من دون اللہ'' کے لفظ اتنے جامع ہیں کہ ان میں تمام غیر اللہ ہیں ان میں زندہ بھی ہیں اور مردہ بھی شامل ہیں۔

تم میں سے بعض نے مردوں سے مرادیں مانگیں اور تم میں سے بعض نے زندوں سے مرادیں مانگیں افسوس تم نے مل کر غیر اللہ سے مرادیں مانگیں۔

جابر حکمران کی نفی کی مثال:۔

قرآن اٹھا کر دیکھئے۔ قرآن کے تیس پاروں میں سب سے زیادہ فرعونوں کی نفی پر زور دیا گیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ یہ نمرود خدا بن بیٹھا ہے اس کی نفی کرو۔

WWW.IBQARI.ORG

یہ قبر کی نفی نہیں ہو رہی تھی بلکہ زندہ جابر حکمران کی نفی کا حکم دیا جا رہا تھا۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ، اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے انہوں نے دو فرعونوں میں سے اس مطلب کو بیان کیا۔

اے کہ اندر حجرہ ہا سازی سخن
نعرہ لا پیش نمرودے بزن

"اے حجروں کے اندر بیٹھ کر باتیں بنانے والو! کسی نمرود کے سامنے جا کر لا کا نعرہ لگاؤ"۔

قبر تو مٹی کا ڈھیر ہے' اس کی نفی میں کون سی دقت پیش آتی ہے جس کسی نے قبر پر چادر نہ چڑھائی اور چراغ نہ جلایا وہ اتراتا پھرتا ہے کہ توحید کے سب تقاضے اس نے پورے کر دیئے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو توحید کی ارتقائی منزلوں سے گزارا گیا تو ان سے بھی یہی کہا گیا کہ " اذھب الی فرعون انہٗ طغٰی "جاؤ جا کر فرعون کی نفی کرو۔ اور اس کے روبرو جا کر کرو وہ سرکش ہو گیا ہے۔

فلسفہ توحید کی عجیب منطق:۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھو کہ عزیز مصر کی نفی کر رہے ہیں۔ زندہ خداؤں کی نفی کرنا بڑی کٹھن منزل ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی توحید یہی تھی' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی توحید یہی تھی' ائمہ کرام رحمہم اللہ کی توحید یہی تھی۔ وہ تمام ضمیر فروش علماء جو دنیادار، جاہ طلب' سرمایہ داروں کی زکوتیں کھا کر سال بھر ان کی کاسہ لیسی اور حاشیہ برداری کرتے ہیں اور اس کے باوجود اپنے آپ کو توحید کے بلند ترین مقام پر فائز سمجھتے ہیں اور پوری ملت اسلامیہ کو حقیر جانتے ہیں اور ان کی توحید کا حال یہ ہے کہ حقیر ترین دنیوی اغراض کیلئے دنیادار سرمایہ داروں کے گھروں کا طواف کرتے ہیں اور ان کی صحبتیں اور شامیں ان کی چاپلوسی میں بسر ہوتی ہیں۔ کیا "من دون اللہ" میں صرف حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہی شامل ہیں؟ کیا فاسق و فاجر حکام اور دنیادار سرمایہ دار من دون اللہ میں شامل نہیں ہیں؟ یہ کیا منطق

ہوئی؟ توحید کا یہ تصور ان لوگوں نے اپنے جی سے گھڑ لیا ہے۔ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ کی توحید تو بڑی انقلاب آفرین ہے وہ تو ساری دنیا کے بادشاہوں کے نام انقلابی خطوط لکھنے والی توحید ہے۔

"اسلم تسلم"۔ اسلام لاؤ تو محفوظ رہ سکو گے" اس توحید کے نتائج کا ظہور تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اعلان میں ہوا تھا۔

"هلك قيصر و لا قيصر بعده هلك كسرىٰ ولا كسرىٰ بعده"۔

فرمایا کہ میری آمد کا بدیہی نتیجہ قیصر و کسریٰ کی ہلاکت ہے۔ اور یہ انقلاب جو میں برپا کر رہا ہوں اس کا بدیہی نتیجہ قیصریت اور شہنشاہیت کی تباہی ہے۔ دوستو! وقت کے فرعونوں کی بھی نفی کرو۔ دنیا دار سرمایہ داروں کی بھی نفی کرو۔

توحید کی اصل حقیقت:۔

"لاتسئل الناس شيئا"۔ غیر اللہ سے کچھ نہ مانگو۔ نہ مردوں سے مانگو نہ زندوں سے کچھ مانگو۔

حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتوح الغیب" میں توحید بیان فرماتے ہیں:

"مادمت قائماً مع الخلق راضيا لعطا ياهم متردداً الى ابوابهم انت مشرك بالله خلقه"۔

جب تک تو مخلوق کے سہارے لیتا ہے زندوں کے سہارے لیتا ہے اور مردوں کے سہارے لیتا ہے جب تک ان کی جیب پر تمہاری نظر ہے جب تک ان کی بخشش اور نوال کی آس لگائے بیٹھا ان کے دروازوں پر تو دھکے کھا رہا ہے تو اللہ کے ساتھ ان کو شریک ٹھہرا رہا ہے۔ محمد علی جوہر رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

اور سلطان باہو رحمہ اللہ فرماتے ہیں

چو تیغ لا بدست آری بیا تنہا چہ غم داری
مجو از غیر حق یاری کہ لافتاح الا ھو

جب لا کی تلوار تیرے ہاتھ میں ہے تو حق کے سوا کسی کا سہارا نہ لو کہ اس کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں۔ اور شیخ شیراز رحمہ اللہ سے توحید سنیے:

موحد کہ دریائے ریزی زرش
دگر تیغ ہندی نہی برسرش
امید و ہراسش نہ باشد زکس
ہمیں است بنیاد توحید وبس

موحد وہ ہے جس کے قدموں میں تم سونے کے انبار لگا دو مگر اس کی رال نہ ٹپکے جس کے سر پر آرا رکھ دو لیکن اللہ کے سوا کسی کا خوف اس کے دل میں نہ ہو۔

توحید اور ادب یکجا کرو:۔

دوسری بات یہ عرض کرتا ہوں کہ موحد ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی بے مہار ہو جائے، رسیاں تڑا بیٹھے، بے ادب اور گستاخ ہو جائے، اہل اللہ کی شان میں گستاخیاں کرے، محسنوں کا گریبان پھاڑے اور سمجھے کہ میں توحید کے تقاضے پورے کر رہا ہوں۔

دوستو! میرا کام مرض کی تشخیص اور اس کا علاج ہے گو مریض چیخے، چلائے، ناک بھوں چڑھائے، مشفق ڈاکٹر وہ ہے جو حلق میں دوا انڈیل دے۔ آج تم کسمساؤ گے، مضطرب ہو ہو کے زانو بدلو گے، مگر کچھ عرصے کے بعد تم مجھے دعا دو گے اور کہو گے کہ بات ٹھیک کہہ گیا تھا۔ جب مریض شفایاب ہوتا ہے تو کڑوی دوا کھلانے والے کو بھی دعا دیتا ہے۔

بزرگوں کا ادب احادیث کی روشنی میں:۔

دوستو! کچھ حدیثیں ایک مسجد میں بیان ہوتی ہیں کچھ دوسری مسجد میں بیان ہوتی ہیں اور کچھ ایسی بھی ہیں کہیں بیان نہیں ہوتیں اس لیے کہ ان کا بیان کرنا فرقہ وارانہ مصلحتوں کے منافی سمجھتے ہیں۔

دوستو! احادیث میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ: "اذا تکلم اطرق جلساہ کانما علی رؤوسھم الطیر"

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے پاس بیٹھنے والے گردنوں کو جھکا لیتے تھے اور حرکت نہ کرتے تھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں یعنی حرکات فاضلہ نہ کرتے تھے..... فالتو حرکت سے بھی اجتناب کرتے تھے۔ فالتو حرکت کو بھی خلاف ادب جانتے تھے۔

دوستو یہ بھی تو صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ عروہ بن مسعود صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ساتھیوں سے کہا عجیب منظر دیکھا ہے وہاں "انہ لایتوضاء الا ابتدروا وضوءہ"

وہ جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرتا ہے۔ لوگ تبرکاً اور تیمناً اسے جسم پر ملتے ہیں۔

"ولایبصق بصاقاً الا تلقوہ باکفھم"۔ اور ان کا لعاب دہن بھی گرتا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنھم کے ہاتھوں پر گرتا ہے۔

"ولا تسقط منہ شعرۃ الا ابتدروھا"۔ ان کا کوئی بال بھی گرتا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنھم اس پر لپکتے ہیں۔

ادب قرآن کی نظر میں:۔

قرآن مجید پڑھ کر دیکھیں کہ وہ شخصیتیں جو اللہ کی ربوبیت کی مظہر ہیں اور انسان کی تربیت کرتی ہیں ان کا ادب ملحوظ رکھنے کی کس شدت سے تلقین کی گئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ والدین جسمانی تربیت کرتے ہیں ان کے متعلق فرمایا۔ "ولاتقل لھما اف ولا تنھر ھما وقل لھما قولا کریما"

دیکھو! انہیں کبھی یہ بھی نہ کہنا کہ تف ہے تم پر۔ یہ میری ربوبیت کے مظہر ہیں ان کے ذریعے سے میں تمہاری تربیت کر رہا ہوں ان کو کبھی نہ جھڑکنا۔ ان سے جب بات

کرو تو بات کو جانچ لیا کرو۔

روحانی تربیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی کے ذریعے سے کی گئی۔ ان کے بارے میں حکم ہوا۔

"یاایھا الذین امنوالا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھرو الہٗ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون"۔

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو پیغمبر ﷺ کی آواز سے اُونچا مت ہونے دو اور ان کے ساتھ یوں بے تکلفی سے بلند آواز سے بات مت کیا کرو جیسا کہ تم آپس میں کرتے ہو ورنہ میں تمہارا پورا اعمالنامہ غارت کر دوں گا۔ یعنی میں تمہاری عبادتوں اور ریاضتوں کو لے کر کیا کروں اگر میرے حبیب ﷺ سے تمہیں بات کرنے کا سلیقہ نہیں۔

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا ادب مرشد:۔

دوستو! ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے حالات "ارواح ثلاثہ" میں دیکھ رہا تھا وہ اپنے شیخ سید احمد شہید رحمہ اللہ کی معیت میں حج کرنے کے بعد جب واپس آئے تو لکھنؤ میں اطلاع ملی کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ انتقال فرما گئے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، سید احمد شہید رحمہ اللہ کے شیخ تھے۔ سید احمد شہید رحمہ اللہ، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے عاشق تھے۔ یہ خبر سن کر سید احمد شہید رحمہ اللہ سخت بے قرار ہوئے اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ سے کہا فوراً دہلی جاؤ اور معلوم کر کے آؤ کہ سچ مچ میرے شیخ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کو اپنا ذاتی گھوڑا دیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تمام راستہ گھوڑے کی باگیں تھامے ہوئے پیدل چلتے رہے لیکن گھوڑے کی اس زین پر بیٹھنے کی ہمت نہ ہوئی جس پر ان کے شیخ بیٹھتے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کس قدر باادب آدمی تھے کہ اس زین پر بیٹھنا

بھی سوئے ادب سمجھا جس پر ان کے شیخ بیٹھتے تھے۔

ارواح ثلاثہ میں لکھا ہے کہ سید احمد شہید رحمہ اللہ کی موجودگی میں شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تقریر نہ کرتے تھے۔ خاموش بیٹھے رہتے کہ میرے شیخ بیٹھے ہیں۔ ان کی موجودگی میں کیا کہوں۔

سلوک سے ناواقفیت یا کتمان حق:۔

بعض لوگوں نے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' ہی پڑھی ہے، کبھی ''صراط مستقیم'' بھی دیکھو، کبھی ''عبقات'' بھی پڑھو وہ تو بہت لطیف آدمی تھے وہ تجلیات سے آگاہ، وہ انوار سے آگاہ، سلوک کے مقامات سے آگاہ، خدا کی محبت اور معرفت کے تمام رموز سے واقف، ان کی شخصیت میں توحید اور ادب یکجا ہو گئے تھے۔ توحید و ادب کا یکجا ہونا تکمیل کی علامت ہے۔

حضرت مجدد نقشبندی رحمہ اللہ کا ادب مرشد:۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات دیکھ رہا تھا خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کو خط لکھتے ہیں۔ ''ایں فقیر از سرتاپا محرق احسان ہائے والدشما است''

یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد کے احسانات میں ڈوبا ہوا ہے۔ ایک خط میں خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کے صاحبزادوں کو لکھتے ہیں:۔

''اگر مدت العمر سرخود را پانمال اقدام خدمہ عتبہ علیہ شمار کردہ باشم ہیچ نکروہ باشم''

فرماتے ہیں: آپ کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ اگر آپ کے آستانے کے خادموں کی عمر بھر خدمت کرتا رہوں تو پھر بھی آپ کا حق تو ادا نہ ہو سکے گا۔

اپنوں پہ ستم:۔

دوستو! بھاگ تو ایسے لوگوں کو ہی لگتے ہیں، اور جو اپنے محسنوں کو ذبح کریں، وہ

سرسبز کیوں کر ہو سکتے ہیں۔ یہودی بھی یہی کیا کرتے تھے۔ جو لوگ ان کے محسن تھے ان کے مربی تھے جنہوں نے زندگیاں اپنی تربیت کیلئے وقف کر رکھی تھیں ان ہی کو اپنا دشمن جانتے تھے۔ ان کے گریبان پھاڑتے تھے اور ان ہی کے قتل کے درپے تھے۔

"یقتلون النبیین بغیر الحق" ناحق پیغمبروں کو قتل کیا کرتے تھے۔

اس جرم کی پاداش میں ان پر اللہ کی لعنتیں برسیں اور وہ مغضوب ہوئے۔

ضربت علیهم الذلة والمسكنة وباء وا بغضب من الله۔

ادب اور توحید لازم ملزوم:۔

دوستو! یہ فقرہ غور سے سنیں۔ موحد ہوتے ہوئے مؤدب ہونا اور مؤدب ہوتے ہوئے موحد ہونا بہت بڑی سعادت ہے کچھ لوگوں کو توحید کی شدبد ہوتی ہے تو ادب کی لطافتوں اور باریکیوں سے محروم ہوتے ہیں اور کچھ لوگوں کو ادب کی شدبد ہوتی ہے تو توحید کے معارف سے محروم ہوتے ہیں۔ مؤدب ہوتے ہوئے موحد ہونا اور موحد ہوتے ہوئے مؤدب ہونا یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ دوستو! اور میں اللہ سے اس سعادت کی بھیک مانگتا ہوں۔

آئین محمدی ﷺ کا نفاذ:۔

اگلی بات یہ عرض کرتا ہوں کہ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا یہ مشن تھا کہ اس خطہ زمین پر آئین محمدی ﷺ کو نافذ کریں۔ اے کاش! کہ تم اسے اپنا مشن بناؤ۔ محض چند فروعی اور اختلافی مسائل پر اپنی تمام توانائی کو غارت کر دینا اور احیائے دین اور آئین محمدی ﷺ کے نفاذ کے کام سے یکسر غافل ہونا، میں جرم عظیم سمجھتا ہوں۔

اے کاش کہ آئین محمدی ﷺ کے نفاذ کے اس عظیم مقصد کو تم اپنے پیش نظر رکھو اور اس کیلئے مسلسل تگ و دو کرو جس کیلئے شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید رحمہما اللہ نے اپنی جان تک کو نچھاور کر دیا تھا۔

دوستو! ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے وہ لوگ بہت اچھے ہوتے ہیں جو اپنا احتساب

کرتے ہیں جو اپنی گھات میں بیٹھ کر اپنی چوریاں پکڑتے ہیں۔

خواہی اگر کہ عیب تو روشن شود ترا
یکدم منافقانہ نشین در کمین خویش

ہم جو اتباع سنت پر اس قدر زور دیتے ہیں تو کیا سچ مچ سنت کی پیروی ہمارا شعار ہے کیا چند فروعی مسائل پر جھگڑنا اتباع ہے؟

اطاعت امیر:۔

آپ غور کیجئے کہ احادیث میں امیر کی اطاعت پر کس قدر زور دیا گیا ہے۔ جماعتی نظم وضبط کو برقرار رکھنے اور امیر کی اطاعت وانقیاد کی کس شدت سے تلقین کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''من یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعصی الامیر فقد عصانی''۔

جو امیر کی اطاعت کرتا ہے' وہ حقیقت میں میری اطاعت کرتا اور جو امیر کی نافرمانی کرتا ہے وہ حقیقت میں میری نافرمانی کرتا ہے کچھ لوگ امیر کو بھینگی آنکھ سے دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں اس لیے یہ بھی فرمادیا ''اسمعوا واطیعوا ولو استعمل علیکم عبد حبشیٌ''۔

دیکھو! امیر کی بات مانو اگرچہ تم پر کالا بھجنگ حبشی غلام ہی کیوں نہ مقرر کر دیا جائے۔

آپ غور کریں آپ کس طرح مجلس شوریٰ میں امیر منتخب کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ باہر باہر سے امیر آپ پر ٹھونس دیا جاتا ہو اور آپ وہ دولتیاں جھاڑیں کہ یہ کہاں سے آ گیا ہے پچھلے پچیس برسوں سے تو میں دیکھ رہا ہوں کہ خود ہی امیر بناتے ہیں اور پھر خود ہی اس کے خلاف سازشیں کرتے ہیں خود اس کی ٹانگیں کھینچتے ہیں خود اس کی تذلیل وتحقیر کرتے ہیں۔

دوستو! یہ کتنی بڑی نحوست ہے یہ تو ہم نے اسلام کی عمارت کی بنیادوں کو ڈھا دیا۔ تم کون سے اتباع سنت کا ذکر کرتے ہو' یہ خلفشار' یہ انتشار' یہ انارکی' یہ طوائف الملوکی کی ہر

شخص خاک اڑا رہا ہے۔ امیر کے سر پر بھی خاک پڑی ہوئی ہے سب کے چہرے لتھڑے ہوئے ہیں سب کے سروں پر خاک پڑی ہوئی ہے۔ "فما لھؤلآء القوم لایکادون یفقھون حدیثا"

دوستو! کچھ لوگ تو ویسے ہی باغی ہوتے ہیں اور کچھ جماعت کے اندر رہ کر بھی امیر کو معطل کیے رہتے ہیں اور حکم اپنا چلاتے ہیں وہ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں سنگین مجرم ہیں۔

یہ جماعت کے اندر رہتے ہوئے امیر کو معطل کیے رکھتے ہیں اور اسے الو بنا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔ یہ فریب اور دھاندلی..... یہ کیا زندگی ہے جو تم بسر کر رہے ہو؟ یاد رکھو! جب تک جماعت کے اندر افراد امیر پر اس طرح جانیں نہ چھڑکیں جس طرح پتنگے شمعدان پر گرتے ہیں اسلام کے جماعتی نظام کی ابجد ہوز بھی سیدھی نہیں ہو سکتی۔

یہ دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف حسد اور بغض کا ہونا یہ اڑنگا پٹخنی' یہ دھول دھپا اور دھینگا مشتی..... کیا یہ دینی زندگی ہے؟

بزرگ فراموشی یا علمی بھول:۔

دوستو! ہمارے بزرگوں کی تصنیفات کو دیمک چاٹ رہی ہے' ہم میں کوئی نہیں' جوان بزرگوں کے حالات زندگی کو ضبط تحریر میں لائے۔ عظیم شخصیتیں تمہارے ہاں گزری ہیں۔ لوگوں نے اپنے بزرگوں کے خادموں کے خادموں کے حالات زندگی بھی لکھ ڈالے تم کو کیا ہوا کہ جن لوگوں نے ساٹھ ساٹھ برس تک تمہاری بے لوث خدمت کی' ان پر قلم اٹھانے کے لیے تمہارے پاس وقت نہیں ہے۔ تمہیں الیکشن جیتنے اور ہارنے کا ایسا لپکا پڑ گیا ہے کہ اور کسی بات کا تمہیں ہوش باقی نہیں رہا۔ تمہاری درسگاہیں بنجر ہو گئیں۔ بانجھ ہو گئیں۔ ان درسگاہوں سے اب کوئی مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ پیدا نہیں ہوتے۔ کوئی مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ پیدا نہیں ہوتے۔ کوئی داؤد غزنوی رحمہ اللہ پیدا نہیں ہوتے۔ نہ اہل قلم پیدا ہوتے ہیں نہ مبلغ پیدا ہوتے

ہیں نہ مقرر پیدا ہوتے ہیں۔ نہ محقق پیدا ہوتے ہیں اور یہ باتیں تمھیں غور کی دوستو! تم دن رات اکھاڑ پچھاڑ میں لگے رہتے ہو۔ یہ کیا زندگی ہے جو تم نے اختیار کر رکھی ہے۔ آہ! کس قدر درد ہے میرے سینے میں جس کا اظہار کر رہا ہوں اور اس تلخ نوائی کیلئے آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔ مرکزیت نہ ہو تو خلفشار ہے' انتشار ہے۔

امام اسے بناؤ جسے روح کی گہرائیوں سے پیار کرو۔ چند برس پہلے بھی میں یہاں آیا تھا اور اپنی باتیں کہہ گیا تھا مگر تمہارے سینوں میں دل نہیں پتھر ہیں جس سے میری آواز ٹکرا کے لوٹ آتی ہے۔

تم نے عرض ہی نہیں بلکہ تم نے **جعلوا اصابعهم فی اذانهم واستغشوا ثیابهم واصرّوا واستکبرو استکباراً۔** کی تمام سنتیں پوری کر دیں۔

اسلاف رحمہم اللہ کے ذکر اللہ کا حال:۔

ایک نصیحت تمہیں اور کرتا ہوں روزانہ کچھ وقت اللہ اللہ بھی کیا کرو' میں نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ ہر وقت جدل و بحث ہی میں لگے رہتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے یکسر غافل ہیں۔ ہمارے اسلاف ایسے تو نہ تھے وہ سب ذاکر تھے۔ ان کی زبانیں ذکر سے رکتی نہ تھیں۔ شیخ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ **غایة المقصود** '' کے مقدمے میں حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''**کان مستغرقاً فی ذکر الله فی جمیع احیانه**''

وہ آٹھوں پہر چونسٹھ گھڑی اللہ کے ذکر میں ڈوبے رہتے تھے۔

شیخ لکھتے ہیں: ''**وکان لحمه وعظامه واعصابه واشعاره متوجها الی الله فانیا فی ذکر الله**''۔

ان کا گوشت' ان کی ہڈیاں' ان کے پٹھے' ان کا ہر ہر بُن مو اللہ کی طرف متوجہ رہتا تھا اور اللہ کے ذکر میں فنا ہو گیا تھا۔

یہ تھے ہمارے اسلاف، ہم تو دنگا فساد اور لڑائی جھگڑے میں پڑ گئے۔

مقابلہ، یا اپنا محاسبہ:۔

میں نے دیکھا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی کھلی اڑا رہا تھا اور اس پر پھبتی کس رہا تھا کہ تمہارا درود غیر مسنون ہے اور تم بدعتی ہو۔ میں نے اسے کہا کہ بھائی آج جمعہ تھا خود تم نے کتنا درود پڑھا۔ یہ تو تم نے کہا کہ اس نے غلط درود پڑھا مگر تمہاری اپنی زبان بھی تو ساکت وصامت تھی۔ مسنون درود پڑھنے کی آج ایک بار بھی نہیں توفیق ہوئی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اکثروا علی الصلوۃ یوم الجمعۃ'' جمعہ کے دن مجھ پر درود کثرت سے بھیجا کرو۔

ہم پر کیسی غفلت طاری ہوئی۔ جمعہ کے دن ہم نے درود پڑھنا بھی چھوڑ دیا۔

مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کا کثرت درود شریف:۔

مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کی عجیب کیفیت ہوتی تھی جمعہ کے دن۔ ان کی زبان درود سے رکتی نہ تھی۔ ان کی ایک عزیزہ جو ابھی زندہ ہیں اور معمر خاتون ہیں نے مجھ سے ذکر کیا کہ ایک جمعہ کو عصر کے وقت میں مولانا عبدالواحد غزنوی سے پوچھ بیٹھی کہ آپ نے میری فلاں چیز بازار سے منگوانی ہے؟ ان کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ کہنے لگے تم کو کیا ہو گیا ہے، دیکھو ساری کائنات میں حضور ﷺ کے عاشقوں کے درود فرشتے مدینہ لئے جا رہے ہیں تم دنیا کی باتیں کر رہی ہو درود پڑھو خدا کے لیے یہ ہمارے اسلاف تھے دوستو ہم کو کیا ہو گیا۔ صرف تخریب، صرف خاک اڑانا ہمارا کام رہ گیا۔

ذکر اللہ سب سے بڑی نعمت:۔

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کچھ وقت روزانہ اللہ اللہ کیا کرو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس دنیا میں اللہ کے ذکر کی لذت سے بڑھ کر کوئی لذت نہیں۔ دنیا کی تمام لذتیں ذکر کی لذت کے سامنے ہیچ ہیں۔ ایک فقیر کہتا ہے۔

اندر بوٹی مشک مچایا جان پھلن پر آئی ھو

''میرا سینہ ذکر سے مہک اٹھا ہے۔ میں آپے سے باہر ہوا جاتا ہوں''

خاقانی کہتا ہے:

پس ازہی سال ایں نکتہ محقق شدبہ خاقانی
کہ یکدم باخدا بودن یہ از ملک سلیمانی

تیس سال میں لذت کی تلاش میں پھرتا رہا' تیس سال کے بعد یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچی کہ ایک لمحہ اللہ کی معیت میں گزار دینا تخت سلیمانی کے ہاتھ آنے سے بھی بہتر ہے۔

لذت پرست یا خدا پرست:۔

دوستو! اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے اور یہ بات بھی پلے باندھو کہ لذت آئے یا نہ آئے اس کے ذکر میں لگا رہنا چاہئے۔ جو آدمی لذت آئے تو ذکر کرتا ہے اور نہ آئے تو نہیں کرتا ہے۔ وہ لذت پرست ہے خدا پرست نہیں ہے۔ میرے ایک بزرگ کہا کرتے تھے۔

یابم اورا یا نیابم جستجوئے میکنم
حاصل آید یا نے آید آرزوئے میکنم

میں اس کی جستجو میں لگا رہتا ہوں اسے حاصل کر سکوں یا نہ کر سکوں' یہ کیا کم ہے کہ اپنی تمنا کا چراغ اس نے میرے سینے میں جلا دیا ہے۔ اپنی آرزو سے میرے سینے کو آباد کر دیا ہے۔ یہ کرم کچھ کم ہے' جو اس نے مجھ پر کیا ہے۔

دوستو! فراق ہو یا وصل ہو' کیف ہو یا بے کیفی ہو' قبض ہو یا بسط ہو' اس کے آستانے پر جم کر بیٹھے رہو اور اللہ اللہ کرتے رہو۔

فراق ووصل چہ باشد رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

فراق اور وصل کیا چیز ہے؟ دوست کی رضا مانگو۔ حیف ہے جو اس سے اس کے سوا کسی اور کی آرزو کرو۔

اگر ذاکر ہر وقت کیف اور لذت کی حالت میں رہے تو اس میں غرور اور کبر پیدا ہو جائے اور ابلیس کی طرح راندۂ درگاہ ہو' یہ بے کیفی بھی اس کی ربوبیت ہے کہ اس بے کیفی

کی حالت میں انسان کو اپنی اوقات معلوم ہوتی ہے اور اس میں عجز و نیاز پیدا ہوتا ہے۔

بدرد وصاف ترا حکم نیست دم درکش
ہر آنچہ ساقی ماریخت عین الطاف است.

تم دَم سادھے رہو اور ساقی سے مت کہو کہ مجھے تلچھٹ پلاؤ یا مئے صاف دو۔ ساقی کی شفقت پر ایمان لاؤ وہ جو کچھ تیرے پیالے میں ڈالتے ہیں عین لطف و کرم ہے۔ یہ فراق اور وصل کی منزلیں، یہ بڑے لوگوں کی باتیں ہیں۔

ایک عارف کہتا ہے:۔

ہمینم بس کہ داند ماہ رویم
کہ من نیز از خریداراں اُویم

فرماتے ہیں کہ میں تو اسی بات پر وجد میں ہوں کہ میرا محبوب جانتا ہے کہ میں بھی اس کے طلب گاروں میں ہوں۔ اصل بات اس کے آستانے پر جم کر بیٹھنا ہے اور اس کے ذکر میں لگے رہنا ہے۔ غالب کہتا ہے:

اس فتنہ خو کے در سے اب اٹھتے نہیں اسد
اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو

دیکھو! غالب رند ہو کر کیسی استقامت کی بات کہہ گیا۔ تف ہے ہم پر اللہ کے عاشق ہونے کا دعویٰ کریں اور اتنی استقامت بھی نہ دکھلا سکیں۔

ایک چور استقامت کا ذریعہ:۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ امام صاحب تہجد کے وقت دعا فرماتے تھے "رحم اللہ ابا الھیثم"۔ "یا اللہ! تو ابو الہیثم پر رحم فرما"

مجھے بڑا رشک آیا کہ یہ کون ہے جس کیلئے اس قدر الحاح اور عاجزی سے دعا فرماتے تھے۔ ایک دن جرأت کر کے پوچھ لیا کہ یہ ابو الہیثم کون ہے؟ فرمایا: جب مجھے درے لگنے والے تھے اور مجھے جیل خانے کی طرف لے جا رہے تھے اور ضمیر فروش مولویوں نے آ کر

مجھے تحریفیں کر کر کے آیتیں سنائیں اور کہا کہ کس نے اتنی ضد اور ہٹ دھرمی کی ہے اے احمد جو تم کر رہے ہو۔ امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بھی کچھ ڈانواں ڈول ہونے لگا تھا۔ اس وقت ایک ڈاکو میرے سامنے آیا جس کا بازو کٹا ہوا تھا اس نے کہا: احمد میں ڈاکہ زنی کی پاداش میں کئی بار جیل جا چکا ہوں میں جب رہا ہوا ہوں سیدھا ڈاکہ ڈالنے کیلئے گیا۔ میرا ہاتھ کاٹ دیا گیا' پھر بھی ڈاکہ ڈالتا رہا' اب میرا بازو کاٹ دیا ہے اور میں پھر ڈاکہ ڈالنے کیلئے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا احمد! میری یہ استقامت شیطان کے رستے میں ہے حیف ہے تجھ پر اگر اللہ کے راستے مین اتنی بھی استقامت نہ دکھا سکو۔ امام احمد کہتے کہ یہ سن کر میں استقامت کا پہاڑ بن گیا اسی لیے دعا کرتا ہوں "رحم الله ابا الهيثم"

سودا قمار عشق میں خسرو سے کوہ کن
کس منہ سے آپ کو کہتا عشق باز
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

خلاصہ کلام:۔

پس اس کے آستانے پر جم کر بیٹھنا' اس کی غلامی پہ ناز کرنا' توحید و ادب کو یکجا کرنا' مرکزیت کو قائم کرنا' اپنے بزرگوں کی تصنیفات کو زندہ کرنا اور اپنی درسگاہوں سے جو بانجھ ہو گئی ہیں، جو بنجر ہو گئی ہیں، نکاسی کا سامان کرنا۔ یہ ہیں کام کرنے کے دوستو! اس بات کیلئے سر جوڑ کر بیٹھنا کہ نکاسی کیسے ہو گی درسگاہوں سے اہل قلم کیسے نکل سکتے ہیں مبلغ کیسے پیدا ہو سکتے ہیں؟ مقرر کیوں کر پیدا کیے جائیں ورنہ قحط ہوتا چلا جائیگا دوستو! نہ کوئی اہل قلم ملے گا نہ مقرر ملے گا' نہ قاری ملے گا' نہ محدث ملے گا' بانجھ ہوتی چلی جائیگی یہ زمین۔ اگر تم الیکشنوں میں لگے رہے۔

اللہ اللہ کی ضرورت:۔

دوستو! یہ باتیں ہیں کرنے کی۔ مرکزیت کو قائم کرنا' روح کی پوری گہرائیوں سے اس

کے ساتھ وابستگی کو محسوس کرنا' جو شخص اللہ اللہ نہیں کرتا ہے اس کے دل کا کھوٹ نہیں جاتا ہے اس کو مرکز کے ساتھ وہ وابستگی نہیں ہو سکتی ہے جو اللہ والوں کو اپنے مرکز سے ہوتی ہے۔

یادرفتگاں:۔

یہ درسگاہ حضرت صوفی عبداللہ صاحب نوراللہ مرقدہٗ کی یادگار ہے۔ وہ کس قدر اللہ اللہ کیا کرتے تھے۔ اللہ نے انہیں کیسی عزت بخشی۔ تم الیکشن لڑلڑ کر ذلیل ہوئے' وہ اللہ کے ذکر میں فنا ہو کر معزز ہوئے۔ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دل پر عجب کیفیت طاری ہے۔

مجھے یاد ہے کہ پچھلی مرتبہ جب میں یہاں تقریر کرنے لگا تو اس وقت کوئی اور صاحب جلسے کی صدارت کر رہے تھے صوفی صاحب رحمہ اللہ غلبہ حال میں بھاگتے ہوئے آئے اور صاحب صدر سے منت کی کہ اب میں صدارت کروں گا کرسی صدارت پر بیٹھ گئے اور ان پر جذب کی حالت طاری تھی۔ میں گفتگو کر رہا تھا اور ان کا چہرہ تمتما رہا تھا۔

اس رخ آتشیں کی شرم سے رات
شمع مجلس میں پانی پانی تھی

حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ بیمار ہوئے تو ان کی عیادت کیلئے میں لاہور سے لائلپور آیا۔ انہوں نے میرے ساتھ مل کر دعا کی اور بہت دیر تک دعا کرتے رہے یہ میری خوش نصیبی ہے کہ حضرت سید مولا بخش رحمہ اللہ بھی وہاں موجود تھے۔ ان کے ساتھ الگ بیٹھ کر دعا مانگنے کا شرف بھی مجھے حاصل ہوا۔ یہ آخری دعا تھی جو حضرت کوموی رحمہ اللہ نے میرے ساتھ مانگی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ان کے ساتھ یہ میری آخری دعا ہے تو میں دعا کو اور لمبا کرتا۔

جب حرمین سے واپسی ہوئی تو جدہ میں حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ دو منٹ کیلئے ملاقات ہوئی۔ خیریت پوچھی اور پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ یہ آخری دعا تھی جو حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ میں نے مانگی اور مجھے علم نہیں تھا کہ وہ

میرے ساتھ آخری دعا مانگ رہے ہیں۔

دیکھئے! یہ قافلہ کس تیزی سے رخصت ہو رہا ہے۔ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ رخصت ہوئے حضرت کوموی رحمہ اللہ رحلت فرما گئے۔ مولانا عبداللہ رحمہ اللہ روڑی والے بھی وفات پا گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں کسی عہدے کی ہوس نہ تھی اور اسکے باوجود عہدوں کی ہوس کرنے والوں سے زیادہ معزز تھے یہ وہ لوگ تھے جو مثبت انداز میں دین کا کام کرتے رہے یہ وہ لوگ تھے جو اپنے مشن میں فنا ہوئے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے۔ "تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لايريدون علوا فى الارض ولافسادا"۔

آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کیلئے مختص کر دیا ہے جو روئے زمین پر منصب کی بلندی اور فساد نہیں چاہتے ہیں۔

آپ نے غور فرمایا کہ اس آیت میں لفظ علوا استعمال کیا اور اب تو ہر شخص کو یہ لت پڑی ہے کہ وہ ناظم اعلیٰ ہو اور اعلیٰ کا لفظ بھی علو سے ہے اور یہ وہی بیماری ہے جس کا قرآن ذکر کر رہا ہے جن لوگوں کو ناظم اعلیٰ بننے کی ہوس ہے وہ یریدون علوا کے زمرے میں شامل ہیں۔ اور جو اڑنگا پچنگی اور دھینگا مشتی میں لگے ہیں وہ فسادا کے زمرے میں شامل ہیں۔ یاد رکھو! جو اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں فنا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بقا بخشتے ہیں۔ اس کو سچی اور دائمی عزت عطا فرماتے ہیں۔

آیئے! اب ہم سب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی قبروں کو نور سے بھر دے اور جو باتیں ہم نے کہی ہیں ان پر مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمادے۔

(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 25 تا 34)

فقہ و مسائل تصوف میں حکیمانہ بصیرت

وضاحت:۔ جناب پروفیسر چوہدری عبدالحفیظ رئیس شعبہ علوم اسلامیہ انجینئرنگ

یونیورسٹی لاہور "سیدی واخی۔ سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ" عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

ان کا دلنشیں اسلوب بیان لیکچر کا وہ انداز جس میں شعر و ادب پڑھاتے پڑھاتے' قرآن وحدیث فقہ اور مسائل تصوف اس حسین اور موثر ترین طریقے سے دل و دماغ میں اتار دیتے تھے کہ آج بھی ان کی چاشنی سے دل و دماغ باغ و بہار ہیں۔

(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 49)

سراپا ادب واحترام:۔

جناب سید صاحب رحمہ اللہ سراپا ادب تھے۔ اولیاء اللہ کا نام نہایت ادب واحترام سے لیتے تھے۔ علماء کی حد درجہ تعظیم بجالاتے تھے۔ دنیاداری کے برعکس اہل دل' اہل علم اور اہل اللہ حضرات ان کے ہاں زیادہ عزت پاتے تھے۔ جب یہ علم ہوتا کہ یہ آدمی محض اللہ کی خاطر آیا ہے تو سب کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ ائمہ کرام اور فقہائے عظام رحمہم اللہ کا نام ہمیشہ عزت سے لیتے تھے "رحمۃ اللہ علیہ" کے بغیر کبھی نام نہ لیتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے دین سراسر ادب ہے توحید سراسر ادب ہے ادب میں یہی ان کا نظریہ تھا۔

میں نے ان سے ادب کی لطافتیں سیکھی ہیں مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ کوئی خط لکھوانے لگے تو میں نے حدیث کی ایک کتاب جو سامنے پڑی تھی پکڑ کر کاغذ کے نیچے رکھنے کی کوشش کی تو میرے ہاتھ سے فوراً کتاب چھین لی اور ایک کاپی اٹھا کر دے دی ایک دفعہ قرآن مجید پر تفسیر کی کوئی کتاب رکھی تو فوراً اوپر سے اٹھانے کا حکم دیا فرمایا کہ حفظ مراتب کا ہمیشہ خیال رکھو۔ قرآن مجید کے اوپر تفسیر اور حدیث کی کتاب مت رکھو۔ ہاں قرآن کے نیچے رکھ سکتے ہو جس کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہوتی اسے پھاڑ کر کبھی ردی کی ٹوکری میں نہ پھینکتے تھے فرمایا کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب سیکھنا ہو تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سیکھو۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 53)

ذکر کے انوارات اور تسبیح استعمال فرمانا:۔

(حضرت ابوبکر غزنوی) نے حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی ساری زندگی پڑھی

تھی اور بہت حد تک روحانیت میں، عبادت میں، کلمہ حق کہنے میں دین کو پھیلانے میں انہوں نے وہی طریقہ اختیار کیا جو حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا متعین کردہ تھا للّٰہیت، تقویٰ، ذکر الٰہی، کثرت ذکر، دوام ذکر، درود شریف اور بے پناہ درود شریف..... یہی وہ بنیاد تھی جس کی بنا پر ان کا ہر وعظ اثر انگیز ہوتا وہ کسی بھی جلسے کا خطاب کرنے سے پہلے ذکر کرتے۔ جب گاڑی پر جلسے کی طرف رواں ہوتے تو ذکر کے انوار ان کے چہرے سے پھوٹ پڑتے تھے۔ اس عالم میں ان کے چہرے پر نظر نہیں رکھی جاتی تھی۔ صبح کے وقت نماز فجر کے بعد سے 9 بجے تک ذکر میں مشغول رہتے۔ طالب علمی کے زمانے میں ایک روز کلاس نے مجھے کہا کہ غزنوی صاحب رحمہ اللہ سے درخواست کروں کہ صبح سویرے سات بجے ہمارا (extra period) لے لیں۔ میں نے نمائندگی کرتے ہوئے درخواست کی۔ فرمایا یہ وقت تو حاصل عمر رائیگاں ہے۔ یہ فقرہ میں نے بارہا ان کی زبان سے سنا تھا وہ دن مجھے ہرگز نہیں بھولتا۔ میں صبح سویرے ان کے در دولت پر حاضر ہوا۔ قبلہ رو منہ کیے کرسی پر بیٹھے تھے ہاتھ میں تسبیح تھی چہرہ ذکر کی کثرت اور اس کے انوار سے تمتما رہا تھا مجھے دیکھتے ہی ہاتھ سے پاس پڑی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ کرسی پر بیٹھتے ہی مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی یوں محسوس ہوا جیسے میں انوار کی بارش میں غسل کر رہا ہوں میری زبان پر بھی یکا یک ذکر جاری ہو گیا۔ کوئی پانچ چھ منٹ بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ میں نے بھی دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ دعا سے فارغ ہو کر دل نواز مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا۔ میں معذرت چاہتا ہوں آپ کو انتظار کرنا پڑا۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 55)

لفظ پیر اور کامل مرشد سے پہلی دفعہ شناسائی

وضاحت:۔ جناب مولانا حکیم محمد عبدالرحمٰن دارالعلاج رحمانی گوجرانوالہ، عنوان بیاد سید ابوبکر غزنوی مرحوم کے تحت'' ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں:

مولانا عبدالجبار غزنوی سے ایک خاتون کی بیعت:۔

ایک دفعہ میں نے خان (خان موج دین) صاحب موصوف کو خمیرہ مروارید جو

نسخہ کلاں دیا آپ نے وہ اپنی والدہ محترمہ کو بطور تحفہ دیا۔ خاں صاحب کی والدہ محترمہ جنہیں ہم اماں جی کے خطاب سے یاد کرتے حضرت سید عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کی شاگردہ تھیں اور حضرت سید امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی بیعت تھیں۔ اماں جی رحمہا اللہ نہایت شفیق اور اولوالعزم دل رکھتی تھیں۔ باقاعدہ تہجد ادا فرماتیں۔ موج نے کہا اماں جی سجدہ اتنا طویل فرماتیں میں سمجھتا شاید آپ کب اٹھیں گی۔

(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص64)

.....چنانچہ آپ نے وہ خمیرہ مروارید حضرت سید محمد داؤد صاحب رحمہ اللہ کو مرحمت فرمادیا۔ چند دنوں کے بعد دواخانہ میں میرے پاس عبدالحئی خاں صاحب (موج کے بڑے بھائی) آئے اور کہا کہ ذرا لاہور چلنے کی تکلیف فرمائیے۔ ہمارے پیر صاحب آپ کو یاد کرتے ہیں۔ یہ پیر صاحب کے لفظ سے میں چونکا تو انہوں نے ذرا وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کا خمیرہ مروارید ہم نے اپنے پیر صاحب کو دیا تھا انہوں نے فرمایا ہے کہ میں ان حکیم صاحب کو دیکھنا چاہتا ہوں جنہوں نے یہ خمیرہ تیار کیا ہے۔ پیر صاحب کا نام انہوں نے نہیں بتایا اور میں نے تو اس بات کو معمولی سمجھتے ہوئے دریافت ہی نہ کیا۔

ویسے میرا خیال تھا پیر مکی یا اس کے گرد و نواح علی ہجویری صاحب رحمہ اللہ یا کسی چھوٹے موٹے پیر صاحب کے ہاں چلنا ہوگا لاہور پہنچ کر عبدالحئی صاحب شیش محل روڈ کی طرف چل دیئے۔ میں نے پھر بھی یہی اندازہ کیا کہ ہجویری صاحب رحمہ اللہ کے دربار میں کوئی پیر صاحب ہوں گے حتیٰ کہ ہم شیش محل روڈ مدرسہ تقویۃ الاسلام کی بلڈنگ میں داخل ہوگئے۔ عبدالحئی صاحب آداب ہائے اذن سے بے نیاز مجھے ساتھ لیے رواں دواں اوپر چلے گئے۔ آخری منزل پر پہنچے، کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت سید مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ سادہ سی نواڑ کی بنی ہوئی چارپائی پر بیٹھے ہیں۔ حسن و جمال کے انوارات ان کے سراپا کی زینت ہیں۔

مجھے دیکھتے ہی چارپائی پر اٹھ کھڑے ہوئے' گلے سے لپٹ گئے فرمایا میں نہ کہتا تھا یہ تو ہماری تربیت کے اثرات ہیں ہماری صحبت ایسے یافتگان کے فیوض و برکات ہیں ایسا مخلص اور محنتی طبیب فن طب کے نظر و عمل کی کلیات جو مجھ تک پہنچی ہیں آپ نے خمیرہ کی ترکیب میں جواہرات کے صلایہ میں اس قدر محنت کی ہے کہ وہ خمیرہ کی ذات بن گئے ہیں اور پھر یہ کہہ کر بے اختیار آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ (ص65)

ذکر اللہ کے داعی:۔

آپ کے انتقال کے بعد آپ کے غزنویہ نے انہیں بالاتفاق اپنا (امیر) مقرر کیا۔ آپ ایم اے ایل ایل بی بھی تھے۔ راسخ العقیدہ اور روشن خیال عالم دین تھے ذکر اللہ کے بہت بڑے داعی تھے۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور ص66)

تم کیا گئے دن روٹھ گئے بہار کے

وضاحت:۔ جناب مولانا ارشاد الحق اثری عنوان: ''تم کیا گئے دن روٹھ گئے بہار کے''، ''کچھ یادیں کچھ باتیں'' کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

خاندان غزنویہ سے تعارف حمائل غزنویہ اور مترجم مشکوٰۃ سے ہوا اور تعلق خاطر حضرت سید عبداللہ غزنوی نور اللہ مرقدہٗ کے سوانح اور بالخصوص ان کے مطبوع خطوط سے ہوا حسن اتفاق کہ اسی زمانہ میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب قدس سرہٗ (قلعہ میہاں سنگھ) کے سوانح حیات مل گئے۔ انہوں نے جلتی پر تیل ڈالا اور یوں اس خاندان سے قلبی تعلق استوار ہوتا گیا۔

استغناء، درویشی اور پابندی اذکار:۔

سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ اسی عظیم خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ ماہر علوم قدیمہ و جدیدہ کے ساتھ آپکو وجہات للّٰہیت استغناء درویشی میں بادشاہی ذکر و اذکار میں انہماک' فقراء سے محبت اپنے خاندان سے ورثہ میں ملا۔

راقم السطور سے ان کا تعارف غالباً 1970ء میں ہوا۔ آپ رحمہ اللہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں لائل پور تشریف لائے۔ میں ان دنوں معتکف تھا۔ استاذ محترم مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ العالی سے گزارش کی کہ میرا پیغام حضرت سید صاحب رحمہ اللہ تک پہنچا دیں کہ مسجد کے کونہ میں ایک درویش زیارت کا متمنی ہے شرعی حدود مانع نہ ہوتیں تو حاضر خدمت ہوتا۔

حسب اطلاع دوپہر کے وقت پیغام پہنچا تو عصر کے بعد جناب میاں عبدالواحد کے ساتھ مسجد منٹگمری بازار میں تشریف لائے میں ابھی وضو سے فارغ ہو کر معتکف میں جا رہا تھا کہ پیچھے سے آواز سنائی دی کہ حضرت سید صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے ہیں۔ واپس لوٹا اور جلدی سے سلام کے بعد نعلین اٹھا کر معتکف میں رکھ لیے۔ آپ رحمہ اللہ نے وضو کیا میں پاس کھڑا ان کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا محسوس یوں ہوتا تھا کہ آپ ہاتھ پانی سے نہیں آنسوؤں سے دھو رہے ہیں اور بار بار وضو کے دوران مسنون دعا پڑھ رہے ہیں۔ ''اللھم اغفرلی ذنبی ووسع لی داری وبارك لی فی رزقی''۔

(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص68)

دیوانگی عشق بڑی چیز ہے:۔

(شیخ ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ) نے نماز پڑھائی۔ کسی زمانہ میں غزنوی طریقہ نماز سن رکھا تھا۔ آج اس کا مشاہدہ کیا۔ تقریباً بیس منٹ میں نماز سے فارغ ہوئے۔ نماز میں جو سکون واطمینان حاصل ہوا افسوس وہ آج تک دوبارہ حاصل نہ ہو سکا۔

نماز کے بعد چائے آ گئی۔ اسی دوران کچھ طالب علمانہ سوال کیے۔ ذکر واذکار کے طریقہ کا سبق لیا۔ کوئی آدھ گھنٹہ بعد اجازت طلب کی تو فرمانے لگے اتنی جلدی؟ میں بڑھ کر گلے چمٹ گیا اور گردن کا بوسہ لیتے ہوئے کہا:

لپٹ کر چوس لے گل کو اری بلبل
چمن میں پھر بہار آئے نہ آئے

فرمانے لگے اس قدر دیوانگی اچھی نہیں میں نے معاعرض کیا

دیوانگی عشق بڑی چیز ہے سیماب
یہ اس کا کرم ہے جسے دیوانہ بنادے

تو ہنس دیئے ان سے رخصت ہوا تو دیر تک یوں گنگناتا رہا:۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
رفتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

حضرت رحمہ اللہ نے مجلس ذکر قائم کر رکھی تھی تین چار مرتبہ اس میں بھی حاضری کا موقع ملا۔ (ہفت روزہ الاسلام لاہور: ص 69)

بغیر محبت کے دعویٰ اطاعت:۔

مخصوص غزنوی انداز میں کچھ وقت کے بعد استغفر اللہ فرماتے اور کبھی اللہ کا مبارک نام لیتے۔ تقریباً پندرہ بیس منٹ تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔

(ہفت روزہ الاسلام لاہور: ص 69)

ایک مرتبہ بیٹھے ہوئے اللہ سے محبت کی باتیں ہو رہی تھیں فرما رہے تھے کہ محبت کے بغیر اطاعت سے انسان منزل مقصود تک نہیں پہنچتا اور نہ ہی گوہر نایاب ہاتھ آتا ہے اس کے بعد بڑے درد بھرے انداز میں یہ شعر پڑھا:

لقد لسعت حية الهوى كبدى لاطبيب لها ولا راتى

پابندی ذکر آٹھ پہر:۔

ایک مرتبہ ذکر کے موضوع پر بات کر رہے تھے کہ اللہ کی یاد سے کوئی لمحہ خالی نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں جس قدر وقت گزر جائے غنیمت ہے۔ فرمایا کہ سید الاولین والآخرین ﷺ کو حکم ہوا کہ "واعبد ربك حتى ياتيك اليقين" اور پھر اس کی ترجمانی میں جذب کے عالم میں شیخ فرید رحمہ اللہ کا یہ شعر پڑھا:

کوک فریدا کوک توں جیویں راکھا ہے جوار

جد تک ٹانڈا نہ پکے تو کردا رہ پکار

حالت استغراق میں جذبی کیفیات:۔

بلاشبہ حضرت رحمہ اللہ ایک سچے صوفی اور درویش منش انسان تھے۔ کئی مجلسوں میں مسلمانوں کی زبوں حالی پر انہیں کڑھتے دیکھا۔ انہیں قوم کے واعظوں سے بھی شکوہ تھا فرمایا کرتے جس ملک میں خداوند قدوس کا انکار ہو اس کے دین سے کھلے بندوں استہزاء ہو شیطان چوراہوں میں ننگا ناچ رہا ہو اس میں فروعی اختلافات کو ہوا دینا کوئی دین کی خدمت نہیں۔ وہ صحیح معنوں میں عالم دین تھے۔ اللہ کریم کی محبت اور اس کا ڈر ان کے رگ وریشے میں رچا بسا تھا۔ واقف کار حضرات جانتے ہیں کہ انہیں بسا اوقات غلبہ حال میں ماہی بے آب کی طرح تڑپتے بھی دیکھا گیا ہے۔

(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 69 تا 70)

سلوک اُن کا تجمل تھا

وضاحت:۔ جناب ولی وارثی صاحب سرمایہ خاندان غزنوی صوفی باکمال حضرت مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کی متصوفانہ زندگی کو منظوم کلام میں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سلوک اس کا تجمل تھا خُلق اس کی ادا
نگاہ عشق میں وہ رشک صد نگاراں تھا
وہ خلوتوں میں اگر تھا فقیر گوشہ نشیں
تو جلوتوں میں سدا صدر بزم یاراں تھا

(ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 71)

زبان حال کے لوگوں پر اثرات

وضاحت:۔ حضرت مولانا عبدالرشید صاحب حنیف، ناظم ادارہ علوم اسلامی

جھنگ صدر "سید ابوبکر غزنوی..... خاندان غزنویہ کا درخشندہ ستارہ" کے عنوان سے آپ کی زبان حال، پر تاثیر محافل ذکر و تزکیہ نفس کا نقشہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ خاندان غزنویہ میں علمی اور عملی سورج تھے جس کی روشنی صرف پنجاب ہی نہیں ہندوستان سے دیار غیر میں پوری وسعت سے پھیل چکی تھی۔

مولانا موصوف زہد و تقویٰ اور ریاضت میں امتیازی مقام پر فائز تھے، چنانچہ علامہ شبلی رحمہ اللہ نے بھی ایک مقام پر عجیب انداز سے تذکرہ کیا ہے مولانا شیروانی کی زبان سے ایک واقعہ سنا ہے کہ مولانا عبدالجبار غزنوی علی الحیاۃ، روزانہ قرآن کا درس دیتے تھے۔ مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ ان کی زندگی میں ایک مرتبہ امرتسر تشریف لے گئے۔

مولانا شبلی اگرچہ علوم وفنون میں درک رکھتے تھے مگر ان چیزوں سے انہیں زیادہ شغف نہ تھا۔ جب مولانا غزنوی کے درس سے واپس آئے تو کہنے لگے کہ یہ شخص جب اللہ کہتا تھا تو دل چاہتا تھا کہ سر اسی کے قدموں پر رکھ دوں، یہ تھا ان لوگوں کے تعلق باللہ کا حال"۔

(اہل حدیث وسیاست مرتبہ مولانا نذیر احمد رحمانی صاحب مطبوعہ جامعہ سلفیہ بنارس بحوالہ ہفت روزہ الاسلام لاہور: ص ۷۳)

مجلسِ ذکر کا تاحیات اہتمام:۔

اگرچہ کچھ اہل حدیث کتاب وسنت کی روشنی میں تصوف کے بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں مگر سید صاحب رحمہ اللہ اسے اصلاح نفس تزکیہ نفس اور ریاضت نفس قرار دیتے تھے۔ چنانچہ کالج میں بھی اس سلسلہ کو تاحیات جاری رکھا۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ایک رسالہ "حقیقت ذکر" کے نام سے خوبصورت طباعت میں عوام الناس کے سامنے پیش کیا جسے حلقہ احباب نے نہ صرف خوب پسند کیا بلکہ اپنا..... روحانی علاج سمجھ کر اسے پڑھا۔ (ہفت روزہ الاسلام: ص ۷۵)

WWW.UBQARI.ORG

توحید مگر ادب کے ساتھ:۔

غزنوی رحمہ اللہ شہسوار خطابت تھے۔ کلام میں متانت سنجیدگی اور وقار کو ٹھیس نہ لگنے دیتے تھے۔ حب نبی ﷺ اور حب اہل بیت رضی اللہ عنہم کا تذکرہ بڑی ایمانی جرأت سے کیا کرتے تھے۔ تقریر کا آغاز کرتے وقت فرمایا کرتے تھے کہ میں کچھ سیکھنے آیا ہوں اور دعا کرانے آیا ہوں۔ موصوف نے مسلک اہلحدیث میں راہ اعتدال کے طریق پر پوری زندگی بسر کردی۔ چنانچہ ایک مقام پر تحریر کرتے ہیں۔

مجھے اپنے آباؤ اجداد کا مسلک عزیز ہے اور اس کے پرچار کو بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں۔ اسی مسلک میں حسن اعتدال ہے یہاں بے داغ اور بے لچک توحید بھی ہے۔ ائمہ کرائم اور اولیائے عظام کی غایت درجہ تعظیم و تکریم بھی ہے۔ یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بے پناہ محبت بھی ہے اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے والہانہ عقیدت بھی۔ (الاسلام ص ۷۵)

توحید کے ساتھ ادب کے تقاضے

وضاحت: جناب پروفیسر محمد مزمل احسن شیخ لاہور، ''سید ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ اوران کا پیغام'' کے عنوان سے حضرت ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کی ادب سے بھر پور متصوفانہ زندگی کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

بے ادبی ناقابل تلافی جرم:۔

آج کی محفل میں ان کے مختلف تاثرات کو پیغام کی صورت میں حیطہ تحریر میں لانے کی کوشش کرنے لگا ہوں۔ اللہ کرے کہ ان سے ہی ہم کوئی درس عبرت حاصل کریں۔ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

موحد ہونے کے ساتھ ساتھ مؤدب نہ ہونا ان کے نزدیک ناقابل تلافی جرم تھا کہ جیسے ہم توحید کے پرستار نہ ہوئے۔ بے ادبی کے ٹھیکے دار بن گئے۔ یبوست اور خشکی کے مارے ہوئے، جیسے دنیا جہاں کی سختی ہمارے اندر نشیمن بن چکی ہو حالانکہ اللہ

تعالیٰ کو ایک ماننے والے اتنے باادب اور بااخلاق ہونے چاہئیں کہ دنیا جہاں ان پر رشک کرے اور انہیں راہنما مانے۔

اس خشکی کو دور کرنے کے لیے سید صاحب رحمہ اللہ ذکر کا نسخہ تجویز فرمایا کرتے تھے کہ یہی وہ کیمیا ہے، جس سے یبوست کا مارا انسان حد درجہ شائستہ اور مہذب بن جاتا ہے۔

دوسری بات جس کا اکثر انہیں دکھ ہوتا تھا وہ جاہل قسم کے نام نہاد حضرات کا وجود تھا۔ جو دین متین کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ الحق کی بجائے آپس میں دست و گریباں تھے۔ سب سے زیادہ دین کو نقصان پہنچانے والے یہی دیندار ہیں اور اس میں انہوں نے کبھی کسی گروہ، فرقہ، طبقہ یا فرد پر کیچڑ نہیں اچھالا تھا جبکہ درحقیقت وہ اس شعر کی تفسیر تھے ؎

میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند
نے آبلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند

(ہفت روزہ الاسلام ص ۷۷)

کثرت سے تجلیات الٰہی کا ظہور:۔

ایک محترم نے بیان فرمایا کہ اللہ کی محبت اور خشیت کی یہ کیفیت تھی کہ بیت اللہ میں اہل اللہ کی طرح فرمایا کہ ''دل کو الٹا کر لیا ہے اگر سیدھا رہے تو تجلیات الٰہی سے کہیں پھٹ نہ جائے''۔

اللہ اللہ! کیا انسان تھے وہ بھی، ضرورت ہے کہ ہم بھی آج ان کی اچھائیوں کو نقش راہ بنائیں تاکہ دین متین کی شمع کی روشنی سے ہمیں دین و دنیا میں جلا ملے اور اللہ کی رضا بھی۔ (ہفت روزہ الاسلام ص ۷۸)

علم کا ایک آفتاب

وضاحت:۔ جناب مولانا محمد خالد سیف صاحب ''حضرت مولانا سید ابو بکر

غزنوی رحمہ اللہ پر ''علم کا ایک آفتاب'' کے عنوان کے تحت پیکر شرافت، مجسم اخلاق، خاندان غزنوی کی روایتِ تصوف کے امین اصلاح باطن وتزکیہ نفس کے خوگر کی متصوفانہ زندگی کی ان الفاظ میں نشاندھی کرتے ہیں:

اسلامیہ کالج لاہور انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے عربی واسلامیات کے شعبوں کی سربراہی سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی وائس چانسلری کے عہدہ پر فائز ہو گئے۔ آپ رحمہ اللہ اس یونیورسٹی کے پہلے وائس چانسلر تھے اور حکومت کے حسن انتخابت کی ایک بہترین مثال۔ اسلامک سٹڈیز کے علاوہ شعروادب اور تصوف آپ رحمہ اللہ کے خاص موضوع تھے بلکہ شعروادب اور تصوف کا آپ رحمہ اللہ کی شخصیت نہایت حسین امتزاج تھی۔ (الاسلام ص ۸۲)

معارف تصوف کا سرچشمہ:۔

آپ رحمہ اللہ کی زبان فیض ترجمان سے شعروادب تصوف، تاریخ اور سیاست کے حقائق ومعارف کا ایک چشمہ سا ابل پڑتا اور لوگ تصویر حیرت بنے آپ رحمہ اللہ کے رخ آتشیں کو تکتے رہ جاتے۔ (ہفت روزہ الاسلام ص ۸۲)

ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ سے محبت اور عقیدت کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلیں..... اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کے عقیدت مند اور ارادت مند اپنے فرائض سے کہاں تک عہدہ برا ہوتے ہیں؟ اس ضمن میں ان کی اپنی جماعت اہلحدیث کے افراد بطور خاص میرے مخاطب ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم اس بات کے منتظر ہیں کہ سید صاحب رحمہ اللہ سے عقیدت اور محبت رکھنے والوں میں سے وہ کون ہے جو صحیح طور پر ان کے نقش قدم پر چلے؟..... اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ذکر وفکر الٰہی کی مجلسوں کو گرم کر لے!۔ (ہفت روزہ الاسلام ص ۸۳)

اہل اللہ کی شان میں گستاخی توحید نہیں

وضاحت:۔ جناب ابوسلمان راغب شیخوپوری بہ عنوان: ''سید ابوبکر غزنوی رحمہ

اللہ ایک عظیم علمی شخصیت..... ایک بلند پایہ مفکر اسلام' ہفت روزہ الاسلام لاہور (خصوصی اشاعت سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ اور حافظ عبدالحق صدیقی) میں حضرت مولانا ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ کے اہل اللہ کے آداب کے بارے میں یوں توجہ دلا رہے ہیں۔

باادب ہونا نہایت ضروری ہے:۔

آپ پکے موحد تھے اور بہت بڑے روپ شناس بھی۔ اہل اللہ کا ادب بجالاتے اور اپنے مربی اور محسنوں کے شکر گزار بھی تھے۔ آپ توحید و ادب کی لطیف امتیازی حدود کے عرفان میں صحیح شعور و ادراک کے حامل تھے اور ادب کی لطافتوں اور باریکیوں سے بہرہ ور تھے۔ آپ کے نزدیک یہ امر معیوب تھا کہ آدمی موحد ہو مگر ادب کی شدبد سے محروم ہو۔ ''موحد ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی بے مہار ہو جائے۔ رسیاں تڑا بیٹھے۔ بے ادب و گستاخ ہو جائے اور اہل اللہ کی شان میں گستاخیاں کرے اور محسنوں کا گریبان پھاڑے۔'' ایک موحد کے لیے باادب ہونا ضروری سمجھتے۔ بزرگوں کی مجالس میں حرکات فاضلہ کو بھی خلاف ادب سمجھتے تھے۔ جو شخصیتیں انسان کی تربیت کرتی ہیں جسمانی یا روحانی، ان کا خود بھی ادب کرتے اور دوسروں کو بھی ان کا ادب ملحوظ رکھنے کی شدت سے تلقین کرتے تھے۔ ان کی اس ادب شناسی کا مرجع قرآن پاک کا والدین کے بارے میں یہ حکم ہے: ''ولا تقل لهما اف ولا تنهر هما وقل لهما قولاً كريما''

''دیکھو! انہیں کبھی یہ بھی نہ کہو کہ تف ہے تم پر.....''

اسی حق تربیت کی بناء پر ہے کہ والدین اولاد کی جسمانی تربیت کرتے ہیں اور بدیں صورت وہ خدا کی ربوبیت کے مظہر ہیں اور حضور علیہ السلام کے بارے قرآن کا یہ حکم ہے کہ: ''یاایها الذین آمنوالا ترفعو اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعما لكم و انتم لاتشعرون''

''یعنی اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے اونچا مت ہونے دو.....''

ادب پہلا قرینہ:۔

روحانی تربیت کی حق ادائی کے سبب ہے۔ پھر آپ نے احادیث سے ادب چنا۔ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ اور دیگر اہل اللہ کے تذکروں سے ادب پارے آپ کی تادیب کا سبب بنے اور نتیجۃً ادب واحسان مندی آپ کی سیرت کے لازمی جزو بن گئے۔ آپ ادب کو محبت کے قرینوں میں پہلا قرینہ شمار کرتے تھے اور موحد ہوتے ہوئے مؤدب ہونا اور مؤدب ہوتے ہوئے موحد ہونا بہت بڑی سعادت سمجھتے تھے اور اللہ سے اس سعادت کی ہمیشہ بھیک مانگتے رہتے تھے۔ (الاسلام ص ۱۰۱)

ہمہ وقت ذکر اللہ کی لذت:۔

توحید وادب میں بڑھتے بڑھتے اور فکر دین واسلام میں غرق ہوتے ہوئے آپ پر خدا اور رسول ﷺ کی محبت کا رنگ اتنا غالب ہوتا چلا گیا کہ آپ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں محو رہنے لگے۔ اسلاف واولیاء کے ذکر وفکر سے اثر قبول کیا اور اپنی سیرت میں مسنون ذکر الٰہی بسالیا۔ ذکر الٰہی کی لذت سے اس قدر محظوظ ہوتے کہ قسم کھا کر پکار اٹھتے کہ اس دنیا میں اللہ کے ذکر کی لذت سے بڑھ کر کوئی لذت نہیں۔ دنیا کی تمام لذتیں ذکر کی لذت کے سامنے ہیچ ہیں" مگر اس کے باوجود آپ لذت پرست نہ تھے۔ فرماتے "لذت آئے یا نہ آئے اس کے ذکر میں لگے رہنا چاہیے۔ جو آدمی لذت آئے تو ذکر کرتا ہے اور نہ آئے تو نہیں۔ وہ لذت پرست ہے۔" وہ ذکر الٰہی سے فقط ہمہ وقت اپنی اور خالق کی پہچان کے خواہش مند تھے اور عجز ونیاز میں رہنے کے آرزومند تھے۔ فرماتے "اگر ذاکر ہر وقت کیف اور لذت کی حالت میں رہے تو اس میں غرور وکبر پیدا ہو جائے اور وہ ابلیس کی طرح راندہ درگاہ ہو جائے۔ بے کیفی بھی اس کی ربوبیت ہے کہ اس بے کیفی میں انسان کو اپنی اوقات معلوم ہوتی ہے اور اس میں عجز ونیاز پیدا ہوتا ہے۔" گویا آپ کے ذکر الٰہی میں استقامت تھی اور ذکر الٰہی کی تعریف اور اس کے فلسفہ ومحاسن میں ہر وقت رطب اللسان رہتے اور اہل اللہ کے بے شمار اقوال واشعار آپ کا تکیہ کلام تھے۔ (الاسلام ص ۱۰۱)

WWW.UBQARI.ORG

میلان تصوف اور ذکر کی رغبت

وضاحت:۔ جناب پروفیسر غلام احمد حریری صاحب، اوصاف ومحامد سے متصف بااخلاق خانوادۂ غزنویہ کو "سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ میری نگاہ میں" کے عنوان کے تحت ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

غزنوی خاندان رحمہم اللہ سے عقیدت کی بنا پر سید ابوبکر رحمہ اللہ کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی میں پہلے عربی میں ایم اے اور پھر ایل ایل بی کے امتحانات امتیازی حیثیت کے ساتھ پاس کئے اور اسلامیہ کالج لاہور میں عربی کے لیکچرار تعینات ہوگئے۔ یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے ان دنوں آپ صرف سید ابوبکر تھے۔
(ہفت روزہ الاسلام ص ۱۰۵)

فرقہ وارانہ تعصب ان کے لئے قابل برداشت نہ تھا یہی وجہ ہے کہ ان کے عہد میں کبھی کوئی فرقہ وارانہ ناخوشگوار واقعہ رونما نہ ہوا، تصوف کی جانب میلان تھا مگر فرمایا کرتے تھے کہ شریعت سے ہٹ کر میں تصوف کا قائل نہیں ہوں، شریعت کا وہ حصہ جو تزکیہ باطن سے متعلق ہے وہی تصوف ہے۔ ذکر الٰہی کے بڑے رسیا تھے اور اس کے لیے انہوں نے اوقات مقرر کر رکھے تھے۔ (ہفت روزہ الاسلام ص ۱۰۶)

صحبت ولی کی تاثیر

وضاحت:۔ مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی رحمہ اللہ مسلک اہلسنت اہلحدیث میں تعارف کے محتاج نہیں۔ علمی اور قلمی دنیا میں آپ کے شاہکار آپ کی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ آپ نے مولانا ابوبکر رحمہ اللہ کے بارے لکھا:

مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ: خوش در خشید ولے دولت مستعجل بود

وہ چراغ حدیث کو ہتھیلی پر رکھ کر غزنی سے امرتسر لے آئے۔ اور پھر تا زیست اشاعت توحید وسنت کے روغن اور ذکر الٰہی کے زیت سے خوب روشن رکھا، کہتے ہیں کہ جو شخص بھی ایک آدھ گھنٹہ ان کے پاس بیٹھ کر گیا۔ اللہ نے اس کے دل کی حالت بدل ڈالی۔ اس کی عملی زندگی میں انقلاب آ گیا۔ (ہفت روزہ الاسلام ص ۱۰۷)

بیعت اصلاح کی روحانی تاثیر

وضاحت:۔ حضرت مولانا محمد صدیق اعظمی (بدھوآنہ ضلع جھنگ) ''اخلاص و ایقان کی شمعیں'' کے عنوان کے تحت اولیاء سے بیعت ہوتے وقت کی روحانی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

محترم استاذی المکرم مولانا عبدالحمید صاحب جھنگوی رحمہ اللہ ان صالحین میں سے تھے جن کی مجلس ہمیشہ روحانی طمانیت سے لبریز رہتی آپ بے حد اثر وسوز والے بزرگ تھے۔ آپ کے باعث ضلع جھنگ کے ویرانوں میں صدائے حق بلند ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ جب کبھی اپنے تعلیمی دور کا ذکر کرتے تو سننے والے کے دل و دماغ قوت ایمانی سے معمور ہو جاتے اور اس سلسلہ مبارک میں ایک بات پورے وثوق سے فرمایا کرتے تھے کہ جو کیفیت روح کی بیداری کی حضرت امام عبدالجبار غزنوی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوتے وقت طاری ہوئی وہ بیان نہیں کی جا سکتی۔ اس وقت سے مشکوک روٹی سے نفرت آنے لگی اور بری مجلس سے بھی دل بیزار ہو گیا۔

(ہفت روزہ الاسلام ص ۱۱۰)

محفل ولی میں استغراقی کیفیات:۔

شیخ العرب والعجم استاذی المحترم جناب حافظ محمد صاحب گوندلوی رحمہ اللہ نے ایک دن اپنے سلسلہ تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں امرتسر مدرسہ غزنویہ میں داخل ہوا تو صرف تین دن میں حضرت الامام رحمہ اللہ کی مجلس کا میرے دل پر اتنا اثر ہوا کہ میں

سوچنے لگا جو لوگ مدت سے آپ کی خدمت میں رہتے ہیں وہ تڑپ تڑپ کر مر کیوں نہیں جاتے۔ (ہفت روزہ الاسلام ص ۱۱۱)

احب الصالحین ولست منهم:۔ جناب برق التوحیدی ادارہ علوم اثریہ لائل پور، صالحین کی محبت اور ان سے نسبت کی خواہش کا اظہار، عنوان: ''سید ابو بکر غزنوی رحمہ اللہ کا سفر آخرت'' کے تحت لکھے گئے مضمون میں عربی کے معروف مصرعہ میں یوں فرماتے ہیں:

''احب الصالحین ولست منهم لعل الله یرزقنی صلاحا''

(ہفت روزہ الاسلام ص ۱۱۶)

خاندان غزنویہ اور اہمیت تزکیۂ نفس

وضاحت:۔ جناب مولانا عبدالعظیم انصاری قصوری خاندان غزنویہ کی دینی اصلاحی، تربیتی، تبلیغی کوششوں، ذکر الٰہی اور حصول نسبت تصوف کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

خاندان غزنویہ رحمہم اللہ نے برصغیر پاک و ہند میں دینی شعور پیدا کرنے، قرآن و سنت کی اشاعت اور اسلام کی صحیح تعلیم و تربیت اجاگر کرنے میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں جس کی مثال نہیں ملتی۔ دینی تعلیمات کے فروغ، توحید و سنت کی اشاعت، تبلیغ و اصلاح کی سعی کے ساتھ ساتھ تزکیۂ نفس تعلق باللہ اور ذکر الٰہی کا درس بھی دیا اور اس میدان میں اپنا مثالی کردار اور عملی نمونہ پیش فرمایا اس خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ تھے۔ جو بدرجہ غایت پاک باز، مجسمہ اخلاص، انتہائی نیک نفس، توحید خالص کے داعی اور مبلغ، کتاب و سنت کے شیدائی اور پیکر علم و عمل تھے۔ آپ اس وقت کے مشہور عالم دین، صوفی اور بزرگ ملا حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کے فیض یافتہ تھے۔ (ہفت روزہ الاسلام ص ۱۱۶)

WWW.UBQARI.ORG

کیفیت ذکر:۔

عنوان ''ایک تعارف'' کے تحت حضرت کی اہلیہ محترمہ اپنے ولی کامل شوہر حضرت مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کی کیفیت ذکر بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد دن نکلنے تک اوراد ووظائف میں مشغول رہتے، نماز اور وظیفہ کے دوران آنکھیں پرنم رہتیں۔ سارا دن اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ (ہفت روزہ الاسلام ص ۱۲۴)

مرشد العلماء کی مجلس ذکر

وضاحت :۔ جناب پروفیسر محمد حسین آزاد صاحب ''چند ملاقاتیں، چند یادیں'' عنوان کے تحت حضرت کی مجلس ذکر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جیسا کہ اکثر احباب جانتے ہیں غزنوی صاحب مرحوم ہر جمعرات کو مجلس ذکر کا اہتمام فرماتے تھے بہاولپور منتقل ہونے کے بعد جامعہ کی مصروفیات کے پیش نظر یہ کام بہت دیر سے شروع ہوا۔ نومبر کے پہلے ہفتے میں وی سی ہاؤس میں خوبصورت مسجد کا افتتاح بھی تھا اور مغرب کے بعد مجلس ذکر کا بھی اہتمام کیا گیا تھا مغرب کی نماز حضرت مرحوم نے خود پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر درس شروع کیا ذکر الٰہی کی فضیلت واہمیت پر کوئی دس منٹ گفتگو کی ان کا کہنا یہ تھا کہ دنیوی کاموں میں کامیابی کے لئے بہت سی دعائیں موجود ہیں لیکن ذکر الٰہی خالصتاً رضائے الٰہی کے لئے ہونا چاہئے۔ (ہفت روزہ الاسلام ص ۱۲۸)

اخلاقی پستی اور روحانی امراض کی وجہ

وضاحت:۔ ''ایک با اخلاق شخصیت'' کے عنوان سے حافظ عبدالرشید اظہر صاحب رحمہ اللہ حضرت مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کے تربیت اخلاق اور اصلاح نفس کے پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

مرحوم نے خود راقم الحروف سے ایک ملاقات کے دوران فرمایا کس قدر افسوس

نقوش عظمت رفتہ

مصنف

محمد اسحاق بھٹی

WWW.UBQARI.ORG

مسلک اہلحدیث سے فروغ کے لئے مشہور
خوبصورت اور معیاری مطبوعات

مکتبہ قدوسیہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر _____ طاہر بکر قدوسی
اشاعت _____ مئی 1999ء
سطع _____ مہتاب پریس
قیمت _____ 250 روپے

MAKTABA QUDUSIA
REHMAN MARKET GHAZNI STREET URDU BAZAR
LAHORE - PAKISTAN. Ph: 7351124 - 7230585
Fax: 92 - 42 - 7230585 Email: qadusia@brain.net.pk

کی بات ہے کہ ہمارے اہل علم وفضل علماء وطلباء جنہیں قوم کی راہنمائی کے لئے منتخب کیا گیا۔ جوں جوں ان کا علم وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ ان میں روحانی امراض زیادہ ہوتی چلی جاتی ہیں اور اخلاقی پستی کا شکار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ انہیں بلند اخلاق کا مینارہ ہونا چاہئے میرا بارہا کا تجربہ ہے کہ علماء میں حسد، بغض، کینہ اور غیبت جیسی مہلک امراض بکثرت پائی جاتی ہیں۔ راقم نے عرض کیا آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

فرمانے لگے: اس کی وجہ واضح ہے قرون اولیٰ میں یہی علماء وطلباء اخلاق وکردار کا بہترین نمونہ ہوا کرتے تھے۔ دراصل قرون اولیٰ میں تعلیم کے ساتھ ساتھ باقاعدہ تربیت اور اصلاح نفس کے مدارس ہوا کرتے تھے جہاں لوگ حدیث وتفسیر اور فقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان مدارس میں انہی امراض کی ''اصلاح قلب'' کی طرف سے مجرمانہ غفلت برتی جاتی ہے۔ جو سبب ہے ہمارے اخلاق کی پستی کا۔ (الاسلام ص ۱۳۹)

☆.....☆.....☆

کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' میں تصوف کا دلآویز منظر

نام کتاب:۔ نقوش عظمت رفتہ ..... مصنف:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

کوٹ کپورہ میں حضرت غزنوی رحمہ اللہ کے مرید:۔

مولانا (سید محمد داؤد) غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا'' (اسحٰق بھٹی) آزادی سے پہلے آپ کا تعلق پنجاب کے کس علاقے سے تھا؟''

عرض کیا'' کوٹ کپورہ ریاست فرید کوٹ سے۔''

ارشاد ہوا'' کوٹ کپورے میں انجمن اصلاح المسلمین کے سالانہ جلسے ہوتے تھے اور وہاں ہمارے کچھ مرید بھی تھے۔ ان جلسوں میں، میں اور میرے چچازاد بھائی حافظ محمد ذکریا غزنوی رحمہ اللہ شرکت کرتے رہے ہیں۔''

(نقوش عظمت رفتہ ص ۱۸)

WWW.UBQARI.ORG

صوفیانہ عادات اور وظائف کے خوگر:۔

قاعدے وضابطے میں بندھے ہوئے تکلفات سے پاک، تصنع سے دور، دوستوں کے ہمدرد، ساتھیوں کے خیر خواہ، چھوٹوں پر دست شفقت رکھنے والے، علماء کے قدر دان، بزرگان دین سے محبت اور تعلق خاطر میں بے مثل،..... وظائف واوراد کے خوگر، آزادی وطن کے قائد، رفتار سیاست کے نباض اور اس کے نشیب وفراز پر نگاہ عمیق والے۔ عالمانہ وقار، صوفیانہ عادات، بزرگانہ اطوار..... مجھے بہت سے ارباب علم اور اصحاب کمال سے ملنے، ان سے باتیں کرنے اور تھوڑا یا زیادہ وقت ان کی صحبت ورفاقت میں رہنے کے مواقع میسر آئے ہیں۔ لیکن میرا تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ متعدد معاملات میں بہت سے علماء وزعماء سے فائق تر تھے اور اپنی منفرد حیثیت رکھتے تھے۔ وہ باجماعت نماز پڑھتے تھے، مگر خود امامت کرانے سے گریز کرتے تھے، نماز میں انتہائی خشوع وخضوع کی کیفیت ان پر طاری ہو جاتی تھی۔ ہر نماز کے بعد وظائف پڑھتے اور ہاتھ اٹھا کر لمبی دعا مانگتے تھے۔ نماز فجر، نماز مغرب اور نماز عشاء کے بعد بالخصوص وظائف کا سلسلہ بہت طویل ہوتا تھا۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۲۲)

ننگے سر نماز اور ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنا:۔

ننگے سر نماز پڑھنا اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنا ان کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ فعل تھا۔ رات کو اگر چہ کتنی ہی دیر سے سوتے، مگر نماز تہجد بالالتزام پڑھتے۔ وہ تخت اب بھی ان کے گھر میں موجود ہے، جس پر وہ تہجد ادا کرتے اور وظیفے پڑھتے تھے۔ لیکن اب وہ تخت نشین کہیں نظر نہیں آتا۔ تہجد کے بعد اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے لیے نیچے ہال میں تشریف لاتے وقت سیڑھیوں پر ان کے جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ کی آواز آتی اور جب اترتے ہوئے طلباء کو آواز دیتے ''لڑکو! اٹھ جاؤ'' تو سب طلباء آواز سنتے ہی چارپائیوں سے جلدی سے اٹھ جاتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۲۳)

خانوادۂ تصوف کے چشم و چراغ:۔

اہل علم کی بہت قدر کرتے تھے اور تمام مکاتب فقہ کے علماء کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ وہ خانوادۂ تصوف کے چشم و چراغ تھے، اس لیے بنیادی طور پر صحیح معنوں میں صوفی تھے۔ حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند اور حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے پوتے تھے۔ عالی قدر باپ اور بلند مرتبت دادے کا زہد و تقویٰ اور فضل و کمال ان کی ذات میں سمٹ آیا تھا اور اس اعتبار سے وہ ان کے صحیح جانشین تھے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۲۳)

مشائخ تصوف سے تعلقات:۔

ان کے معاصرین میں جو علمائے عظام طریقت و سلوک سے رسم و راہ رکھتے تھے ان سے ان کو بالخصوص تعلق خاطر تھا۔ مثلاً مولانا عبدالقادر رائے پوری، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا محمد علی لکھوی، صوفی عبداللہ (ماموں کانجن) حضرت حافظ محمد گوندلوی، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی، مولانا عبداللہ لائل پوری، میاں محمد باقر (جھوک دادو ضلع فیصل آباد) اور سید مولا بخش کوموی سے گہرے مراسم تھے۔ اب یہ تمام حضرات اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں، رحمۃ اللہ علیہم۔ ان بزرگوں سے وہ خاص طور پر وظائف و اوراد سے متعلق گفتگو کرتے تھے۔ بارہا مجھے ان کی اس قسم کی مجلسوں میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اور میں اپنی تمام عملی کمزوریوں کے باوصف ان کی گفتگو سے متاثر ہوا، بلکہ بعض اوقات دل کے تاثر کی آنکھوں نے گواہی دی اور اس کو چھپانے کے لیے رومال سے مدد لینا پڑی۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۲۳)

تصوف سے دوری نہایت افسوسناک پہلو:۔

نہایت افسوس ہے کہ اب دعا و وظائف اور تصوف کی روایت جماعت اہلحدیث میں ختم ہو گئی ہے۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ بعض برخود غلط لوگ اسے بدعت قرار دیتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بات یہ ہے کہ ہمارے پرانے عالموں اور بزرگوں کی

حالت ایسی تھی کہ انہیں ہر وقت اللہ کی ضرورت رہتی تھی، وہ اسی کے محتاج تھے، ہر شے اسی سے مانگتے اور ہر وقت مانگتے تھے، نماز کے بعد بھی اور دیگر اوقات میں بھی۔ ہاتھ اٹھا کر بھی اور بغیر ہاتھ اٹھائے بھی۔ وہ غریب تھے، نادار تھے اور اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے تھے۔ دور حاضر کے عالموں کے پاس سب کچھ موجود ہے۔ زمینیں بھی، کاروبار بھی، کوٹھیاں بھی، موٹریں بھی اور بڑی بڑی ملازمتیں بھی۔ ان کے بیٹے سمندر پار کی یونیورسٹیوں میں پڑھتے بھی ہیں اور کماتے بھی ہیں۔ رہی سہی کسر جہادوں نے پوری کردی ہے۔ اب یہ کروڑوں میں کھیلتے اور اربوں کے خواب دیکھتے ہیں۔ انہیں کیا ضرورت ہے اللہ سے ہاتھ اٹھا کر مانگنے اور اس کے احسان مند ہونے کی۔ یہی وجہ ہے کہ ادھر سلام پھیرا اور ادھر یہ کوتل گھوڑے کی طرح اچھل کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

کھرک فی الصلوٰۃ:۔

ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا تو رہا ایک طرف، گوناگوں مصروفیتوں کی بناء پر ان بیچاروں کے لیے نماز پڑھنا بھی مشکل ہے۔ یہ تو ان کی بہت بڑی قربانی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنی بے پناہ مصروفیات سے تھوڑا سا وقت نکال کر دو چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اور نماز ہی میں ان کو کھرکنے اور جسم کے مختلف حصوں پر ہاتھ پھیرنے کو وقت ملتا ہے اور یاد آتا ہے کہ ''کھرک فی الصلوٰۃ'' بھی ایک مسئلہ ہے، جس پر عمل ہونا چاہئے۔

پھر یہ بات بھی ان کے نزدیک متحقق ہوگئی ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی روایات کے راوی ضعیف ہیں۔

اس تحقیق کے بارے میں اس فقیر پر تقصیر کی مؤدبانہ گزارش ہے کہ کیا وہ راوی ہم سے بھی ضعیف ہیں جو بات بات میں غلط بیانی کرتے، قدم قدم پر جھوٹ بولتے اور ہر معاملے میں دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۲۴۔۲۳)

وظائف حقیقت کے آئینے میں:۔

یہاں یہ یاد رہے کہ وظائف وادعیہ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو قرآن مجید میں

مذکور ہیں، دوسرے وہ جن کا کتب حدیث میں ذکر فرمایا گیا ہے اور تیسرے وہ جو بزرگان دین سے منقول ہیں اور بعض امور و معاملات میں مجرب ہیں۔ ہمارے بزرگ علماء ان تینوں پر عامل رہے ہیں اور اب بھی اللہ کے نیک بندے، جن کو اللہ نے توفیق دی ہے، ان پر عامل ہیں۔ وظیفے کے عمل اور لفظ سے بعض دوست آخر گھبراتے کیوں ہیں؟ اگر ان کے بچوں کو سکول سے وظیفہ ملے تو بڑے خوش ہوتے ہیں اور گھر گھر بتاتے پھرتے ہیں کہ ان کے بچے ماشاء اللہ اتنے ہوشیار ہیں کہ وظیفہ لے رہے ہیں۔ لیکن اگر اللہ اور رسول ﷺ کا بیان فرمودہ وظیفہ پڑھنے کو کہا جائے تو غلط ہو جائے۔ یہ عجیب منطق ہے کہ حکومت سے وظیفہ حاصل کرنا بالکل صحیح اور اللہ کے نام کا وظیفہ پڑھنا قطعی بدعت.....!

سچی بات یہ ہے کہ اگر کوئی وظیفہ دل لگا کر اور متوجہ الی اللہ ہو کر پڑھا جائے تو بے عمل سے بے عمل کو بھی ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے قلب پر سکون و اطمینان کی بارش ہو رہی ہے۔ اور کیفیت عالم بالکل بدل گئی ہے۔

ہوا مسیح نفس گشت و بادنافہ کشا
تنور لالہ چناں برفروخت باد بہار
درخت سبز شد و مرغ در خروش آمد
کہ غنچہ غرق عرق گشت و گل بہ خوش آمد

(نقوش عظمت رفتہ ص ۲۴۔۲۵)

''التکشف'' کتاب تصوف کا ہدیہ:۔

میرے جیسا بے عمل مولانا رحمہ اللہ کے سامنے تصوف کی کوئی بات کرتا تو خوش ہوتے۔ ایک مرتبہ معلوم نہیں، کس ترنگ میں اس موضوع کا کوئی کلمہ بے خبری میں میرے منہ سے نکل گیا۔ سن کر انتہائی مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا، مولوی الحق! آپ تو صوفی ہو گئے ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ''التکشف''، جو تصوف سے متعلق ہے، از راہ کرم میرا نام لکھ کر مجھے عنایت فرمائی



علمائے اہل حدیث میں تصوف کی خوشبو

WWW.UBQARI.ORG



۱

مرتب
فضیلۃ الشیخ حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی حفظہ اللہ
پی۔ایچ۔ڈی (امریکہ)

اور اس کے مطالعے کی تاکید کی۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۲۵)

مریدین کے گھر حاضری:۔

مئی ۱۹۴۹ء کے ابتدائی دنوں کی بات ہے ایک روز مجھ سے کہا: ''مولوی اسحاق! آپ میرے ساتھ ہمارے مریدوں کے ہاں جائیں گے؟''

عرض کیا، اگر آپ حکم فرمائیں گے تو تعمیل کرنے سے مجھے خوشی ہوگی۔

فرمایا، ''تیار ہو جایئے' تین جوڑے کپڑوں کے رکھیئے۔ کل نو بجے کی ٹرین سے چلیں گے۔ پہلے منڈی وار برٹن جائیں گے، ایک رات وہاں رہیں گے۔ پھر فیروز وٹواں جائیں گے، چار دن کے بعد واپسی ہوگی۔'' (نقوش عظمت رفتہ ص ۲۷)

ہمارے مرشد اور ہم انکے مرید:۔

فیروز وٹواں میں ہمارے اصل میزبان ملک احمد خاں نمبردار تھے جو وٹو برادری سے تعلق رکھتے تھے اور وہاں کے اچھے خاصے زمیندار تھے۔ وہ خود تو بہت سال ہوئے وفات پا گئے ہیں، لیکن ان کے خاندان کے لوگ مولانا کے خاندان سے انہی کی طرح عقیدت واحترام کے جذبات رکھتے ہیں۔

ملک احمد خاں بوڑھے آدمی تھے۔ دراز قامت اور وجیہہ۔ بہت متقی بزرگ تھے۔ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد محترم مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے ارادت مند تھے چند لمحوں میں مجھ سے مانوس ہو گئے تھے۔ میں نے باتوں باتوں میں ان سے پوچھا کہ آپ غزنوی خاندان کے حلقہ ارادت میں کیسے شامل ہوئے اور ان کی کون سی ادا آپ کو پسند آئی؟ اس کا انہوں نے جو جواب دیا، وہ انہی کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں، فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے یہ باتیں پنجابی میں بیان کی تھیں، میں اردو میں ان کا ترجمہ کر رہا ہوں۔

بولے: میں اٹھارہ سال کی عمر کا تھا کہ گنٹھیا کے موذی مرض میں مبتلاء ہو گیا۔ والد نے بہت علاج کرائے، مگر آرام نہ آیا۔ وہ حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی

رحمہ اللہ کے عقیدت مند تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ان کی دعا کو اللہ شرف قبولیت سے نوازتا ہے اور وہ بیمار کے لیے دعا کریں تو اللہ اسے صحت عطا فرماتا ہے۔

اس زمانے میں گھوڑے کے سوا ہمارے گاؤں سے امرتسر جانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ شام کے وقت میرے والد نے گٹھڑی کی شکل میں مجھے گھوڑی پر رکھا اور امرتسر کو چل پڑے۔ ہم امرتسر مسجد غزنویہ میں پہنچے تو فجر کی جماعت ہو رہی تھی۔ والد نے مجھے گھوڑی کی پیٹھ سے اٹھایا اور مسجد کے صحن میں رکھ دیا۔ گھوڑی باہر باندھی اور خود وضو کر کے جماعت میں شریک ہو گئے۔ جو بزرگ جماعت کرا رہے تھے، وہ اس قدر درد و سوز سے قرآن مجید پڑھتے تھے کہ دل ان کی طرف کھنچا جاتا تھا۔ نماز کے بعد اس بزرگ نے میری طرف دیکھا تو پوچھا یہ کون شخص ہے؟ والد نے کھڑے ہو کر تمام صورتحال بیان کی اور نہایت ادب سے دعا کے لیے درخواست کی۔ پاک باز بزرگ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ جیسے جیسے وہ دعا مانگ رہے تھے، مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جوڑوں کی بندش کھل رہی ہے۔ تین دن اور تین راتیں ہم وہاں رہے۔ ہمارا کھانا ان کے گھر سے آتا تھا۔ گھوڑی کے لیے چارے کا انتظام بھی وہی کرتے تھے۔ تین دن کے بعد میں اللہ کے فضل سے بالکل تندرست تھا۔ گھوڑی پر سوار ہو کر امرتسر سے اپنے گاؤں فیروز وٹواں آیا۔ دعا کرنے والے بزرگ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے صاحب تقویٰ والد مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ تھے، جنہیں لوگ امام صاحب کہہ کر پکارتے تھے۔ اس کے بعد اللہ کے بے پایاں فضل اور امام صاحب رحمہ اللہ کی دعا سے جسمانی حالت کے ساتھ ساتھ ہماری روحانی دنیا بھی بدل چکی تھی۔ ہم ان کے مرید ہیں اور یہ ہمارے مرشد.....! (نقوش عظمت رفتہ ص ۲۸، ۲۹)

تصوف پر اعتراض ناآشنائی کا سبب:۔

میں اوراد و وظائف کو بھی صحیح سمجھتا ہوں، تصوف و سلوک کو بھی مبنی بر صحت قرار دیتا ہوں، بزرگوں کی دعاؤں اور ان کی قبولیت کا بھی قائل ہوں..... اور جو لوگ اس سے

انکار کرتے ہیں ان کے لیے دعا گو ہوں کہ اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون۔
(نقوش عظمت رفتہ ص ۴۹)

امام غزالی سے قلبی اُنسیت:۔

قدیم بزرگان دین میں سے امام غزالی رحمہ اللہ کے بارے میں ان کا مطالعہ بڑا وسیع تھا۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کا بھی یہ خاص موضوع تھا، چنانچہ اس موضوع پر مولانا ندوی رحمہ اللہ کی پانچ کتابیں شائع ہو چکی ہیں، وہ ہیں تعلیمات غزالی، افکار غزالی، سرگزشت غزالی، تہافۃ الفلاسفہ کا اردو ترجمہ اور قدیم یونانی فلسفہ جو غزالی رحمہ اللہ کی مقاصد الفلاسفہ کا ترجمہ ہے۔

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ کی غزالی رحمہ اللہ کے متعلق گفتگو شروع ہو جاتی تو وقت کی رفتار کا کوئی پتہ نہ چلتا، دیر تک گفتگو جاری رہتی۔
(نقوش عظمت رفتہ ص ۹۲)

امام غزالی سے قلبی اُنسیت:۔

قدیم بزرگان دین میں سے امام غزالی رحمہ اللہ کے بارے میں ان کا مطالعہ بڑا وسیع تھا۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کا بھی یہ خاص موضوع تھا، چنانچہ اس موضوع پر مولانا ندوی رحمہ اللہ کی پانچ کتابیں شائع ہو چکی ہیں، وہ ہیں تعلیمات غزالی، افکار غزالی، سرگزشت غزالی، تہافۃ الفلاسفہ کا اردو ترجمہ اور قدیم یونانی فلسفہ جو غزالی رحمہ اللہ کی مقاصد الفلاسفہ کا ترجمہ ہے۔

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ کی غزالی رحمہ اللہ کے متعلق گفتگو شروع ہو جاتی تو وقت کی رفتار کا کوئی پتہ نہ چلتا، دیر تک گفتگو جاری رہتی۔
(نقوش عظمت رفتہ ص ۹۲)

فرشتہ صفت ولی اور اسم اعظم کا ذکر:۔

ایک مرتبہ مولانا نے اپنے عم محترم حضرت مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی رحمہ اللہ

کے بارے میں بتایا کہ وہ لفظ ''اللہ'' بولتے تو سننے والے شدت تاثر سے کانپ اٹھتے۔ اس کی ایک مثال دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ کسی نے پولیس کے ایک اعلیٰ افسر سے شکایت کر دی کہ مولانا عبدالواحد صاحب سرحد پار کے مجاہدین کی مالی امداد کرتے ہیں۔ افسر نے سی، آئی، ڈی کے ایک انسپکٹر کو جن کا نام شیخ عبدالعزیز تھا، ہدایت کی کہ وہ اس کی تحقیق کریں کہ مولانا ممدوح واقعی مجاہدین کی امداد کرتے ہیں۔

شیخ عبدالعزیز معاملے کی تحقیق کے لیے چینیاں والی مسجد میں مولانا عبدالواحد صاحب کی خدمت میں گئے (اس وقت وہ اس مسجد کے خطیب تھے) لیکن ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ وہ کہیں گئے تھے۔ دوسرے یا تیسرے دن وہ پھر گئے۔ اس دن بھی مولانا گھر میں موجود نہ تھے۔ اب انہوں نے ان کے گھر اپنا پتا دیا اور کہا کہ جب وہ آئیں، مجھے ضرور ملیں۔ مولانا ان کے گھر گئے تو شیخ صاحب موجود تھے۔ وہ نہایت احترام سے پیش آئے اور مجاہدین کی امداد کے متعلق سوال کیا۔ مولانا نے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: شیخ صاحب! اللہ سے ڈر جاؤ۔

یہ لفظ شیخ صاحب کی بیوی کے کان میں پڑے تو فوراً دروازہ کھٹکھٹا کر ان کو اندر بلایا اور کہا خدا کے لیے اس شخص سے کوئی بات نہ پوچھو۔ یہ فرشتہ ہے جسے انسانی شکل میں اللہ نے دنیا میں بھیجا ہے۔ اس سے اپنے لیے بہتری کی دعا کراؤ۔ تحقیق کا سلسلہ بند کر دو، ایسا نہ ہو کہ یہ پریشان ہو جائے اور ہم پر کوئی آفت آ پڑے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۹۹)

عہدے اور ذمہ داریاں:۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ مولانا غزنوی مختلف اوقات میں مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدے دار رہے۔..... پنجاب خلافت کمیٹی کے ناظم اعلیٰ۔..... مجلس احرار ہند کے ناظم اعلیٰ۔

..... جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر۔..... کانگریس کمیٹی پنجاب کے صدر۔

..... ۱۹۵۳ء کی خلاف مرزائیت تحریک کے سلسلے میں قائم کردہ مجلس عمل کے ناظم

اعلیٰ۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے صدر (اور امیر)۔

ملفوظات مرشد مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ:۔

مولانا کی یہ خواہش تھی کہ ان کے جد امجد حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے حالات ضبط تحریر میں لائے جائیں۔ وفات سے چار پانچ سال قبل بالخصوص اس خواہش میں شدت پیدا ہوگئی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ جس طرح سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے "سیرت شبلی" کے نام سے علامہ شبلی رحمہ اللہ کے حالات تفصیل سے بیان کیے ہیں، اسی طرح مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے حالات معرض کتاب میں آنے چاہئیں۔ اس کے لیے وہ مواد بھی جمع کر رہے تھے۔ میں اس وقت لوہاری دروازے کے اندر لوہاری منڈی کے قریب رہتا تھا۔ میرے مکان کے سامنے ایک شخص احسان الحق صدیقی کی کتابوں کی دکان تھی، وہ پرانی اور قلمی کتابوں کے تاجر تھے۔ ایک مرتبہ ان کے پاس کہیں سے قلمی کتابوں کی لاٹ آئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ اس میں ایک کتاب "ملفوظات ملا حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ" ہے۔ ملا حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کے متعلق مجھے معلوم تھا کہ وہ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے مرشد تھے۔ میں نے وہ کتاب دیکھی تو اس کی اطلاع مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کو دی۔ دوسرے دن کتاب ان کو دکھا بھی دی۔ فرمایا کتاب خرید لو۔ چنانچہ کتاب خرید لی گئی۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۱۲۲)

حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ کی یہ پہلی زیارت تھی جو میں نے ڈرتے ڈرتے کی۔ اس زیارت کے دوران یہ خدشہ بھی کئی دفعہ پیدا ہوا کہ جب ان کا ناک میرے گناہوں کی بدبو سے بھر گیا تو وہ تنگ آ کر مجھے مجلس سے باہر نکال دیں گے، لیکن پھر خیال آتا تھا کہ ایسا نہیں ہوگا، وہ بدبو کی تکلیف برداشت کر لیں گے، لیکن مجلس سے نہیں نکالیں گے، بہر حال آدھ پون گھنٹے کی اس مجلس میں ذہن اسی طرح کے خیالات کی آماجگاہ بنا رہا۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۱۲۴)

WWW.UBQARI.ORG

مولوی علاؤالدین صاحب کی بیعت اصلاح:۔

گوجرانوالہ کی جامع مسجد اہل حدیث (چوک نیائیں) میں مولانا علاؤالدین رحمہ اللہ امامت وخطابت اور درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے تھے۔ اسی بنا پر اس مسجد کو مولوی علاؤالدین رحمہ اللہ کی مسجد کہا جاتا تھا۔ بہت عرصے تک یہ مسجد اسی نام سے موسوم رہی۔ مولوی صاحب ممدوح مولانا غلام رسول (ساکن قلعہ میہاں سنگھ والا) کے شاگرد ومرید تھے اور بڑے صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۱۲۵)

صحبتِ صالحین تقویٰ کا سبب اللہ نے حضرت حافظ محمد گوندلوی صاحب رحمہ اللہ کو ذہانت وفطانت کی بے پناہ دولت سے نوازا تھا، اس سے انہوں نے خوب فائدہ اٹھایا اور علم وادراک کے ہر گوشے سے متمتع ہوئے۔ ذکر الٰہی اور معرفت وتقویٰ کی نعمت عظمیٰ سے بھی انہیں بارگاہ الٰہی سے حصہ، وافر عطا ہوا تھا۔ وہ تہجد گزار اور شب زندہ دار تھے۔ وظائف واوراد سے ان کی زبان مبارک ہر وقت تر وتازہ رہتی تھی۔ کم گو اور خاموش طبع تھے۔ اس کی کئی وجوہ تھیں۔

ایک وجہ ان کے عہد طفولیت کا گھریلو ماحول تھا۔ انہوں نے شعور کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی ماں باپ کو اوراد و وظائف میں مشغول پایا تھا۔ اس سے وہ متاثر ہوئے اور جیسے جیسے سفر حیات کے مختلف موڑ کاٹتے گئے اس ذوق میں اضافہ ہوتا گیا۔

دوسری وجہ خود ان کا ذاتی رجحان تھا جو مددگار ثابت ہوا، اور ذہنی وفکری پاکیزگی تھی جو انہیں امور خیر کی عملی وادیوں میں لے گئی۔

تیسری وجہ ان کے اساتذہ گرامی تھے۔ ابتداء میں ان کو حضرت مولانا غلام رسول (قلعہ میہاں سنگھ) کے مرید وتلمیذ مولانا علاؤالدین کی صحبت وشاگردی کا موقع میسر آیا، جس سے ان کے قلب ودماغ میں حسنات وخیرات کے جذبے نے راہ پائی۔ پھر امرتسر کے مدرسہ غزنویہ میں حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی اور دیگر عالی مرتبت اساتذہ کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، جس سے قیام اللیل، تہجد اور

تقویٰ کے داعیے ابھرے اور ان میں استحکام و دوام پیدا ہوا۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۱۲۷)

حضرت حافظ صاحب اس صدی کے وہ بزرگ تھے جو زہد و عبادت میں بھی منفرد حیثیت کے مالک تھے اور علم و عرفان میں بھی کوئی ان کا حریف نہ تھا۔

(نقوش عظمت رفتہ ص ۱۵۳)

مولانا کرم الٰہی کی بیعت تصوف:۔

ڈاکٹر محمد اسحاق ضلع فیروز پور کے ایک مقام قادر والا میں پیدا ہوئے۔ وہ مشہور اہل حدیث عالم اور حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید خاص مولانا کرم الٰہی کے پوتے اور چودھری عبدالرحمٰن صاحب (ہیڈ ماسٹر فاضل ہائی سکول پاکپتن) کے بیٹے تھے۔ بے حد متین اور نیک نوجوان تھے۔ مرحوم نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں قادر والا میں حاصل کی۔ اس کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخل ہو گئے تھے۔ وہاں سے واپسی کے بعد ایم بی بی ایس کیا اور امراض چشم کے سپیشلسٹ ہوئے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۲۶۲)

وضاحت: مولانا کرم الٰہی ۱۹۳۹ء میں عطاء اللہ حنیف فیروز پور کی جامع مسجد اہل حدیث گنبداں والی میں درس خطابت کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۲۵۱)

مولانا محمد بھوجیانی رحمہ اللہ کے والد کی عقیدت مندی:۔

(مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کے) والد کا اسم گرامی میاں صدر الدین تھا، جو اپنے دور کے مرد صالح تھے اور حضرت امام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے عقیدت مند تھے۔ (ص ۲۶۷)

میاں محمد باقر رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

جھوک دادو اگرچہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، لیکن نیک لوگوں کا مسکن اور پڑھے لکھے افراد کا مرجع ہے۔ یہ گاؤں ضلع فیصل آباد میں منڈی تاندلیانوالہ کے قریب ہے۔ جس زمانے کی ہم بات کر رہے ہیں، اس زمانے میں وہاں ایک بزرگ میاں محمد باقر رحمہ اللہ سکونت پذیر تھے جو اس علاقے کی ''طور'' برادری سے تعلق رکھتے تھے۔



رہبرِ کامل

مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ قدوسیہ 8 اردو بازار لاہور

ناشر	———	ابو بکر قدوسی
طبع اول	———	اکتوبر ۹۵ء
مطبع	———	ندیم یونس پرنٹرز
قیمت	———	روپے

WWW.UBQARI.ORG

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد مکرم حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے مرید اور شاگرد تھے۔ اللہ نے ان کو علم کی دولت سے بھی نوازا تھا اور عمل کی نعمت سے بھی سرفراز کیا تھا۔ انہوں نے اپنے گاؤں (جھوک دادو) میں ایک دینی و مذہبی مدرسہ جاری کر رکھا تھا، جس میں بہت سے طلباء تعلیم حاصل کرتے تھے اور کئی فاضل اساتذہ خدمت تدریس سرانجام دینے پر مامور تھے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۳۱۶)

☆.....☆.....☆

کتاب ''رہبر کامل'' میں تصوف کی روشنی

نام کتاب:۔ رہبر کامل..... مصنف:۔ مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی

کرامات اہلحدیث کے مصنف:۔

مولانا عبدالمجید سوہدروی ایک معروف علمی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری اور امام العصر حضرت مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کے ہمعصر اور ان کے رفیق کار بھی تھے۔ آپ حضرت مولانا احمد علی لاہوری (قادری) کے داماد بھی تھے۔ (رہبر کامل ص ۶)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت پیر کامل

آپ متعجب ہوں گے کہ وہ مقدس ہستی جو ایک وقت میں فوجی جرنیل ہو۔ اور دوسرے وقت میں جوڈیشل قاضی کے فرائض بجا لا رہی ہو۔ ایک وقت میں سیاسی لیڈر ہو اور دوسرے وقت میں طبی خدمات بجا لا رہی ہے ایک وقت میں عابد و زاہد کی زندگی بسر کر رہی ہو اور دوسرے وقت میں بین الاقوامی نظام جمہوریت کے صدر کے حیثیت میں دنیا کے سامنے ہو، ایک وقت میں معلم اور پروفیسر ہو، اور دوسرے وقت میں تجارتی کاروبار میں مصروف نظر آتی ہو۔ کس طرح دنیا کے سامنے ایک پیر و مرشد کی حیثیت سے پیش ہو سکتی ہے؟ (رہبر کامل ص ۱۷۰)

حضور ﷺ سب پیروں کے پیر ہیں:۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر حضور ﷺ کی سب حیثیتوں کو چھوڑ کر صرف آپ ﷺ کو ایک پیر کی حیثیت سے دیکھا جائے تو یقیناً یہ ماننا پڑے گا کہ حضور ﷺ سب پیروں کے پیر ہیں دنیا میں جس قدر پیر فقیر ہوئے سب آپ کی نظر عنایت سے ہوئے آپ ہی کی خاک پا سے استفادہ کر کے ان مراتب کو پہنچے۔

اگر آج کوئی دنیا کا پیر اپنا سلسلہ حضور ﷺ سے توڑ کر کسی اور طرف منسوب کرتا ہے تو یقیناً وہ پیر نہیں ہے شیطان ہے مرشد نہیں ہے بلکہ ہمارا دشمن ہے۔ (رہبر کامل ص ۱۷۱)

متبع بزرگ حضور ﷺ کے خلیفہ:۔

ہم حضور ﷺ ہی کو اپنا پیر سمجھتے ہیں اور حضور ﷺ کے پورے متبعین اور نقش قدم پر چلنے والے بزرگوں کو ان کا خلیفہ تصور کرتے ہیں۔ (رہبر کامل ص ۱۷۱)

حضور ﷺ کی بیعت اصلاح:۔

اگر ایک پیر کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو بیعت کر کے ان کی روحانی اصلاح کرتا ہے، تو پھر حضور ﷺ سے بڑھ کر نہ کسی نے دنیا کی بیعت کی ہے اور نہ عوام الناس کی روحانی اصلاح ہی کی ہے۔ (رہبر کامل ص ۱۷۲)

حضور ﷺ کا صحابہ سے بیعت لینا:۔

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے وقت میں مردوں سے بھی اور عورتوں سے بھی الگ الگ بیعت لی اور ہزارہا صحابہ کرام نے صحابیات عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور صحیح معنوں میں مرید بن کر حضور ﷺ کو اپنا پیر و مرشد تسلیم کیا۔ (رہبر کامل ص ۱۷۲)

حضور ﷺ کی بیعت کا مقصد:۔

مگر حضور ﷺ کی یہ بیعت، یہ پیری مریدی، نذرانے لینے اور ٹکے بٹورنے کے لیے نہ تھی بلکہ ان کو جہاد کے لیے تیار کرنے اپنا قومی نظام استوار کرنے اور ان کی اخلاقی

WWW.UBQARI.ORG

مادی اور روحانی اصلاح کرنے کے لیے تھی۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس بیعت کے ذریعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو کچھ کام لیا وہ آج دنیا کے سامنے ہے اور دنیا انگشت بدنداں ہے کہ حضور ﷺ نے صرف ان کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر انہیں کیا سے کیا بنا دیا اور وہ کون سا فسوں تھا، جو پھونکتے ہی ان کی کایا پلٹ دی۔ (رہبر کامل ص ۱۷۳)

حضور ﷺ کا عورتوں سے بیعت لینا:۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تو آپ ﷺ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت لیا کرتے تھے مگر عورتوں سے کبھی ایسی بیعت نہیں لی وہ ہمیشہ حضور ﷺ سے پردہ کرتیں اور پردہ ہی میں بیعت ہوا کرتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی بیعت کا واقعہ ذکر کرتی ہوئی فرماتی ہیں: "واللہ مامست یدہ یدا مراۃ قط من المبایعات" خدا کی قسم! حضور ﷺ نے بیعت کے وقت کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگایا"

فتح مکہ کے دن بہت سی عورتوں نے حضور ﷺ کی بیعت کر لی تو کچھ عورتیں ایسی رہ گئیں جو اس وقت بیعت نہ کر سکیں وہ جمع ہو کر آئیں۔ الفاظ بیعت سے تو واقف ہی تھیں، کہنے لگیں: "یا رسول اللہ ابسط یدك نصا فحك فقال انی لا اصافح النساء" (ابن جریر) "حضور ﷺ! ہاتھ دیجئے ہم آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھیں"

آپ ﷺ نے فرمایا: "میں عورتوں کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں دیا کرتا"۔

علامہ ابن جریر رحمہ اللہ نے ایک دوسری حدیث میں نقل کیا ہے کہ عورتوں نے سمجھا تھا جس طرح حضور ﷺ مردوں کے ہاتھ لے کر بیعت لیتے ہیں اسی طرح ہم سے بھی لیں گے چنانچہ جب حضور ﷺ نے ان سے چند باتوں کا عہد لے لیا تو انہوں نے حیرت سے کہا: "الا تصا فحنا فقال انی لا اصافح النساء" "کیا آپ ﷺ ہمارے ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں لیں گے؟" حضور ﷺ نے فرمایا "نہیں میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتا"۔ (ص ۱۷۴)

WWW.UBQARI.ORG

بیعت اصلاح پر علامہ ابن کثیر کی تحقیق:۔

بیعت کیا ہے دراصل ایک معاہدہ ہے جو زبانی بھی ہوسکتا ہے چنانچہ حضور ﷺ عورتوں سے یہ عہد زبانی ہی لیا کرتے تھے۔ مگر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے: بایع رسول اللہ ﷺ النساء وعلی یدہ ثوب وضعہ علی کفہ "حضور ﷺ ایک چادر (کپڑا) اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے اور اس کا دوسرا حصہ عورتوں کی طرف پھینک دیتے وہ سب اس کو ہاتھ میں لے لیتیں پھر آپ ﷺ ان سے یہ عہد لیتے"۔

جو مختلف روایات سے نمبر وار درج ہیں:

عورتوں کا عہد اور بیعت:۔

ہم یہ عہد کرتی ہیں: ا۔ "خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی"۔ (اگرچہ وہ شرک جلی ہو یا مخفی، اعتقادی ہو یا عملی)

۲۔ "چوری نہ کریں گی" (اگرچہ وہ کسی کی ہو یا اپنی۔ یعنی اپنے ہی گھر سے خاوند کی مرضی اور اجازت کے بغیر کسی چیز کا لینا یا چھپانا بھی چوری ہی میں شامل ہے)

۳۔ "زنا نہ کریں گی" (ارتکاب زنا کے علاوہ مبادیات زنا کا اظہار، یعنی بن ٹھن کر باہر نکلنا اور بے پردہ پھرنا جسے تبرج الجاہلیت کہا گیا ہے۔ اس میں شامل ہے)

۴۔ "اولاد کو قتل نہ کریں گی" (عرب میں لڑکوں کو زندہ رکھنے اور لڑکیوں کو مارنے کی رسم تھی اس کو مٹانے کے لیے یہ عہد لیا گیا ہے جیسے آج کل منصوبہ بندی کے مطابق رحم میں ہی بچے کو مار دیا جاتا ہے اگر آج کل تعلیم کے متعلق اس کی تاویل کر لی جائے تو نہایت ہی موزوں ہے۔ یعنی اولاد کو جاہل رکھنا گویا قتل کر دینے کے مترادف ہے۔ "قوا انفسکم واھلیکم نارا" اور وہ احادیث جو تحصیل علم کے متعلق تاکیدی طور پر فرمائی ہیں قابل توجہ ہیں)

۵۔ "کسی پر بہتان نہ لگائیں گی" (یعنی کسی پاکدامن کو مطعون یا ذلیل کرنے کے لیے بدنام کرنا اور اس پر افتراء جوڑنا جسے ایک معمولی چیز سمجھا جاتا ہے)

WWW.UBOARD.ORG

۶۔ ''میری نافرمانی نہ کریں گی'' (یعنی حضور ﷺ بحیثیت پیر و مرشد اور نبی ہونے کے جو حکم فرمائیں گے اسے قبول کریں گی، جس کام سے روکیں گے، اس سے رک جائیں گی)

۷۔ ''بین نہ کریں گی''۔ ۸۔ ''بال نہ نوچیں گی''۔ ۹۔ ''کپڑے نہ پھاڑیں گی''۔ ۱۰۔ ''سینہ کوبی نہ کریں گی''

(یعنی جب کوئی عزیز مر جائے تو ایام جاہلیت کی طرح نہ اس پر بے تحاشا روئیں گی نہ چیخیں گی نہ چلائیں گی اور نہ خدا تعالیٰ کا شکوہ اور شکایت کریں گی بلکہ اس صدمہ پر صبر کریں گی اور سوائے چند آنسو بہانے کے اور کچھ نہ کریں گی)

۱۱۔ ''کسی غیر محرم کے ساتھ سفر نہ کریں گی'' (کیونکہ غیر محرم سے پردہ لازمی ہے اس لیے حضور ﷺ نے خصوصیت سے عورتوں کو یہ حکم دیا کہ وہ کسی محرم کے ساتھ الگ نہ ہوں۔ نہ کسی مکان میں نہ سفر میں کیونکہ تیسرا شیطان ہوگا جو انہیں ورغلائے گا)

۱۲۔ ''خاوند کی اطاعت کریں گی'' (اس کی حکم عدولی نہ کریں گی۔ اس کے گھر کی نگرانی کریں گی اسے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ کریں گے اس کی اولاد کی صحیح طور پر تربیت کریں گی)

یہ اور چند اسی قسم کی اور باتیں تھیں جن کی آنحضرت ﷺ بیعت لیا کرتے تھے اور بیعت کے بعد فرماتے تھے۔ **فان وفیتم فلکم الجنة** (رواہ ابی حاتم) ''اگر تم نے ان شرائط کو پورا کیا تو جنت مل جائے گی''

بیعت کی شرائط کا پورا کرنا:۔

حضور ﷺ قریباً قریباً یہی بیعت مردوں سے بھی لیا کرتے تھے۔ صرف ایک شرط جہاد کا اضافہ ہوتا تھا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے نبی ﷺ نے انہی شرائط پر بیعت لی اور فرمایا: ''**فمن و فی منکم فاجرہ علی اللہ و من اصاب من ذالك شیئا فعوقب بہ**'' ''اگر تم نے ان شرائط کو پورا کیا تو اللہ تعالیٰ سے اجر

ملے گا اور کسی شرط کو توڑ دیا تو سزا دی جائے گی"۔

اب حضور ﷺ کی ان شرائط پر غور فرمایئے، جو بیعت کے وقت مریدین سے بطور معاہدہ لی جارہی ہیں کہ کس قدر پاکیزہ کس قدر اہم اور کس قدر ضروری ہیں اور پھر ان کے ساتھ ہی ذرا اپنی حالت پر غور کیجئے۔..... (رہبر کامل ص ۱۷۷)

مریدین کا مرشد سے دعا کرانا:۔

یہ قاعدہ ہے کہ مرید اپنے پیر کے پاس اکثر دعا کے لیے آیا کرتے ہیں انہیں جب کوئی تکلیف ہو، مرض ہو یا ضرورت ہو تو اپنے پیر سے شکایات کرتے ہیں اور پیر کو مستجاب الدعوات سمجھ کر دعا کی درخواست کرتے ہیں حضور ﷺ بھی چونکہ پیر تھے اس لیے لازماً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی آپ ﷺ کے پاس آنا چاہئے تھا۔ چنانچہ وہ آتے اور اس قدر آتے تھے کہ شاید آج دنیا کے کسی پیر کے پاس اتنے لوگ نہ آتے ہوں حضور ﷺ ان کے لیے دعا کرتے برکت کے طور پر ہاتھ پھیرتے اور ان میں سے بے شمار لوگ اپنے اپنے مطالب میں کامیاب ہو جاتے۔ (رہبر کامل ص ۱۷۷)

☆.....☆.....☆

روحانی طبیب و مرشد:۔

آپ نے مندرجہ ذیل اجل علماء کرام سے اخذ فیض کیا۔

ان اساتذہ کرام سے شرف تلمذ حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ آپ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ لاہور۔ صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ ماموں کانجن سے بے حد متاثر ہیں۔ بلکہ امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کو وہ اپنا روحانی طبیب و مرشد مانتے ہیں۔ اور اگرچہ ماضی میں آپ کو کئی انسانوں سے واسطہ پڑا۔ حضر و سفر میں ساتھ رہنے کے وسیع مواقع میسر آئے۔ جن میں بڑے بڑے اصحاب عمائم علم و فضیلت بھی تھے۔ ارباب قلم و قرطاس بھی تھے۔ مدعیان رشد و ہدایت بھی تھے۔ فلسفی بھی تھے۔ محدث بھی، اور مفسر بھی۔ مگر پروفیسر صاحب امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کو شارح القلوب

تذکرہ علماء اہلحدیث پاکستان

جلد سوم

حسب ارشاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز دام ظلہم

ترتیب و تالیف

پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد

شعبۂ تصنیف و تالیف

جامعہ ابراہیمیہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب :۔ تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳

مصنف _____ پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد

اشاعت _____

تعداد _____

قیمت _____

مطبع _____

WWW.UBQARI.ORG

والا رواح شہنشاہ فقر وغنا اور کاروان آزادیٔ ہند کا آخری مسافر قرار دیتے ہیں۔ نیز آپ کے نزدیک علامہ ابن حزم، امام ابن تیمیہ شیخ احمد سرہندی، ام شوکانی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ مثالی شخصیات ہیں۔

آپ اب تک سعودی عرب کے بڑے بڑے شہروں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، ریاض، خرج، درعیہ، طائف کا سفر کر چکے ہیں۔

☆.....☆.....☆

''تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۲'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲.... تالیف:۔ پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد

حسب الارشاد:۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ

خاندان قادری راشدی کے علماء اہلحدیث

حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی کے جد امجد علامہ سید ابوتراب رشد اللہ شاہ راشدی جھنڈے والے چہارم ہیں جنہوں نے عربی سندھی اور اردو میں کئی قابل قدر کتب لکھ کر مسلک اہل حدیث کی ترجمانی کی۔ انہوں نے سندھ میں دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی اور علمی کتب کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا۔ جناب مولانا ابوتراب۔ علامہ قدرت اللہ اور مولانا محمد رحمہم اللہ یہ تینوں بزرگ شیخ الکل فی الکل میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے تلامذہ تھے۔ انہوں نے مسلک اہلحدیث کی بڑی خدمت کی۔

(تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۲ ص ۱۵۸)

ولی کامل رشد اللہ شاہ کے والد کی بیعت جہاد:۔

رشد اللہ شاہ کے والد سید رشید الدین شاہ رحمہ اللہ نے سندھ میں جہاد پر بیعت لی تھی۔ فضل اللہ شاہ شہید ان کے بھائی تھے۔ ان دونوں کے والد سید محمد یاسین شاہ تھے یہ صاحب اللواء الاول تھے۔ ان کے والد سید محمد راشد شاہ تھے۔ پورا خاندان

انہی کی وجہ سے راشدی کہلایا۔ دوسری شاخ سید حزب اللہ شاہ پیر پگاڑا والی ہے۔
(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۱۵۹)

خاندانی تعارف:۔

سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کا نسب نامہ مندرجہ ذیل ہے..... سید بدیع الدین شاہ راشدی بن سید احسان اللہ شاہ بن رشد اللہ شاہ بن رشید الدین شاہ محمد بن یٰسین شاہ بن محمد راشد شاہ الراشدی الحسینی رحمہم اللہ۔
(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۱۵۹)

سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ کے بزرگوں میں سے سید محمد راشد شاہ رحمہ اللہ ایک ولی اللہ شخصیت تھے انہوں نے پوری زندگی خدمت اسلام کے لیے وقف کر دی تھی آپ کے مختلف ملفوظات کو آپ کے پیروکاروں نے جمع کیا ہے۔
(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۱۶۰)

اسی طرح آپ کے جد اعلیٰ سوم سید رشید الدین شاہ رحمہ اللہ صاحب البیعۃ کے ملفوظات بھی جمع کیے گئے ہیں۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۱۶۰)

.....جب آپ وفات پا گئے تو احباب جماعت نے آپ کے دو بڑے صاحبزادوں کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ سید محمد راشد شاہ رحمہ اللہ کی دو نشانیوں میں سے پگڑی سید حزب اللہ شاہ کے سر پر رہے۔ اور دوسری نشانی جھنڈا سید محمد یاسین کے پاس رہے۔ لہٰذا اس طرح سے یہ خاندان دو شاخوں سے پیر پگاڑا اور پیر جھنڈا کے نام سے متعارف ہوا۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۱۶۰)

بیعتِ جہاد اور بیعتِ اصلاح:۔

جھنڈا والے سوم نے مجاہدین کی ایک جماعت تشکیل دی اور ان سے جہاد اور احکام شریعت کی پابندی کرنے پر بیعت لی۔ جس کی وجہ سے وہ ''صاحب البیعۃ'' مشہور ہوئے۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۱۶۱)

WWW.UBQARI.ORG

مولانا محمد حنیف کی کتب صوفیاء سے رہنمائی:۔

خطیب جامع مسجد قبا علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۱۸

۱۹۵۸ء میں دار العلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں داخل ہو کر مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی زیر سرپرستی درس نظامی کی تکمیل کی اور سند فراغت حاصل کی۔ آپ نے اللہ کے فضل و کرم اور مطالعہ کتب خصوصاً قرآن پاک ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی، فتوح الغیب، غنیۃ الطالبین، الفتح الربانی از شیخ عبدالقادر جیلانی، مکتوبات مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہم اللہ کی کتب کی بدولت آپ نے مسلک اہلحدیث اختیار کیا۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۲۵۱)

تحریری طریقے کے طور پر مسند ولی اللّٰہی کے آخری جانشین حضرت شیخ الکل مولانا میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے روحانی عقیدت کی بناء پر ان کی یاد میں مکتبہ نذیریہ کی بنیاد رکھی۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۲۵۲)

حافظ شریف اللہ خیالوی کے صوفی مزاج چچا:۔

آپ کے چچا حکیم محمد یوسف رحمہ اللہ ایک صوفی منش اور ذکر و اذکار میں مصروف رہنے والے آدمی تھے۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۳۳۷)

مولانا محمد صادق خلیل کی صوفی اساتذہ سے تعلیم:۔

مدیر ضیاء السنۃ ادارۃ الترجمہ والتالیف رحمت آباد فیصل آباد

شیخ الحدیث حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی ۲۔ امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ بانی مدرسہ تعلیم الاسلام، صوفی محمد ابراہیم اوڈانوالہ (ج ۲ ص ۳۴۹)

افکار صوفیہ ترجمہ فکر الصوفی تالیف عبدالخالق عبدالرحمان الفرقان بین اولیاء الرحمان و اولیاء الشیطان (جلد ۲ ص ۳۵۱)

اتحاف النبیہ یحتاج الیہ المحدث والفقیہ:۔

یہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے حدیث و فقہ سے متعلق نادر مخطوطہ "

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
پس پوچھ لو یاد والوں سے اگر تم نہیں جانتے النحل ۴۳

فتاویٰ سلفیہ

مولانا محمد اسمٰعیل السلفی

اسلامک پبلشنگ ہاؤس
۲۔ شیش محل روڈ (نزد داتا دربار) - لاہور

سلسلہ مطبوعات (۵۷)

(جملہ حقوق محفوظ)

طابع : افضل پرنٹرز اوٹ فال روڈ لاہور
ناشر : اسلامک پبلشنگ ہاؤس
۲ شیش محل روڈ لاہور
طبع اول : ۵۰۰ (۱۹۸۷ء — ۱۴۰۷ھ)
قیمت : ۳۰/- روپے
36/-

WWW.UBQARI.ORG

الانتباہ فی سلاسل اولیاء و اسانید وارثی رسول اللہ" کا تیسرا حصہ ہے جواب تک غیر مطبوعہ تھا۔ مولانا نے اس پر بیش قیمت تعلیمات وحواشی لکھے۔ اور مناسب مقامات پر اکابر اہلحدیث کا مختصر تعارف بھی عربی زبان میں قلم بند کیا۔ اس میں حضرت شیخ الکل فی الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کا مختصر ترجمہ میں شامل ہے۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص۳۹۶)

مولانا محمد عبداللہ اور راہ سلوک:۔

"خطیب جامع مسجد اہلحدیث کریمیہ جیلانی پور فیصل آباد، شیخ الحدیث ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد"۔ آپ کی ایک نمایاں خوبی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے علم کی سطوت کے ساتھ عمل کی نعمت سے بھی نوازا تھا۔ تصوف ومعرفت کی راہ ورسم سے بھی آشنا تھے۔ اور کتاب وسنت کے مطابق اس سے استفادہ کرنے کے زبردست قائل تھے۔ آپ ایک درویش صفت، منکسر المزاج اور سراپا علم، عالم دین تھے۔

(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲ص۴۰۱)

☆.....☆.....☆

کتاب "فتاویٰ سلفیہ" میں تصوف کی کرن

نام کتاب:۔ فتاویٰ سلفیہ: مولانا محمد اسمٰعیل السلفی

اسلامک پبلشنگ ہاؤس: شیش محل روڈ (نزد داتا دربار) لاہور

سید احمد شہید رحمہ اللہ صوفی بزرگ:۔

قریباً ایک سو سال سے زیادہ عرصہ ہو رہا ہے ایک بزرگ سید احمد بریلوی رحمہ اللہ ہوئے یہ حنفی المذہب تھے۔ نہایت پرہیز گار ولی اللہ تھے۔ انہوں نے سکھوں اور انگریزوں کے ساتھ جہاد کا فیصلہ کیا۔ بہت سے لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بڑے بڑے عالم بھی ان کے مرید تھے۔ اس سلسلہ میں مولانا

عرس اور گیارہویں

مصنف

شیخ الاسلام حضرت العلام مولانا حافظ محمد
عبداللہ صاحب محدث روپڑی رحمہ اللہ

ناشر

حافظ عزیز الرحمٰن، مکتبہ تنظیم اہل حدیث
نزد چوک دالگراں (لاہور)

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ عرس اور گیارہویں

شیخ الاسلام حضرت العلام
مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب محدث روپڑی رحمہ اللہ

ناشر:۔

حافظ عزیز الرحمٰن، مکتبہ تنظیم اہل حدیث
نزد چوک دالگراں (لاہور)

WWW.UBQARI.ORG

اسمٰعیل بن شاہ عبدالغنی بن شاہ ولی اللہ اور مولانا عبدالحئی بڈھانوی حنفی ان کے عقیدت مند تھے مولانا اسمٰعیل صاحب اہلحدیث تھے۔ سید احمد صاحب حنفی بریلوی صوفی بزرگ تھے انہوں نے تصوف میں ایک کتاب لکھوائی جس کا نام ''صراط مستقیم'' ہے یہ کتاب فارسی میں ہے۔ اس کے چار باب ہیں اس کے دو باب کا ترجمہ مولوی عبدالحی صاحب بڈھانوی حنفی نے کیا ہے۔ (فتاویٰ سلفیہ ص ۶، ۷)

صحبت مرشد وسوسے کا علاج:۔

سید صاحب رحمہ اللہ نے وسوسے کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں ایک وسوسہ لاعلاج ہے اس کے لیے یا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے یا کسی کامل پیر کی صحبت میں کچھ عرصہ گزارے۔ (فتاویٰ سلفیہ ص ۸)

بزرگوں کے علوم سے استفادہ:۔

ہم جس طرح آئمہ اربعہ اور فقہائے مذاہب کو اپنا بزرگ سمجھتے ہیں، ان کے علوم سے فائدہ اٹھاتے ہیں اسی طرح سید احمد شہید رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ کو بھی باوجود حنفی ہونے کے اپنا بزرگ اور عالم سمجھتے ہیں ان کی جو باتیں قرآن و حدیث اور مصالح کے مطابق ہوں انہیں قبول کرتے ہیں۔ (فتاویٰ سلفیہ ص ۱۰)

☆.....☆.....☆

عظمت اولیاء کی بھینی بھینی خوشبو

نام کتاب:۔ عرس اور گیارہویں

مصنف:۔ شیخ الاسلام حضرت العلام مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب محدث روپڑی رحمہ اللہ

ناشر:۔ حافظ عزیز الرحمٰن، مکتبہ تنظیم اہل حدیث، نزد چوک دالگراں (لاہور)

اولیاء کی عظمت اور عقیدت:۔

معزز ناظرین! حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ چھٹی صدی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

العظۃ الجلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ

المعروف

کتاب التوسل

او التوسل

تالیف

حافظ محمد الیاس صاحب اثری

استاد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ

ناشر

مدار المحدثین جامع مسجد اہلحدیث محدث گوندلوی

قبرستان روڈ گوجرانوالہ

ہجری کے وہ مایہ ناز بزرگ ہیں کہ جن کی ذات اقدس سے امت محمد یہ ﷺ کو کافی فیض پہنچا ہے ہم شاہ جیلانی اور تمام اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور بزرگ مانتے ہیں ان کی محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہیں اور ان کی تنقیص شان کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا دشمن سمجھتے ہیں۔ (عرس اور گیارہویں ص ۵۰)

☆.....☆.....☆

''کتاب التوسل'' میں اولیاء کے ادب کا اشارہ

نام کتاب:۔ کتاب التوسل ..... تالیف: حافظ محمد الیاس صاحب اثری، استاد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ۔ ناشر: خدام المحدثین جامع مسجد اہلحدیث محدث گوندلوی رحمہ اللہ ،قبرستان روڈ گوجرانوالہ، قیمت ۱۸ روپے

بزرگوں سے دعا کرانا:۔

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصحابِ پیغمبر زندگی ہی میں دعا کراتے تھے اسی طرح اگر کوئی آدمی کسی صالح، بزرگ اور دیندار شخص سے دعا کرانا چاہے تو بلاشک ارتیاب جائز ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور کوئی اختلاف کرے تو کیوں کر؟ اس عمل کی تائید میں احادیث کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ یہ حوالہ جات مشتے از خروارے کے طور پر پیش کیے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب مرتب ہوسکتی ہے۔ (کتاب التوسل ص ۱۴۱)

☆.....☆.....☆

کتاب ''علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ'' میں تصوف کی بادصبا

نام کتاب:۔ علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ

مصنف:۔ بدرالزماں نیپالی (تقسیم بلا قیمت) ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ پاکستان

وضاحت:۔ ضلع بستی اور گونڈہ میں اہلحدیثیت کی ابتداء مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ

اور سید احمد شہید رحمہ اللہ کے فیض یافتہ مولانا جعفر علی نقوی رحمہ اللہ سے ہوئی ہے۔ علماء و صلحائے اہلحدیث بستی گونڈہ کے کارناموں اور خدمات پر مشتمل کتاب مولانا بدر الزمان نیپالی کی تالیف ہے جو ان کے حسن ذوق اور اکابر سے عقیدت کا بین ثبوت ہے۔

مولانا جعفر علی نقوی رحمہ اللہ کامل پیر طریقت

مولانا جعفر علی صاحب رحمہ اللہ صرف ایک مجاہد اور پیر طریقت ہی نہیں تھے بلکہ ایک ممتاز عالم دین بھی تھے۔ علوم عقلیہ ونقلیہ میں پوری مہارت حاصل تھی۔

مولانا خالص اہل حدیث تھے۔ شاہ ولی اللہ وشاہ اسماعیل رحمہما اللہ کی طرح قرآن وسنت کو اپنا ماخذ سمجھتے تھے۔ (علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۲۳)

ورثاء اور مریدین کو چھ نصیحتیں:۔

جتنے مدارس آپ نے قائم کئے وہ سب اہل حدیثوں ہی کے ہیں اور وہ آپ ہی کے مسلک کے ترجمان رہے ہیں اس سے بھی آپ کا اہلحدیث ہونا ثابت ہے۔ نگاہ میں کافی توسع تھا۔ ائمہ اربعہ کے مذاہب اور ان کے دلائل پر بڑی اچھی نظر تھی۔ افسوس کہ چند مکاتیب اور فتووں کے سوا آپ کے سارے علمی رسائل ضائع ہو گئے۔ وفات سے چند روز پہلے آپ نے اپنے ورثاء اور مریدین کے لئے چھ وصیتیں تحریر کیں۔ آپ کی کئی کتابیں ضائع ہو گئیں صرف دو مطبوعہ بچی ہیں اور دو غیر مطبوعہ ان کا تعارف ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ (علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۲۴)

خلفاء، مریدین کیلئے وصیت نامہ:۔

وصایا: مولانا نے انتقال سے چند روز پہلے اپنے ورثاء، خلفاء، متعلقین و مریدین کے لئے ایک طویل وصیت نامہ تیار کیا تھا۔ جو چھ وصیتوں پر مشتمل ہے اس میں دنیا کی بے ثباتی، موت کا عبرت آموز منظر پیش کر کے موت سے پہلے تلقین کے آداب اور موت کے بعد تکفین و تدفین کا مسنون طریقہ، اعزہ واقرباء اور پسماندگان کو صبر و رضا کی

تعلیم اور جزع وفزع اور نوحہ سے احتراز کی تاکید فرماتے ہوئے مردہ کے پسماندگان کے ساتھ سلوک کا مسنون طریقہ بتایا ہے۔ (علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص ۲۴)

رہنمائے سالکان وپیشوائے عارفاں:۔

چند روز بیمار رہ کر ۲۰ رمضان المبارک ۱۲۸۸ھ، نومبر ۱۸۷۱ء میں علم وعمل کا یہ درخشاں آفتاب اپنے آبائی وطن مجھوا میر میں ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ مندرجہ ذیل رباعی سے ان کی تاریخ نکلتی ہے۔

حاجی حرمین بودوسید عالی مکاں
سال تاریخ وفاتش ازسروش آمد بگوش
رہنمائے سالکان وپیشوائے عارفاں
عاجزا گو "غازی ہادی وعلامہ زماں

(علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص ۲۵)

جانشینی وخلافت:۔

آپ نے مولانا سید باقر علی رحمہ اللہ کو اپنا جانشین بنایا۔

مولانا سید جعفر رحمہ اللہ کی دو شادیاں ہوئی تھیں ایک خاندان میں کی تھی یہ بی بی عمر میں سید صاحب سے بڑی تھیں۔

دوسری شادی سید احمد علی رامپوری رحمہ اللہ کی صاحبزادی سے کی جن کا نام فاطمہ بی بی تھا۔ دونوں آپ کی وفات کے بعد کافی دنوں تک باحیات رہیں اولاد میں صرف ایک لڑکی تھی جس کا نام سیدہ زینب تھا۔ جس کی شادی محلّہ قافلہ ٹونک کے سید شریف حسن بن سید مہدی حسن سے ہوئی تھی۔ آپ نے مولانا سید باقر علی شاہ رحمہ اللہ کو اپنا جانشین بنایا۔ (علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص ۲۵)

میاں دانش علی ندیا رحمہ اللہ (بستی) خلیفہ مجاز:۔

آپ موضع ندیا کے رہنے والے تھے عالم دین نہیں تھے مگر طبابت میں ید طولیٰ

WWW.UBQARI.ORG

رکھتے تھے علماء کی صحبت خصوصاً مولانا جعفر علی نقوی رحمہ اللہ کے فیوض سے بہرہ ور تھے۔ آپ کا حلقہ طبابت حلقہ دعوت بھی ہوتا تھا۔ علاقہ میں گھوم گھوم کر دونوں کام انجام دیا کرتے تھے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری کا کیا پوچھنا آپ کو سید جعفر علی صاحب نے اپنا خلیفہ بھی مقرر کیا تھا اوسان کوئیاں آپ بہت آتے جاتے تھے اور یہاں کے لوگ آپ کے معتقدین میں سے تھے۔ (علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۱۲)

مولانا شریف حسن نقوی (بستی) خلیفۂ طریقت:۔

ٹونک کے رہنے والے تھے بواسطہ خلافت سید جعفر علی رحمہ اللہ کی جگہ پر بستی میں رہے۔ مولانا عبدالجلیل رحمانی آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ آپ (سید جعفر علی نقوی) کے داماد علامہ شریف حسن مرحوم بڑے جید عالم فاضل تھے آپ امراض باطنیہ کے طبیب تھے تو امراض ظاہریہ کے حکیم، متبع سنت بزرگ بھی تھے، عامل بالحدیث اور صاحب تصنیف بھی۔

مولانا غلام رسول مہر سید عبدالسلام (جو سید جعفر علی کے خاندان کے ایک فرد ہیں) سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''سید جعفر علی کی صاحبزادی سیدہ زینب کی شادی محلّہ قافلہ ٹونک کے سید شریف حسن بن سید مہدی حسن سے ہوئی تھی۔ وہی سید جعفر کے خلیفہ مقرر ہوئے لاولد رہے اور انہیں سیدہ زینب کے ذریعہ جو جائیداد ملی تھی وہ اپنے بھائی سید لطیف حسن کے نام ھبہ کردی''۔ (جماعت مجاہدین ص ۳۱۰) اس سے ظاہر ہے کہ آپ بستی میں سید جعفر صاحب کے خلیفہ تھے اور ان کے بعد دینی خدمات اور تبلیغ سلفیت میں برابر کوشاں رہے۔ (علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۳۸)

میاں عباداللہ تلانگ رحمہ اللہ (بستی):۔

آپ موضع تلانگ علاقہ ڈومریا گنج کے رہنے والے تھے آپ مولانا سید جعفر علی نقوی کے فیض یافتگان میں سے تھے عالم تو نہ تھے مگر علماء کی صحبت نے بہت کچھ عطا کر

دیا تھا۔ بڑے عابد و زاہد اور نقوی صاحب کے مشن کو فروغ دینے والوں میں سے تھے۔ (علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۵۸)

مولانا عبدالرزاق سمرا رحمہ اللہ (بستی):۔

ابتدائی درجات کی تعلیم مولانا اللہ بخش بسکوہری سے بسکوہر میں حاصل کی بعد ازیں مدرسہ مظہر العلوم اوسان کوئیاں میں مولانا محمد دین محدث رحمہ اللہ سے چار سال کسب فیض کیا۔ پھر کانپور محلہ ٹپکا پور کے حنفی مدرسہ میں داخلہ لیا اور مولوی احمد حسن سے پڑھتے رہے۔ (علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۴۲)

حصول دینداری کے لیے بیعت ہونا:۔

آپ بڑے زاہد و متقی تھے۔ کتنوں نے آپ کے دست مبارک پر دینداری کی بیعت کی اور پرانی روش سے توبہ کی۔ بڑے خوش اخلاق ملنسار حلیم الطبع اور سخی تھے۔ سخاوت اور داد و دہش کی یہ خوبیاں آپ نے اپنے گھر کے دوسرے افراد میں بھی پیدا کر دی تھیں۔ (علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۹۱)

مولانا عبدالعظیم اکرہرا کے استاد مرشد:۔

بروایت مولانا عبدالنور بن مولانا عبدالعظیم

نام عبدالعظیم، قصبہ اٹوا کے پاس پیری نامی گاؤں آبائی وطن اور اکرہرا ننہال تھا۔ بچپن ہی میں اکرہرا آئے اور یہیں کے ہو رہے۔ ابتدائی تعلیم کے بارے میں معلومات نہیں البتہ بعد میں دہلی گئے اور مولانا محمد جونا گڑھی کے ساتھ مدرسہ دارالکتاب والسنہ میں پڑھنے لگے۔ مولانا عبدالوہاب صدری رحمہ اللہ آپ حضرات کے استاد اور مرشد و مربی تھے۔

بتایا جاتا ہے کہ آپ کا داخلہ مدرسہ میں چھ ماہ تک نہیں ہو سکا تھا اس درمیان میں آپ نے بڑی عسرت کی عبرت آموز زندگی گزاری۔ داخل شدہ طلبہ کے کھانے سے روٹیوں کے جو ٹکڑے بچ جاتے اور سوکھ چکے ہوتے تھے آپ انہیں بھگو کر کھایا کرتے تھے۔ مولانا محمد

جونا گڑھی کے ساتھ فراغت حاصل کی۔ (علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۱۰۳)

مولانا قطب علی مجھوامیر (بستی):۔

مجھوامیر ضلع بستی (یوپی) وطن، متوسط درجے کے زمیندار تھے۔ شیخ محمد اسحاق گورکھپوری کے بیان کے مطابق علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ سید صاحب نے شیخ اسحاق کو خلافت دینی چاہی تو انہوں نے قلت علم کے عذر کی بناء پر سید قطب علی ہی کا نام لیا تھا۔ اس دریائے فیض نے بے تکلف فرمایا کہ سید صاحب موصوف کو بھی لے آیئے۔

قطب علی سترہ آدمیوں کو لے کر سید صاحب کے پاس اس زمانے میں تکیہ شریف پہنچے جب آپ حج سے واپس آئے تھے اس قافلہ میں ان کے چھوٹے بیٹے سید حسن علی بھی شامل تھے بڑے بیٹے سید جعفر علی صاحب ''منظورۃ السعدا'' اس وقت لکھنؤ میں تعلیم پا رہے تھے وہ علالت کے باعث نہ جا سکے۔

سند خلافت:۔

سید قطب علی بہت کبیر السن تھے۔ رائے بریلی سے ایک کوس کے فاصلہ پر زحمت سفر کے باعث بیمار پڑ گئے۔ تکیہ شریف پہنچے تو ان کی مہمانداری سید صاحب کے بھتیجے سید محمد یعقوب کے سپرد ہوئی۔ ایک مہینہ ٹھہرے رہے پھر سید صاحب نے مولانا عبدالحئی سے خلافت کی سند لکھوادی۔ (علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ ص ۱۲۳)

مولانا ممتاز علی کرتھی ڈیہہ (بستی) اور لوگوں کی بیعت اصلاح:۔

آپ کے والد کا نام حسن علی تھا آپ نے ابتدائی تعلیم کافی عمر ہو جانے کے بعد مدرسہ سراج العلوم بونڈھار میں مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کی سرپرستی میں حاصل کی پھر ندوہ گئے اور مولانا حفیظ اللہ بندوی اعظم گڑھی (۱۳۶۲ھ) وغیرہ سے حدیث وغیرہ پڑھی..... آپ نے وعظ و تقریر کو اپنی تبلیغ کا ذریعہ بنایا بغیر کسی دعوت اور بلاوا کے مختلف جگہوں پر پہنچتے اور لوگوں کو عمل بالکتاب والسنۃ کی دعوت

سوانح حیات

پاکستان کے بانی اولین کی تحریک آزادی
کے آخری دور کی ایمان افروز داستان

مولانا فضل الٰہی رحمہ اللہ وزیر آبادی
امیر المجاہدین جمعیت عالیہ ہندیہ چمرقندازاد

مرتبہ: خالد گھرجاکھی
ناشر: جمعیت مجاہدین پاکستان

ملنے کا پتہ: سکول بکڈپو گوجرانوالہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ سوانح حیات

مرتبہ ——— خالد گھرجاکھی

ناشر ——— جمعیت مجاہدین پاکستان

ملنے کا پتہ ——— سکول بکڈپو گوجرانوالہ
پنجاب (پاکستان)

WWW.UBQARI.ORG

دیتے۔(علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص ۱۵۱)

اطاعت رسول ﷺ کے لیے بیعت ہونا:۔

ہر مجلس میں کچھ نہ کچھ لوگ آپ کے ہاتھوں پر اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے لئے بیعت کرتے رہے..... آپ کے مواعظ میں ایسی شیرینی اور لذت ہوتی کہ لوگ ہمہ تن گوش ہوکر گھنٹوں سنتے رہتے پھر بھی ان کی پیاس نہ بجھتی۔ اثر اندازی کا یہ عالم ہوتا کہ ''از دل خیزد و بر دل ریزد'' کا سماں نظر آتا۔ وعظ کہتے وقت خود روتے اور سامعین کو بھی رلاتے یہاں تک کہ روتے روتے بہتوں کی ہچکیاں بندھ جاتیں۔(ص ۱۵۲)

مریدین کا حلقہ:۔

آپ خلوص وللّٰہیت کے پیکر تھے مریدین اور عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع تھا..... زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں مرتاض تھے۔ خشوع وخضوع اور تضرع وابتہال اور انابت الی اللہ میں اپنی مثال آپ تھے۔(علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ ص ۱۵۳)

☆.....☆.....☆

کتاب ''سوانح حیات'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ سوانح حیات پاکستان کے بانی اولین کی تحریک آزادی کے آخری دور کی ایمان افروز داستان..... مولانا فضل الٰہی رحمہ اللہ وزیر آبادی، امیر المجاہدین جمعیت عالیہ ہندیہ چمر قند آزاد..... مرتبہ: خالد گھرجاکھی۔ ناشر: جمعیت مجاہدین پاکستان ملنے کا پتہ: سکول بکڈپو گوجرانوالہ

خاندان ولی اللہ کے مرید:۔

پنجاب بمعیت علاقہ سرحد وکشمیر سکھوں کے زیر نگین تھا۔ اس میں ظلم کی یہ انتہا تھی کہ ہر بدترین حکومت کے لئے ''سکھا شاہی'' کا نام ضرب المثل ہوگیا اس وقت خاندان ولی اللہی ہی کے ایک مرید حضرت سید احمد بریلوی رحمہ اللہ نے پورے زور سے

ہندوستان میں جہاد کی تحریک شروع کی۔ (سوانح حیات فضل الٰہی وزیر آبادی ص ۲۹)

وظائف واذکار کی طرف رجحان:۔

سید احمد صاحب رحمہ اللہ تیرھویں صدی کے پہلے دن پیدا ہوئے یعنی پیدائش کا دن یکم محرم ۱۲۰۱ھ ہے۔ جماعت مجاہدین میں سید صاحب مجدد الف ثالث گنے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب قریباً پچیس سال تک اپنی تعلیم وتعلم میں مشغول رہے لیکن ان کا رجحان ذکر واذکار کی طرف زیادہ تھا۔ تعلیم تھوڑی حاصل کرتے اللہ اللہ زیادہ کرتے رات کا اکثر حصہ تہجد میں گزارتے۔ (سوانح حیات ص ۲۹)

تجدید دین کیلئے بیعت ہونا:۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کو انہی دنوں خواب میں بشارت دی گئی تھی کہ تمہارے ہاتھوں یا تمہارے کسی شاگرد کے ہاتھوں تجدید دین کی تحریک کو عروج پر پہنچایا جائے گا چنانچہ حضرت سید احمد صاحب شاہ عبدالعزیز رحمہما اللہ کے پاس آئے تو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے کہنے پر ان کے قریباً تمام کنبہ کے کارکن افراد نے ان کی بیعت کی۔ یہ دن قریباً اس اصلاحی اور جہادی تحریک کا پہلا دن تھا جبکہ یہ تحریک علمی دور سے نکل کر عمل کے دور میں داخل ہوئی۔ (سوانح حیات ص ۳۰)

مولانا فضل الٰہی رحمہ اللہ سے بیعت ہونا:۔

مولوی محمد یوسف صاحب نے کہا کہ اس بزرگ کے ہاتھ پر بیعت جہاد کرو میں نے کہا کہ ہم اہلحدیث لوگ ایسے مشرک ملنگوں کی بیعت نہیں کرتے جو قبروں کے مجاور ہوں۔ لیکن چند دن کے بعد اس شرط پر میں نے بیعت کر لی کہ اگر مولانا فضل الٰہی صاحب امیر المجاہدین سرحد سے آجائیں تو میں ان کے ہاتھ پر بیعت جہاد کرلوں گا۔

بیعت کرنے کے بعد میں نے حضرت فقیر صاحب رحمہ اللہ سے کوئی وظیفہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا خواہ تجھ پر کتنی ہی مصیبت کیوں نہ آجائے اور نماز کی پابندی کرنا اور سب سے بڑا وظیفہ یہ ہے کہ اپنی زندگی میں کم از کم

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب)

الشیخ عبداللہ غزنوی

۱۳۲۰ھ — ۱۵/۳/۱۳۹۸ھ

مولوی عبداللہ غزنوی حدیث مجھ سے پڑھ گیا اور نماز پڑھنی سیکھ گیا
میاں نذیر حسین محدث دہلوی

ترتیب

بدرالزماں محمد شفیع نیپالی

ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)

سلسلہ ندوۃ المحدثین

(۱۹)

نام کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الشیخ عبداللہ غزنوی
نام مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بدرالزماں نیپالی
طبع اوّل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۸۴ء
صفحات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۸
تعداد اشاعت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۰۰

تقسیم بلا قیمت

باہتمام
ضیاء اللہ کھوکھر، ۱۳۔ اسلام آباد، گوجرانوالہ

WWW.UBQARI.ORG

ایک انگریز کو ضرور قتل کرو۔ میں حیران تھا کہ ملنگ اور شرک سے بیزاری کی تبلیغ کرتا۔
(سوانح حیات ص ۱۶۰)

☆.....☆.....☆

کتاب ''الشیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ'' میں تصوف کے پھول

نام کتاب:۔ الشیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ، ۱۳۲۰ھ، ۱۴۹۸

ترتیب: بدرالزماں محمد شفیع نیپالی، ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)

اہل دل اہل نگاہ اور انوار الٰہیہ:۔

اہل دل اور اہل نگاہ نے شیخ رحمہ اللہ کے اندر انوار الٰہیہ کی جھلک دیکھ لی تھی اور کہا تھا کہ تمہاری پیشانی چمکتی ہے خبردار ایسا نہ ہو کہ برے عالموں کی صحبت میں رہ کر تم اپنے دل کو خراب کر لو اس طرح تمام خاص و عام آپ کے صلاح و تقویٰ پر جو طفولیت میں تھی حیران تھے۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۲)

جذبہ الٰہی اور استغراقی کیفیات:۔

جذبہ الٰہی کا آغاز پہلے دن شام (مغرب) کی نماز کے بعد محض عنایت ایزدی سے تھا جو خود بخود بلا واسطہ کسی پیر کے جذبہ الٰہی (کے) پہنچ گیا پہلے اس فقیر کے دل میں اللہ تعالیٰ نے مقاصد کو بغیر استعمال مبادی کے دفعتہً ڈال دیا جس کی وجہ سے اس نے تمام برے خلق مجھ سے یکبارگی اپنی بے عنایت رحمت کے ساتھ کھینچ لیے اور تمام زور کے ساتھ ماسویٰ اللہ کو میرے دل سے کھینچ لیا اور یکا یک حضور دائمی یعنی مرتبہ احسان مجھ کو حاصل ہوا جس سے مجھے تمام ماسوی اللہ سے نفرت ہوگئی۔ یہاں تک کہ تین دن مجھ کو اپنے نفس سے کدورت اور ظلمت اس طرح معلوم ہوتی تھی کہ از خود گندی بو آتی جس سے جی متلانے لگتا اور باقی لوگوں سے بھی دیکھنے کے وقت قے آنے لگی اور قصر امل یہاں تک تھی کہ فانی زندگی پر کسی طرح کا اعتماد نہ ہوتا اور مخلوقات سے یہاں تک نفرت تھی کہ نماز جماعت کے ساتھ بڑی

دشواری کے ساتھ گزاری جاتی۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۴)

تلاش مرشد کا سفر:۔

طبیعت کا میلان گوشہ نشینی اور مخلوقات سے تنفر کی طرف تو تھا ہی ساتھ ہی یہ خیال بھی ہوا کہ کسی اہل دل سے مل کر کچھ عملی رہنمائی حاصل کی جائے کیونکہ اب تک کسی شیخ سے اس سلسلے میں ملاقات نہیں کی گئی تھی اور عام طور پر بلا صحبت کے اس کا حصول نہیں ہوا کرتا اس لیے آپ حیران و پریشان تھے کہ آخر میں کروں کیا؟ غور و فکر کے بعد طے پایا کہ علاقہ کے مشہور چلہ کش کے یہاں چلا جائے شاید اس سے کوئی کام چل جائے۔

اب دل میں نہ جانے کتنی امنگیں لیے شیخ چلہ کش کے یہاں چلے۔ اس کی تفصیل شیخ کی زبانی سنیے۔

''چنانچہ ایک شخص شاہ صاحب غلام علی دہلوی مجددی احمدی رحمہ اللہ کے مریدوں میں سے ریاضت شاقہ اور چلوں کے ساتھ مشہور تھا ان کے دیکھنے کا دل میں پختہ ارادہ ہوا چونکہ میں اکیلا راہ کا واقف نہ تھا اور کسی کی ہمراہی بھی ممکن نہ تھی ایک شخص کو راہ بتانے کے لیے میرے ساتھ کیا گیا۔ اس طرح کہ وہ دور سے راستہ دکھائے جب شیخ سے ملاقات ہوئی تو اس پر حالت آ گئی جو خود بخود اپنا سر ہلاتا تھا اور اس نے اپنے سارے لطیفے اسی جوش میں ظاہر کیے جو کچھ میں نے اس صحبت میں دیکھا کسی زمانے میں نہیں دیکھا پس میں ناامید ہو کر واپس آیا۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۴، ۲۵)

پیران پیر کی ناراضگی:۔

ایک دفعہ میں شیخ سلیمان تونسہ والے کی زیارت کے لیے کہ اس زمانے میں چشتیہ کی نسبت میں ان کی بڑی شہرت تھی اور لوگ وہاں آتے جاتے تھے۔ پختہ ارادہ کیا، خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (۵۶۱ھ) علیہ الرحمۃ مجھ پر خفا ہو گئے ہیں مجھ کو زمین سے اٹھا لیا ہے اور چاہتے ہیں کہ دے ماریں۔ خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے سفارش کے طور پر عرض کیا کہ پھر یہ کسی جگہ نہیں جائے گا۔'' (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۵)

WWW.UBOARD.ORG

تنہائیوں سے محبت:۔

عرفان حاصل ہو جانے کے بعد شیخ نے لوگوں سے الگ رہنے اور ذکر و فکر میں مشغول رہنے کی ٹھان لی تھی لیکن چونکہ آپ نے ابھی کسی شیخ وقت سے استفادہ نہیں کیا تھا اس وجہ سے کچھ وحشت کی سی کیفیت اپنے اندر محسوس کر رہے تھے چنانچہ پیران پیر شیخ جیلانی (متوفی ۵۶۱ھ) سے ان دنوں بہت زیادہ الفت تھی ان کے اشارے پر ہر ایک سے منہ موڑا اور دل کی آواز کو اس طرح لبیک کہا کہ: ''تمام ناطے داروں اور دوستوں سے ہجرت کر کے ''خواجہ ہلال پہاڑ'' میں جہاں کوئی باشندہ نہ تھا، جا کر اقامت اختیار کی''۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۵ بحوالہ سوانح عمری، ص ۴)

وضاحت:۔ شیخ سلیمان تونسوی رحمہ اللہ (۱۲۶۷ھ) کے بارے میں نزہۃ میں ہے ''مغرب شمار ہند کے حدود اور پنجاب کے اندرون کے زمانے میں چشتی طریق کی سرداری انہیں پر ختم ہوتی ہے ان کے بہت سارے عجیب و غریب واقعات اور بہت سے کشف و کرامات ہیں''۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۵ بحوالہ نزہۃ ۷/۲۰۴) سوانح عمری، ص ۲۹)

اہل دنیا سے کراہیت:۔

امراء سے شیخ صاحب کس قدر گریز کرتے تھے اس کا اندازہ ذیل کے اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔

''امیروں اور دنیاداروں سے تاوقت حیات اس قدر گریزاں رہے کہ کسی سے باوجود ان کے درپے ہونے کے ملاقات نہیں اور اپنی اولاد اور دوستوں کو ہمیشہ یہ وصیت کرتے رہے کہ دنیاداروں کی صحبت زہر قاتل ہے، اپنے مالک کی طرف متوجہ رہو وہ تم کو ضائع نہ کرے گا''۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۷)

اور فرماتے تھے ''الحمدللہ الحمدللہ! کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دنیاداروں اور امیروں سے ابتدا اور انتہاء میں محفوظ رکھا ہے ابتداء میں تو یہ حالت تھی کہ امیر لوگ سینکڑوں روپے خرچ کرتے کہ ایک بار میرا منہ دیکھیں لیکن میں ہرگز ہرگز ان کو اجازت نہ دیتا

تھا کہ میرے پاس سے گزریں دور دور سے چلے جاتے اس کے پیچھے اتباع سنت کی آتش شوق نے میرے سینے میں شعلہ مارا پس پھر تو تمام لوگ دشمن بن گئے اور انہوں نے مخالفت کا جھنڈا اٹھایا، الحمدللہ! یہ بھی اللہ عزوجل کی تربیت تھی کہ آخر عمر میں اس طرح اس نے مجھ کو دنیا داروں سے بچالیا ورنہ میری اولاد تو بسبب توجہ امیروں اور حاکموں کے ان کی صحبت اور مجالست اختیار کرلیتی اور دین سے ہاتھ دھو بیٹھتی۔

(الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۲۷)

سلسلہ اُویسہ نقشبندیہ سے محبت:۔

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ شیخ غزنوی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں آپ کا طریق بہت سیدھا تھا، نہ افراط تھا نہ تفریط تھی یعنی کل سنی صوفیوں کو اور خصوصاً اویسیوں کو زیادہ دوست رکھتے تھے اور خطا اور بھول کی وجہ سے ان کو صدیقین کے مرتبہ سے خارج نہیں کرتے تھے اگر کسی صالح صاحب الحال کو اپنے زمانے میں دیکھ لیتے تو اس کے ساتھ اس قدر محبت کرتے اور اس کی خاطر اس قدر رعایت کرتے کہ دوسروں کو تعجب ہوتا۔ اہل اللہ کی دوستی کو قرب کا سبب، برکات کا موجب، حلاوت ایمانی اور لذت ایمانی کا مورث اور درجہ احسان تک پہنچنے کا باعث سمجھتے تھے اہل اللہ پر طعن اور جرح کرنے کو خدا کی درگاہ سے مردود اور محروم ہونے کا سبب سمجھتے ان کے اقوال و افعال کو نصوص کے تابع کرتے نصوص کے خلاف ان کے جو اقوال و افعال ہوتے انہیں نصوص پر مقدم نہ کرتے اور فرماتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ تمام لوگ ایسے ہی ہیں کہ ان کی کوئی بات ماننے کے لائق ہوتی ہے اور کوئی ماننے کے لائق نہیں ہوتی۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۶۳)

قاضی غلام قندھاری رحمہ اللہ کا ذوق سلوک وتصوف:۔

قاضی غلام قندھاری رحمہ اللہ کا ایک مدافعت نامہ ملا سعدالدین مقری کے نام:۔

''حقائق و معارف آگاہ، الموفق من عنداللہ قائد الخلق الیٰ صراط اللہ محی السنۃ و قامع البدعۃ میاں محمد اعظم صاحبزادہ کی نسبت، جس کے حق میں یہ کہنا بجا اور درست

ہے کہ "رجل مملوء من السنة من الفرق الی القدم" اور اس نے سیر اور سلوک باطن میں نسبت اویسی کے حاصل کرنے کے بعد محض اللہ پاک کی عنایت سے طریقہ نقشبندیہ میں قدم ٹکایا ہے اور اس طریق کے سیر وسلوک کو پورے طور پر حاصل کیا ہے اور اس طریقہ میں مجاز ہو گیا اور اس کے بعد سید آدم بنوری قدس اللہ سرہ کے طریق کو بھی حاصل کیا ہے اور اس طریق میں بھی مجاز ہو گئے ہیں، القصہ میاں محمد اعظم صاحب کا ظاہر تقویٰ کے زیور اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی موافقت کے ساتھ آراستہ ہے۔ اس کا باطن اہل صفاء کے احوال ومقامات کے ساتھ پیراستہ، لیکن صرف اسی قدر نقصان ہے کہ یہ صاحبزادہ اپنے آپ کو ان (ملاکٹہ) کے مخلصوں اور دوستوں سے شمار نہیں کرتا۔ ملاکٹہ اس بزرگ صاحبزادہ کو کبھی وہابی کہتا ہے اور کبھی مبتدع کہہ کر پکارتا ہے، بلکہ معتبر لوگوں سے سنا گیا ہے کہ ملاکٹہ نے "غلجائی" کے اطراف واکناف میں اس مضمون کے نامے بھی ارسال کیے ہیں کہ فلاں وفلاں (میاں محمد اعظم) کے ساتھ ایسا ایسا معاملہ کرو۔ نعوذ باللہ! اس میں شک نہیں کہ اہل اللہ کی عداوت نے اس کے دل کی آنکھ کو نابینا کر دیا ہے کہ دن کو رات اور رات کو دن سمجھتا ہے" (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۲۴)

علامہ حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ پیشوائے طریقت:۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مضمون نگار لکھتے ہیں:۔ حبیب اللہ قندھاری (المعروف بہ اخوند زادہ) ابن فیض اللہ اخوند زادہ بن ملا بابڑ قوم موسیٰ خیل (کاکڑ) افغانستان کے ایک جید عالم دین اور پیشوائے طریقت۔

۱۲۱۳ھ میں قندھار میں پیدا ہوئے اور پچیس سال کی عمر تک قندھار، ایران اور بلاد عرب میں تحصیل علم میں مصروف رہے۔ بعد ازاں قندھار میں تدریس وتالیف میں مصروف ہو گئے۔

میاں فرح الدین کی وساطت سے جو میاں "فقیر اللہ" شکار پوری کے مرید تھے،

طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔ مولوی احمد قندھاری سے بعض علوم عقلیہ کا درس لیا اور بالآخر ''استاذ الکل'' اور ''محقق قندھاری'' کے القاب سے شہرت پائی۔

جب ۱۲۴۱ھ میں مجاہدین ہندی کا قافلہ حضرت ''سید احمد بریلوی'' اور ''مولانا اسمٰعیل شہید'' رحمہما اللہ کی قیادت میں قندھار پہنچا تو محقق قندھاری نے ''سید اسمٰعیل شہید'' سے خلوص و دوستی کے تعلقات قائم کر لیے اور اپنے قول کے مطابق کابل تک سفر میں ان کے ہمراہ رہے۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:۔ ''ایک دن کابل میں حضرت مولوی ''اسمٰعیل شہید'' رحمہ اللہ تعالیٰ نے فقیر کو نماز عصر میں امام بنایا اور پیچھے فاتحہ پڑھی۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۳۰)

قاضی عبدالاحد خانپوری رحمہ اللہ کی بیعت طریقت:۔

(۱۲۶۸ھ/۱۸۵۳ء۔ ۱۳۴۷ھ، ۶/۱۵، ۱۹۲۸ء/۱۲) شیخ عبدالاحد بن قاضی محمد حسن خانپوری، فقہ و حدیث کے اندر ایک ممتاز عالم ہیں، پیدائش ۱۲۶۸ھ میں ہوئی۔ علم کے گہوارے میں آپ کی پرورش ہوئی اور اپنے والد سے پڑھا اس کے بعد ''سید نذیر حسین دہلوی محدث رحمہ اللہ'' سے حدیث پڑھی اور شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہے اور استفادہ کیا۔

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

''آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ قاضی محمد صاحب اور قاضی حسین صاحب سے پائی پھر دہلی گئے تو حدیث میاں صاحب سے پڑھی۔ عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے مرید تھے''۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۲)

مولانا عبدالرحمٰن لکھوی کی بیعت طریقت:۔

(۱۲۵۳ھ۔۱۲۔۱۱۔۱۳۱۲ھ) آپ کا اسم گرامی ''محی الدین'' کنیت ''ابوالعلیٰ'' ہے۔ چونکہ آپ کے مرشد حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم نے آپ کا نام بوقت بیعت ''عبدالرحمٰن'' تجویز فرمایا۔ اسی لیے آپ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم

بن حافظ محمد صاحب مرحوم بن حافظ ''بارک اللہ'' صاحب مرحوم بن حافظ احمد صاحب مرحوم بن حافظ محمد امین صاحب مرحوم سے مشہور ہیں۔ آپ بمقام لکھو کے ضلع فیروز پور پنجاب ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ فاروقی قامت، علوی جسامت، صدیقی جلالت اور عثمانی حلاوت رکھتے تھے اور ''بسطۃ فی العلم والجسم'' آپ کو عنایت تھی اور نہایت شہ زور تھے۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۵)

حافظ محمد صاحب کی تکمیل سلوک وبیعت:۔

وطن پہنچ کر تدریس شروع کی اور والد بزرگوار ''حافظ محمد صاحب'' تصنیف میں مشغول ہوئے آپ نے حفظ قرآن اور تدریس میں بہت محنت کی، آخر الامر ضعف دماغ ہوگیا۔ اس لیے تدریس چھوڑنے کا اطباء نے مشورہ دیا۔

اسی اثناء میں آپ کو علم آخرت اور سلوک کا شوق پیدا ہوا۔ تین سال کی ریاضت کے بعد الہام ربانی بسوئے غزنی مولوی ''عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ'' کی ملاقات ہمراہ ایک خادم پاپیادہ تشریف لے گئے۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۵)

حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے صوفیہ کے اصطلاحات چند روز میں عبور کرادیئے اور آپ کو تھوڑی محنت سے ہی ملکہ تامہ ہوگیا۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۵)

آپ ابھی غزنی میں ہی تھے کہ مولوی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ پر مبتدعین افاغنہ نے تہمت وہابیت لگا کر کابل کے قلعے میں بند کروا دیا تھا۔ آپ بادل بے تاب رخصت ہوئے۔ وطن پہنچ کر آپ نے دنیا ومافیہا سے تبتل کرلیا۔ اور خاندانی وجاہت کے سبب اور نیز ذاتی قابلیت کی وجہ سے لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ اور بڑے بڑے علماء وفضلاء اصلاح باطن کے لیے آتے۔

بوجہ ذکر وشغل کے تصنیف کی طرف کم خیال کیا۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۶)

شاہ ممتاز الحق کی بیعت تصوف:۔

آپ کی سیرت تو معلوم نہ ہوسکی، البتہ سیرت کا جزو معلوم ہے، جسے فضل حسین

جملہ حقوق بحق اولاد مصنف محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

رسول اللہ توں صدقے جان میری ایہہ فانی زندگی قربان میری

سوانح حیات

عالم باعمل واعظ بے بدل حاجی حرمین شریفین مقبول موارین

جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول حضرت مولانا

غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ ساکن قلعہ میاں سنگھ

ضلع ۔ گوجرانوالہ

مصنف ومولف

حضرت مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ خلف اکبر حضرت مولانا مرحوم

انتساب از محمد نسیم ایم اے وبرادران محلہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ

پبلشر فضل رشید لوہار اردو بازار گوجرانوالہ

ملنے کا پتہ مکتبہ نعمانیہ اردو بازار لاہور

کاتب : فیاض احمد یمنی

قیمت ۱۸ روپے

دیباچہ طبع دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا مرحوم کی سوانح حیات کو شائع ہوئے عرصہ دراز گزر چکا ہے ۔ والد مرحوم نے اسے ۱۹۳۰ء میں شائع کروایا تھا ۔ کتاب کا یہ ایڈیشن اب نایاب ہے ۔ مولانا مرحوم کے عقیدت مندوں کے پیہم اصرار کے سبب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

وقت کی رفتار کے باعث اگرچہ اس کتاب کی زبان میں قدرے تبدیلی آچکی ہے تاہم عصر حاضر میں جو سادگی ، متانت اور شیرینی موجود ہے ۔ اس سے قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ اسی بنا پر اس کی زبان میں تبدیلی کا ارادہ ترک کرتے ہوئے اسے من وعن شائع کیا جا رہا ہے ۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ناچیز

محمد نسیم بن عبدالوکیل نبیرہ حضرت غلام رسول رح

ساکن قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ

WWW.LIBRARY.ORG

صاحب کی زبان میں سنئے:۔ ''مولوی شاہ ممتاز الحق صاحب مرحوم جب حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے حضور میں بغرض بیعت وارشاد حاضر ہوئے تو عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ تم دہلی جا کر وہاں رہو، اور شرف صحبت شیخ سے مستفید ہو کر ان سے اجازت لے کر یہاں آؤ، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ دہلی آئے اور یہاں بہت دنوں تک رہے۔ پھر جب میاں صاحب رحمہ اللہ کے خط کے ساتھ امرتسر پہنچے تب عبداللہ رحمہ اللہ نے ان سے بیعت لی اور مسترشدین میں اپنے داخل کیا'' (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۶۱)

☆.....☆.....☆

کتاب ''سوانح حیات'' میں تصوف کی روشنی

نام کتاب:۔ سوانح حیات: حضرت العلام مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ساکن قلعہ میہاں سنگھ گوجرانوالہ

مصنف:۔ حضرت مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ پسر حضرت العلام مولانا غلام رسول رحمہ اللہ

حسب فرمائش: مولوی عبدالوکیل رحمہ اللہ و برادران ونسیم اعوان ایم اے ایم ایڈ

ناشر:۔ فضل بک ڈپو، اردو بازار گوجرانوالہ

شریعت اور طریقت کا تلازم:۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق عمل کتاب اللہ اور کتب احادیث میں مروی ہے اور خداوند تعالیٰ تک پہنچنے کا یہی صحیح راستہ ہے یہ کتاب (سوانح حیات مولانا غلام رسول رحمہ اللہ) تالیف کرنے سے ایک منشا یہ بھی ہے کہ یہ غلط اور گمراہ کن خیال لوگوں کے دلوں سے نکل جائے۔ اور شریعت حقہ کو اپنی مشعل راہ سمجھ کر صراط مستقیم (جس کو صوفیاء کی اصطلاح میں طریقت شریعت بھی کہتے ہیں) پر چل کر منزل مقصود پر پہنچیں (اور اس منزل پر پہنچنے کو معرفت یا حقیقت کہتے ہیں)۔

تالیف کا مقصد اصل صوفیاء تک رہنمائی:۔

اس تالیف سے یہ مقصد بھی ہے کہ شرعی اور غیر شرعی صوفیاء میں تمیز ہو سکے۔ کیونکہ غیر شرع صوفی کا اتباع انسان کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتا ہے حالانکہ استدراج ان سے

WWW.UBQARI.ORG

بھی ظاہر ہوتا ہے بھنگ و چرس پینے والے زنا کار شراب خور اور نامحرم عورتوں سے بدنی خدمت لینے والے اپنی توصیف میں ایسے قصائد تصنیف کرانے والے کہ جن میں ان کا رتبہ انبیاء علیہم السلام سے بڑھا کر دکھایا گیا ہو اور خداوند کریم کے برابر بلکہ اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ رتبہ دیا گیا ہو اپنا ناموافق عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں کو اپنی خاص مجلسوں میں خوب کوسنے والے اور علانیہ مسلمانوں کو کافر بنانے والے اکثر صوفی بنے پھرتے ہیں جہلاء کو اپنے دام تزویر میں پھانس کر دین اور دنیا دونوں میں رسوا کر رہے ہیں ایسے نام نہاد صوفیوں سے عوام بچ سکیں اور سچے اور جھوٹے فقیروں میں تمیز کر سکیں اور معلوم کر سکیں کہ اللہ والے لوگ کون ہوتے ہیں ان کی زندگی کس طرح گزرتی ہے ان کا ہر قول و فعل شریعت کے مطابق ہوتا ہے ذرا ذرا سی لغزش پر (جو کہ انسانی طبیعت کا خاصہ ہے) کفر کی مشین کو استعمال نہیں کرتے۔ عامل، باعمل حلیم اور بردبار ہوتے ہیں دنیاوی لالچ شرعی امور میں ان کے پائے استقلال کو متزلزل نہیں کر سکتا۔ حسد اور عناد، کینہ اور بغض سے دور رہتے ہیں۔ ان کی محبت ہر ایک سے محض اللہ ہی کے لیے ہوتی ہے اور اگر کسی سے بغض ہو تو محض اللہ ہی کے لیے ہوتا ہے۔ دنیاوی امور کا کوئی دخل نہیں ہوتا "من احب لله وابغض لله واعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان"۔ سخی اور بامروت ہوتے ہیں حرام اور حلال میں تمیز کرتے ہیں شر اور فساد کو دور کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

بزرگوں کا ذکر باعث نجات:۔

بزرگوں کا ذکر خیر کرنا کفارۂ گناہ ہوتا ہے شاید میرا یہی عمل (سوانح حیات تالیف کرنا) باعث نجات ہو جائے اور لوگوں کے لیے بھی باعث ہدایت ہو لوگو! مولوی صاحب کو فوت ہوئے پچاس سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے اور اس وقت ہم میں موجود نہیں۔ مگر ان کا ذکر خیر اسی طرح کیا جاتا ہے کہ جیسے ہم میں موجود ہیں۔ ان کے طرز عمل کو ابھی تک سند لی جاتی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں وہی عزت، وہی عظمت اور

وہی رعب مولوی صاحب کا موجود ہے۔ قرآن کریم میں وارد ہے۔ ''من عمل صالحاً من ذکرا وانثی فلنحینه، حیوٰة طیبة'' میں اسی طرف اشارہ ہے۔

طرز صالحین ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ:۔

عوام مطالعہ کرنے کے بعد صالحین کے نقش قدم پر چل کر اپنی دینی اور دنیاوی اصلاح کریں۔ اخلاق حسنہ پیدا کرنے اور علم وادب کے تحصیل شوق کے ساتھ ساتھ خدا پرستی۔ صلہ رحمی۔ اتقیٰ اور پرہیز گاری کا پاک جذبہ اپنے وجودوں میں پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

اگر ایسا ہی ہوا اور میری مراد بر آئی تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت ٹھکانے لگی اور میں نے اسلام کی ایک اہم خدمت کی'' ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم''۔

صوفی اور شیخ کامل کی علامت:۔

صوفی اور شیخ کامل لائق بیعت وہ ہوتا ہے جس کے افعال واعمال واقوال مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوں پیر کو عشق الٰہی حاصل ہوتا ہے اور فنا فی اللہ اور حضور دائمی اس کا ہی نصیب ہوتا ہے۔ (سوانح حیات ص ۳۴)

مقام فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہا:۔

آپ فرماتے تھے کہ شاہ صاحب کے وعظ نے میرے دل میں گھر کر لیا جتنے مدارج حب کے تھے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منتقل ہو گئے۔ آپ کے وعظ نے میری کایا پلٹ دی مجھے پکا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنا دیا دل میں ایسا صدق ہوا کہ اتباع میں اگر میرے پرزے پرزے کئے جائیں یا مار اجاؤں یا جلایا جاؤں مگر یہ نعمت عظمیٰ ہاتھ سے نہ دوں گا۔ اس روز سے مجھے اس طرح معلوم ہونے لگا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے روبرو دیکھتا ہوں اگر مجھ سے خلاف سنت کوئی کام ہونے لگتا تو مجھے اس طرح معلوم ہوتا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرما رہے ہیں میں ہر وقت نشہ محبت میں سرشار رہتا تھا۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے آپ کو رخصت کیا اور فرمایا کہ ''میری حیات تک مجھے

ملتے رہنا میں بھی تمہیں ایک وسیلۂ نجات سمجھتا ہوں شاید تم ہی میرے لیے باقیات صالحات سے ہو۔ علم حاصل کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا''۔ آپ پھر لاہور تشریف لے آئے استاد صاحب موضع بگہ کو تشریف لے گئے تھے وہ ایک اور مولوی صاحب تھے جو علم میں پورے مگر اعمال میں ناقص تھے ان کی خدمت میں چند روز ٹھہرے اور ان سے کافیہ اور ہدایت النحو ختم کی۔ (مولوی صاحب کا نام مجھے بھول گیا ہے دریافت کرنے سے بھی معلوم نہیں ہوا۔ (سوانح حیات ص ۳۵)

تکوینی راز پر اخفائے حال:۔

ایک مرتبہ مؤلف سوانح عمری کا گزر بگہ شریف سے ہوا اس وقت میری عمر بیس سال کی تھی جب لوگوں نے سنا کہ مولوی غلام رسول صاحب کا بڑا بیٹا آیا ہوا ہے تو سب لوگ مجھے دیکھنے کیلئے آئے میرے ساتھ میرے تایا زاد بھائی مولوی احمد علی صاحب مرحوم ساکن کوٹ بھوانیداس بھی تھے لوگوں نے مولوی صاحب کا ذکر شروع کیا ایک سفید ریش آدمی نے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ آپ کی طالب علمی کے زمانہ میں ہم اکٹھے دریا پر (جو قریب ہی تھا) نہانے کے لئے گئے۔ ہم سب نے معہ مولوی صاحب کے غوطہ لگایا۔ جب ہم نے نکل کر دیکھا تو مولوی صاحب نہ نکلے تھے۔ ہمیں بڑی تشویش ہوئی۔ بہت تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر جب ۳ گھنٹہ کی تلاش کے بعد ہم مایوس ہو چکے تھے تو اچانک مولوی صاحب نے پانی سے سر نکالا اور ہمیں بہت خوشی ہوئی اور حیرت بھی ہوئی کہ اتنی مدت آپ کہاں رہے جب آپ سے اس دیر کا سبب پوچھا گیا تو خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا اور گاؤں کو چلے آئے اس معاملہ کے بعد آپ نے ہمارے ساتھ جانا چھوڑ دیا لیکن ہم یہ حیرت انگیز معاملہ دیکھنے کے لیے نظر بچا کر پیچھے پیچھے جایا کرتے اور ویسے ہی کئی دفعہ دیکھ کر حیران ہوتے۔ (سوانح حیات ص ۳۷)

دوران درس ذکر و مراقبات کی کثرت:۔

مولانا صاحب کو خداوند کریم نے اپنے فضل اور ایک بزرگ کی دعا سے ایسا عمدہ

حافظہ اور ذہن عطا کیا تھا کہ وہ صرف ایک ہی دفعہ سبق کی عبارت رواں ہی استاد سے پڑھ لیا کرتے اور مضمون کلہم ذہن میں رکھتے تھے اور پھر کبھی نہ بھولتے۔ آپ کے استادوں کو یہ ہرگز علم نہ تھا کہ آپ کا ایسا حافظہ ہے۔ اس لیے آپ کے ہر دو استاد یہ کہا کرتے تھے کہ مولوی غلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا تو کچھ نہیں۔ شب و روز مراقبات میں ہی مشغول رہتا ہے نہ مطالعہ کرتا ہے نہ پڑھ کر دوبارہ سہ بارہ کہتا ہے خاندانی آدمی تھا ہمیں خیال تھا کہ کچھ پڑھ جائے مگر یہ پڑھنے کی طرف تو آتا ہی نہیں۔ خداوند کریم اس کے حق میں کوئی بہتری کی صورت کرے غرض اسی حال میں آپ نے درسی کتابیں تمام کیں۔ (سوانح حیات ص ۳۷)

مجذوب کی رہنمائی:۔

جب آپ باقی علوم سے فارغ ہو چکے تو جو اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لگن لگی ہوئی تھی وہ آرام نہ لینے دیتی تھی یہ شوق دن بدن ترقی پر تھا کہ کسی استاد کامل سے حدیث پڑھی جائے تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا پورا اتباع ہو سکے۔ اس لیے بااشارہ جنگو شاہ مجذوب دہلی سید نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں معہ عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ حدیث پڑھنے کے لیے گئے۔ (سوانح حیات ص ۳۹)

تلاش مرشد کا سفر:۔

جب آپ بگہ سے صرف ونحو وفقہ تفسیر وغیرہ کی تعلیم ختم کر چکے تو استاد صاحب سے رخصت لے کر اپنے گھر تشریف لے آئے۔ دادا صاحب سے سردار میہاں سنگھ پڑھتا تھا۔ وہ تایا صاحب کے قلعہ میں آ گئے اور یہاں کی بود و باش اختیار کی۔ مولوی صاحب کے دل میں جو عشق الٰہی کی لگن تھی وہ چین نہ لینے دیتی تھی چاہتے تھے کہ کوئی اس راستہ کا واقف ملے ہر طرف جویاں تھے آپ نے سنا کہ سوادبیز میں ایک بزرگ کامل رہتا ہے ان کے ملنے کے واسطے سفر اختیار کیا بصد مشکل آپ سوادبیز پہنچے اخوند صاحب رحمہ اللہ سے ملاقی ہوئے آپ فرماتے تھے کہ اخوند صاحب رحمہ اللہ بڑے

زاہد، عابد، متقی ہیں لیکن سنت سے واقف کا کاشاہ صاحب مرحوم کا فیض اور وہ بیج توحید جو دل میں بویا گیا تھا وہ مخالف پانی سے کب سیراب ہوتا تھا وہ دماغ جو عطر اور مشک و عنبر کی خوشبو سے معطر تھا اس کو بوئے سیر کب بھاتی تھی آپ دو روز ٹھہر کر واپس آئے راستہ میں تربیلا علاقہ ہزارہ میں ایک گاؤں آتا ہے جب واپسی کے وقت وہاں پہنچے تو آپ اس جگہ کے ارباب یعنی نمبر دار کے مہمان ہوئے۔ (سوانح حیات ص ۴۲)

مرشد باکمال کی خدمت میں حاضری:۔

نمبر دار مذکور حضرت سید میر صاحب رحمہ اللہ مرحوم کوٹھہ والا کا مرید تھا اس شخص نے آپ سے سفر اختیار کرنے کا حال دریافت فرمایا۔ آپ نے کل حال کہہ سنایا۔ نمبر دار نے حضرت میر صاحب رحمہ اللہ کی بہت تعریف کی۔ مولوی جامی رحمہ اللہ نے سچ فرمایا ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

سنتے ہی زمام اختیار ہاتھ سے جاتی رہی دل کو قلق اور اضطراب شروع ہو گیا فرماتے تھے کہ رات مشکل سے کاٹی کس کو نیند اور کس کو آرام۔ میری عجب حالت تھی جس کو میں بیان نہیں کر سکتا علی الصبح بعد فراغت نماز روانہ ہوا شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے۔

رشتہ در گردنم افگند دوست
مے برو آنجا کہ خاطر خواہ اوست

جس طرح بن سکا بصد وقت وہاں پہنچا دیکھتے ہی قدرے تسکین ہو گئی۔ میں نے حضرت صاحب سے سلسلہ بیعت دریافت کیا فرمایا میں بیعت شدہ سید احمد صاحب بریلوی مرشد مولوی اسماعیل صاحب رحمہما اللہ شہید کا ہوں مجھ کو ان سے ہی فیض حاصل ہے سنتے ہی دل باغ باغ ہو گیا تکان سفر و کوفت راہ بھول گیا بے ساختہ یہ اشعار منہ سے نکلے۔

بہ بیداریست یارب یا نجاب ست
کہ جانمن زجاناں کامیاب است
بشبہائے سیہ کے بود امیدم
کہ گردروز زی نگونہ سفیدم
شبم راصبح فیروزی برآمد
غم و رنج شباروزی برآمد
شدم با نازنین خویش ہمراز
سزد اکنوں کہ برگردوں کنم ناز
دریں محنت سرائ غم چومن کیست
پس ازپژمردگی خرم چومن کیست
چہ بودم ماہی در ماتم آب
طپان بر ریگ تفاں زرغم آب
درآمد سیلے ازابر کرامت
بدریا بردازد یگم سلامت
کہ بودم گمرہے از ظلمت شب
رسیدہ ان ز گراہیم برلب
برآمد از افق تابندہ ماہے
بکوئے دوستم نمبودراہے
کہ بودم خفتہ بربستر مرگ
خلیدہ دررگ جان نشتر مرگ
درآمد ناگہاں خضرازدرمن!!

WWW.UBQARI.ORG

بآب زندگی شد یارمن!
بحمدللہ کہ دولت یاریم کرد
زمانہ ترک جاں از آریم کرد!

مجھے دوبارہ زندگی حاصل ہوئی پژمردگی جاتی رہی اتنا سرور ہوا کہ دنیا و مافیہا بھول گیا۔ کاکا شاہ صاحب والہ فیض دوبارہ عود کر آیا۔ خشک نہر جاری ہوگئی حضرت صاحب رحمہ اللہ میری طرف دیکھ دیکھ کر حیران ہوتے تھے کہتے تھے کہ یہ عجیب استعداد کا آدمی ہے میرے چراغ میں رمق باقی تھی روغن ڈالا گیا جو مراد تھی وہ برآئی۔ (سوانح حیات ص ۴۲، ۴۳)

مرید باکمال پر مرشد کا استقبال:۔

حضرت سید میر صاحب رحمہ اللہ نے مجھے اٹھ کر سینہ سے لگا لیا۔ (کاکا شاہ صاحب کی نسبت سید صاحب بریلوی سے مل گئی) اور فرمایا کہ تیری خوشی کا بھی کوئی حساب نہیں اور میری خوشی کا بھی کوئی حساب نہیں مجھے آج تک تیرے جیسا مشتاق سنت کوئی نہیں ملا۔ الحمدللہ خداوند کریم نے تمہیں بدعتیوں اور بے راہوں سے بچایا۔

مریدین کے لطائف سلوک فوری جاری ہو جانا:۔

حضرت کا فیض مثل موج دریا تھا کوئی بھی خالی نہیں جاتا تھا جو حلقہ میں بیٹھ جاتا یکبارگی اس کے تمام لطائف جاری ہو جاتے متبع سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتا۔
(سوانح حیات ص ۴۴)

بیعت کرنے کا طریقہ:۔

ان کے کشف و کرامات حساب سے باہر تھے جو شخص بیعت کے لیے جاتا اول اس کے عیوب سے اس کو مطلع کر کے پھر بیعت کرتے آپ کے وظائف مطابق سنت تھے اکثر اپنے معتقدین کو وہی فرماتے جو حدیث شریف میں آئے ہیں۔ چند روز وہاں ٹھہر کر واپس قلعہ میہاں سنگھ تشریف لے آئے گھر میں کب آرام تھا۔ خواب و خورش کم ہوگئی۔ تنہائی اختیار کر لی۔ اکثر جنگل میں ہی رہتے۔ اہل و عیال زبردستی روٹی کھلانے کو گھر

بلاتے ہوا و ہوس دنیا کی جاتی رہی۔ دنیاوی بات دل کو نہ بھاتی طالب علموں کو جواب دے دیا دل اور زبان پر ہر وقت ذکر جاری رہنے لگا۔ (سوانح حیات ص ۴۴)

تلاش مرشد کا تیسرا سفر:۔

اس زمانہ میں خواجہ سلیمان صاحب تونسوی رحمہ اللہ بڑے مشہور بزرگ تھے۔ ان کی زیارت کے واسطے تونسہ کو روانہ ہوئے (آپ کی عادت شریف میں تھا کہ جب گھر میں آتے تو مجھے اور میرے دیگر بہن بھائیوں کو بلاتے اور فرماتے کہانی سنو آپ کی شیریں کلامی دل میں گھر کر جاتی تھی۔ ہم سب کے سب بھاگے بھاگے آتے۔ ہمیں فرماتے ''کیوں بھائی ہڈورتی سناؤں یا جگ ورتی''۔ ہم عرض کرتے ''ہڈورتی'' بس پھر آپ ایسے قصہ جات سناتے) فرماتے تھے جب تونسہ دو منزل رہ گیا ایک گاؤں میں مجھے رات آ گئی وہاں کا امام مسجد بڑا فقیہہ محدث تھا روٹی کھلا کر میرا حال دریافت کیا جب اس نے مجھے ذی علم سمجھا مجھ سے چند مشکل مسائل دریافت کیے بعد تسکین خاطر بڑا خوش ہوا..... دوبارہ چند ماہ کے بعد پھر میں تونسہ گیا۔ اور اس گاؤں سے (جس میں وہ مولوی صاحب رہتے تھے) تونسہ پہنچا۔ خواجہ صاحب کی ملاقات ہوئی اور میں نے یہ خط لکھ کر پیش کیا۔ (سوانح حیات ص ۴۴، ۴۵)

خواجہ تونسوی کی خلافت:۔

مجھ پر آپ نے بڑی مہربانی کی ہے اپنے مجربہ تعویذ اور وظائف سکھائے اور بلا بیعت ہونے کے مجھے اپنا خلیفہ ہونے کا لقب عطا فرمایا چند روز مجھے وہاں ٹھہرایا مجھ پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب تم کو مرید ہونے کی ضرورت نہیں تم خود لوگوں کو اپنا مرید بنایا کرو بعد رخصت میں گھر آیا۔ (سوانح حیات ص ۴۷، ۴۸)

مجذوب سے ملاقات کی رہنمائی:۔

چند روز رہ کر پھر آپ نے ارادہ فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور کا کیا یہاں آپ کے سسرال تھا۔ اس علاقہ کے لوگوں سے آپ نے سنا کہ موضع بُچے علاقہ تخت

ہزارہ میں ایک گاؤں ہے۔ وہاں ایک بزرگ ہیں یہ سب لوگ ان کے مرید تھے۔ ولی باکمال سنے جاتے تھے۔ فتح گڑھ سے ہی آپ بچے کو روانہ ہوئے اس وقت سواری کا کوئی انتظام نہ تھا نہ ریل نہ موٹر اور نہ یکہ صرف شوق کی ریل پر سوار آپ چند یوم میں حافظ صاحب کی خدمت میں موضوع مذکور میں پہنچ گئے۔ ملاقات کے بعد حافظ صاحب نے فرمایا کہ میرے پاس براہ راست آپ کا کوئی حصہ نہیں۔ مگر ایک مجذوب کے طفیل میرے فیض کا کچھ حصہ آپ کو ملے گا حافظ صاحب نے ایک خط لکھ کر آپ کو دیا اور فرمایا کہ نام اس کا نامدار قوم کا مارتھ موضع گڑھی اعواناں میں ملک رحمت خاں کے گھر میں رہتا ہے۔ برا بھلا کہے گا آپ برا نہ منانا اور یہ میرا خط اس کو دے دینا اور میری طرف سے السلام علیکم کہہ دینا مولوی صاحب رخصت ہو کر اس موضع میں آئے۔ آپ کے ساتھ ایک طالب علم مطول پڑھنے والا تھا آپ کے مناسب حال کیا کسی شاعر نے کہا ہے

مجنوں صفتم در بدر و خانہ بخار شاید کہ بہ بینم رخ لیلیٰ بہ بہانہ (سوانح حیات ص ۴۸)

مجذوب کا اطلاع علی الغیب دینا:۔

اس گاؤں میں آ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کہیں باہر بیمار گدھے لے کر چراتا پھرتا ہے جب اس کے قریب پہنچے تو وہ دیکھ کر کہنے لگا۔ یہ تیرے ساتھ والا شخص حرام زادہ ہے۔ اس کو میرے پاس نہ لاؤ۔ دور چھوڑ کر میرے پاس آ جا کیا تم نہیں جانتے کہ اس کے والد نے ایک عورت کشمیر سے اغواء کی۔ یہ نطفہ قبل از نکاح ہے۔ کچھ اور بھی کہا جو اس کے لائق تھا۔ غرض جب مولوی صاحب مجذوب کے قریب ہوئے۔ حافظ صاحب کا خط اور سلام دیا۔ اپنی گدڑی بچھا کر مولوی صاحب کو اس پر بٹھایا اور بڑی عزت سے پیش آیا۔ بعدہ اس نے زمین پر ہاتھ مارا اور کہا چلا جا گوشت روٹی اور پلاؤ بہت ہے۔ خود کھاؤ اور لوگوں کو کھلاؤ (جو آپ کے پاس آویں) پھر ہاتھ اٹھا کر کہا کہ نہیں نہیں اتنی فراخی سے نفس سرکش ہو جاتا ہے۔ پھر زمین پر زور سے ہاتھ مارا اور کہا

کہ ایک وقت گوشت روٹی اور پلاؤ اور دوسرے وقت دال روٹی خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو بھی کھلاؤ ایک بڑا فحش نکال کر کہا کہ کون ہے۔ جو میری مہر لگائی ہوئی کو مٹائے۔

مولوی رومی رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے

گفتن او گفتن اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

آپ فرماتے تھے کہ اس روز سے میرا شوق ترقی کرتا گیا۔ میری شہرت بھی شروع ہوگئی کثرت سے لوگ میرے پاس آنے لگ گئے لیکن مجھے حضرت صاحب کوٹھہ والا کا شوق ملاقات آرام نہیں لینے دیتا تھا آپ کے حسب حال کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

پھروں میں یار کے غم سے مثل قیس دیوانہ
لگن میں یار کے اپنے دیا ہے چھوڑ کاشانہ

(سوانح حیات ص ۴۹)

مجذوب کا جذبہ خیر خواہی:۔

(وضاحت حاشیہ میں محشی مجذوب کے حالات بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ) اس بزرگ کی عادت تھی کہ جب لوگ اپنے گدھوں سے خوب محنت کا کام لے کر بے کار اور دبلے کر کے چھوڑ دیتے تھے تو آپ ازراہ عنایت سب کو اکٹھا کر کے جنگل میں محض بوجہ اللہ چرایا کرتے تھے جب گدھے پھر کام کے لائق اور تندرست ہو جاتے تھے تو مالک ان کو لے جایا کرتے تھے اور دوسرے بیکار شدہ چھوڑ جاتے یہی سارا دن آپ کا کام ہوتا تھا۔

گھر آ کر پھر ارادہ مصمم اس طرف کا کیا اور سفر کی تیاری کرنے لگے میرے بھائی کہتے تھے کہ یہ مجنون ہو گیا ہے یا اس کے پاؤں کو چکر آ گیا ہے یا آسیب زدہ ہے۔ یہ سکندر کی طرح آب حیات کی تلاش میں ہے بھلا بلا قسمت کہاں ملتا ہے یہ طعن اور

ملامت میرے شوق کو زیادہ کرتے اور میری آتش شوق پر تیل کا کام کرتے مولوی جامی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے۔

ملامت شحنہ بازار عشق است
ملامت صیقل بازار عشق است

آپ نے اپنی حالت سسی پنوں میں خود مختصراً تحریر کی ہے وہ بعینہٖ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

نظام الدین خادم جد مغفور
فضیلت مو ہوا ہر طرف مشہور
ریاضت تے سخاوت موں یگانہ
بکسر نفس بے مثل زمانہ!
خزانہ فیض دی کنجی زباں سی
نظامی گنجوثانی بیاں سی
کیا مجھ پر کرم سے اک نظارہ
ہویا غفلت دا پردہ پارہ پارہ
کیتی میں پر کرم سیتی عنایت
ہوئی تحصیل کریندی ہدایت
انہاندے بعد حضرت قبلہ گاہی
رحیم بخش میرے تکیہ گاہی
عجیبہ حسن صورت لبا معنےٰ
تعالیٰ اللہ چہ دور اندیش دانا
کیتی اشفاق تے وافر عنایات
بھیجا لاہور میں دے خرچ حاجات
بخدمت مولوی صاحب یگانہ!

جو سن ممتاز فضلائے زمانہ
جو ساکن موضع بگہ شریف است
غلام محی الدین اسم لطیف است
دوجے حضرت میرے ہن احمد الدین
دونوں بھائی مبارک فیض آئین
کیتونے علم دینی دی ہدایت
میرے پر لطف و شفقت بے نہایت
جو کس منہ نال انہانوں صلاحیں
مگر بیٹھا کراں ہر دم دعا میں
ہویا پھر صوفیاں دا شوق غالب
پھراں اس درد دا ہر طرف طالب
محرم ماہ موں سر ماندے آثار
گیارہ سو تیرہویں سٹھ پر چار
غلام ایہ پر گناہ بے چارہ گمنام
طلب درے درد نے چھوڑا نہ آرام
ہوا آخر موں آوارہ وطن سے
نہ خویشیاں سے خبر نہ خویشتن سے
چلا جذبہ الٰہی موں گرفتار
بحضرت صاحب کوٹھہ کے دیدار
انہاں روزں میں آہا شوق غالب
پھراں اسا درد دا ہر طرف طالب
حکایت عاشقانہ بہت بھاوے

کہانی عشق دی دلنوں سکھاوے
خصوصاً بات سسی دی زیادہ
کرے سوز زائد اور وازہ کشادہ
اسے کارن وچھوڑدی حکایت
تھلاند پوچہ رلبنیدی روایت
لکھی اول میں درداندی کہانی
ہوئی باقی ہوں سسی بارثانی
لکھا میں درد اپنے دا افسانہ
سسی پنوں دا قصہ کر بہانہ

(سوانح حیات ص ۵۱)

حضرت عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی بیعت برکت:۔

دو روز ہی ٹھہرے ہوں گے کہ صاحبزادہ محمد اعظم کابلی المعروف بہ عبداللہ الغزنوی رحمہ اللہ کوٹھہ میں تشریف آور ہوئے۔ جب آپ کی حضرت سید میر صاحب رحمہ اللہ سے آنکھیں چار ہوئیں تو محبت نے ایسا جوش دیا اور ایسا بے خود ہو کر ان پر گرے جیسے پانی پر پیاسا یا معشوق پر عاشق مہجور یا شمع پر پروانہ حضرت صاحب کوٹھہ والا نے بھی آپ کی بڑی عزت کی۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئے حضرت عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی حضرت صاحب کوٹھہ والا رحمہ اللہ سے بیعت کی آپ فرماتے تھے کہ عبداللہ صاحب نے محض اس سلسلہ میں داخل ہونے کے واسطے بیعت کی ہے ورنہ ان کو ضرورت بیعت کی نہ تھی۔ آپ نے عبداللہ صاحب رحمہ اللہ سے رشتہ اخوت باندھا۔ ایک روز دونوں صاحب حضرت صاحب کوٹھہ والا کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت صاحب نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تیرے اور عبداللہ کے درمیان اخوت کا نور عجیب طرح کا آتا جاتا ہے تم دونوں کو دیکھ کر مجھے بڑا حظ حاصل

ہوتا ہے۔ خداوند کریم تم دونوں کی محبت میں ترقی دے۔ (سوانح حیات ص ۵۲)

نور باطن میں مجذوب کی خوشبو:۔

چند روز دونوں (حضرت مولانا عبداللہ غزنوی اور مولانا غلام رسول رحمہما اللہ) صاحب کوٹھہ شریف ٹھہر کر قلعہ میہاں سنگھ (یعنی اپنے مسکن) کو روانہ ہوئے۔ جب گجرات (پنجاب) کے قریب پہنچے تو مولوی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے یہاں ایک مجذوب کی خوشبو آتی ہے وہ ملنے کے قابل ہے۔

رستہ میں ہی ارادہ حدیث پڑھنے کا کر لیا تھا اور یہ قصد بھی تھا کہ دہلی جا کر حدیث پڑھی جائے سو اسی خیال کو دل میں لیے ہوئے مجذوب کی طرف روانہ ہوئے تا کہ اس سے دریافت کریں کہ حدیث کہاں سے پڑھیں۔ (سوانح حیات ص ۵۲)

مجذوب جنگو شاہ کا استقبال اور رہنمائی:۔

اس مجذوب بزرگ کا نام جنگو شاہ رحمہ اللہ تھا جب آپ اس طرف روانہ ہوئے تو وہ اپنے حاشیہ نشینوں کو کہنے لگا کہ دیکھو دو شخص محمدی نمونہ صحابہ کرام رضوان علیہم چلے آتے ہیں مجھے کوئی کپڑا پہنا دو اور ان دونوں کے لیے فرش کر دو جب آپ اس بزرگ کے قریب پہنچے تو سائیں جنگو شاہ نے اٹھ کر استقبال کیا اور بٹھالیا دہلی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جنت اس طرف ہے یہ سن کر اس کے پاس کے لوگ حیران تھے کہ یہ کبھی کسی سے مخاطب نہیں ہوا۔ آج ہوش و حواس کی باتیں کرتا ہے جب مولوی عبداللہ صاحب و مولوی صاحب واپس آنے لگے تو کہنے لگا کہ لباس دیکھ کر نہ بھول جانا وہ شخص مسکین صورت ہے اور اس کا نام سید نذیر حسین رحمہ اللہ ہے اس سے پڑھنا یہ سن کر ان کی پوری تسلی ہو گئی پھر وہاں سے چل کر قلعہ میہاں سنگھ پہنچے اور آتے ہی مولوی صاحب عبداللہ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ چند ماہ ٹھہر کر پڑھنے کو جاؤں۔

چونکہ مولوی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ تھوڑے ہی عرصہ سے اپنے وطن سے ہجرت کر کے آئے تھے اور ان کا بھی کسی جگہ قیام کرنے کا ارادہ تھا اور مولوی صاحب کو

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

اور ان کے آگے (قبر میں) اٹھائے جانے کے دن تک پردہ ہے

عالمِ برزخ

مرنے کے بعد سے حشر تک کے زمانے میں میت پر کیا گزرتی ہے؟ جسد خاکی کو قبر میں دفن کر دیا جائے یا آگ میں جلا کر اس کی خاک کو ہوا میں اڑا دیا جائے یا دریا میں بہا دیا جائے یا درندوں کے پیٹ کا ایندھن بن جائے یا اسے ادویات کے ذریعہ محفوظ کر دیا جائے کیا ان سب حالات میں میت کی سطح یا جسم یا روح کو عذاب و ثواب، راحت و کلفت ہوتی ہے کہ نہیں؟ اس پر عقلاً و نقلاً، دلائل اور وضاحت کی گئی ہے قبر سے متعلق بعض عبرت انگیز سچے واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں، نیز ان اعمال کی نشاندہی کی گئی ہے جو میت کے لیے ضرور ثواب قبر ہیں۔

عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی

ناشر

رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد

فون نمبر ۳۲۹۱۶

عالمِ برزخ

طبع ... دوم

نام کتاب ... عالمِ برزخ

تعداد بار اول اکتوبر ۱۹۸۱ء ۱۱۰۰ بار دوم فروری ۱۹۸۲ء ۱۰۰۰

مطبع ... زاہد بشیر پرنٹرز لاہور

ناشر:- رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد فون ۳۲۹۱۶

قیمت:- سفید کاغذ جلد کارڈ بورڈ مع پلاسٹک کور -/۲۴

" آفسٹ ولایتی کاغذ مجلد مضبوط مع پلاسٹک کور -/۳۶

" جینوئن برٹش ہنایت دیدہ زیب مجلد سنہرا رنگ ڈائیدر مع شیشہ کور -/۴۸

تاریخ اشاعت:- فروری ۱۹۸۳ء

ملنے کا پتہ

رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد فون ۳۲۹۱۶

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور -

شورو م- اسلامک پبلشنگ ہاؤس نمبر ۲ شیش محل روڈ لاہور-

WWW.NAFSEISLAM.COM
WWW.NUBOARI.ORG

حضرت صاحب کوٹھہ والا نے فرمایا تھا کہ تم لاہور جا کر ٹھہرو اور وہاں وعظ کیا کرو۔ اس کے مطابق فرمان کے دونوں صاحب ہی لاہور چلے گئے چند روز لاہور ٹھہر کر امرتسر چلے گئے باغ والی مسجد میں حافظ محمود صاحب کے پاس اقامت کی حافظ صاحب بھی ان کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ (سوانح حیات ص ۵۲، ۵۳)

بازیابی مرشد کیلئے مریدین کا احتجاج:۔

فنانشل کمشنر صاحب نے رسالدار صاحب سے دریافت کیا کہ تم اس صورت میں میرے پاس کیوں آئے۔ اس نے کہا کہ حضور تھوڑی سی تکلیف فرما کر اس دریچہ سے باہر تو دیکھیں کس قدر خلقت مارنے مرنے کو تیار ہے مسٹر منٹگمری فنانشل کمشنر نے جب نظر کی تو حیرت کی حد نہ رہی تا حد نظر خلقت دکھائی دیتی تھی اور چاروں طرف ایسی ہی حالت تھی۔ رسالدار صاحب سے پوچھا گیا کہ اتنے آدمی کیوں جمع ہو گئے ہیں۔ عرض کی کہ لوگوں نے سنا ہے کہ جناب نے مولوی غلام رسول صاحب کے لیے پھانسی کا حکم نافذ فرمایا ہے۔ مسٹر منٹگمری نے کہا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے ہم نے کوئی حکم نہیں دیا۔ سبحان خان نے کہا کہ حضور نے حکم تو نہیں دیا مگر یہ شخص جو ناحق گرفتار ہوا ہے یہ تمام پنجاب کا استاد اور پیر ہے۔ یہ خلقت صرف انہیں کی خاطر جمع ہوئی ہے اور سب لوگ مارنے مرنے کو تیار ہیں۔ (سوانح حیات ص ۶۹)

☆.....☆.....☆

کتاب ''عالم برزخ'' میں اشارہ تصوف

نام کتاب:۔ عالم برزخ ..... مصنف:۔ عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی

ناشر:۔ رحمانیہ دارالکتب، امین پور بازار فیصل آباد

ہمارے شیخ طریقت کا انکشاف:۔

ہمارے ایک شیخ طریقت فرمایا کرتے تھے کہ صوفیاء کرام مجاہدات سے کچھ کشف

عالم برزخ

حقائق کو لیتے ہیں۔ مگر علمائے دین جو مجاہدہ سمجھ کر دینی علوم کی تدریس میں مشغول رہتے ہیں موت کے ساتھ ہی ان پر کشف حقائق کے ابواب وا ہو جاتے ہیں اور وہ ان اصحاب مجاہدات سے کہیں آگے گزر جاتے ہیں۔ (عالم برزخ ص ۲۳)

عوارف المعارف میں روح کی حقیقت:۔ سئل ابن عباس رضی اللہ عنہما قیل این تذھب الارواح عند مفارقۃ الابدان فقال این یذھب ضوء المصباح عند فنآء الادھان قیل له فاین تذھب الجسوم افا بلیت؟ قال فاین یذھب لحمھا اذا مرضت (عوارف المعارف ۴۴۸) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ بدن سے نکلنے کے بعد روحیں کہاں چلی جاتی ہیں آپ نے جواب میں سوال کیا کہ جب تیل ختم ہو جاتا ہے تو چراغ کی روشنی کہاں چلی جاتی ہے؟ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ جب (قبر میں) جسم گل جاتے ہیں کہاں چلے جاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب وہ بیمار ہو جاتے ہیں ان کا گوشت کہاں چلا جاتا ہے۔ (عالم برزخ ص 80)

نیک صحبت کی برکات کے کتے پر اثرات:۔

ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے بتایا کہ میں نے ابوالفضل جوہری رحمہ اللہ کا ایک وعظ ۴۶۹ ہجری میں جامع مسجد مصر میں سنا وہ برسر منبر فرما رہے تھے کہ جو شخص نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے ان کی نیکی کا حصہ اس کو بھی ملتا ہے دیکھو اصحاب کہف کے کتے نے ان سے محبت کی اور انکے ہمراہ رہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا..... امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ابن عطیہ رحمہ اللہ کی روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ جب ایک کتا صلحاء اور اولیاء کی صحبت سے یہ مقام پا سکتا ہے۔ تو آپ قیاس کریں کہ مؤمنین وموحدین جو اولیاء اللہ اور صالحین سے محبت رکھیں ان کا مقام کتنا بلند ہوگا' اس واقعہ میں ان مسلمانوں کیلئے سامان تسلی اور بشارت ہے جو اعمال میں کوتاہ ہیں مگر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت رکھتے ہیں۔ (عالم برزخ ص ۱۵۲ تا ۱۵۳)

تذکرہ
بزرگانِ علوی سوہدرہ

مرتبہ
عبدالرشید عراقی

جمع و ترتیب
قمر الحمید فیصل

جملہ حقوق اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر: مسلم پبلیکیشنز — مدیر: حکیم مسعود ادریس فاروقی

فرنچائز پارٹنر
دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ہیڈ آفس: پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4033962 - 4043432 (00966 1)
فیکس: 4021659 ای میل: darussalam@nasej.com.sa ویب سائٹ: http://www.darussalam.com فیکس: 4614483
جدہ فون: 6712290 فیکس: 02 6173448 الخبر فون: 03 8948106
شارجہ فون: 5511293 فیکس: 5511294 (009716)
پاکستان: (1) 50 نرسال نزد ریگل۔ لے۔ اردو بازار لاہور فون: 7232400 - 7240024 (0092 42)
فیکس: 7354072 ای میل: darussalampk@mail.com
(2) رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
لندن فون: 5202668 فیکس: 5217645 (0044 208)
ہیوسٹن فون: 7220419 فیکس: 7220431 (001 713) ای میل: darussalam@dar-us-salam.com
ریاض فون: 7255925 (001 718)
Website: http://www.dar-us-salam.com

ایڈیشن: (1) سن: (2002) تعداد: (1600)
مطبع: آفسٹ پرنٹنگ پریس 50 نرسال لاہور فون 7240024

کتاب ''تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ'' میں اسلاف کے تصوف کا گلدستہ

نام کتاب:۔ تذکرہ بزرگانِ علوی سوہدرہ..... مرتبہ: عبدالرشید عراقی
ترتیب: قمرالحمید فیصل، مسلم پبلیکیشنز

تذکرہ اسلاف کی اہمیت:۔

ایک آدمی جب اپنی لائن سے ہٹ جاتا ہے تو عموماً اسے آباؤ اجداد کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ دیکھو تمہارے بڑے کیا تھے اور تم کیا ہو۔ اس طرح اس کا ضمیر جاگتا ہے اور اندر کا انسان بیدار ہوتا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ ایسی کتب سے غرض قوم کو جھنجھوڑنا اور بیدار کرنا ہوتا ہے تاکہ اخلاف اپنے اسلاف کو دیکھ کر اپنے احوال درست اور اپنی سمت صحیح کریں۔
(تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص 11)

مولانا غلام نبی الربانی کی بیعت اصلاح:۔

مولانا سید عبداللہ الغزنوی رحمہ اللہ (م ۱۲۹۸) للّٰہیت، تقویٰ اور علم دین میں یکتائے روزگار تھے۔ صاحب ''نزہۃ الخواطر'' ان کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:
حضرت عبداللہ بن محمد بن محمد شریف الغزنوی شیخ تھے۔ امام تھے، عالم تھے، زاہد تھے، مجاہد تھے۔ رضائے الٰہی کے حصول میں کوشاں تھے۔ اللہ کی رضا کیلئے اپنی جان، اپنا گھر بار، اپنا مال، اپنا وطن سب کچھ لٹا دینے والے تھے۔ علمائے سوء کے خلاف ان کے معرکے مشہور ہیں۔

دور دراز علاقوں سے علماء اور مشائخ آپ سے فیض حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوتے اور جب آپ سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ وغیرہ کلمات کا ورد کرتے تو جمادات بھی آپ کے ساتھ باآواز بلند تسبیح وتہلیل کرتے اور وجد و اضطراب میں آجاتے۔ چنانچہ مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کی

WWW.UBQARI.ORG

صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ بروایت مولوی یحییٰ امام خاں نوشہروی (م ۱۳۸۵ھ) سوہدرہ میں ایک حنفی عالم مولوی سید نور شاہ مرحوم تھے اور "السعید من سعد فی بطن امہ" میں سے تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مغربی جانب سے ایک نور چمکا' جو ستون کی شکل میں آسمان کو چھوتا ہوا نکل گیا۔ اس نور کا مبداء سے مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ تھے۔ چنانچہ مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ حضرت مولانا عبداللہ الغزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہوئے۔ حضرت مولانا غلام نبی الربانی کا روحانی پایہ بہت اونچا تھا۔ آپ کی زبان اور دعا میں ایک خاص تاثیر تھی جس کا صاف پتہ چلتا تھا۔ مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ ایک بہترین خوشنویس تھے۔ چنانچہ امرتسر جب بھی آپ تشریف لے جاتے تو وہاں حضرت شیخ کیلئے کتابیں نقل کرتے۔

(تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص ۱۷)

نظام تکوینی کی سپردگی:۔

مولوی ہدایت اللہ مرحوم نے بیان کیا: "مجھے ایک صاحب بھیکن خان نے (جو کہ موضع سہاگ پور جو جی آئی پی ریلوے اسٹیشن پر ہے اور ضلع ہوشنگ آباد میں ہے) لکھا کہ آپ کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سوہدرہ کے رہنے والے ہیں۔ وہاں مولانا غلام نبی الربانی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات ہوتی ہوگی۔ وہ میرے استاد ہیں اور وہ علاقہ ان کے سپرد ہے۔ بھیکن خان نے مجھے لکھا کہ بہتر ہے کہ آپ ان سے بیعت کرلیں وہ جس علاقے میں رہتے ہیں وہ انہی کے سپرد ہے۔ میں کچھ نہ سمجھا۔ جب سوہدرہ آیا تو میں نے اس کا تذکرہ مولوی صاحب مرحوم سے کیا تو ہنس دیئے۔ میں نے عرض کیا سپردگی کا مطلب کیا ہے؟ جواب دیا کہ سوہاگ پور کا علاقہ انہی کے سپرد ہے۔ (تذکرہ بزرگان علوی سوہدرہ ص 75 تا 76)

☆.....☆.....☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتاویٰ ثنائیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری

مرتب

مولانا محمد داؤد راز

مکتبہ ثنائیہ
پلاٹ ۱۹، سگودھا
0300-6040271

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	.....	فتاویٰ ثنائیہ
مصنف	.....	شیخ الاسلام حضرت ابوالوفاء مولانا ثناء اللہ امرتسری
ناشر	.....	محمد اقبال
مطبع	.....	زاہد بشیر پرنٹرز لاہور
اشاعت	.....	مارچ 2006ء
قیمت	.....	600 روپے

ملنے کے پتے

- نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور
- مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی لاہور
- فیض اللہ اکیڈمی اردو بازار لاہور
- محمدی کتب خانہ اردو بازار لاہور
- مکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور
- دار السلام غزنی سٹریٹ لاہور
- مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ لاہور
- مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ لاہور
- کتب خانہ خورشیدیہ اردو بازار لاہور
- دار الاندلس جامعہ قادسیہ چوبرجی لاہور

شاکر بک نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

WWW.UBQARI.ORG

کتاب ''فتاوی ثنائیہ'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔فتاوی ثنائیہ.....تالیف:۔شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ

مرتبہ:۔مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ.....مکتبہ:۔ثانیہ بلاک ۱۹ سرگودھا

گستاخ اولیاء فاسق ہے:۔

سوال: اگر کوئی مولوی صاحب منبر پر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ صاحبان کو سخت سست کہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: ایسا شخص بحکم حدیث'' سباب المسلم فسوق'' فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز جائز ہے بحکم حدیث ''صلو اکل بر وفاجر اوربحکم قرآن وارکعوا مع الراکعین''۔(۲صفر ۶۲ھ)

طریقت وحقیقت شریعت کے مخالف نہیں:۔

سوال: شریعت طریقت اور حقیقت اور معرفت کی جامع مانع تعریف اور ان کی تفریق مجمل طور پر۔

جواب: شریعت ان احکام کا نام ہے جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں۔ان احکام کو بحضور قلب دل لگا کر ادا کرنا طریقت وحقیقت ہے۔حقیقت شریعت کے مخالف نہیں ہوسکتی بلکہ حقیقت شریعت کیلئے طریق کار کا نام ہے۔اسی لیے حضرت مجدد صاحب سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔'' کل حقیقة ردته الشریعة فهی زندقة'' یعنی حقیقت کے جس مسئلہ کو شریعت رد کردے وہ واقعی الحاد اور بے دینی ہے یہ تینوں (طریقت حقیقت اور معرفت) اور اصل شرعی احکام کے طریق کار کے نام ہیں اور یہ تینوں دراصل ایک ہیں۔(۹ ذی الحجہ ۳۷ھ)

غنیۃ الطالبین پیر صاحب کی تالیف:۔

سوال: غنیۃ الطالبین حضرت پیر صاحب کی ہے یا کسی اور کی؟ ہمارے حنفی بھائی کہتے

ہیں کہ یہ کتاب غیر مقلدوں نے بنا کر مشہور کردی ہے۔

جواب: غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی ہے اس کی تصدیق ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح فقہ اکبر میں کی ہے جو لوگ اس میں شک کرتے ہیں۔ ''مالھم بذالك من علم الا اتباع الظن''۔ ہمارے پاس جو غنیۃ ہے وہ مکہ معظمہ کی چھپی ہوئی ہے اس میں اور ہندی میں کوئی فرق نہیں۔ (۷ محرم ۳۰ھ)

استحباب بیعت اصلاح کی دلیل:۔

سوال:۔ یہ لوگ پیشوا (پیر) پکڑتے ہیں اور ان کو اپنی نجات کا باعث جانتے ہیں یہ شریعت میں کیسا ہے کیا جو شخص قرآن مجید اور حدیث شریف دیکھ کر عمل کرسکتا ہے وہ بھی پیر پکڑے یا نہ آیت قرآنی سے اگر نہ جانتے ہو تو جاننے والوں سے پوچھ لو کیا اسی ایک پیر سے پوچھ سکتے ہیں' دوسرے پیر سے نہیں پوچھ سکتے کیا اہل ذکر وہی ایک پیر ہوتا ہے جو لوگ ایک ہی کے مرید گروہ در گروہ ہوتے چلے جاتے ہیں؟

جواب: اس کو بیعت کہتے ہیں یہ کئی قسم کی ہے ایک تو مروجہ بیعت پیری مریدی ہے جس کا مطلب صرف یہ ہے کہ مرید پیر کے سلسلہ میں منسلک ہونا چاہتا ہے اور بس یہ فضول محض رسم ہے دوسری بیعت وہ ہے جس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے مرشد کی صحبت میں رہ کر کچھ نیک علامات اور نیک اخلاق سیکھے اس نیت سے جائز ہے حدیث شریف میں ہے آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایک دفعہ فرمایا ''بایعونی علی ان لاتشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم۔ الحدیث کتاب الایمان حدیث عبادہ بن الصامت'' (مشکوٰۃ)

ترجمہ: میرے ساتھ اس شرط پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا' چوری نہ کرنا' زنا نہ کرنا' اور اولاد کو قتل نہ کرنا وغیرہ.....

اس روایت سے ثابت ہے کہ کسی مرد سے بغرض استفادہ صحبت بیعت ہو تو جائز بلکہ مستحب ہے مگر چونکہ آج کل کثرت سے لوگ جادہ سنت سے دور اور بدعات سے

ہفت اقلیم

محمد اسحاق بھٹی

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات
کتاب دوست
کی
نشر و اشاعت
کے لیے
کوشاں

اس کتاب کے
جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

اشاعت ـــــ ۲۰۰۹ء

مکتبہ قدوسیہ
قدوسیہ اسلامک پریس
رحمان مارکیٹ ● غزنی سٹریٹ ● اردو بازار ● لاہور پاکستان
Tel: +92-42-7351124, 7230585
info@quddusia.com
www.quddusia.com

WWW.UBQARI.ORG

معمور ہیں لہٰذا بہت کچھ احتیاط ضروری ہے اس نیت سے اگر کوئی بیعت کرے تو اس کو کسی اور ایسے مرد صالح سے مستفید ہونا منع نہیں بشرطیکہ درود و وظائف مسنون ہوں۔
(اہل حدیث امرتسر ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۶۲۸)

بیعت تصوف مستحب ہے:۔

کسی مرد صالح سے حسن عقیدت رکھ کر اس سے تعلق پیدا کرنا اور اس کی صحبت میں رہ کر فائدہ صحبت لینا اور فائدہ تعلیم حاصل کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔
(اہل حدیث ۱۷ محرم ۱۳۵۵ھ) (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۶۲۸)

☆.....☆.....☆

کتاب ''ہفت اقلیم'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ ہفت اقلیم..... مصنف:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

مخلص مرید کی بیعت اصلاح:۔

حکیم (عبداللہ مسکن روڑی، ضلع حصار) صاحب کے مولانا غزنوی رحمہ اللہ سے دوستانہ اور بے تکلفانہ مراسم تھے اور مولانا عطاء اللہ صاحب کا ان سے تعلق عقیدت تھا۔ ان کے والد محترم میاں صدر الدین حسن، مولانا کے والد مکرم حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے باقاعدہ بیعت اور ان کے مخلص ترین مرید تھے۔
(ہفت اقلیم: ص۔۲۲)

لکھوی خاندان کے مریدین:۔

خاندانی اعتبار سے ضلع فیروز پور اور فرید کوٹ (مشرقی پنجاب) کے لوگ بھی مولانا محی الدین اور معین الدین رحمہما اللہ کے آباؤ اجداد کے مریدین و معتقدین میں شامل ہیں اور ان سے اپنی ارادت و عقیدت کا بڑی مسرت سے اظہار کرتے ہیں۔
(ہفت اقلیم: ص۔۶۶)

WWW.UBQARI.ORG

مولانا محمد یحییٰ شرق پوری کے مرشد:۔

جھوک دادو میں مولانا یحییٰ رحمہ اللہ نے حضرت حافظ عبداللہ بڈھیمالوی رحمہ اللہ سے تعلیم حاصل کی۔ میاں باقر رحمہ اللہ کے بارے میں مولانا کہا کرتے تھے کہ وہ میرے مرشد تھے، میرے مربی تھے۔ انہوں نے مجھ پر بڑی شفقت فرمائی۔ مولانا یحییٰ نے جھوک دادو کے علاوہ کچھ وقت اوڈاں والا میں بھی گزارا۔ یہاں انہوں نے حضرت حافظ محمد اسحاق مرحوم و مغفور سے استفادہ کیا۔ مولانا محمد یحییٰ رحمہ اللہ کچھ عرصہ مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے پاس بھی رہے۔ (ہفت اقلیم: ص۔۴۲۴)

علمائے اہلحدیث میں بیعت لینے والے مشائخ تصوف

مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کا بیعت صوفیاء لینا:۔

یہاں چند الفاظ میں یہ عرض کر دوں کہ بیعت وارادت کا سلسلہ اہلحدیث حضرات میں بھی ایک عرصے تک جاری رہا۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے جدِ امجد سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو "حضرت عبداللہ صاحب" کہا جاتا تھا۔ میں ان کے حالات اپنے سلسلہ فقہائے ہند کی نویں جلد میں (جو تیرہویں صدی ہجری کے علماء وفقہاء کے واقعات وکوائف پر مشتمل ہے) تفصیل سے لکھ چکا ہوں۔ مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ (مولانا معین الدین لکھوی کے جدِ محترم) نے غزنی جا کر ان سے بیعت کی تھی۔ وہ غزنی سے ہجرت کر کے امرتسر کے قریب بستی "خیر دین" میں تشریف لائے تو میرے دادا (میاں محمد) کے حقیقی چچا میاں امام الدین اور ہماری برادری کے ایک بزرگ حاجی نورالدین رحمہما اللہ بیعت کیلئے ان کی خدمت میں گئے تھے لیکن حضرت عبداللہ صاحب رحمہ اللہ فارسی اور عربی بولتے تھے یا پشتو میں بات کرتے تھے اور یہ حضرات ان کی بات نہیں سمجھ پاتے تھے، اس لیے یہ ان کے حلقہ بیعت میں شامل نہ ہو سکے اور پھر ان کے مرید و متبع مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ سے بیعت کر لی۔

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کا بیعت اصلاح لینا:۔

حضرت عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے صاحب زادگان گرامی حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ (جو مولانا داؤد غزنوی کے والد مکرم تھے) اور مولانا عبدالواحد غزنوی (جو مولانا داؤد غزنوی کے حقیقی چچا تھے) لوگوں سے بیعت لیتے تھے اور ہمارے علاقے اور خاندان کے بعض لوگ ان سے بیعت ہوئے تھے۔

مولانا محمد علی لکھوی کا بیعت تصوف لینا:۔

مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کے والد محترم حضرت مولانا صوفی محمد علی لکھوی رحمہ اللہ جلیل القدر عالم تھے، سنا ہے اگر ان سے کوئی شخص بیعت کرنا چاہتا تو وہ اسے اپنے حلقہ بیعت میں شامل کر لیتے تھے۔

مولانا کمال الدین رحمہ اللہ کا بیعت طریقت لینا:۔

ضلع فیروز پور میں ایک گاؤں ''چھینبیاں والی'' تھا، اس میں ایک نہایت متقی بزرگ مولانا کمال الدین رحمہ اللہ قیام فرما تھے جو مسلکاً اہلحدیث تھے اور ڈوگر برادری سے تعلق رکھتے تھے اور اس نواح میں مرجع خلائق تھے، لوگ ان سے بیعت ہوتے تھے۔ اس فقیر کو بھی چھوٹی عمر میں ان کے حلقہ بیعت میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔

شاہ محمد شریف گھڑیالوی کا بیعت توبہ لینا:۔

حضرت شاہ محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ کے تدین وتقویٰ کی بڑی شہرت تھی۔ ان سے بھی لوگ بیعت ہوتے تھے۔ اس گنہگار کو بھی ان کی بیعت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ یہ آزادی سے کئی سال پہلے کی باتیں ہیں۔

صوفی عبداللہ صاحب کا بیعت اخلاص لینا:۔

صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کا سلسلہ بیعت بھی جاری تھا۔ (ہفت اقلیم: ص۔ ۴۷۵-۴۷۶)

☆.....☆.....☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون

اہل علم سے
پوچھو اگر تم نہیں جانتے قرآن

فتاوی علمائے حدیث

جلد ۴

(ترتیب)

ابوالحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ، خانیوال

(ناشر)

مکتبہ سعیدیہ خانیوال ملتان پاکستان

نام کتاب	ــــــ	فتاوی علمائے حدیث جلد ۴
نام مرتب	ــــــ	ابوالحسنات علی محمد سعیدی
کتابت	ــــــ	محمد ندیم منیر (گیجلانی)
طباعت	ــــــ	حفیظ پریس کبیروال ضلع ملتان
تاریخ اشاعت	ــــــ	ماہ محرم ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹۸۹ء
تعداد	ــــــ	ایک ہزار / ۱۰۰۰
ناشر	ــــــ	مکتبہ سعیدیہ خانیوال
قیمت	ــــــ	۳۵ روپے
پتہ	ــــــ	مکتبہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان
فون	ــــــ	۳۱۷

WWW.UBQARI.ORG

''فتاویٰ علمائے اہل حدیث ج ۴'' میں بیعت اصلاح کی خوشبو

نام کتاب:۔ فتاویٰ علمائے حدیث (جلد نمبر 4)..... ترتیب:۔ مولانا علی محمد سعیدی

مفتی اعظم کی بیعت اصلاح:۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بگھیلوی زیروی رحمہ اللہ حضرت میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مشاہیر تلامذہ میں سے ہیں۔ اور سیّد محسوس شاہ صاحب لکھوی رحمہ اللہ کے خاص الخاص مریدوں سے ہیں۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے مفتی تھے۔ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ یوسفی تعاقب سے قلم لرزتا ہے۔ اخبار اہلحدیث امرتسر میں آپ کے تعاقبات اور مضامین ہیں۔ افسوس کہ یہ تحقیقی مواد اور فتاوی جات ان کی وفات کے بعد ۱۹۴۷ء کے انقلاب میں ضائع ہوگیا۔ ورنہ ''فتاویٰ علمائے حدیث'' کی زینت ہوتا۔

(علی محمد سعیدی) (فتاویٰ علمائے اہلحدیث: ج:۴، ص: ۲۵۵)

صوفیاء میں بے نمازی کا کھانا نہ کھانے کی دلیل:۔

بے نمازی کے یہاں کا کھانا اور پانی حرام نہیں ہے مگر چونکہ بے نمازی اسلام کے ایک رکنِ اعظم یعنی نماز کا تارک ہے جو کفر اور ایمان کے درمیان میں مابہ الفرق ہے اور اسی ترک نماز کی وجہ سے بے نمازی بہت سے علماء کے نزدیک کافر ہیں اور بعض احادیث سے بھی اس کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس کے نہایت درجہ فاسق ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں ہے لہٰذا اس کی دعوت قبول کرنا اور اس کے یہاں کھانا نہیں چاہیے۔ مشکوٰۃ شریف میں عمران بن حصین سے روایت ہے۔ ''نھی رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم عن اجابۃ طعام الفاسقین'' یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسقین کی دعوت قبول کرنے اور ان کے یہاں کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے اور بے نمازی سے ملنے جلنے اور اس کے ساتھ مصاحبت رکھنے کی بات یوں ہے کہ اس کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتاویٰ ثنائیہ

(جلد اول)

شیخ الاسلام حضرت مولانا

ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری

عرف

مولانا محمد داؤد راز



مکتبہ ثنائیہ
بلاک ۱۹، سرگودھا 0300-6040271

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	.....	فتاویٰ ثنائیہ
مصنف	.....	شیخ الاسلام حضرت ابوالوفاء مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
ناشر	.....	محمد اقبال
مطبع	.....	زابد بشیر پرنٹرز لاہور
اشاعت	.....	مارچ 2006ء
قیمت	.....	600 روپے

ملنے کے پتے

- نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور
- مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی لاہور
- فیض اللہ اکیڈمی اردو بازار لاہور
- محمدی کتب خانہ اردو بازار لاہور
- مکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور
- دار السلام غزنی سٹریٹ لاہور
- مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ لاہور
- مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ لاہور
- کتب خانہ خورشیدیہ اردو بازار لاہور
- دار الاندلس جامعہ قادسیہ چوبرجی لاہور

شاکر بک نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

WWW.UBQARI.ORG

سمجھانے اور نصیحت کرنے کی غرض سے اس سے مصاحبت ومخالطت جائز ہے۔

(فتاویٰ علمائے اہلحدیث: ج:۴،ص:۲۷۲)

صوفیاء کی باطنی بصیرت اور فراست کی دلیل:۔

سوال: دن اور رات میں تین وقت یعنی وقت طلوع آفتاب اور وقت غروب آفتاب اور ٹھیک دوپہر میں سجدہ وصلوٰۃ کرنی کیوں منع اور حرام ہوا اور حدیث شریف میں لانہا تطلع بین قرنی الشیطان۔ اس کی تشریح کیا ہے؟

جواب: صحیح بات یہ ہے کہ ان اوقات میں سجدہ کرنے کی قباحت پیغمبر علیہ السلام کو روحانی طور پر معلوم ہوئی ہے جو ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھی جاتی نہ بیان کی جاتی ہے نہ سمجھ میں آتی ہے۔ ''فامنوا باللہ و رسولہ''

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اوّل: ص ۴۴۸ بحوالہ فتاویٰ علمائے اہلحدیث: ج:۴،ص:۲۷۴)

☆.....☆.....☆

کتاب ''فتاویٰ ثنائیہ'' ج:ا میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ فتاویٰ ثنائیہ (جلد اول) شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ..... مرتب:۔ مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ

دورِ حاضر کے مجدد:۔

حضرت مولانا امرتسری مرحوم فی الواقع اس صدی کے مجدّد تھے۔

(فتاویٰ ثنائیہ: ج:ا:ص:۵۲)

مرشد کے گھوڑوں کی خدمت:۔

شہید رحمہ اللہ خود اور مولوی عبدالحیٔ مرحوم دہلوی حضرت سید احمد صاحب رائے بریلوی رحمہ اللہ کے گھوڑے کو دونوں طرف چلا کرتے تھے۔

(فتاویٰ ثنائیہ: ج:ا:ص:۹۰)

WWW.UBQARI.ORG

مشائخ صوفیا میں اہتمام سنت:۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ مرحوم نے کیا سچ کہا ہے ۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا

ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

اس اشتہار میں کس خوبی اور نرمی سے اسلام کی وہ شاہراہ دکھائی گئی ہے جس میں کسی ایک متنفس کو بھی اختلاف نہیں۔ اس دعوے پر گو کسی شہادت کی ضرورت نہیں تاہم دو شہادتیں بھی پیش کی جاتی ہیں۔ اوّل شہادت حضرت مولانا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی ہے جو فرماتے ہیں:

اجعل الکتاب والسنۃ امامک

قرآن اور سنت کو اپنا امام بنا لو اور بس (فتوح الغیب)

حضرت سیّد الطائفہ مجدد صاحب سرہندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بہترین مصقلہا برائے دور کردن محبت..... غیر اللہ اتباع سنت است (مکتوب)

غیر اللہ کی محبت دل سے نکال کر خدا کا مقرب بندہ بننے کا ذریعہ اتباع سنت ہے اور بس'' (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱:ص:۱۱۲)

اشاعت اسلام میں صوفیاء کی خدمات:۔

علی گڑھ کالج کے پروفیسر آرنلڈ (انگریز) نے سرسید احمد خان علی گڑھی کی فرمائش پر ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام ''پریچنگ آف اسلام'' تھا۔ اس کا ترجمہ بھی سرسید احمد نے اُردو میں شائع کرایا تھا۔ جس کا نام ''دعوت اسلام'' ہے۔ مصنف موصوف نے دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع لکھے تھے۔ ان ذرائع میں ایک ذریعہ یہ بتایا تھا کہ صوفیاء کرام کی وجہ سے اسلام کو بہت ترقی ہوئی۔ مثلاً راجپوتانہ میں اسلام کی اشاعت حضرت معین الدین چشتی رحمہ اللہ کے ذریعہ ہوئی۔ کشمیر میں حضرت علی ہمدانی رحمہ اللہ کے ذریعے سے اسلام پھیلا۔ دہلی کے

WWW.UBOARD.ORG

گرد و نواح میں حضرت نظام الدین رحمہ اللہ کا خاص اثر تھا۔ حضرت مجدد صاحب سرہندی رحمہ اللہ کی خدمتِ اسلام بھی خصوصاً قابل قدر ہیں۔ رضی اللہ عنہم وارضاہم۔

ان بزرگانِ دین کی خدمت اسلام سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان بزرگوں کے حالات جو صحیح طور پر ہمیں پہنچے ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حضرات اپنے اپنے مسلک کے مطابق متبع سنت تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد صاحب کے مکتوبات کا مندرجہ ذیل فقرہ ممدوح کے مسلک کی خبر دیتا ہے آپ فرماتے ہیں: "بہترین مصقلہا برائے زدودن محبت غیر اللہ اتباع سنت است"

"یعنی سب سے بہترین آلہ خدا کی محبت پیدا کرنے اور غیر خدا کی محبت دل سے نکال دینے کا اتباع سنت ہے۔" (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱: ص:۱۴۸-۱۴۹)

حقیقی تصوف پر ایک نامۂ مبارکہ:۔

از حضرت استاذ العلماء فخر المتأخرین مولانا سیّد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ بنام شاہ سلیمان رحمہ اللہ قادری چشتی پھلواری۔

"ھوالمولی الھادی الی الصراط المستقیم اے عزیز از محاسبہ و ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ اندیشہ کن و ہمچو اولئك کالانعام بکظوظ نفسانی مباش، و سرور مراقبہ فاذکرونی اذکرکم فروبر، و دیدۂ دل در مشاہدہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ بکشائے و نظارہ کن و سکہ طلب استقامت خود در بوتہ فاستقم کما امرت والذین جاھدوا فینا و بآتش یحذرکم اللہ نفسہ بگذار و خالص کن تا شایان مہر لنھدینھم سبلنا گرد و در بازار ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ اوراثمنے باشد و بدال سرمایہ تو آنی کہ بضاعت دین خالص الا للہ الدین الخالص حاصل کنی شائد رمزے از اسرار و المخلصون علی خطر عظیم و تو کشانید و از لوامع انوار افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ شعاعے برتو تابد تا از حضیض قل متاع الدنیا قلیل پائے ہمت بیرون نہی و بروان

والاخرة خیر و ابقی عبورکنی ومبشر اقبال ذالك فضل الله یوتیه من یشاء بشارت چنیں وارساند لاتخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون و رضوان جنت النعیم رضی الله عنهم ندادہد کلو او اشربوا هنیئا بما کنتم تعملون۔"

ترجمہ مکتوب مقدس:۔

"وہی مولا صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔ اے عزیز فرمان الٰہی کے اس محاسبہ سے ڈرتا رہو ان تبدوا۔ الخ (اور اگر تم اپنے دلوں کی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ کرنے والا ہے) اور مانند اولئك کالانعام (اور وہی ہیں مانند چوپایوں کے) اپنے نفس کی خواہش میں مبتلا نہ رہ اور "فاذکرونی اذکرکم" (تم ہمیں یاد کرو ہم تمہیں یاد کریں گے) کے مراقبہ میں غور کرو، اور دل کی آنکھ بمصداق وجوہ۔ الخ مشاہد الٰہی کے نظارہ میں لگا دے، اور اس کا نظارہ کر اور فاستقم کما امرت۔ الخ (موافق حکم الٰہی مستقیم ہو اور راہِ حق میں جہاد کے بوتہ میں استقامت وطلب صادق کے زر و جواہر کو رکھ اور آگ میں یحذرکم الله نفسه، (خوف خدا سے اپنے نفسوں کو بچاؤ) کے اس طلبِ صادق کے زر کو پگھلا کر خالص کر لے تاکہ شایان پر ہدایت لنهدینهم (تو ہم ان کو اپنی راہوں کی طرف ہدایت کر دیں گے) ہو جائے تاکہ وہ ان الله اشتری۔ الخ (اللہ نے مومنین کی جانیں اور ان کے اموال جنت کے عوض خرید لیے ہیں) کے بازار میں کسی قیمت کے قابل ٹھہرے اور اس سرمایہ سے تو دینِ خالص کی پونجی بمصداق الا لله الدین الخالص (ہوشیار کہ خدا ہی کیلئے دین خالص ہے) حاصل کر سکے شائد اس طرح کی کوشش سے کوئی بھید اسرار الٰہیات سے تجھ پر کھل جائے۔ کیونکہ والمخلصون علی خطر عظیم (مخلص بڑے خطروں میں ہیں) اور افمن شرح الله۔ الخ کیا ایسا نہیں کہ جس کا سینہ اللہ کی جانب سے اسلام کیلئے کھل چکا ہے۔ پس وہ اپنے رب کی طرف سے نور میں ہے) کے انوار میں سے کوئی شعاع تیرے اوپر چمکنے لگے تاکہ قل متاع الدنیا قلیل (فرما دیجئے کہ

دنیا کی متاع ہیچ ہے) کی پستی سے نکل کر تو اپنی ہمت کا پیر باہر رکھ سکے اور والاخرہ خیر و ابقی (اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے) کی بلندی پر تو چڑھ جائے اور ذالك فضل الله۔ الخ (یہ اللہ کا بڑا فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہے) کی بشارت دینے والا اقبال مندی کی یوں بشارت دے کر الاتخافوا۔ الخ (خبردار نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش ہو اس جنت سے جس کا وعدہ دیا گیا ہے) اور جنت النعیم کے دربان (اللہ ان سے راضی ہو) ندا کریں کہ کلوا الخ کہ جی بھر کر کھاؤ اور پیو بدلے اس کے جو تم کرتے تھے۔ (اہلحدیث امرتسر: رمضان ۱۳۵۱ھ)

وضاحت از مجشی:۔ مفتی مرحوم نے تبرکات آثار سلف کے طور پر اس نامۂ مبارک کو شائع کیا تھا۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اس کو فتاویٰ ثنائیہ میں جگہ دی گئی۔ فالحمد لله علی ذالك (راز) (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱: ص:۱۴۹ تا ۱۵۱)

ذکر نفی اثبات کی اہمیت وضرورت:۔

تشریح از علامہ ابوالقاسم بنارسی رحمہ اللہ۔ بات یہ ہے کہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے دو موقع ہیں۔ ایک تو بطور اقرار و شہادت کے دوسرے بطور ذکر و عبادت کے۔ موقع اوّل میں تو دونوں جُز ملا کر پڑھنا ضروری ہے کیونکہ بغیر ان دونوں جزوں کے شہادت ہی نہ ہو گی۔ اسی لیے فرمایا گیا۔ الاسلام ان تشهد ان لا اله الاالله و ان محمدا عبده و رسوله (متفق علیہ) لیکن موقع ذکر و عبادت میں فقط لااله الا الله ہی ہے۔ کیونکہ عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف عبد ہیں نہ معبود۔ جیسا کہ عبدہٗ و رسولہٗ کے لفظ سے ظاہر ہے۔ اور حدیثوں میں بھی ایسے مقام پر صرف لا اله الا الله ہی آیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ لقنوا موتاكم لااله الا الله (مسلم) من كان اخر كلامه لااله الا الله دخل الجنة (ابوداؤد)

افضل الذكر لااله الا الله (ترمذی و ابن ماجه) يا ايها الناس قولوا لااله الا الله و اتركوا اللات والعزى۔ ما قال عبد لااله الا الله الافتحت له ابواب

اسماء (ترمذی) قل لا اله الا الله (شرح السنة و مشکوٰة) ان اوران جیسی احادیث میں "محمد رسول الله" کا لفظ نہیں ہے۔ غالباً اسی لیے صوفیاء کے نزدیک بھی ذکر عبادت میں صرف لا الـــه الا الـــلـــه ہی ہے اور اس کے پڑھنے کے خاص طریقے مقرر ہیں۔ لہٰذا اہلحدیث باتفاق صوفیائے کرام یہ کہتے ہیں کہ ذکر وعبادت کے موقعہ پر تو صرف لا الـــه الا الـــلـــه ہی ہے۔ جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور اسی پر صوفیاء کا عمل ہے۔ ہاں اقرار شہادت کے وقت محمد رسول الله کہنا ضروری ہے۔ ورنہ بغیر اس کے ایمان ہی مقبول نہ ہوگا۔ اور اس میں کسی کا اختلاف بھی نہیں ہے۔ فافترقا۔ (عاجز محمد ابوالقاسم سیف محمدی بنارسی ۲۷ شعبان ۱۳۳۹ھ) (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱: ص:۱۷۷-۱۷۸)

سلسلہ نقشبندیہ میں توحید وسنت کی اہمیت:۔

حضرت مجدّد قدس سرہٗ کا فیصلہ اس بارہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

"وحیوانات راکه نذر مشائخ می کنند: برسر قبر ہائے ایشاں رفته ان حیوانات ذبح مے نمایند در روایات فقیهه ایں عمل رانیز داخلِ شرك ساخته اندودریں باب مبالغه نموده ایں ذبح را از جنس ذبائح جن انکا شته اندکه ممنوع شرعی است و داخل دائرئه شرك۔"

(مکتوب: ۴۱ دفتر سوم، ص: ۷۰) (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱: ص:۱۸۳)

سلاسل تصوف میں بدعات سے بیزاری:۔

حضرت مجدّد قدس سرہٗ اس بارے میں بھی صاف ارقام فرماتے ہیں۔

"وازیں عالم است صیام نساء که به نیت پیراں و بیبیاں نگاه دارندو اکثر نامہائے ایشاں را ازخود تراشیده روز ہائے خودرا بنام آنہا نیست کنند و دروقت افطار ازبرائے ہر روزه خاص بوضع مخصوص تعین مے نمائنده و تعین ایام نیزمی کنند ازبرائے صیام

و مطالب، و مقاصد خود رابایں روز ہامربوط مے سازند و تبوسل ایں روزہ ازینہا حوائج مے خواہند ور وائے حاجت خودرا از آنہامے دانند۔ ایں شرک در عبادت است و تبوسل عبادت غیر حاجات خود را ازاں غیر خواستن است۔ شناعت ایں فعل رانیک باید دریافت..... دحیلہ است آنچہ بعضے از زنان در وقت اظہار شناعت ایں فعل گویند کہ ما ایں روزہ ہا برائے خدانگاہ مے واریم و ثواب آں بہ پیراں مے بخشیم اگر دریں امر صادق باشند تعین ایام از برائے صیام چہ درکار است و تخضیص طعام و تعیّن اوضاع شنیعہ مختلفہ درافطار برائے چیست (مکتوب:۴۱ دفتر سوم ص:۷۰)

ترجمہ: اور شرک ہی کے قبیلہ سے ہیں عورتوں کے وہ روزے جو وہ پیروں اور بیبیوں کی نیت سے رکھتی ہیں اور ان میں سے اکثر کے تو نام بھی خود انہی کے تراشے ہوئے ہیں۔ اور انہی خود ساختہ ناموں پر وہ روزے رکھتی ہیں۔ اور ہر روزہ افطار کیلئے انہوں نے خاص طریقے مقرر کیے ہیں۔ اور ان روزوں کے دن بھی الگ الگ مقرر ہیں۔ یہ بدبخت اور جاہل عورتیں اپنی حاجتوں کو ان روزوں سے وابستہ کرتی ہیں اور ان روزوں ہی کے وسیلہ سے اپنی مرادیں ان پیروں یا بیبیوں سے مانگتی ہیں اور ان کی حاجت روائی کا اعتقاد رکھتی ہیں۔ اور یہ بلاشک شرک فی العبادت اور غیر اللہ کی عبادت کے ذریعہ اسی غیر سے اپنی مرادیں چاہنا ہے۔ اس مشرکانہ فعل کی شناعت وخرابی اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے..... اور وہ جو بعض عورتیں اس کے جواب میں یہ تاویل کرتی ہیں کہ ہم یہ روزے اللہ کے واسطے رکھتے ہیں۔ اور ان کا ثواب پیروں کو بخشتے ہیں۔ سو یہ محض ان کا حیلہ ہے ورنہ اگر وہ اس بات میں سچی ہوتیں تو ان روزوں کیلئے خاص ہی دنوں کا تعین کیوں ہوتا۔ اور پھر افطار میں خاص قسم کے کھانوں اور خاص طریقوں کے اہتمام کے کیا معنی ہیں؟

(فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱: ص:۱۸۲-۱۸۳)

WWW.UBQARI.ORG

فنا فی الشیخ سے فنا فی اللہ کا سفر:۔

سوال: صوفیائے کرام کی اصطلاح میں سنا گیا ہے کہ فنا فی اللہ ہونے کیلئے فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول (ﷺ) ہونا ضروری ہے بغیر اس کے فنا فی اللہ ہونا ناممکن ہے۔ کیا یہ دونوں درجے صحیح اور شرعاً جائز ہیں۔ اگر نہیں تو عدم جواز کے جو دلائل ہوں ان کو واضح فرمادیجئے اور اگر جائز ہیں تو ان کے دلائل۔

جواب: صوفیائے کرام کی اصطلاح میں فنا فی الشیخ کے معنی ہیں شیخ کی محبت کامل اور فنا فی الرسول (ﷺ) کے معنی ہیں کامل محبت اور اتباع رسول ﷺ۔ یہاں تک کہ اپنی کوئی امنگ خلاف سنت نہ ہو جیسا حدیث شریف میں ہے۔ لا یومن احد کم حتی یکون ھواہ تبعالما جئت بہ (یعنی کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک اس کی دلی خواہش اور اُمنگ میری تعلیم کے ماتحت نہ ہو) یہی مضمون مولوی رومی مرحوم کی مثنوی کے اس شعر میں ہے ؎

تاہوئ تازاست ایمان تازہ نیست
کایں ہوئ جز قفل آں دروازہ نیست

یعنی جب تک انسان کی اپنی خواہش زندہ ہے ایمان مردہ ہے کیونکہ یہ خواہش ایمان کیلئے بمنزلہ قفل کے ہے۔

پس محبت شیخ اور محبت رسول ﷺ درحقیقت اصل مقصود تعلق باللہ اور تجلی الی اللہ کیلئے تمہید ہے تعلق بالالوہیت ہی کا نام ہے فنا فی اللہ یعنی پہلے درجہ میں مرید اپنے شیخ کو صرف استاد جانتا ہے جیسے طفل مکتب اپنے معلم کو دوسرے درجے میں رسول ﷺ کو بطور ہادی کے دیکھتا ہے۔ آخری درجہ میں خدا کو بحیثیت معبود کے دیکھتا ہے اس لیے اس درجہ میں نہ کوئی دوسری چیز اس کے مساوی ہوسکتی ہے، نہ اس سے بلند۔

(فتاویٰ ثنائیہ: ج۱: ص: ۲۹۰-۲۹۱)

شیخ ابن عربی قابل عزت، الزامات متروک یا ماوّل ہیں:۔

(۱) اکثر علماء اور خصوصی گروہ صوفیائے کرام شیخ محی الدین ابن عربی شیخ اکبر (جن کی مشہور تصانیف فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ وغیرہ ہیں) کو مقدس بزرگ مانتے ہیں اور بعض علماء شیخ مذکور کو مسئلہ وحدۃ الوجود کے قائل ہونے کی وجہ سے جو ان کی تصانیف سے ظاہر ہے۔ کفر و الحاد کی طرف منسوب کر کے دائرہ اسلام سے خارج فرماتے ہیں اور بُرے بُرے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ خصوصاً آپ پر اور اہل علم پر ان کی تصانیف سے شیخ موصوف کے خیالات اور ان کی تحقیقات پوشیدہ نہ ہوں گی اور فصوص شیخ مذکور کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے اور مسلمانوں کو کیا ظن رکھا جائے۔ امید ہے کہ اشد ضرورت کی وجہ سے بہت جلد جواب سے تشفی فرمائیں گے۔

(محمد سلیمان سوداگر جڑچرلہ علاقہ نظام)

جواب: مسئلہ تکفیر شیخ ابن العربی رحمہ اللہ بہت نازک ہے۔ مولانا نواب صاحب بھوپال مرحوم "تکشار" میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے چالیس سال تک شیخ کی تکفیر کی آخر میری رائے غلط معلوم ہوئی۔ تو میں نے رجوع کیا۔ نواب صاحب مرحوم شیخ ممدوح کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مولانا نذیر حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی رحمہ اللہ شیخ ممدوح کو "شیخ اکبر" لکھتے ہیں۔ (معیار الحق: ص ۱۲۸)

حضرت مجدد سرہندی رحمہ اللہ بھی شیخ موصوف کو مقربانِ الٰہی سے لکھتے ہیں۔ بڑی وجہ آپ کی مخالفت کی مسئلہ وحدۃ الوجود ہے۔ سو در اصل اس کی تفسیر پر مدار ہے جیسی اس کی تفسیر کی جائے ویسا ہی اس کا اثر ہوگا۔ خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہو سکتی ہے جس کا ذکر کبھی کبھی اہلحدیث میں کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ خفگی کی ایمان فرعون ہے مگر شیخ کا قول مندرجہ "فتوحات" اس خفگی کا ازالہ کرتا ہے شیخ موصوف نے فتوحات میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے۔ اور کسی مقام پر اس کے خلاف ملتا ہے تو وہ متروک ہے یا ماوّل۔ اس لیے خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل

عزت لوگوں میں ہیں۔ رحمہ اللہ۔ (۲۶ محرم، ۴۰ھ) (فتاویٰ ثنائیہ: ج۱: ص: ۳۳۲)

مجدّد کا ثبوت:۔

سوال: کیا مجدّد کیلئے دعویٰ کرنا ضروری ہے اور مجدد کی حدیث صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح ہے تو موجودہ صدی میں کون مجدّد ہے اور مجدّد کی پہچان کیا ہے۔ کیا باقی مجدّدوں نے بھی مجدّد سرہندی رحمہ اللہ کی طرح دعویٰ کیا ہے یا نہیں۔ ہر ایک سوال کا جواب بذریعہ قرآن وحدیث عنایت فرمادیں۔

جواب: مجدّد کی خدمت احیاء سنت نبوی ہے۔ ایک زمانہ میں کئی ایک ہو سکتے ہیں جو کوئی سنت نبوی ﷺ کی اشاعت واحیاء کرے۔ وہ اتنے حصہ میں مجدّد ہے کہ ایک شخص ایک گاؤں کا مجدّد ہو تو دوسرا ایک ضلع کا ہو سکتا ہے۔ تو تیسرا ملک کا بھی ہو سکتا ہے۔ مجدّد کا کام اس کی پہچان ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ج۱: ص: ۳۴۸)

بیعت اصلاح کیلئے مرشد بنانے کا ثبوت:۔

سوال: مرشد لینا فرض ہے یا نہیں اگر فرض نہیں تو اس کیلئے شرعی حکم کیا ہے۔

جواب: کسی نیک بخت صالح متبع سنت کو اپنا مرشد بنانا جس کی صحبت میں رہ کر خدا کی محبت دل میں پیدا ہو! جائز بلکہ مستحب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ دستور تھا۔ اپنے میں سے صالح تر کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔ (۲۱ رجب، ۳۹ھ)

مرشد کس کو بنایا جائے:۔

سوال: مرشد کس قسم کے آدمی کو لینا چاہیے۔ اگر مرشد علانیہ شرعی پیروی نہیں کرتے لیکن ہمہ شرعی احکام کے قائل ہیں۔ ایسے مرشد کیلئے شرعی حکم کیا ہے۔

جواب: (مرشد) متبع سنت کو بنائے خلاف شرع سے علیحدگی کرنی چاہیے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے (لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاداللہ و رسولہ) مسلمانوں کو چاہیے کہ جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں اُن سے محبت نہ رکھیں (۲۱ رجب ۳۹ھ)

WWW.UBQARI.ORG

مرشدین کیلئے ضروری ہدایت:۔

زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر زمانہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ تک پیر مریدوں سے وصول نہیں کرتے تھے۔ حضرت شیخ ''غنیۃ'' میں فرماتے ہیں مرید کو پیر کے گھر کھانا کھانا جائز ہے۔ پیر کو مرید کے گھر کا نہ کھانا چاہیے کیونکہ اس کی شان بلند ہے جو مرید پیر سے کسی نقصان کا خوف کر کے نذرانہ دے وہ بجائے ثواب عذاب کا مستوجب ہے۔ ایسے مرشد دو کا ندار دنیادار ہیں۔ (۲۱ رجب ۳۹ھ)

(فتاویٰ ثنائیہ: ج۱: ص: ۳۵۱-۳۵۲)

اولیاء متبع سنت ہیں:۔

سوال: حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ حضرت فریدالدین عطار رحمہ اللہ، بایزید بسطامی رحمہ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ جو مشہور اولیاء گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنی کسی تصنیف کی ہوئی کتاب میں کوئی مضمون شریعت کے باہر لکھا ہے۔

(اہلحدیث ۹ ذی الحجہ ۳۷ھ)

جواب: یہ لوگ بڑے پابند شریعت اور متبع سنت تھے۔ یہ کیوں شریعت سے باہر لکھتے۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ج۱: ص: ۳۶۴)

طریقت و معرفت کی جامع تعریف:۔

شریعت، طریقت، معرفت کی جامع مانع تعریف اور ان کی تفریق مجمل طور پر۔

(محمد قاسم الینمو)

جواب: شریعت ان احکام کا نام ہے جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں۔ ان احکام کو بحضور قلب دل لگا کر ادا کرنا طریقت اور حقیقت ہے۔ حقیقت شریعت کے مخالف نہیں ہو سکتی بلکہ حقیقت شریعت کیلئے طریق کار کا نام ہے۔ اس لیے حضرت مجدّد صاحب رحمہ اللہ سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کل حقیقة ردته الشريعة فهي زندقة (مکتوبات) یعنی حقیقت کے جس مسئلہ کو شریعت رد کرے وہ واقعی الحاد اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکار حافظ عبد الغفور رحمہ اللہ جہلمی

تصنیف

قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری

پیش کش

مکتبہ تعلیم الاسلام

جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن

فیصل آباد
پاکستان

حق طباعت محفوظ

نام کتاب: تذکار حافظ عبد الغفور جہلمی رحمہ اللہ
مصنف: قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری
ناشر: مکتبہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن (فیصل آباد)
مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
کتابت: احمد علی بھٹہ
بار اول: دسمبر ۱۹۹۳ء

WWW.UBQARI.ORG

ب سے دینی ہے یہ تینوں طریقت، حقیقت اور معرفت دراصل شرعی احکام کے طریق کار کا نام ہیں اور یہ تینوں دراصل ایک ہیں۔ (۹ ذی الحجہ ۳۷ھ)

(فتاویٰ ثنائیہ: ج۱: ص: ۳۸۲)

☆.....☆.....☆

کتاب ''تذکار حافظ عبدالغفور'' میں معمولات یومیہ کا تذکرہ

نام کتاب:۔ **تذکار** حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ جہلمی

تصنیف:۔ قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری

یومیہ معمولات:۔

حافظ عبدالغفور صاحب ان علماء میں سے تھے جو چلتے پھرتے، اُٹھتے، بیٹھتے، کھاتے پیتے، ہر وقت خدا کے ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھتے۔ خصوصاً ان کے یومیہ معمولات کی کیفیت یوں تھی، وہ عہدِ جوانی یعنی طالب علمی کے زمانے سے تہجد کے پابند تھے۔ تہجد کی نمازوں میں ایک سپارہ کی تلاوت ان کا معمول تھا۔ اور بعض اوقات جب طبیعت سفر اور تکان سے محفوظ ہوتی تو دو دو پارے بھی پڑھ لیتے۔ نمازِ فجر کے بعد وہ مسنون وظائف و اوراد کافی دیر تک کرتے رہتے۔ دو تین سپارے پھر تلاوت کرتے۔ تہجد کے بعد تقریباً چار سپارے تلاوت ان کا یومیہ معمول تھا اور یہ معمول زندگی بھر جاری رہا۔ صرف ان ایام میں یہ قائم نہ رہ سکا۔ جب بیماریوں کے ہجوم نے انہیں صاحبِ فراش کر دیا۔ درود شریف کا ورد بھی کثرت سے کرتے۔ دن رات میں ایک ہزار مرتبہ درود پڑھتے یعنی درود پاک کی دس تسبیحات نکالتے، اشراق کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لاتے۔ (تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی، ص: ۱۶۱-۱۶۶)

☆.....☆.....☆

لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب،
البتہ ان کے قصہ میں سمجھدار لوگوں کے لئے عبرت ہے (القرآن)

مجرد تاریخ نہیں

آفتاب بخارا

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ
کی شخصیت و فن پر جامع اور
مستند تالیف،

مؤلفہ
البرق التوحیدی

ناشر
مکتبہ اہلسنت والجماعت، منٹگمری بازار لائلپور

نام کتاب: آفتاب بخارا
قیمت: دس روپے

بار اول	:	ایک ہزار
مؤلف	:	البرق التوحیدی
ناشر	:	مکتبہ اہلسنت والجماعت لائلپور
طابع	:	ظفر حسین مظفر
مطبع	:	لائلپور فنیس پرنٹنگ پریس لائلپور
کتابت	:	خالد و فرحت لائلپور

WWW.UBQARI.ORG

کتاب ''آفتاب بخارا'' میں ادب کی چاشنی

کتاب کا نام:۔ آفتاب بخارا..... مصنف:۔ برق التوحیدی
ناشر:۔ مکتبہ اہلسنت والجماعت منٹگمری بازار (لائلپور)

امام صاحب کا ادب واحترام:۔

یہ صفت بھی ایسی ہے جس سے مزین ہوئے بغیر آدمی اس بلند و بالا مقام پر نہیں پہنچ سکتا، لہٰذا امام صاحب میں یہ خوبی بھی کمال درجہ تک پائی جاتی تھی چنانچہ ایک مرتبہ امام صاحب رحمہ اللہ نے ابو معشر ضریر رحمہ اللہ کو قرآن مجید پڑھتے سنا چونکہ وہ اندھے تھے لہٰذا انہوں نے قرآن کی تلاوت کے وقت اندھوں کی سی حرکات کیں تو امام صاحب مسکرائے۔ اس مسکرانے کو بھی امام صاحب رحمہ اللہ نے خلاف ادب اور غیر مناسب سمجھتے ہوئے ابو معشر ضریر رحمہ اللہ سے معذرت چاہی۔ آداب میں اس قدر محتاط تھے کہ فن جرح وتعدیل کے امام ہونے کے باوجود جرح میں نہایت ہی مناسب الفاظ استعمال کرتے مثلاً اکثر طور پر جب کسی کو جرح میں کچھ کہنا ہوتا تو یہ انداز اختیار فرماتے (فیہ نظر، ترکوہ، سقطوا عنہ تا کہ کوئی کلمہ خلاف ادب زبان سے نکلنے نہ پائے۔
(ہدی الساری، ص ۴۸۰ بحوالہ آفتاب بخارا، ص: ۳۰)

حدیث کا ادب واحترام:۔

امام بخاری رحمہ اللہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا اتنا احترام تھا کہ حدیث کو لکھنے سے پہلے غسل کرتے اور پھر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرتے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"ما وضعت فی کتاب الصحیح حدیث الا اغتسلت قبل ذالك و صلیت رکعتین" (ھدی الساری ص۔۴۸۹)

امام موصوف کے سامنے جو چیز اولین حیثیت رکھتی تھی، وہ یہ تھی کہ میری وجہ سے

کہیں اس ذخیرہ حدیث کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ اور اسی وجہ سے آپ اپنی زندگی کا ہر قدم بڑی احتیاط سے رکھتے تھے اور آپ کے ذہن میں یہ بات بھی ہمیشہ رہتی تھی کہ اگر میری سیرت پر کوئی دھبہ لگا تو یقیناً میرا جمع کیا ہوا ذخیرہ حدیث بھی محفوظ نہ رہ سکے گا۔ چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ نے ہر مرحلہ پر بڑی دور اندیشی سے کام لیا اور اس بات کی خاطر آپ کو کئی قسم کے خسارے کا سامنا کرنا پڑا تو بھی اس کو بڑی خندہ پیشانی سے قبول کیا جیسا کہ آپ کے ترجمہ میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے تلامذہ کے ہمراہ سفر پر گئے اور آپ کے پاس ایک ہزار اشرفیاں تھیں جن کا طلبہ کو بھی علم تھا۔ راستہ میں جب آپ دریا عبور کرنے کیلئے کشتی پر سوار ہوئے تو ایک جیب تراش کو آپ کی رقم کا علم ہو گیا۔

جب کشتی لنگر انداز ہوئی اور درمیان دریا پہنچی تو اس نوسر باز نے یہ شور مچا دیا کہ میری اتنی رقم چوری ہو گئی ہے لہٰذا عملہ کارروائی کرے۔ عملہ نے جب اس کی درخواست پر تفتیش شروع کی تو امام صاحب رحمہ اللہ بھی حالات کو بھانپ گئے کہ یہ تمام کچھ اس چور نے میری رقم چھیننے کیلئے کیا ہے تو آپ نے سوچا اگر رقم چلی جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر میرے پاس سے یہ رقم نکل آئی تو لوگ یہ سوچے بغیر کہ حقیقتاً کس کی رقم ہے، کہیں گے کہ بخاری (رحمہ اللہ) چور ہے اور اس طرح تمام وہ ذخیرہ حدیث جو میرے توسط سے اُمت تک پہنچے گا ضائع ہو کر رہ جائے گا لہٰذا بہتر ہے کہ رقم کو دریا بُرد کر دیا جائے۔

چنانچہ آپ نے رقم کو دریا بُرد کر دیا۔ جب تفتیش کی تو کچھ نہ نکل پایا اور معاملہ جوں کا توں ہی رہ گیا جب کشتی ساحل پر پہنچی اور سفر ختم ہوا تو بعد میں تلامذہ (جو اس ماجرا کو دیکھ چکے تھے) نے دریافت کیا کہ شیخ صاحب آپ کے پاس تو ایک ہزار اشرفیوں کی ذخیر رقم تھی، آپ نے کہاں چھپا دی تو آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا، بیٹا میں نے وہ چھپائی کہیں نہیں بلکہ اس کو دریا بُرد کر دیا..... جب ایسا کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو



ایمانی کمزوریاں اور اُن کا علاج

دارالاندلس
4-لیک روڈ چوبرجی لاہور فون: 91-42-7230549
www.jamatdawa.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب
ایمانی کمزوریاں اور اُن کا علاج
ترجمہ وتفہیم
ابوسعد احسان الحق شہباز

تعداد ..... ایک ہزار
پہلا ایڈیشن ..... فروری 2004ء
ناشر ..... دارالاندلس

ملنے کا پتہ
دارالاندلس ۴-لیک روڈ، چوبرجی لاہور
فون 7230549-7231106-7240940

WWW.UBQARI.ORG

فرمانے لگے کہ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ میری وجہ سے ذخیرۂ حدیث ضائع ہو جائے تو میں نے اپنی رقم کو حدیث کی خاطر قربان کر دیا اور رقم پر حدیث کو ترجیح دے دی۔
(آفتاب بخارا، ص:۳۳-۳۴)

☆.....☆.....☆

کتاب ''ایمانی کمزوریاں اور انکا علاج'' میں صحبت اہل اللہ کا تذکرہ

نام کتاب:۔ایمانی کمزوریاں اور انکا علاج.....مصنف:۔ابوسعد احسان الحق شہباز.....ناشر:۔دارالاندلس

اہل اللہ کی صحبت کی ضرورت:۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اچھے ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال کستوری اٹھانے والے اور لوہار کی بھٹی میں پھونک مارنے والے کی طرح ہے۔کستوری والا آپ کو کستوری تحفہ دے دے گا یا آپ اس سے خرید لیں گے یا کم از کم اس سے خوشبو تو پائیں گے اور بھٹی میں پھونک مارنے والا یا تو آپ کے کپڑے جلا دے گا یا آپ اس سے بدبو محسوس کریں گے۔(صحیح بخاری:۵۵۳۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''المرء علی دین خلیله فلینظر احد کم من یخالل''(مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد:۲/۳۰۳)''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس لیے تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی لگا رہا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:''المرء مع من احب''(صحیح بخاری:۶۱۶۸)

''آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قال اللہ عزوجل و جبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی'' (مسند احمد: ۵/۲۳۳)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری محبت ان لوگوں کیلئے واجب ہو جاتی ہے جو میری وجہ سے محبت کرتے ہیں، میری وجہ سے اکٹھے بیٹھتے ہیں اور میری وجہ سے ملتے ہیں اور میری وجہ سے خرچ کرتے ہیں''

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایمان کے ساتھ بیٹھنے، دوستی اور محبت رکھنے سے بھی ایمان کی محبت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہوتی ہے اور ان سے دور رہنے سے ایمان کو تازگی نہیں ملتی۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے تھے:

''اخواننا اعلی عندنا من اهلینا فاهلونا یذکروننا الدنیا و اخواننا یذکروننا بالاخرة''

''ہمارے دینی بھائی ہمارے اہل وعیال سے بھی زیادہ قیمتی ہیں کیونکہ ہمارے اہل والے ہمیں دنیا یاد دلاتے ہیں اور ہمارے یہ بھائی ہمیں آخرت کی نصیحت کرتے ہیں۔''

صحبت کا اثر:۔ نبی اکرم ﷺ جب فوت ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو دفن کیا تو کہنے لگے (فانکرنا قلوبنا) ہم نے اپنے دلوں کی حالت کو بدلا ہوا محسوس کیا۔ بعض آثار میں اس طرح ہے کہ جیسے بارش والی سرد رات میں بکری پھنس جائے اس طرح ہم اپنے آپ کو ایمانی اعتبار سے محسوس کرتے تھے۔

(ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج: ص: ۸۵ تا ۸۷)

☆.....☆.....☆

WWW.UBQARI.ORG

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ ادعونی استجب لکم

فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم مجھ سے مانگو، تم کو میں ہی دوں گا۔

الدعاء المقبول

الماثور عن القرآن و احادیث الرسول ﷺ

المعروف بہ

اسلامی وظائف

جس میں قرآن و حدیث کی دعائیں مع حوالہ ترکیب لکھی گئی ہیں

مؤلفہ:

شیخ الحدیث حضرت مولینا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ

اضافہ و ترتیب جدید!

عبدالرشید بن شیخ الحدیث حضرت مولینا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب: الدعاء المقبول الماثور عن القرآن و احادیث الرسول
المعروف بہ "اسلامی وظائف"

نام مصنف: شیخ الحدیث مولینا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ

اضافہ و ترتیب جدید: عبدالرشید بن شیخ الحدیث عبدالسلام بستوی

صفحات:

WWW.URDUFARI.ORG

کتاب ''الدعاء المقبول'' میں ذکر کے انوارات

نام کتاب:۔ الدعاء المقبول (اسلامی وظائف)

مصنف:۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ

ذکر الٰہی کے درجات:۔

ذکر الٰہی کی فضیلت کے بعد اس کے درجوں کو بھی معلوم کر لینا مناسب ہے تاکہ ہر شخص بہتر سے بہتر درجہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

ذکر الٰہی کے چار درجے ہیں۔ (۱) صرف زبان سے ذکر الٰہی ہو اور دل اس سے غافل ہو۔ اس کا بہت ہی کم اثر ہوتا ہے مگر بیہودہ گوئی سے تو لاکھ درجہ بہتر ہے۔ (۲) ذکر قلبی ہو مگر یہ ذکر دل میں قرار نہ پکڑے۔ بہت مشکلوں سے وہ ذکر پر آمادہ ہوتا ہے۔ (۳) ذکر دل میں جم گیا اور کاموں کی طرف اس کا دل نہیں لگتا۔ (۴) ذکر کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی محبت وخیال دل میں بس گیا اور ذکر قلبی کے ساتھ تمام اعضاء بلکہ اس کے ذکر کی وجہ سے تمام چیزیں ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ یہ ذکر کا آخری درجہ ہے: دل صاف ہو کر سورج کی طرح چمکنے لگتا ہے۔ ''قد افلح من زکھا''۔

جس نے نفس کو صاف کر لیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔ ذکر الٰہی کے بہت سے فائدے ہیں۔ جن کو شیخ الاسلام علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے ''الوابل الصیب'' میں بیان فرمایا ہے یہاں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ آگے چل کر ''لا الہ الا اللہ'' کے بیان میں کچھ فائدے بیان کیے جائیں گے اور یہی ''لاالہ الا اللہ'' سب ذکروں سے بہتر ذکر ہے۔

(الدعاء المقبول: ص: ۴۲ تا ۴۶)

☆.....☆.....☆

WWW.UBQARI.ORG

إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

تذکرہ

قاضی سلیمان منصور پوری

عہد ○ خاندان ○ اساتذہ ○ ہمعصر علماء

تالیف

محمد اسحٰق بھٹی

المکتبۃ السلفیۃ ○ شیش محل روڈ ○ لاہور

جملہ حقوق طباعت و اشاعت
المکتبۃ السلفیۃ کے نام محفوظ ہیں

طبع اول ——— محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق جنوری ۲۰۰۷ء

اہتمام ——— احمد شاکر
ناشر ——— المکتبۃ السلفیۃ لاہور
مطبع ——— ناصر پرنٹرز لاہور

شیش محل روڈ، لاہور 54000 فون: 0092-42-7237184, 7230271

WWW.UBQARI.ORG

''تذکرہ منصور پوری'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ عہد خاندان، اساتذہ، ہمعصر علماء

مصنف:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ

خاندانی پس منظر:۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ کا مختصر سلسلۂ نسب یہ ہے۔ محمد سلیمان بن قاضی احمد شاہ بن قاضی باللہ بن قاضی معزالدین احمد۔ قاضی صاحب کے اسلاف میں ایک بزرگ کا نام پیر محمد تھا۔ وہ عہد مغلیہ میں دہلی کے منصب قضاء پر فائز تھے، اس لیے انہیں قاضی پیر محمد رحمہ اللہ کہا جاتا تھا۔ بعدازاں خاندان کے ہر فرد کو قاضی کہا جانے لگا اور پھر یہ خاندان ''قاضی خاندان'' کے نام سے مشہور ہو گیا۔ قاضی پیر محمد رحمہ اللہ کی عدالتی مہر جوان کی انگشتری میں بہ صورتِ نگینہ پیوست تھی، طویل عرصے تک اس خاندان میں محفوظ رہی۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۳۷)

قاضی معزالدین نقشبندی کی خدمات:۔

قاضی معزالدین احمد رحمہ اللہ نہایت عبادت گزار اور پرہیز گار بزرگ تھے۔ منصور پور اور اس کے نواح میں انہوں نے اللہ کے دین کی بڑی اشاعت کی اور کثیر تعداد میں لوگ ان کے طریق تبلیغ اور وعظ و نصیحت سے متاثر ہوئے۔

یہ اس خاندان کے جلیل القدر بزرگ تھے جو اس علاقے میں آئے اور جنہوں نے ایک خاص اسلوب سے، لوگوں کے فہم کے مطابق، دین کی نشر و اشاعت کا سلسلہ شروع کیا اور اس میں اللہ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی۔

قاضی احمد شاہ رحمہ اللہ:۔

قاضی باقی باللہ رحمہ اللہ کے بیٹے قاضی احمد شاہ تھے جو ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) کو منصور پور میں پیدا ہوئے۔

WWW.UBQARI.ORG

قاضی احمد شاہ رحمہ اللہ اپنے وقت کے باعمل عالم، تہجد گزار اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ انہوں نے دو حج کیے۔ صالحیت، تقویٰ اور خشیت الٰہی ان کے وہ اوصاف تھے، جن کی وجہ سے لوگ ان کی بے حد تعظیم کرتے اور انہیں شاہ جی کہہ کر پکارتے تھے۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۴۲ تا ۴۴)

امام تصوف مجدّد الف ثانی نقشبندی رحمہ اللہ کا تعارف

ولادت:۔ تقسیم ملک کے بعد حکومت ہند نے ریاستیں ختم کر دی تھیں اور پٹیالہ کو ضلع کا درجہ دے دیا گیا تھا۔

پٹیالہ کی سرزمین کے مختلف مقامات میں مختلف اوقات میں بہت سے اہل علم اور اصحاب ورع وتقویٰ لوگ پیدا ہوئے۔ مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے اس علاقے میں جنم لیا اور اپنے علم وعمل کی بنا پر تمام عالم اسلام میں ان کی آواز گونجی۔

مجدّد نقشبند کی روشنی سارے عالم میں:۔

سرزمین سرہند میں ان سے پہلے بھی علمائے دین پیدا ہوئے تھے، مثلاً انہیں کے ہم نام ایک بزرگ شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ (متوفی ۹۸۶ھ ۱۵۷۸ء) تھے، اسی عہد کے ایک عالم دین شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ سرہندی تھے، ان کے علاوہ اور بھی متعدد بزرگان دین تھے، مگر ''الف ثانی'' کی مجددیت کا تاج جس کے سر مبارک پر رکھا گیا وہ یہی احمد سرہندی رحمہ اللہ ہیں جو افق سرہند سے جمال حق کی شعاع بن کر ابھرے اور پورے ہند میں جن کا تقویٰ شعاری اور خدمت دین غلغلہ بلند ہوا۔

مجدد صاحب کی استقامت علی الشریعت:۔

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی ولادت مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر کے عہد میں ہوئی۔ اس کا عہد ۹۶۳ھ (۱۵۵۶ء) سے شروع ہو کر ۱۰۱۴ھ (۱۶۰۵ء) تک چلتا ہے اور اکیاون سال کے لیل ونہار میں پھیلا ہوا ہے۔ عہد اکبری کے اختتام یعنی اکبر کی وفات کے وقت حضرت مجدّد صاحب رحمہ اللہ کی عمر تینتالیس سال کی ہو چکی تھی۔ وہ

اس وقت مسندِ تدریس اور سجادۂ اصلاح پر متمکن تھے۔ لیکن نہ اکبر ان کی تبلیغ کے راستے میں مزاحم ہوا اور نہ انہوں نے اکبر سے کچھ کہا۔

اکبر کے بعد اس کا بیٹا نورالدین جہاں گیر تخت حکومت پر بیٹھا تو اس کے بعض مصاحبوں نے مجدّد صاحب کے خلاف اس کے کان بھرے اور کہا کہ وہ بادشاہ کیلئے سجدۂ تعظیمی کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے ان کو دربار میں بلایا تو انہوں نے سجدہ نہیں کیا۔ اقبال نے ''بال جبریل'' میں اس کا ذکر ان اشعار میں کیا ہے:

حاضر ہوا میں شیخ مجدّد کی لحد پر — وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے — اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہاں گیر کے آگے — جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں — اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حضرت مجدّد رحمہ اللہ تریسٹھ سال عمر پاکر بروز سہ شنبہ ۲۸۔ صفر ۱۰۳۴ھ (۳۰ دسمبر ۱۶۲۴ء) کو سرہند میں فوت ہوئے۔ نماز جنازہ ان کے صاحب زادۂ گرامی خواجہ محمد سعید رحمہ اللہ نے پڑھائی۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۵۱ تا ۵۳)

حصول برکت کیلئے سائیں توکل شاہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری:۔

ہمیشہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ بچے کی ولادت کے بعد والدین اپنے بچے کیلئے محلے یا گاؤں کے کسی ایسے شخص سے جسے وہ اپنے دانست میں نیک اور پرہیزگار سمجھتے ہوں، دعا کراتے ہیں۔ قاضی صاحب کے ایام طفولیت میں انبالہ میں ایک بزرگ سائیں توکل شاہ مرحوم رہتے تھے، جو صوفیاء کے نقشبندی مجددی سلسلے سے منسلک تھے۔ متقی اور عبادت گزار شخص تھے، جن کا سال ولادت ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء) اور تاریخ وفات ۴ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ (۱۳ اگست ۱۸۹۷ء) ہے۔ قاضی صاحب کے آباؤ اجداد سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب جو نجم الدین شاہ کے نام سے موسوم تھے اور قاضی صاحب رحمہ اللہ کی ولادت کے وقت جن کی عمر اٹھارہ بیس برس تھی، وہ قاضی

WWW.JUBOARD.ORG

صاحب کو دعا کیلئے سائیں توکل شاہ رحمہ اللہ کی خدمت میں لے گئے۔ سائیں موصوف رحمہ اللہ نے بچے کو گود میں لیا، منہ چوما اور بچے کی بہتری اور خیر وعافیت کیلئے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سائیں توکل شاہ رحمہ اللہ کے عقیدت مندوں کا حلقہ بڑا وسیع تھا، جن میں والیٔ نابھہ بھی شامل تھا۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۶۵ تا ۶۸)

کوموی خاندان میں بیعت اصلاح:۔

مولانا عبدالعزیز کوموی رحمہ اللہ کے اکابر میں سے ایک عالم دین مولانا احمد الدین کوموی رحمہ اللہ تھے جو حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ انہوں نے امام نووی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ''ریاض الصالحین'' کا اردو ترجمہ بنام ''ریاحین العابدین'' کیا تھا۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۷)

مرکزی جمعیت کے نائب صدر ''صوفی بزرگ'':۔

صوفی نذیر حسین رحمہ اللہ کشمیری برادری سے تعلق رکھتے تھے اور کشمیریوں کی اس ''گوت'' کے فرد تھے جو ''صوفی'' کہلاتے تھے۔ کئی سال مرکزی جمعیت اہلحدیث کے نائب صدر رہے، جب کہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اس کے صدر تھے۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۱۹-۱۲۰)

علم تصوف سے دلچسپی:۔

اِن کے دامنِ معلومات کو اللہ نے بڑی وسعت سے نوازا تھا۔ جہاں وہ دیگر علوم وفنون سے آگاہی رکھتے تھے، وہاں تصوف کے علمی پہلوؤں سے بھی انہیں دلچسپی تھی اور اس کے مختلف گوشوں سے متعلق ان کے حدود مطالعہ دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ یہاں اس کی ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔

کسی زمانے میں ریاست پٹیالہ کے وزیر داخلہ سر جوگندر سنگھ تھے جو بعد میں وزیراعظم ہوگئے تھے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں وہ بہت سی باتیں سن

چکے تھے اور ان کے علم و فضل سے متاثر تھے۔ ان کی نیکی اور دیانت داری کا بھی انہیں علم تھا ایک مرتبہ ایک افسر کی حیثیت سے قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ان کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے قاضی صاحب رحمہ اللہ سے تصوف کے موضوع پر گفتگو شروع کر دی۔ تقریباً پون گھنٹے تک وہ اس موضوع پر بولتے رہے۔ مگر قاضی صاحب رحمہ اللہ خاموشی سے سنتے رہے اور کسی ردعمل کا اظہار نہ کیا۔ آخر وہ بولے کہ آپ بھی کچھ فرمایئے۔ اس کے بعد قاضی صاحب رحمہ اللہ نے قبل از اسلام کے عرب کے تصوف کی وضاحت کی، ہندوستان میں اسلام کی آمد سے پہلے جس قسم کا تصوف رائج تھا، اس کی تفصیلات بیان کیں، پھر مختلف سلاسل تصوف کا ذکر کیا۔ مغربی مصنفین نے جس اسلوب میں اس موضوع کو ہدف بحث ٹھہرایا ہے، اس کا تجزیہ فرمایا۔ اسلام جس نوع کے تصوف کا حامی ہے، اسے گفتگو کا محور بنایا۔

سر جوگندر سنگھ تعجب اور غور سے سب باتیں سنتے رہے۔ پھر کہا کہ علم تصوف کے بارے میں آپ کی بہت سی معلومات انگریزی کتابوں کی رہین منت ہیں، مغربی مصنفین کی کتابوں کا مطالعہ آپ نے کب کیا اور کہاں کیا؟

قاضی صاحب رحمہ اللہ سے سر جوگندر سنگھ انتہائی اعزاز سے پیش آتے تھے اور بہت اچھے الفاظ میں لوگوں سے ان کا ذکر کرتے تھے۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

قاضی صاحب کی مجذوبوں سے ملاقاتیں

بعض مجذوبوں اور اصحاب حال بزرگوں سے بھی قاضی صاحب رحمہ اللہ کے مراسم قائم تھے جو ان سے بہ درجہ غایت ادب و تکریم سے پیش آتے تھے۔ اس ضمن کے تین واقعے بہ روایت قاضی عبدالباقی یہاں درج کیے جاتے ہیں:

نابھہ شہر میں عبداللہ مجذوب سے ملاقات:۔

نابھہ شہر میں ایک بزرگ حافظ عبداللہ رحمہ اللہ رہتے تھے، جو علی گڑھ کے گریجویٹ تھے اور تحصیل دار تھے۔ جذب و حال میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ لمبے

کے تشدد اور سخت کلامی کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑوں کو جھاڑ پلا دیتے اور قریب آنے سے روک دیتے تھے۔ رہنے سہنے کا معاملہ بھی عجیب وغریب سا تھا اس کے باوجود مشہور تھا کہ بڑے صاحب فیض بزرگ ہیں۔ مسلمان، ہندو، سکھ سب ان سے بہ قدر استعدادِ ذہنی فیض یاب ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ قاضی صاحب رحمہ اللہ ان سے ملاقات کو گئے، وہ نہایت احترام سے پیش آئے۔ اس کے بعد جب بھی قاضی صاحب رحمہ اللہ ان سے ملاقات کا عزم کرتے اور اس کا انہیں علم ہو جاتا تو ان کی آمد سے پیشتر ہی وہ خاموشی اختیار کر لیتے اور متانت وسنجیدگی سے بیٹھ جاتے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ تشریف لاتے تو بڑے اعزاز سے کھڑے ہو کر ملتے او جھک کر مصافحہ کرتے۔ پھر انہیں اپنے حجرے میں لے جاتے اور مختلف مسائل پر دونوں کے درمیان دیر تک سلسلۂ گفتگو جاری رہتا۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

شہر سنبھل کے مجذوب سے پراسرار گفتگو:۔

ایک اور بزرگ سائیں عبداللہ شاہ سنبھلی رحمہ اللہ تھے جو یوپی کے مردم خیز شہر سنبھل کے رہنے والے تھے۔ وہ طویل مدت سے پٹیالے میں اقامت گزیں تھے۔ عبادت گاہوں اور رفاہ عامہ کے معاملات میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ ایک بہت بڑی مسجد بنوائی اور مسافر خانہ تعمیر کرایا۔ باشندگان پٹیالہ انہیں معزز ومحترم گردانتے تھے۔ وہ اللہ کی راہ میں بہت کچھ خرچ کرتے تھے، مگر کسی کو معلوم نہ تھا کہ ان کا ذریعہ آمدنی کیا ہے۔ ان کا معمول تھا کہ دس محرم کو اپنی مسجد میں جلسے کا اہتمام کرتے جس کے واحد مقرر قاضی صاحب رحمہ اللہ ہوتے تھے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا کی تفصیل بیان فرماتے، جس سے لوگ انتہائی متاثر ہوتے۔ شہر اور بیرون شہر کے ہزاروں باشندے جلسے میں شرکت کرتے اور قاضی صاحب رحمہ اللہ کی تقریر سنتے، قاضی صاحب رحمہ اللہ تقریر میں کسی کی مخالفت نہ کرتے تھے۔ سلسلہ تقریر تاریخی واقعات تک محدود رکھتے تھے۔

سائیں عبداللہ شاہ سنبھلی رحمہ اللہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں آتے تو دونوں بزرگ ایسے دقیق اور عمیق قسم کے مسائل پر بحث کرتے کہ جن کا سمجھنا عام لوگوں کیلئے انتہائی مشکل ہوتا۔ گھنٹوں ان کی گفتگو جاری رہتی۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

خواجہ ضیاء معصوم نقشبندی سے تصوف کی علمی گفتگو:۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، جسے فاروقی سلسلہ کہا جاتا ہے۔ انہی کے نسب سے حضرت خواجہ ضیاء معصوم نقشبندی رحمہ اللہ کا تعلق تھا جو کابل میں فروکش تھے۔ ''رحمۃ للعالمین'' کی دوسری جلد میں اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حالات کے ضمن میں ان کا ذکر آیا ہے، وہ اکثر سرہند تشریف لایا کرتے تھے اور فارسی بولتے تھے۔ ان کی آمد کے موقع پر قاضی صاحب رحمہ اللہ بھی وہاں تشریف لے جاتے تھے۔ دونوں کی سلوک وطریقت اور تصوف وروحانیت سے متعلق طویل گفتگو ہوتی۔

علم تصوف کے سلسلے میں بھی ان کا ذہن نہایت زرخیز تھا۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص:۱۴۸تا۱۵۱)

غلاف کعبہ کا بابرکت ٹکڑا:۔

۱۹۲۱ء میں جب قاضی صاحب رحمہ اللہ پہلے حج کیلئے گئے تھے، وہ شریف مکہ کا دور تھا۔ اسے قاضی صاحب کے مقام ومرتبے کا علم ہوا تو ان کی خدمت میں غلاف کعبہ کا ٹکڑا تحفے کے طور پر پیش کیا جو لمبائی میں دو یا ڈیڑھ گز اور چوڑائی میں چالیس انچ تھا۔ اس میں چاندی کے تاروں سے قرآن مجید کی آیات لکھی گئی تھیں۔ نہایت خوب صورت ٹکڑا تھا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ شیخ غلام صابر رحمہ اللہ تھے، یہ ٹکڑا انہیں فریم کرانے کیلئے دیا گیا تھا، لیکن انہوں نے یہ بابرکت ٹکڑا خود ہی رکھ لیا اور واپس نہیں کیا۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

WWW.UBQARI.ORG

مشہور صوفیاء کا مؤدبانہ تذکرہ:۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد ہندوستان میں محمد بن ابوبکر کی نسل سے بہ کثرت پائی جاتی ہے۔ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ اسی خاندان عالی سے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل ہندوستان میں بہ کثرت پائی جاتی ہے۔ قطب الاقطاب خواجہ فرید الدین شکر گنج رحمہ اللہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، امام ربانی اور حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سب فاروقی ہیں۔ شیخ الوقت شاہ ابوالخیر عبداللہ دہلوی مجددی رحمہ اللہ فاروقی ہیں۔ حضرت خواجہ ضیاء معصوم صاحب رحمہ اللہ نزیل چار باغ (کابل) اسی نژادِ عالی سے ہیں۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص:۲۶۸)

اولیاء کی شان میں منظوم کلمات

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ:

بہ تائید الٰہی عبدقادر

۴۷۱ھ

بسے سبقت زجمع اولیاء برد

۵۶۱ھ

سید بختیار قطب الدین رحمہ اللہ:

سید بختیار قطب الدین

سینۂ اشتر و چشم پُرنم داشت

۶۶۸ھ

مرشدِ کامل است سالِ وفات

سر تسلیم تاج رفعت یافت

۶۶۸ھ

شیخ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ:

معین الدین حسن آں سیدِ پاک

کہ از سنجر سوئے اجمیر آمد

۶۳۲ھ

زشرع پاک مفتاحِ بقا یافت

زہیر باغ فانی اُو بقا یافت

شیخ فرید الدین فاروقی رحمہ اللہ:

آل شیخ فریدِ دین و دنیا

گنج شکر و خازنئی اصفیا

۶۶۸ھ

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ:

آفتاب است آں شہاب الدین

مطلع آفتاب سال غروب

۶۳۳ھ

حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ:

چوں ابراہیم ادہم شاہ زاہد

زدنیا رفت گفتم کعبۂ دین

۱۶۱ھ

اوراد و وظائف و مراقبے:۔

تمام عرصہ معمولات میں کوئی فرق نہ آیا۔ شب بیداری، مراقبے، اوراد

WWW.UBQARI.ORG

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصحابِ علم و فضل

محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

اصلاح المسلمین پبلشرز
پوسٹ بکس نمبر : 18130 کراچی نمبر : 74700

اصحابِ علم و فضل

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

اشاعت ..... فروری 2005ء/محرم 1426ھ
تعداد 1000
قیمت .....
طابع ..... فیر فین پریس کراچی

اصلاح المسلمین پبلشرز
پوسٹ بکس نمبر : 18130 کراچی نمبر : 74700

WWW.UBQARI.ORG

وظائف، نوافل اور رحمتہ للعالمین کے ترجمے کا کام جاری رہا۔ ان کا عطا کردہ فیض ان کے روحانی ورثاء میں جاری ہے۔ ان کے روحانی مدارج میں سے صرف ایک واقعہ درج ہے۔ فارسی زبان میں طویل نعت رسول مقبول لکھی۔ اس نعت کے سلسلے میں دو دفعہ حضور رسول کریم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور ایک مرتبہ اصلاح (بھی کی)..... ارشاد ہوا عبدالعزیز وہ نعت سناؤ۔ تعمیل ارشاد ہوئی۔ حضور ﷺ نے ایک مصرع میں اصلاح فرمائی۔ سبحان اللہ تعالیٰ۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۴۵۷-۴۵۸)

موجودہ دور میں تصوف سے وابستہ خاندان:۔

آمنہ نیر: ۳۱-بی بلاک ماڈل ٹاؤن (لاہور) میں مقیم ہیں۔

ان کے پانچ بیٹے ہیں۔ سب اعلیٰ تعلیم یافتہ۔ ان میں سے ایک مصطفیٰ ناصر ایم ایس سی، عملی تصوف سے وابستگی رکھتے ہیں۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۴۶۳)

☆.....☆.....☆

کتاب ''اصحاب الحدیث'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ اصحاب علم و فضل..... مصنف:۔ محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

مولانا رفیع الدین شکرانوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔

(۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء-۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء)

مولانا رفیع الدین کے نانا کی بیعت:۔

مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ مختصر سلسلہ نسب درج ذیل ہے: مولانا رفیع الدین بن بہادر علی بن نعمت علی بن محمد دائم علی۔ آپ کے نانا شیخ غلام علی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ سید احمد شہید رحمہ اللہ کے کسی خلیفہ کے مرید تھے۔

WWW.UBQARI.ORG

مولانا رفیع الدین کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ مولوی سلامت علی سے کافیہ تک تحصیل کی۔ اس کے بعد موضع شکرانواں کے قریب ایک مقام گیلانی میں مولانا محمد احسن گیلانی سے ۷ برس کی مدت میں درس نظامی کی تکمیل کی۔

مولانا سید نذیر حسین رحمہ اللہ سے مستفید ہونے کے بعد مولانا شکرانوی نے امرتسر کی طرف شدرحال کیا جہاں حضرت عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی صحبت مبارکہ روحانی فیوض و برکات کے حوالے سے اصحاب خلوص کیلئے بڑی کشش رکھتی تھی۔ جب حضرت غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا:

"شمادر اثناء راہ بودی کہ مرا الہام شد کہ ع مردہ باد کہ مسیحا نفسے می آید (تعبیر) ازدست شما اشاعت توحید و سنت بسیار خواہد گشت انشاء اللہ تعالیٰ۔" امرتسر میں آٹھ ماہ قیام کر کے اکتساب فیض کیا۔ (اصحاب علم و فضل، ص: ۴۵-۴۷)

مولانا شاہ محمد سعید حسرت عظیم آبادی کا ذوق تصوف:۔

(۱۲۳۱ھ/۱۸۱۶ء-۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء) مولانا شاہ محمد سعید حسرت رحمہ اللہ کا شمار اپنے عہد کے رفیع المرتب عالم دین اور صاحب دل بزرگوں میں ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف علوم دینی سے ماہر تھے بلکہ منطق و فلسفہ اور شعر و ادب پر بھی غیر معمولی درک رکھتے تھے۔

مولانا کی ولادت ۲۷ ذیقعد ۱۲۳۱ھ/۱۸۱۶ء بروز ہفتہ ہوئی۔ مولانا کا خانوادہ عظیم آباد کے ممتاز خانوادوں میں شمار ہوتا تھا، مولانا کے جد امجد شیخ عمر دراز عظیم آباد کے مشہور رئیس تھے، ۱۲۲۲ھ میں انہوں نے اس دنیائے بوقلموں سے رحلت فرمائی۔ مولانا کے والد منشی واعظ علی دینی و دنیاوی علوم سے واقف اور عظیم آباد کے ممتاز فرد تھے۔

(اصحاب علم و فضل، ص: ۵۶)

مولانا شاہ سعید کی بیعت اصلاح:۔

لکھنؤ میں مولانا مفتی ظہور اللہ لکھنوی رحمہ اللہ سے "صدرا" کے چند اسباق

بطور تبرک پڑھے۔

۱۲ برس کی عمر میں عظیم آباد پٹنہ میں حضرت مرزا حسن علی صغیر محدث لکھنوی رحمہ اللہ سے بیعت کر کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ اس سے صاحب "الدر المنثور، مولانا عبدالرحیم صادق پوری کے اس بیان کی نفی ہو جاتی ہے کہ "اور وہاں (لکھنؤ میں) جناب مولانا حسن علی الہاشمی اللکھنوی خاتم المحدثین سند المفسرین رحمہ اللہ سے سند حدیث و تفسیر حاصل کی۔" (ص:۲۲۶) ڈاکٹر مطیع الرحمان نے بھی مولانا سعید حسرت پر لکھے گئے اپنے سوانحی مضمون میں غالباً صاحب "الدر المنثور" کی متابعت کرتے ہوئے لکھا ہے: "پھر لکھنؤ تشریف لے گئے اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مولانا حسن ہاشمی محدث لکھنوی رحمہ اللہ سے حدیث اور تفسیر کی سند حاصل کی۔" (ماہنامہ، معارف، اعظم گڑھ جولائی ۱۹۶۴ء) ☆ اثنائے تعلیم ہی میں کان پور میں شاہ نذر محمد (خلیفہ امیر المؤمنین سید احمد شہید رحمہ اللہ سے بیعت کر کے فیوض و برکات حاصل کیے۔

(اصحاب علم وفضل، ص:۵۷-۵۹)

مولانا شاہ محمد سعید نے کسب علم سے فراغت کے بعد عظیم آباد میں علوم دینی کی تشہیر و تبلیغ کی غرض سے "مدرسہ سعیدیہ" کی بناء ڈالی۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۶۱)

مولانا نے جن اساتذہ علم و معرفت کے حلقے میں استفادۂ علمی کیا ان میں مولانا مظہر علی عظیم آبادی اور شاہ نذر محمد رحمہما اللہ، سید احمد شہید رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے تھے۔ مولانا کے ایک دوسرے استاذ معرفت مرزا حسن علی صغیر لکھنوی رحمہ اللہ بھی عامل بالحدیث بزرگ تھے۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۶۳)

اعظم گڑھ کے مشہور اہلحدیث عالم دین شاہ ابواسحاق لہراوی (م:۱۲۳۴ھ) کی کتاب "نور العینین فی اثبات رفع الیدین" کا قلمی نسخہ بھی مولانا کے کتب خانے میں موجود تھا، عظیم آباد کے مشہور محدث علامہ شمس الحق ڈیانوی کے کتب خانے میں "نور العینین" کا جو نسخہ تھا وہ مولانا ہی کے نسخے سے منقول تھا۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۶۴)

مولانا برکت اللہ سورتی کا اخذ طریقت:۔

سورت کے ایک دوسرے صاحب علم مولانا برکت اللہ سورتی تھے، جنہوں نے نہ صرف فقہ وحدیث کی تحصیل عظیم آباد میں مولانا شاہ محمد سعید سے کی بلکہ اخذ طریقت بھی کیا۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۷۱)

مولانا مظہر علی عظیم آبادی کی خلافت طریقت:۔

مولانا مظہر علی عظیم آبادی اکابر علمائے عظیم آباد سے تھے۔ ماہر علوم وفنون تھے، سید احمد شہید کے خلیفہ تھے۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۷۵)

مولوی حسیب اللہ مختار کی بیعت اصلاح:۔

مولوی حسیب اللہ مختار ۱۸۶۵ء کو عظیم آباد پٹنہ کے معروف محلے لودی کٹرہ میں پیدا ہوئے، نسباً حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے تعلق تھا۔

کچھ عرصہ محلے میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد خانقاہ عمادیہ کے سجادہ نشیں مولانا شاہ امیر الحق عمادی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ۱۸ برس کی عمر تک یہیں فارسی وعربی کی تحصیل کی۔

تصوف کی طرف میلان طبع تھا، شاہ رشید الحق عمادی رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ تصانیف میں ''انوار الاولیاء مع اسرار الصوفیاء، انوار الاذکیاء فی احوال الصوفیاء، وسیلہ نجات، تذکرۃ الصالحین (طبع ۱۹۳۰ء پٹنہ)، تحقیق الکلام فی المولد والقیام، ''علاج الامراض، وغیرہا کا ذکر ملتا ہے۔ مولوی حسیب اللہ مختار عظیم آباد کے معروف تذکرہ نویس تھے، انہیں تاریخ، تصوف، تذکرہ، حکمت اور شاعری سے خاص لگاؤ تھا۔

(اصحاب علم وفضل، ص:۷۶)

تصوف پر مشتمل مکاتب:۔

شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ کا مجموعۂ مکاتیب ''شمس المعارف'' زیادہ تر مسائل تصوف پر مشتمل ہے۔ بعض جگہوں پر بڑے عمدہ نکات ودقائق بھی تحریر فرمائے ہیں۔ مثلاً

ماہ رمضان گزرنے کے بعد عید الفطر کے موقع پر مسلمان جس انداز میں عید کی خوشیاں مناتے ہیں، اس پر شاہ سلیمان رحمہ اللہ نے بڑا عمدہ نفسیاتی تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے: ''عوام الناس عید کے ظاہر سے انبساط واحتشام اور اکل وشرب کے مشاغل میں ایسے مصروف ہوجاتے ہیں کہ گویا یہ ماہ مبارک ایک بلا تھی جو ٹل گئی۔''

(ص:۳۱۸)

اپنے فرزند شاہ حسن میاں کے نام ایک مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں: ''فرزند مَن! پیری ومریدی وبیعت وارشاد کی توضیح جو بعضے متاخرین بزرگان نے کی ہے اس کو کتاب وسنت پر پیش کرو جو موافق ہو اسے قبول کرو۔ میں ان اقوال کی تردید نہیں کرتا مگر الحق احق بالاتباع۔'' (ص:۶۴)

شاہ محمد عزیز فریدی کے نام لکھتے ہیں: ''میرے قلب پر یہ بھی وارد ہوا کہ عموماً اس زمانے کے مشائخین وپیرزادگان کا موجودہ طریقہ جس کو وہ درویشی وعرفان سمجھتے ہیں مثلاً رسومات عرس ونیاز ونذر وحال وقال وجوش وخروش وزبانی الفاظ توحیدیہ وجودیہ وغیرہ وغیرہ، یہ ہرگز عرفان نہیں ہے۔'' (ص:۱۳۲) (اصحاب علم وفضل، ص:۹۰)

علامہ اقبال کا مسائل تصوف میں رجوع:۔

علامہ اقبال بہار کے اس صوفی منش عالم کے بڑے معتقد تھے، موصوف نے جب فلسفۂ تصوف پر قلم اٹھایا تو قدیم وجدید اور مشرق ومغرب کے تفاوت سے پیدا ہونے والے مسائل نیز وحدۃ الوجود وغیرہ سے متعلق سوالات شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ سے دریافت کیے اور استفادہ کیا اس سلسلے میں دونوں بزرگوں کے درمیان خط وکتابت بھی رہی۔

ایک موقع علامہ اقبال شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ کے نام اپنے مکتوب گرامی میں لکھتے ہیں:

''آپ کو اللہ تعالیٰ نے کمال روحانی کے ساتھ علم وفضل سے آراستہ کیا ہے۔''

(انوار اقبال: ۱۸۰ بحوالہ اقبال کے ممدوح علماء: ۱۳۷) (اصحاب علم وفضل، ص: ۹۱)

چار سلیمان:۔

شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ بڑے بذلہ سنج اور زندہ دل بزرگ تھے۔ ان کی خوش بیانیوں کا شہرہ ملک کے طول وارض میں پھیل چکا تھا۔ ندوہ کے ایک جلسہ منعقدہ لکھنؤ میں ہندوستان کے چار سلیمان جمع ہو گئے تھے۔ یعنی قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ مصنف "رحمۃ اللعالمین"، مولانا سلیمان اشرف بہاری رحمہ اللہ، سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ اور خود شاہ سلیمان پھلواروی رحمہ اللہ۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کل کئی سلیمان پیدا ہو گئے ہیں لیکن ان میں اصلی سلیمان میں ہوں کیونکہ میں سلیمان بن داؤد ہوں۔ ع پریاں نئی نئی ہیں سلیماں نئے نئے۔ یہ سن کر مجمع بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر فرمایا پہلے سلیمان فرد تھا اب رباعی ہے، چار چار سلیمان یکجا ہیں۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۹۲-۹۳)

کتاب عین التوحید:۔

مسئلہ وحدت الوجود سے متعلق عربی میں نہایت قیمتی معلومات کا خزینہ ہے۔ شاہ صاحب نے اس کا ایک نسخہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی خدمت میں بھی روانہ کیا تھا، جسے انہوں نے پسند فرمایا تھا۔

جواہر خمسہ: پانچ مواعظ کا مجموعہ ہے جو شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ایک مرید خاص مولوی محمد اسحاق رحمہ اللہ ایڈیٹر "العرفان" بنگلور نے شائع کیا تھا۔

(اصحاب علم وفضل، ص: ۹۴)

کتاب حیات حضرت نصر:۔

اپنے پیر ومرشد اور خسر شاہ علی حبیب نصر پھلواروی رحمہ اللہ کے حالات میں لیکن اب نایاب ہے۔

مجربات سلیمانی:۔

یونانی وڈاکٹری نسخوں کا ایک مجموعہ۔

WWW.UBQARI.ORG

شمس المعارف:۔

یہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے مکاتیب کا مجموعہ ہے جسے ان کے صاحبزادوں مولانا غلام حسنین ندوی اور شاہ محمد جعفر ندوی نے مرتب کیا ہے، دو مرتبہ مرحلۂ طباعت سے گزر چکی ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن جناب شفیق بریلوی کی مساعی سے ''مرکز علوم اسلامیہ'' کراچی سے ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا، تعداد صفحات ۷۶۷۔

نصرۃ الصوفیہ:۔ یہ کتاب عربی اور فارسی میں تالیف کی ہے، اس میں بعض مسائل تصوف کا بیان ہے۔

شجرۃ السعادۃ وسلسلۃ الکرامۃ:۔

اس میں سلاسل تصوف کا ذکر ہے۔ (اصحاب علم و فضل، ص:۹۶-۹۷)

مولانا عبدالغفار کا اخذ طریقت:۔

مولانا عبدالغفار خاں بن محمد علی رام پوری، افغانی النسل تھے۔ تقریباً ۱۸۵۶ء میں ولادت ہوئی۔ آپ کے والد سرحد سے رام پور آ بسے تھے، مولانا محمد علی رامپوری خلیفہ سید احمد شہید کے شاگرد تھے۔ ۱۸۵۷ء میں مولانا عبدالجلیل شہید علی گڑھی کے ساتھ انگریزوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ مولانا عبدالغفار نے اپنے نانا کے زیر سایہ پرورش پائی۔ مولانا ارشاد حسین رام پوری سے کسب علم و اخذ طریقت کیا۔ تلامذہ میں مشاہیر علماء شامل ہیں۔ (حالات کیلئے ملاحظہ ہو: نزہۃ الخواطر: ۸/۲۶۸، تذکرہ کاملان رام پور) (اصحاب علم و فضل، ص:۱۱۸)

مولانا عبدالتواب کے قادری اویسی اسلاف:۔

مولانا عبدالتواب کے مورث اعلیٰ مولانا عبدالقادر اُویسی حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ سے نسبی تعلق رکھتے تھے۔ حضرت اویس قرنی نبی کریم ﷺ کے عہد مبارکہ میں دولت ایمان سے بہرہ ور ہو چکے تھے، مگر انہیں نبی کریم ﷺ سے شرف لقا حاصل نہ تھا۔ مولانا عبدالقادر ایک روایت کے مطابق عراق سے اور ایک دوسری روایت کے

مطابق یمن سے ہجرت کر کے ملتان آبسے تھے۔ ان کی نسبت سے ان کے اخلاف "قادری اویسی" کہلاتے ہیں۔ مولانا عبدالقادر صوفی المشرب تھے۔ اُن کی وفات ملتان میں ہوئی۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۱۱۹)

حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی امرتسری رحمہ اللہ:۔

(۱۲۶۸ھ- ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۳ء): خانوادۂ غزنویہ (امرتسر) کے مورث اعلیٰ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ جن کی زاہدانہ روش اور عابدانہ طریق نے ہزار ہا گم کردہ راہِ حیات کو منزل حقیقی سے آشنا کیا، جن کی فضیلت علمی کی ضیاء پاش کرنوں نے چار دانگ عالم کو روشنی سے منور کر دیا۔ جن کی ولایت وللّٰہیت کے آثار بدوِ شعور کے آغاز ہی سے ہویدا تھے، جنہوں نے تکلیفیں سہیں، ایذائیں برداشت کیں مگر مواحدانہ روش سے ذرہ برابر ہٹنا گوارا نہیں کیا، جس پر غزنی سے جلاوطن ہونا پڑا اور اس طرح امرتسر کا نصیبہ جاگ اُٹھا کہ وقت کے عظیم ولی نے اسے اپنی جائے سکونت قرار دیا۔

مولانا عبدالجبار غزنوی کا روحانی استفادہ:۔

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ ۱۲۶۸ھ میں غزنی کے ایک مقام "صاحبزادہ" میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں اپنے برادران حقیقی مولانا محمد غزنوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۹۶ھ اور مولانا احمد غزنوی رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ اپنے عالی قدر والد گرامی سے علوم دینیہ کی تحصیل کی اور روحانی استفادہ کیا۔ بیس برس سے بھی کم عمر میں علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۱۴۵)

دہلی میں مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ سے استفادہ کیا یہ بہت بڑا اشرف تھا جو انہیں حاصل ہوا۔

مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے جن علماء ومحدثین سے کتب حدیث وتفسیر پڑھی، ان کے اسمائے گرامی اپنے تلمیذ رشید مولانا عبداللہ بابر خانوی کے نام عطا کردہ اپنی سند مرقومہ ۷ شوال ۱۳۰۹ھ/ ۲۹ اپریل ۱۸۹۲ء میں لکھے ہیں، چنانچہ آپ نے لکھا ہے:

"اجازنی مشائخی الکرام وسادتی العظام:

اوّلھم: امام الوقت فی التقویٰ والدین والدی الشیخ عبداللہ الغزنوی السلفی رحمہ اللہ۔

وثانیھم: شیخی و شیخ والدی و شیخ الکل السیّد نذیر حسین الدھلوی رحمہ اللہ۔

و ثالثھم: الشیخ احمد الشرقی الحنبلی رحمہ اللہ نزیل مکۃ۔

و رابعھم: الشیخ نعمان الآلوسی رحمہ اللہ رئیس المدرسین فی المدرسۃ المرجانیۃ ببلدۃ بغداد۔

خامسھم: الشیخ حسین البوفالی ثم الحدیدوی الیمانی الشافعی رحمہ اللہ الملقب بشیخ البخاری وغیرھم۔" (الفیوض المحمدیۃ بتذکار سلالۃ لکویۃ: ۲۴۸-۲۴۹)

اس تحریر سے عیاں ہوتا ہے کہ مولانا غزنوی نے اپنے والد گرامی اور حضرت میاں صاحب کے علاوہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ شرقی نجدی حنبلی رحمہم اللہ سے بھی استفادہ کیا جو بڑے صاحب عزیمت اور اکابر محدثین میں سے تھے۔ قارۂ ہند کے جن علمائے عالی مرتبت نے شیخ احمد شرقی سے استفادۂ علمی کیا ان میں محدث شہیر ابوالطیب شمس الحق عظیم آبادی، علامہ محمد بشیر سہسوانی صاحب "صیانۃ الانسان"، مترجم حدیث و قرآن علامہ وحید الزماں لکھنوی وغیرہم شامل ہیں۔

شیخ احمد شرقی نے ۴ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

مولانا عبدالجبار رحمہ اللہ نے مشہور مفسر قرآن علامہ شہاب الدین محمود آلوسی صاحب "روح المعانی" کے فرزند ارجمند شیخ ابوالبرکات خیر الدین نعمان آلوسی سے بھی فیض علمی حاصل کیا۔ جن کا شمار بلدۂ عراق کے بلند پایہ فقہاء و محدثین میں ہوتا تھا۔ فروع میں حنفی اور عقائد میں سلفی المشرب تھے۔ دیار ہند کے دو جلیل القدر محدثین حضرت

نواب صدیق حسن خان والی بھوپال اور علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی صاحب ''عون المعبود'' بھی ان کے دبستان علمی کے فیض یافتہ تھے۔ علامہ نعمان آلوسی نے ۷/ محرم ۱۳۱۷ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۱۴۸-۱۴۹)

مولانا عبدالجبار اور تصوف کا فیض:۔

امرتسر آنے کے بعد سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے توحید و سنت کی نشر واشاعت کیلئے اپنی جہود مخلصہ کا آغاز فرمایا۔ مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''امام اہل توحید، منبع آثارِ سلف الصالحین، عارف باللہ حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ جب غزنی سے پنجاب تشریف لائے اور امرتسر میں سکونت پذیر ہوئے۔ توحید وسنت کی اشاعت اور بدعات اور مشرکانہ رسوم سے پاک اسلام کی تبلیغ کا بے پناہ جذبہ جو آپ کے دل میں موجزن تھا، اس نے چند دنوں میں ایسی صورت حال پیدا کر دی کہ امرتسر مرجع عوام وخواص بن گیا۔

مرشد کامل کی خدمت میں بکثرت علماء کی حاضری:۔

آپ کے حلقہ پند ونصائح میں شریک ہو کے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے اور کیفیت خشوع حاصل کرنے اور آپ کے فیضان صحبت سے مستفیض ہونے کیلئے صلحاء اور علماء دور دور سے حاضر ہو کر اس چشمہ ہدایت ومعرفت سے اپنی روح کی تسکین اور قلب کی تطہیر حاصل کرتے۔ آپ کے صاحبزادگان میں سے مولانا عبداللہ، مولانا محمد اور والد بزرگوار حضرت مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ قرآن وحدیث کا درس دیتے۔ اس طرح مسجد غزنویہ ایسی تربیت گاہ بن گئی جہاں علم کے ساتھ عمل، قال کے ساتھ حال کی کیفیت اور علم وبصیرت کے ساتھ معرفت کا زر حاصل ہوتا تھا۔ عارف باللہ حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے واصل بحق ہونے کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا عبداللہ بن عبداللہ ان کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپ تھوڑا

عرصہ زندہ رہے، ان کی وفات کے بعد والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ منصب خلافت وامامت پر فائز ہوئے۔ آپ کے عہدِ مبارک میں روحانی فیوض وبرکات حاصل کرنے والوں کا حلقہ بہت وسیع ہوگیا اور آپ کے علم وفضل کے چرچے پنجاب سے گزر کر پورے ہندوستان بلکہ بلادِ عرب تک جا پہنچے اور اس طرح آپ کے شاگرد تمام ملک بلکہ بیرونی ممالک میں بھی پھیل گئے۔ آپ نے اپنے عہدِ مبارک میں مسجد غزنویہ کی درس گاہ کو باقاعدہ دارالعلوم کی شکل میں تبدیل کردیا اور اس کیلئے ایک نظام قائم کردیا۔ حضرت امام صاحب نے اپنی فراست ایمانی اور بصیرت قلبی کی برکت سے وقت کی اہم ترین ضرورت کو محسوس کیا علوم کتاب وسنت اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم کیلئے ''دارالعلوم تقویۃ الاسلام'' کے نام سے ایک ایسی درس گاہ قائم کی جو پنجاب میں علم اور روحانی فیوض کے لحاظ سے عدیم النظیر اور بے مثال تھی۔''

(سیدی وابی داؤد غزنوی: ۴۵۰)

مولانا فقیر اللہ کی بیعت:۔

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے فیض صحبت سے مستفید ہونے والوں کی تعداد کثیر ہے اور پھر ان میں بھی بلند پایہ علمائے عالی مرتبت شامل ہیں۔ مولانا غزنوی رحمہ اللہ کے ایک تلمیذ رشید مولانا فقیر اللہ پنجابی مدراسی ہیں، جو خانوادۂ غزنویہ کے خاص ارادت مند تھے، مجاہدانہ صفات کے حامل تھے، امیر المجاہدین مولانا عبدالکریم صادق پوری کے دست مبارک پر بیعت بھی کی تھی، مدراس میں تحریک مجاہدین کیلئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۱۵۱-۱۵۲)

طریقت وسلوک میں صحیح جانشین:۔

مولانا حکیم عبدالمجید خادم سوہدروی حضرت ممدوح غزنوی رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''المقلب بہ ''امام صاحب'' بڑے عالم، فاضل، جامع معقول ومنقول، خاندان غزنویہ

کے روشن چراغ، مدرسہ غزنویہ تقویۃ الاسلام کے بانی اول، صاحب نسبت، صاحبِ دل اولیاء اللہ میں شمار ہوتے تھے، اپنے والد عبداللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ کے صحیح جانشین تھے۔

بیعت اصلاح پر اعتراض کا حل:۔

مولانا نے امرتسر میں عامۃ الناس کے اصلاح نفس و باطن کی غرض سے انہیں اپنے حلقۂ ارادت میں بھی لیا، ان سے کتاب وسنت سے تمسک اور بدعات ومحدثات سے اجتناب پر بیعت لیتے۔ بعض علمائے اہلحدیث امرتسر پر یہ امر گراں گزرا۔ ان حضرات کا خیال تھا کہ اس طرح ''پیری مریدی'' کے مروّجہ رسوم باطلہ کو پروان چڑھنے کا موقع مل سکتا ہے۔ چنانچہ ان حضرات کا اختلاف بھی دین ہی کی خاطر تھا، اس کے پس پردہ وہ کوئی ذاتی غرض نہ تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس ضمن میں مولانا غزنوی رحمہ اللہ کے معتقدین میں سے بعض افراد نے چند کبار علمائے عصر سے اس مسئلے میں رجوع کیا۔ چنانچہ محدث کبیر شمس الحق عظیم آبادی نے جو جواب مرحمت فرمایا، مختصراً درج ذیل ہے:

''بیعت تو بہ منجملہ مستحبات کے ہے اور اس کے استحباب پر بہت سے ادلّہ شرعیہ قائم ہیں۔ کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ سے ..... آخذ بیعت کیلئے جتنے شرائط چاہیے یعنی کونه عالماً بالکتاب والسنة آمراً بالمعروفه ناهياً عن المنكر و كونه صاحب العدالة والتقوىٰ والصدق والضبط و كونه زاهداً فى الدنيا راغباً الى الآخرة مواظباً على الطاعات المؤكدة والاذكار المأثورة و ان يكون صحبا لعلماء بالكتاب والسنة و تاب بهم دهراً طويلاً واخذ عند العلم والفضل و غير ذالك من الشروط الصحيحة یہ کل شرطیں جناب مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی رحمہ اللہ میں فیما اظن واللہ حسیبہ موجود ہیں اور وہ اس امر کے لائق وقابل ہیں کہ ان پر لوگ بیعت توبہ کریں۔'' (اعلام الانام بزلة بعض الاعلام:۵۰)

اسلاف اہلحدیث میں بزرگ صوفیاء:۔

مولانا حافظ محمد امین، سید محمود کمال لاہوری رحمہما اللہ کے مرید وخلیفہ اور خود

اپنے دور کے مشہور ولی اللہ تھے۔ مغل بادشاہ جہانگیر نے ان سے اپنی ملاقات کا ذکر بایں الفاظ کیا ہے:

''یکم ماہ شوال ۱۰۱۶ھ کو شیخ محمود کمال رحمہ اللہ کے مرید مولانا محمد امین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے والد بزرگوار کو ان سے بہت عقیدت تھی۔ ان کی ملاقات سے مجھے از حد خوشی ہوئی..... ان کی مفید نصیحتیں اور دلچسپ مشورے میرے لیے باعث اطمینان ہوئے۔ میں نے ایک ہزار بیگھ زمین اور ایک ہزار روپیہ نقد نذر کیے۔''
(تزک جہانگیری بحوالہ الفیوض المحمدیہ:۲۰)

مولانا حافظ محمد امین رحمہ اللہ گیارہویں صدی ہجری کے مشہور ومعروف بزرگ تھے، انہوں نے فیروز پور میں وفات پائی۔ ان کے دو صاحبزادے حافظ احمد اور حافظ نور محمد تھے۔ حافظ احمد بڑے دیندار اور صاحب علم وفضل بزرگ تھے۔ شیخ محمد اسماعیل لاہوری کے تلمیذ رشید تھے۔ ان کے اکلوتے فرزند ارجمند حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ ۱۵۶ھ/۱۸۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ حافظ بارک اللہ رحمہ اللہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ کے خلیفہ اور خود اپنے زمانے کے بڑے معروف صاحب کرامت بزرگ تھے۔ ''انواع بارک اللہ'' ان کی بڑی معروف کتاب ہے، انہوں نے ۱۲۶۶ھ میں خلدِ بریں کی راہ لی۔

مولانا حافظ بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ کے چار صاحبزادے تھے، بڑے صاحبزادے مولانا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ علم وعمل اور زہد وتقویٰ میں نہایت فائق تھے، انہوں نے ۱۲۲۱ھ میں اپنی حیات دنیوی کا آغاز کیا۔ انہیں شاہ عبدالغنی مجدد دہلوی رحمہ اللہ، مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ اور سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ سے اجازۂ حدیث حاصل تھا۔ پنجاب زبان میں قرآن پاک کی مکمل منظوم تفسیر بنام ''تفسیر محمدی''، لکھی جو پنجابی بھر میں نہایت مقبول ہوئی، اس کے علاوہ انہوں نے ''سنن ابی داؤد'' اور ''مشکوۃ المصابیح'' پر عربی میں مختصر تعلیقات بھی لکھیں۔ مولانا حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ نے

۱۳۱۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

مولانا حافظ محمد کو اللہ رب العزت نے ۶ صاحبزادے اور ۳ صاحبزادیاں عطا کیں، صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں: فتح دین، محی الدین، محمد حسن، محمد حسین، زین العابدین اور نوردین۔ یہاں مولانا کے صاحبزادۂ عالی مرتبت محی الدین رحمہ اللہ کے حالات قدرے تفصیل سے تحریر کرنا مقصود ہیں جو آگے چل کر مولانا صوفی محی الدین عبدالرحمان لکھوی رحمہ اللہ کے نام سے معروف ہوئے۔

مولانا محی الدین بمقام لکھو کے ضلع فیروز پور ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کیا، تیرہ برس کی عمر میں ''کافیہ'' تک تعلیم حاصل کی۔ سترہ برس کی عمر میں اپنے والد گرامی اور ایک خادم احمد کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔

دہلی میں سید نذیر حسین محدث رحمہ اللہ کا درس حدیث طلاب علم حدیث کیلئے بڑی کشش رکھتا تھا، مولانا محی الدین رحمہ اللہ نے ان کے بارگاہ علم وفضیلت میں بھی حاضری دی اور سند حدیث حاصل کی۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۲۲۸-۲۲۹)

شہر خدا کا جاروب کش مرشد کامل:۔

دل درحقیقت، شہرِ خدا کا دروازہ ہے، جس کی گہرائی میں اترے بغیر اُس تک رسائی ممکن نہیں۔ اس راہ میں اگر کوئی عامل شریعت ومتبع سنت راہ نما مل جائے تو زہے نصیب وگرنہ کتاب وسنت کے چشمۂ صافی ہی کو اپنے قلب ونظر کی تطہیر کا حقیقی ذریعہ سمجھنا چاہیے، کیونکہ ''یہاں خضر علیہ السلام کی صورت میں کئی رہزن بھی پھرتے ہیں'' (اصحاب علم وفضل، ص: ۲۳۰)

تصوف، کی تکمیل کیلئے تلاشِ مرشد:۔

مولانا محی الدین عبدالرحمان رحمہ اللہ تصوف نبوی ﷺ پر عامل ہوئے، انہوں نے حقیقت ومعرفت کی جستجو میں کتاب وسنت کے انوار وتجلیات سے فیوض وبرکات حاصل کیے، تین برس تک سخت ریاضت کی اس کے بعد بالہام ربانی ایک خادم کے ہمراہ

غزنی کی راہ لی۔ جہاں عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کی ذات گرامی تشنگان علم کیلئے مرجع افادہ تھی۔ حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ نے اپنے لائق قدر صاحبزادے کو زادِ راہ کیلئے سو روپے دیئے، یہ اس وقت کے لحاظ سے بہت بڑی رقم تھی جو ایک باپ نے اپنے فرزند کو دی۔ مولانا محی الدین رحمہ اللہ نے دو مرتبہ مولانا غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں غزنی حاضری دی تھی۔

مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ اپنے دور کے بہت بڑے ولی و عارف تھے، ان کی زندگی کا لمحہ ذکرِ الٰہی میں فنا ہو چکا تھا۔ محدث شہیر علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ عظیم آبادی "مقدمة غاية المقصود" میں لکھتے ہیں: "وكان في جميع احواله مستغرقاً في ذكر الله عزوجل حتىٰ عن لحمه و عظامه و اعصابه و اشعاره و جميع بدنه كان متوجها الى الله تعالىٰ فانياً في ذكره عزوجل" (غايةُ المقصود في حل سنن ابي دائود: ۱/۱۳)

ترجمہ: "وہ تمام احوال میں اللہ عزوجل کے ذکر میں مستغرق رہتے تھے، حتیٰ کہ ان کا گوشت، ان کی ہڈیاں، ان کے اعصاب، ان کے بال اور ان کا پورا بدن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور اسی کے ذکر میں فنا ہونے والا تھا۔"

غزنی میں حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے باب عالی پر دستک دی۔ ہمراہی نے مولانا محی الدین رحمہ اللہ کا تعارف کراتے ہوئے کہا: "پدر ایں در پنجاب چراغ است۔" یعنی ان کے والد پنجاب میں ہدایت کے چراغ ہیں۔ سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا: "ایں انشاء اللہ آفتاب خواہد شد۔" یعنی اگر اللہ نے چاہا تو یہ ہدایت کے سورج ہونگے۔ بوقت بیعت مولانا غزنوی نے مولانا کا نام "عبدالرحمان" تجویز کیا، لہٰذا مولانا محی الدین عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے معروف ہوئے۔

حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کو مولانا موصوف سے ازحد ربط اور تعلق خاطر تھا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے: "ماو عبدالرحمان یکیست۔" اور کبھی

مولانا کو مخاطب کر کے فرماتے: ”درمیان ماوشما مناسبت در ازل بود“ (اصحاب علم وفضل، ص:۲۳۰)

تکمیل سلوک کے بعد اشاعت سلوک:۔

وطن پہنچ کر اصلاح وہدایت کی وہی شمع روشن کی جس کی کرنیں غزنی سے لے کر آئے تھے۔ بڑے بڑے افاضل واعلام اصلاح باطن کیلئے ”لکھوکے“ کا رخ کرنے لگے، جہاں مولانا محی الدین عبدالرحمان کا فیض واتھا۔ بہت کم لوگوں کے علم میں ہوگا کہ برصغیر کے عالم شہیر اور فاتح قادیاں حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے بھی لکھوکے کی طرف شد رحال کیا اور حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمٰن کی خدمت میں رہ کر اکتساب علم کیا اور شرف بیعت حاصل کیا۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۲۳۱)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کی بیعت تصوف:۔

مولانا امرتسری رحمہ اللہ کی اولین سیرت مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی نے ”سیرت ثنائی“ کے عنوان سے لکھی ہے، یہ کتاب جب طبع ہو کر منظر شہود پر آئی تو مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ کی زندگی کے اس اہم واقعے کا کوئی ذکر نہ تھا، چنانچہ مولانا محی الدین عبدالرحمٰن کے صاحبزادۂ گرامی مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ نے لائق تکریم مولف کی خدمت میں عریضہ گرامی لکھا کہ

”بخدمت جناب محترم مولانا عبدالمجید صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث سوہدرہ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“

بعض احباب سے مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کی سوانح طبع کرائی ہے، اور اس میں ایک اہم واقعہ مندرجہ ذیل مولانا موصوف کی سوانح میں نہیں لکھا گیا، جس کا ہونا ضروری تھا، وھو ہذا:

میں راقم الحروف (محمد علی لکھوی) نے مولانا مولوی عبدالاول صاحب مرحوم غزنوی اور جناب چچا صاحب حضرت مولانا محمد حسین صاحب مرحوم لکھوی (شاگرد

مولانا ثناء اللہ مرحوم) سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم امرتسری امرتسر سے بمقام لکھوکے ضلع فیروز پور ۱۳۱۱ھ میں پہنچے اور امرتسر سے مولانا عبدالاول صاحب غزنوی مرحوم (شاگرد و مرید حضرت والد ماجد مرحوم) کو بطور سفارتی کے اپنے ہمراہ لیا، مگر اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت والد ماجد مرحوم لکھوکے سے بمقام تونبڑ بہن تحصیل موگہ ضلع فیروز پور میں اپنے کسی مرید کی دعوت ولیمہ پر گئے ہوئے تھے، لہٰذا حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب ہمراہ مولانا عبدالاول صاحب بمقام تونبڑ بہن تحصیل موگہ میں پہنچے، کیونکہ ان کا مقصد تھا کہ حضرت والد ماجد مرحوم سے بیعت سلوک حاصل کریں، چنانچہ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے حضرت والد ماجد مرحوم مولانا محی الدین عبدالرحمٰن بن حافظ محمد مرحوم لکھوی رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور چند ارشادات سلوک سے مستفید ہوئے، چنانچہ مولانا موضع مذکور میں کچھ روز رہے، اور حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبدالاول صاحب رحمہ اللہ غزنوی مرحوم امرتسر واپس گئے، بعد ازاں کئی بار لکھوکے میں تشریف لائے اور ایک بار ہمارے کتب خانہ سے تفسیر ابن کثیر اور تفسیر فتح البیان بھی عاریۃً لے گئے تھے چنانچہ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ کا خط قلمی بھی ہمارے کتب خانہ میں موجود تھا، جس میں آپ نے تفسیر مذکور کی واپسی کا ذکر کیا ہوا تھا اور دیگر چند امور سلوک کا استفسار بھی تھا اور ذکر اسم ذات سے اپنی طبع پر خاص اثر کا ذکر بھی درج تھا۔ افسوس کہ یہ خط میں نے ہمیشہ کتب خانہ میں محفوظ رکھا تھا مگر تقسیم ہند و پاکستان میں جہاں سارا کتب خانہ ضائع ہوا یہ خط بھی ضائع ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔" (ہفت روزہ "اہلحدیث" سوہدرہ: ۸ مارچ ۱۹۵۵ء)

ہم علمائے اہلحدیث بیعت اصلاح کے قائل ہیں.....!

ہفت روزہ اہلحدیث سوہدرہ مولانا عبدالمجید ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا اور "اہلحدیث" امرتسر کا نقش ثانی۔ اس خط کو نقل کرنے سے قبل مولانا عبدالمجید خادم

رحمہ اللہ نے ایک مختصر نوٹ بھی تحریر کیا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے بھی یہاں نقل کر دیا جائے۔ وہو ہذا:

''مندرجہ ذیل مکتوب مولانا محمد علی صاحب لکھوی رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ سے ارسال فرمایا ہے، چونکہ اس میں حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کی بیعت کا ذکر ہے اس لیے اسے شائع کیا جا رہا ہے تاکہ احباب کو معلوم ہو کہ مولانا مرحوم جہاں اتنے مشہور صحافی، بہترین لیکچرار اور رئیس المناظرین واقع ہوئے تھے وہاں ایک عابد، ذاکر اور صوفی منش بھی تھے۔ نیز جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہلحدیث بیعت کے قائل نہیں ہیں وہ سن لیں کہ ہمارے اسلاف وعلماء اکثر بیعت کے قائل تھے۔''

(ہفت روزہ ''اہلحدیث'' سوہدرہ: ۸ مارچ ۱۹۵۵ء)

مولانا سید ناصر الدین دہلوی رحمہ اللہ کا تصوف سے تعلق

تعارف:۔ مولانا سید ابوالمنصور ناصر الدین دہلوی رحمہ اللہ (۱۲۳۷ھ-۱۳۲۰ء) اپنے وقت میں علوم مذاہب کے ماہر اور فن مناظرہ کے امام تھے۔ تردید عیسائیت میں ان کی خدمات گوناگوں کا دائرہ نوع بنوع بہت وسیع ہے۔

مولانا ابوالمنصور خانوادۂ سادات کے فرد فرید تھے سلسلہ نسب قاضی سید عبدالغفور داعی پوری قنوجی کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ مولانا نے اپنی تفسیر ''تبجیل التنزیل'' کے آغاز میں اپنا نام مختصر سلسلہ نسب کے ساتھ ان الفاظ میں لکھا ہے:

''محمد ابوالمنصور ابن جناب سید محمد علی مغفور ابن عالی جناب سید فاروق علی قدس سرہ ابن سید حیدر علی ابن سید عبدالغفور قاضی پرگنہ سکت پور از سادات ترمذ اولاد امجاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔'' (ماہنامہ، عالم اسلام اور عیسائیت'' اسلام آباد: ستمبر ۱۹۹۶ء)

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت:۔

مولانا کے والد مولانا سید محمد علی اور دادا بزرگوار مولانا سید فاروق کا شمار بھی اپنے عصر

کے اصحاب علم وفضل میں ہوتا تھا۔ مولانا کا قدیم وطن سید آباد (مضاف قنوج) ہے، مولانا کے والد ناگ پور میں ریزیڈنسی میں میر منشی تھے۔ مولانا ابوالمنصور کی ولادت ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۳۷ھ کو بروز ہفتہ بمقام ناگ پور ہوئی۔ علوم رسمیہ کی تکمیل اپنے والد اور دادا سے کی۔ اس کے بعد سات برس لکھنؤ میں اہل تشیع حضرات کی صحبت میں رہے، اس دوران بہتیری کتابوں کا مطالعہ کیا اور حضرت مولانا شاہ رحیم بخش نقشبندی رحمہ اللہ (سجادہ نشیں خانقاہ شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ) سے بیعت کی۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۲۴۴)

مشاہیر عصر سے روابط:۔

مولانا ابوالمنصور کو اللہ نے بڑی عزت وار جمندی سے نوازا، سارا شہر مولانا کی تعظیم کرتا تھا۔ مشاہیر عصر سے روابط استوار تھے۔ سید میاں نذیر حسین دہلوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی وغیرہم سے مخلصانہ روابط استوار تھے۔ مولانا کی فضیلت علمی و کمال جامعیت کا اعتراف کبار علمائے ذی اکرام و معروف تذکرہ نگاروں نے کیا۔ (اصحاب علم وفضل، ص: ۲۵۰-۲۵۱)

مولانا حکیم سید ابوحبیب دیسنوی رحمہ اللہ کا ذوق تصوف (۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء-۱۹۲۷ء):۔

علامہ سید سلمان ندوی رحمہ اللہ عالم اسلام کے مشاہیر اعاظم رجال سے تھے، ایک بلند پایہ محقق اور عالی مرتبت مؤرخ کی حیثیت سے ان کی شخصیت نذر استحسان سے ملاحظہ کی جاتی ہے۔ آپ کی خدمات سے ایک زمانہ باخبر ہے مگر آں محترم نے پہلے پہل جس کے فیض صحبت سے دنیائے علم وعمل کی معرفت حاصل کی، جن کی دعاؤں سے اپنے قلم گوہر بار کو جنبش دی، ان سے یہ زمانہ بے خبر ہے۔ یہاں اسی گمنام گوہر شاہوار کے حالات رقم کرنا مقصود ہیں، جو رشتے میں سید سلیمان رحمہ اللہ کے حقیقی برادر کبیر ہیں۔

مولانا حکیم سید ابوحبیب بن ابوالحسن بن حکیم محمدی بن عظمت علی دیسنوی کا تعلق بہار کے گاؤں "دیسنہ" سے تھا، سلسلہ نسب امام علی رضا بن موسی کاظم کے توسط سے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ مولانا ابوحبیب کی ولادت دیسنہ میں تقریباً ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء کو ہوئی۔ آپ کے والد حکیم ابوالحسن اپنے زمانے کے جید طبیب اور صوفی المشرب عالم دین تھے۔ ابتدائی تعلیم انہی سے حاصل کی۔ اس کے بعد پھلواری شریف تشریف لے گئے جہاں مولانا حکیم شاہ علی نعمت پھلواروی، اور شاہ بدرالدین پھلواروی رحمہما اللہ سے استفادہ کیا۔ پھلواری شریف میں ان بزرگان سے استفادہ کرنے کے بعد ''مدرسہ چشمہ رحمت'' غازی پور تشریف لے گئے جہاں استاذ الاساتذہ حافظ عبداللہ محدّث غازی پور رحمہ اللہ کا ''چشمہ رحمت'' جاری تھا۔ یہاں حضرت علامہ غازی پوری کے باب علم پر دستک دی اور بھرپور استفادہ کیا۔ حضرت غازی پوری کے فیض صحبت سے مولانا توحید وسنت کے شیدائی ہو گئے اور یہی وہ دبستان علم ہے جس نے مولانا موصوف کے جذبۂ تبلیغ وسنت کو جلا بخشی۔ (اصحاب علم وفضل، ص:۲۶۰)

ابوحبیب دیسنوی کی بیعت وخلافت:۔

ابوحبیب دیسنوی رحمہ اللہ نہایت متقی، پرہیز گار، عابد وزاہد تھے۔ دیسنہ کی جامع مسجد کے منتظم، امام اور خطیب تھے اور اس ذمہ داری کو اپنی حیات رفتہ کے آخری دور تک نبھایا اور ساتھ ہی گاؤں کے مطب میں طبابت کی خدمت بھی انجام دیتے رہے۔

آپ نے بھوپال جاکر شاہ ابواحمد بھوپالی رحمہ اللہ سے بھی استفادہ کیا تھا اور ان سے خلافت کی سند لی تھی۔ شاہ ابواحمد کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے شاہ محمد یعقوب بہت کمسن تھے۔ چنانچہ آپ خلیفہ بنائے گئے اور جب تک شاہ محمد یعقوب سن شعور کو نہیں پہنچ گئے آپ کا قیام بھوپال ہی میں رہا۔

۱۸۹۸ء کو مولانا ابوحبیب حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے۔ وہاں فریضہ حج ادا کیا، زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور علماء وصلحاء کی مجالس میں بھی شریک ہوئے۔

مولانا حکیم سید ابوحبیب دیسنوی اپنے عہد کے بے مثال عالم دین، بلند پایہ طبیب، سنجیدہ مزاج مبلغ وواعظ تھے۔

تصوف پر علمی خدمت:۔

مولانا نے شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات جو ''مکتوبات مجددیہ'' کے عنوان سے موسوم ہیں، کی فارسی میں شرح لکھی تھی جو افسوس کے زیورِ طبع سے آراستہ نہ ہوسکی۔

☆.....☆.....☆

کتاب ''فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد ۱۲)'' میں تصوف کی چمک

نام کتاب:۔ فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد ۱۲)

ترتیب:۔ الوالحسنات مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ

تقسیم کار:۔ فاروق کتب خانہ الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

اولیاء ہماری آنکھوں کے تارے:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور مقبول بندے ہیں، افضل البشر ہیں، معصوم عن الخطاء ہیں، واجب الاطاعت ہیں، ان کی اطاعت کے سوا کسی امام بزرگ اور ولی کی اطاعت ہم پر واجب نہیں ہے۔

جملہ صحابۂ کرام، ائمہ عظام اولیائے ذوی الاحترام ہماری آنکھوں کے تارے اور سر کے تاج ہیں ہم جس جس میں جو جو خوبی دیکھیں اس کی اقتدا کر سکتے ہیں، مگر اس کی تقلید کو واجب نہیں گردان سکتے، کیونکہ امکان ہے ان سے خطا ہو جائے، بری عن الخطا صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور وہی ذات واجب الاطاعت ہے مگر ان بزرگوں میں سے کسی ایک کی بھی توہین کرنا ہمارے نزدیک گناہ میں داخل ہے۔

(فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۱۲، ص:۸۶)

سید احمد مجدّدی رحمہ اللہ کا صوفیانہ رسوخ:۔

سید احمد بریلوی مجدّدی دبستان سے تعلق رکھتے تھے اور صوفیائے عظام میں بڑے

اونچے درجہ کے مالک تھے، سیّد موصوف کا اعتقاد تھا کہ اُن کا تعلق براہ راست رسول اکرم ﷺ سے ہے اور انہیں حضور ﷺ ہی سے رہنمائی حاصل ہوئی ہے انہوں نے ایک نیا طریقۂ طریق نبوت رائج کیا، باقی تمام طریقے اُنکے نزدیک ''طرق ولایت'' قرار پائے اس کی خصوصیت یہ تھی کہ صوفی پہلے سختی سے سنت پر عمل کرے اور پھر ''فکر'' کی راہ اختیار کرے۔

ذوق تصوف.....اور موجودہ اہلحدیث پر افسوس.....!:۔

ہم اس موقع پر سیّد احمد شہید رحمہ اللہ کی روحانی قوت کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک اہلحدیث کی اصل دولت یہی تھی جو امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ اب بالکل ناپید اور گم ہوتی جارہی ہے اور آج کا اہلحدیث تو اس کا قائل ہی نظر نہیں آتا کہ یہ طاقت بھی کوئی طاقت ہے۔

سیّد صاحب کی زبان میں تاثیر تھی اور بلا کی تاثیر تھی، آپ عالم تھے مگر بہت بڑے عالم نہیں تھے، وعظ فرماتے تھے مگر بہت بڑے واعظ نہیں تھے، جملوں کی ترتیب، الفاظ کی بندش، کلام کی روانی کا قطعاً احساس نہ فرماتے، ہاں جو بات ہوتی وہ دِل سے نکلتی اور دلوں پر اثر کرتی تھی، ہزارہا ہندو آپ کے وعظ سے مسلمان ہوئے لاکھوں گمراہ راہ پر آگئے، بگڑے ہوئے سلجھ گئے اور سلجھے ہوئے مقام امامت پر پہنچ گئے۔

(حضرت مولانا عبدالحیٔ داماد مولانا عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہما اللہ) جو درسیات میں اپنے زمانہ کی صفِ اوّل میں شمار ہوتے تھے اور سرکاری طور پر مفتی مانے جاچکے تھے اور زہد و ورع میں بھی کسی سے کم نہیں تھے، جب سیّد صاحب سے ملے تو آپ سے ''نماز حضور قلب کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا مولانا! باتوں سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا، اور نہ ہی یہ چیز سمجھانے سے سمجھائی جاسکتی ہے، اُٹھیئے اور میرے پیچھے دو رکعت نماز پڑھ لیجئے، مولانا نے آپ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور نماز کے بعد بیعت کرلی۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے، کہ آپ نے سیّد صاحب کی

بیعت مولانا عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمہ اللہ (اپنے خسر) کے ارشاد پر کی تھی اور پھر مولانا سیّد اسماعیل رحمہ اللہ شہید کو مشورہ دیا تھا کہ وہ بھی بیعت کر لیں۔

چنانچہ دو چار دس بیس نہیں سینکڑوں اور ہزاروں علماء اور فضلاء جو مرتبہ میں آپ سے بہت بڑے تھے، روحانی فیوض حاصل کر کے آپ کے مطیع و منقاد ہو گئے اسی کو کہتے ہیں ؏

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

جب تزکیہ نفس ہو تو کیفیت بدل جاتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیت بھی اسی تزکیہ سے بدلتی رہی، کتب احادیث میں ابومحذورہ، ثمامہ بن اثال، ہندہ بنت ابوسفیان، فضالہ بن عمیر و عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سینکڑوں صحابہ کے حالات بسند صحیح موجود ہیں کہ ان کی کیفیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی صحبت سے پلٹ گئی مگر افسوس ہے کہ آج ہم اس کے قائل نہیں رہے اور تصفیہ قلوب سے بالکل بے نیاز ہو گئے ہیں۔ بقول اکبر مرحوم ؏

زباں گو صاف ہو جاتی ہے دل طاہر نہیں ہوتا

☆.....☆.....☆

کتاب ''فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج۹'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد۔۹)..... ترتیب:۔ الوالحسنات مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ۔ تقسیم کار: فاروق کتب خانہ الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

استقامت علی الشریعت پر مجدّد نقشبندی رحمہ اللہ کا فتویٰ:۔

قارئین کرام ایک بہت بڑے بزرگ کا فتویٰ ذیل میں بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مجدّد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اگر فرضاً علیہ السلام درین آوان در دنیا زندہ می بُودند وایں مجالس و اجتماع منعقد شدی آیا بایں امر راضی می شدند و

اجتماع راپسندیدندیانه یقین فقیر آنست که ہرگز ایں معنی راتجویز نمی فرمودند بلکه إنکارمی نمودند۔" (مکتوبات مجدد الف ثانی، ص:۲۷۳)

یعنی اگر بالفرض آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانے میں زندہ موجود ہوتے اور (مروجہ) مجلس میلاد کو ملاحظہ فرماتے تو کیا ان سے خوش ہوتے؟ مجھ فقیر کو یہ کامل یقین ہے کہ آپ ان مجالس کو اگر دیکھتے تو ان کو ناجائز کہتے اور ان پر انکار فرماتے۔

(تنظیم اہلحدیث جلد:۱۸، شمارہ:۲) (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۹، ص:۱۴۸-۱۴۹)

گستاخ اولیاء سے اللہ کا اعلان جنگ:۔

سوال: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں یعنی اولیاء اللہ سے کہ مومن کامل وہ ہی لوگ ہیں جن کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الاان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون. الذین امنوا وکانوا یتقون۔ عداوت ودشمنی رکھے اس کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب: جس شخص نے اللہ کے دوستوں سے اس کی دوستی کی وجہ سے ذرا بھی دشمنی رکھی وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے بلکہ خداوند تعالیٰ اپنے دوستوں کی تاکید فرما کے ان لوگوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ اور حکم فرماتا ہے کہ تم میرے دوستوں سے جو عداوت رکھتے ہو۔ گویا مجھ سے لڑائی کرتے ہو۔ حدیث میں آ گیا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ من عادی لی ولیاً فقد اذنته بالحرب، رواہ البخاری۔

خدا کی پناہ جس کا خدا دشمن ہو اس کا کون دوست اور کہاں ٹھکانا ملے گا۔ پس ایسا شخص مردود شیطان ہے اور خدا کا دشمن ہے۔

اہل اسلام کو چاہیے کہ ایسے خدا کے دشمن سے اپنے کو الگ بچائے رکھیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین امنو الا تتخذوا عدوی وعدو کم اولیاء جو اُن سے دوستی رکھے گا وہ بھی خدا کے دشمنوں میں محسوب ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب المجیب ابو برکات محمد عبدالحیٔ تقی عرف صدر الدین احمد حیدر آبادی الجواب الصحیح سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۵، (فتاویٰ

احوال الآخرت

مصنفہ

مولانا حافظ محمد بن حافظ بارک اللہ لکھوی

ناشر

اسلامی اکادمی ۳۴۔ اردو بازار لاہور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ احوال آلاخرت

تالیف ——— حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ

ناشر ——— اسلامی اکادمی
ناشران وتاجران کتب
اردو بازار لاہور (پاکستان)

WWW.UBQARI.ORG

نذیریہ جلد اوّل: ص ۴۸-۴۹) (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج:۹، ص:۲۷۳-۲۷۴)

☆.....☆.....☆

کتاب ''احوال الآخرت'' میں بیعت نقشبندیہ کی خوشبو

نام کتاب:۔ احوال الآخرت۔ تالیف:۔ حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ

ناشر:۔ اسلامی اکادمی ناشران وتاجران کتب

حافظ محمد بارک اللہ کی بیعت اصلاح:۔

حافظ محمد رحمہ اللہ نے فارسی، صرف ونحو، معانی، منطق، فقہ، اصول اور تجوید وغیرہ علومِ عربیہ کی اکثر تعلیم گھر میں رہ کر اپنے والد بزرگ وار سے حاصل کی۔ سلسلہ بیعت بھی اپنے والد سے ہے۔

تصوف میں جذبی کیفیات:۔

حضرت مولانا حافظ محمد علی صاحب مدنی "متع الله المسلمين بطول حياته":

آپ مولانا محی الدین عبدالرحمان رحمہ اللہ کے اکلوتے صاحبزادے ہیں۔ آپ کو علومِ دین میں مہارت تامہ کے علاوہ علوم وسیاسیات حاضرہ پر بھی عبور حاصل ہے۔ اپنے والد کی طرح تصوف میں جذب وکیف کی نعمت سے بھی مالا مال ہیں تقریباً ۱۸ سال سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں جوار مسجد وروضہ نبویہ ﷺ سے محظوظ ہو رہے ہیں پس پرانے لوگوں کی آخری یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکات سے ہم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔ آمین (عاجز معین الدین لکھوی) (احوال الآخرت، ص:۸تا۹)

☆.....☆.....☆

WWW.UBQARI.ORG

''حیات کلکتوی'' میں برکتِ تصوف کا تذکرہ

نام کتاب:۔ تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے عظیم مجاہد **علامہ محمد یوسف خان کلکتوی** رحمہ اللہ.....

مصنف:۔ ملک بشیر احمد (آف چھانگا مانگا)۔ ترتیب:۔ مولانا شفیق الرحمٰن

فرخ..... تقریظ:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

مسجد نبوی ﷺ کی برکت حاصل کرنا:۔

مدینہ منورہ میں حضور اقدس ﷺ کی مسجد میں پانچوں وقت باجماعت نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ روضۂ رسول ﷺ کی زیارت اور شیخین کی قبروں پر دعا کے علاوہ ''روضۃ من ریاض الجنۃ'' میں تلاوت قرآن پاک اور نوافل کی ادائیگی کیلئے کافی وقت میسر رہا۔

ان دنوں مسجد نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی توسیع کی جارہی تھی۔ بنیادیں کھودی جاچکی تھیں۔ ان میں کنکریٹ بھرا جارہا تھا۔ علامہ صاحب رحمہ اللہ نے خواہش ظاہر کی کہ میرے وفد کے ارکان کی دلی خواہش ہے کہ ہم بھی مسجد نبوی کی بنیادوں میں کنکریٹ اپنے سر پر اٹھا کر بھریں۔ جس کا حکومتی نمائندوں نے فوراً ہی بندوبست کر دیا۔ وفد کے تمام ارکان اپنے سروں پر ٹوکریاں اٹھا کر والہانہ انداز میں بنیادوں کو بھرنے میں مصروف ہوگئے۔ وہ اس کام کو اپنے لیے بہت بڑی سعادت خیال کررہے تھے۔ ارکان کہہ رہے تھے کہ ہمارے حصے کا یہ کارنامہ ہمارے سارے دورے کا روح رواں تھا۔ جس کو ہم ساری زندگی نہیں بھول سکتے اور قیامت کے دن بھی ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کا بہترین معاوضہ عطا فرمائے گا اور ہمارے گناہ معاف کردے گا۔ (سوانح علامہ یوسف کلکتوی، ص:۱۳۳-۱۳۴)

☆.....☆.....☆



اشاعت نو ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۱ء : جمعیت اہل سنت لاہور

سنہ مطبوعات : ۲۱ تا ۲۴

نام کتاب	تاثر صدیقی (کامل)
مصنف	سید علی حسن خان
کل صفحات	۵۸۴
تاریخ طباعت	رجب المرجب ۱۴۱۱ھ / فروری ۱۹۹۱ء
پریس	
ناشر	جمعیت اہل سنت، لاہور
تعداد	
قیمت	

ملنے کے پتے

مکتبہ مدنیہ	۱۷، اردو بازار لاہور
مکتبہ قاسمیہ	۱۷، اردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہید	الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور
کتب خانہ رشیدیہ	مدینہ کلاتھ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

WWW.UBQARI.ORG

کتاب ''مآثرِ صدیقی'' میں نقشبندی مہکتے پھول

کتاب کا نام:۔ سوانح حیات نواب صدیق حسن خاں صاحب رحمۃ اللہ

مآثرِ صدیقی (مکمل چار حصوں میں)

تالیف:۔۔ جناب سیّد علی حسن خان فرزند صاحب سوانح۔ ناشر: جمعیۃ اہل سنۃ (لاہور)

نام ونسب:۔ صدیق حسن نام، ابوالطیب، ابوالطاہر، ابوالوفا کنیت، روحی ونواب وتوفیق تخلص خورشید حسن، تاریخی نام، نواب امیر الملک والاجاہ بہادر خطاب۔

سلسلہ نسب حسب ذیل ہے: سید صدیق حسن بن سید اولاد حسن بن سید اولاد علی بن سید لطف اللہ بن سید عزیز اللہ بن سید لطف علی بن سید علی اصغر بن سید کبیر بن سید تاج الدین بن، سید جلال رابع بن سید راجو شہید بن سیّد جلال ثالث بن سیّد رکن الدین ابوالفتح بن سیّد حامد کبیر بن سیّد ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین قطب عالم معروف بہ مخدوم جہانیاں جہان گشت بن سیّد احمد کبیر بن سیّد جلال اعظم معروف بہ گل سرخ بن سیّد علی موبد بن سیّد جعفر بن سیّد محمد بن سیّد احمد بن سیّد محمد بن سیّد عبداللہ بن سیّد علی اشقر بن سیّد جعفر زکی بن سیّد علی نقی بن سیّد محمد تقی بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین بن امام حسین شہید رضی اللہ عنہ کربلا بن فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ص صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ خاندان جیسا کہ ظاہر ہے سادات حسینی میں سے ہے اور سادات بخاری کے نام سے مشہور ہے چونتیس واسطوں سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے۔ منجملہ اکابر شجرۂ نسب کے آٹھ ائمہ اہلبیت ہیں جو زمرۂ اثنا عشر آل اطہار میں داخل ہیں۔ باقی اسلاف جعفر زکی سے لیکر جناب مخدوم بلکہ جلال رابع تک غالباً صلحاء اور اخیار قوم تھے۔ اور سید تاج الدین سے لیکر علی بن لطف اللہ تک اہل دولت وثروت ہوئے۔

(مآثر صدیقی حصہ اول، ص:۱-۲)

ذکر متصوفین آبائے کرام کا

سیّد جعفر رحمہ اللہ کا حال:۔

ان کی اولاد میں بھی سوائے سیّد علی موبد کے کوئی اور پسر نہ تھا۔

سیّد علی موبد رحمہ اللہ کا حال:۔

ان کی اولاد میں بھی صرف ایک صاحبزادے تھے جن کا نام سید جلال اعظم تھا۔

سیّد جلال اعظم رحمہ اللہ کا حال:۔

ان کا نام حسین، ابوعبداللہ کنیت گلسُرخ لقب تھا یہ اپنے عصر میں سرآمد اولیاء کبار میں سے تھے۔ کمالات باطنی اور قوت روحانی کے تابندہ جوہر اور وحید عصر تھے ۶۵۳ھ کو ترک وطن کر کے بخارا سے ملتان میں وارد ہوئے اور خانقاہ شیخ فرید الدین شکر گنج رحمہ اللہ میں آکر ٹھہرے۔ وہاں آرام لیکر بھکر آئے۔

یہاں انہوں نے ایک بشارت کی بنا پر جو خواب میں ہوئی تھی۔ سید بدرالدین بن سیّد صدرالدین خطیب بھکری کی دختر نیک اختر دہرہ خاتون سے اپنا عقد کیا۔

سلسلہ سہروردیہ میں خلافت:۔

شیخ الاسلام بہاؤالدین ذکریا مُلتانی رحمہ اللہ کے مرید بااختصاص تھے۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اُن کو خرقہ خلافت عطا فرما کر شہر اُچہ پر مامور کیا یہاں آکر وہ اپنے شیخ کی ہدایت کے مطابق اخیر عمر تک رُشد و ہدایت کے اہم اور نازک فرض کو بڑی سرگرمی اور حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ اور یہیں وفات پائی۔

آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے تھے، علی، جعفر، سیّد محمد غوث، سیّد احمد کبیر رحمہم اللہ۔

سیّد احمد کبیر رحمہ اللہ:۔

یہ وہی سیّد احمد کبیر ہیں جن کے نام پر ہندوستان کے جاہل نادان لوگ گائے ذبح کیا کرتے ہیں اور جن کے نام نامی سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے۔

WWW.UBQARI.ORG

سیّد صاحب موصوف کے دو صاحبزادے تھے سید جلال الدین قطب عالم اور سیّد صدر الدین محمد راجو قتال جن کی موجودہ نسل سرہند میں آباد ہے۔

سیّد جلال الدین قطب عالم رحمہ اللہ:۔

آپ کی ولادت باسعادت شب برأت ۷۰۷ھ میں ہوئی ابو عبداللہ کنیت قطب عالم مخدوم جہانیاں جہان گشت لقب، والدہ کا نام مریم ہے یہ سیّد مجد الدین کی صاحبزادی تھیں اور بقول دیگر آپ کی والدہ کا نام اخوند خاتون ہے یہ سیّد مرتضیٰ کی بیٹی تھیں۔

آپ علوم کتاب وسنت کے جوہر فرد اور کمالات باطنی کے معدن تہذیب اخلاق اور ملکات روحانی کے سہیل میں تھے۔

مخدوم نے ابھی گہوارۂ طفولیت سے قدم باہر نکال کر رکھا ہی تھا کہ ان کے والد ماجد نے اُن کو اپنے ساتھ لیجا کر بطور نیک فال حضرت شیخ جمال خجندی کی بیعت ودست بوسی کا شرف بخشا اُس وقت ان کی عمر سات برس کی تھی مگر سعادت ورشادت کے انوار ابھی سے اُن کی جبین مبارک سے طالع اور نمایاں تھے۔ چنانچہ شیخ نے ان کے معصوم چہرہ پر نظر ڈالتے ہی فرمایا کہ ''تو آن پسری کہ خاندان خود را تا قیامت منوّر داری۔''

جب وہ سن بلوغ کو پہنچے تو انہوں نے ایک عظیم الشان سیاحت کا عزم مصمم کیا اور مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، شام، بیت المقدس، روم، عراق، خراسان، بلخ اور بخارا کی طرف چل کھڑے ہوئے اس دران سفر میں متعدد حج بھی کیے، منجملہ ان کے چھ حج اکبر تھے۔

مشائخ طریقت سے خرقہ وخلافت حاصل ہونا:۔

مخدوم اس امر کے سخت مخالف تھے کہ آدمی کسی ایک شیخ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر اسی کا ہو رہے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ فیاض ازل کی بخششیں کسی ایک ملک یا ایک خاندان یا ایک قوم میں محدود ومحصور نہیں ہیں۔

درحقیقت آپ کا یہ قول آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ۔ ''جمیع مشائخ و فضلاء را باید دید۔ و ازہر کدام نصیبے و فیضے

باید بود ''یعنی آدمی کو تمام باکمال مشائخ وفضلا کا فیض صحبت حاصل کرنا چاہیے اور ہر ایک سے بقدر مقدور تمتع حاصل کرنا چاہیے۔ بقول سعدی رحمہ اللہ:

''تمتع زہر گوشۂ یافتم
زہر خرمنے خوشۂ یافتم''

مخدوم نے اثناء سیاحت میں تین ہزار چالیس سے زائد صاحب دلان ذی کمال کا فیض صحبت حاصل کیا دو سال تک مدینہ منورہ میں استاذ المحدثین شیخ عفیف الدین مطری شافعی یمنی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہے۔ نسخہ عوارف کا درس لیا۔ شیخ موصوف شیخ رشید الدین ابوالقاسم محمد صوفی رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے اور ان کو خرقۂ خلافت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ نے عطا کیا تھا۔ جو شیخ سعدی رحمہ اللہ کے پیر طریقت ہیں مگر تعلیم وتربیت زیادہ مخدوم نے شیخ رُکن الدین ابوالفتح سہروردی رحمہ اللہ اور شیخ نصیر الدین محمود چشتی چراغ دہلی رحمہ اللہ سے حاصل کی۔

چودہ مشائخ طریقت سے خلافتیں:۔

خرقۂ خلافت اوّل ان کو ان کے والد اور چچا شیخ صدرالدین بخاری رحمہ اللہ نے عطا فرمایا بعد اُس کے شیخ الاسلام عفیف الدین مطری رحمہ اللہ نے حرم شریف نبوی ﷺ میں ان کو خرقۂ خلافت پہنایا۔ وَھَلُمَّ جَرًّا اسی طرح ان کو چودہ خانوادوں کے خلیفہ ہونے کا خاص شرف حاصل تھا۔

مخدوم کسی کو اپنا مرید نہیں کرتے تھے کیونکہ آپ کے نزدیک عرفی ورسمی مریدی پر شرعی رسم مواخات کو ہر طرح ترجیح تھی۔ یہ طریقہ مواخات رسول اللہ ﷺ نے بروقت نزول مدینہ منورہ جاری فرمایا تھا اور مہاجرین وانصار کو ایک دوسرے کا بھائی ٹھہرایا تھا۔ چنانچہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی نسبت جو اجراء مواخات کے وقت موجود نہ تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ میرا بھائی ہے۔

جب کوئی شخص مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ کے پاس مرید ہونے کے قصد سے آتا تو آپ

فرماتے کہ میں کسی کو مرید کرنا پسند نہیں کرتا۔ البتہ عہد اُخوت کو تازہ اور مستحکم کرنے کیلئے تیار ہوں۔

مریدین کو دیتے وقت کی سند خلافت:۔

جب آپ کسی کو سند خلافت عطا کرتے تو یہ لکھتے۔

"اوصینا هذا الاخ بالاتباع الدائم المستقیم بشریعة نبینا ﷺ والانقیاد لاحکامها و ان لا یترددالی ارباب الدنیا و اصحابها و ان لا یحضر فی مجالسهم ابدا و ان یتوجه الی الله بالکلیة فان کان هذا فیده العزیزة نائبة عن یدنا و هو من بین الناس خلیفتنا فرحم الله من اکرمه، و اهان من اهانه، و هو الموفق والهادی والمستعان و علیه التکلان"۔

"یعنی میں اپنے بھائی کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت بیضا پر نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور احکام شریعت کو اپنا دستور العمل بنائے اور ارباب دنیا اوران کے ہم صحبتوں سے دور رہے اوران کی مجالس میں کبھی قدم نہ رکھے اور کلیۃً سب طرف سے منہ پھیر کر خدا ہی کی طرف رجوع کرے جب اس رنگ میں وہ اپنے کو رنگ لے تو بلاشبہہ اس کا دست مبارک میرے ہاتھ کا قائم مقام ہے اور وہ مخلوق خدا کے سامنے میرا جانشین ہے۔ جو شخص اُس کا احترام واکرام کرے خدا اس پر رحم کرے۔ اور جو شخص ایسے شخص کی اہانت کرے خدا اُس کو ذلیل کرے۔ خدا ہی توفیق بخشنے والا راہ راست دکھانے والا اور مددگار ہے۔ اور اُسی پر کامل بھروسہ ہے۔"

سلطان محمد تغلق نے شیخ الاسلام کا جلیل القدر منصب آپ کو عطا فرمایا تھا۔ اور سیوستان کی خانقاہ محمدی کی اور اس کے مضافات کی سند آپ کو مرحمت کی تھی۔

فیروز شاہ کے عہد سلطنت میں آپ چند مرتبہ دارالخلافتِ دہلی میں تشریف لائے اور ہر مرتبہ سلطان کی جانب سے مراسم اعتقاد واخلاص حسب قاعدۂ معینہ ادا کیے گئے۔

آپ نے عیدالاضحیٰ کے روز بعد نماز ۷۸۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کے تین بیٹے تھے۔ سیّدنا صرالدین محمود یہ دختر سید محمد غوث کے بطن سے تھے۔ ان کی اولاد سندھ

وہند میں آباد ہے۔ سیّد عبداللہ یہ دختر سادات دہلی کے بطن سے تھے۔ سیّد محمد اکبر یہ شہنشاہ بیگم سلطان ترکی کے بطن سے تھے۔ ان کی اولاد قسطنطنیہ میں آباد ہے۔

سیّد ناصر الدین رحمہ اللہ:۔

افسوس ہے کہ ان کے واقعات زندگی کا ہم کو صرف اسی قدر علم ہو سکا کہ ان کی تین بیویاں تھیں ان سے اٹھارہ بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ پانچ صاحبزادے قطب کے لقب سے مشہور ہوئے۔ سیّد حامد کبیر سیّد، سیّد علم الدین، سیّد شہاب الدین، سیّد اسماعیل، سیّد فضل اللہ باقی جو اولاد رہی اس کے نام یہ ہیں سیّد برہان الدین، ان کی اولاد گجرات میں آباد ہے۔ شیخ الاسلام سیّد علاؤ الدین عرف بندگی (ان کا مزار قنوج میں محلّہ راجگیر کے اندر واقع ہے) ان کی ماں سعادت خاتون سادات دہلی میں سے تھیں۔ سیّد شرف الدین ان کی اولاد نواح اُجھمیں آباد ہے۔ سیّد نظام الدین یہ لاولد تھے ان کی ماں ایک بقال کی دختر تھیں۔

بادشاہ دہلی نے ان کو چند کنیزیں بھی اپنے قصر شاہی سے عنایت کی تھیں اُن سے جو ان کے اولاد ہوئی یہ نسل سادات کوشکی نام سے مشہور ہے۔

سیّد ناصر الدین محمود کی دو صاحبزادیاں تھیں تاج الملک سعادت خاتون یہ دونوں تنکنی خاتون دختر سلطان حسین لنگاہ کے بطن سے تھیں اور سید معز الدین بن سیّد علاؤ الدین رسول دار سے بیاہی گئیں۔

سیّد حامد کبیر رحمہ اللہ:۔

یہ سیّد ناصر الدین محمود کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے ان کی ایک بیٹی اور دو بیٹے تھے۔ مریم بیگم اور سیّد بہاؤ الدین انہوں نے لاولد انتقال کیا، صرف سیّد رکن الدین باقی رہے۔

سیّد رکن الدین ابوالفتح رحمہ اللہ:۔

یہ اپنے باپ کی وفات کے بعد مسند آرائے ہدایت وارشاد ہوئے ان کے چار بیٹے

اور تین بیٹیاں تھیں۔ سیّد جلال ثالث، سیّد محمود، سیّد ابوالقاسم ان کی ماں سمنی خاتون بادشاہ ٹھٹھہ کی دختر نیک اختر تھیں، سیّد محمد یہ کیمیاء نظر کے لقب سے مشہور تھے ان کی والدہ مراد خاتون ملک داؤد خان بن میر علی لنگاہ کی بیٹی تھیں بوبوجیو یہ میمونہ بیگم کے بطن سے تھیں جو سادات دہلی کے خاندان سے تھیں۔ تاج الملک یہ سیّد دولت بن سیّد شمس الدین بن سیّد محمد غوث کی بیٹی بیوی دوئی کے بطن سے تھیں۔ تیسری بیٹی جنت خاتون تھیں۔

سیّد جلال ثالث رحمہ اللہ:۔

یہ بعد وفاتِ پدر قصبہ اُچہ ضلع ملتان کی سکونت ترک کر کے دہلی چلے آئے۔

اس نقل مکان کی وجہ کچھ تو اخوان کی باہمی مخالفت اور زیادہ تر بہلول شاہ لودھی بادشاہ دہلی کی حسن ارادت تھی وہ آپ کے خاص مریدوں میں تھا۔ آپ کو ملتان سے اپنے ہمراہ دہلی لایا اور مزید عظمت واحترام کی نظر سے سرکار قنوج کی سند جاگیر آپ کو عطا فرمائی۔ اُس وقت سے اُن کی موجودہ اور آئندہ نسل کا مستقر قنوج رہا۔

ان کے چار بیٹے تھے۔ سیّد علی، سیّد راجو، سیّد شعیب، سیّد جعفر۔

سیّد راجو رحمہ اللہ:۔

سیّد راجو بعد وفات پدر سجادہ نشین ہوئے ان کے گیارہ بیٹے تھے سیّد جلال رابع، سیّد تاج الدین، سیّد علاؤ الدین، سیّد تھین، سیّد کہوان، سیّد احمد، سیّد برہان، سیّد محمد، سیّد علی، سیّد درویش، سیّد بلاقی۔

سیّد جلال رابع رحمہ اللہ:۔

ان کو بعد وفات پدر سجادہ نشینی کا منصب حاصل ہوا اور تبرکات مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وارث بالاستحقاق قرار پائے لیکن ان کے بھائی سیّد علاؤ الدین کو یہ امر ناگوار گزرا آخر کار وہ تبرکات مخدوم پر قبضہ کر کے منصب سجادہ نشینی پر فائز ہو گئے۔

سیّد جلال رابع نے اپنی بلند ہمتی اور آزاد منشی سے اس آثار پرستی کو دور سے سلام کر کے عزلت نشینی اور حق پرستی اختیار کی۔

WWW.UBQARI.ORG

پہلے یہ قنوج کے محلّہ شیخانہ میں رہتے تھے۔ پھر وہاں سے اُٹھ کر محلّہ شیخوپورہ میں چلے آئے۔

ان کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں، سیّد تاج الدین، سیّد مبارک، سیّد کمال الدین، سیّد جمال الدین، فاطمہ چندر مکھ۔ (مآثر صدیقی حصہ اوّل، ص:۳۶-۴۳)

مولانا اولاد حسن مرحوم رحمہ اللہ کا ذوق تصوف:۔

سیّد علامہ کی ولادت باسعادت ۱۲۰۰ھ میں قنوج میں ہوئی۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ سے تبرکاً بعض کتب حدیث و وظائف وادعیہ ماثورکی سند لی اور مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ مؤلف موضح القرآن سے بارہا ان کو اتفاق صحبت رہا یہ ہی فیض صحبت و تعلیم نامہ مغفور کیلئے مذہب شیعۂ امامیہ کے ترک کرنے کا باعث اور مذہب اہلسنت کے اختیار کرنے کا سبب ہوا۔

بیعت اصلاح:۔

بعد فراغت تحصیل علم سیّد علامہ کو جب حضرت مجدد مائۃ الف ثالث مولانا سیّد احمد صاحب بریلوی رحمہ اللہ کے حالات پر کافی عبور ہوا تو بیتابانہ اُن کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر ہر طرح کے ایثار و قربانی اور خدمت قوم وملت کیلئے اپنے کو پیش کیا اور ان کے دست شریعت طریقت پناہ پر سنت سنیۂ مصطفویہ کے مطابق بیعت کی۔

(مآثر صدیقی، حصہ اول، ص:۵۳تا۵۷)

دس ہزار مریدین:۔

چونکہ سیّد علامہ ہمیشہ جہال، متعبدین فقہائے متقشفین محدثین ظاہر یہ غلاۃ ارباب عقول سے ہمیشہ کنارہ کش رہے اور سلف صالحین کی اقتدا اور اتباع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اسی لیے جیسا کہ مولانائے ممدوح کے خط کے مضمون سے بھی ظاہر ہے خدائے عزوجل نے سیّد علامہ کی ہدایت وارشاد میں ایسی نمایاں دلکش تاثیر عطا فرمائی تھی کہ دس ہزار آدمیوں سے زیادہ قنوج اور اطراف قنوج کے لوگ ان کے مرید ہو کر

جادۂ مستقیم اسلام پر قائم ہوئے ان میں اہل حرفہ بہت تھے باقی سیّد مغل پٹھان تھے اور اسی طرح کئی ہزار ہنود ان کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے۔

(مآثر صدیقی، حصہ اوّل، ص:۵۸)

سلسلہ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل سے تعلق:۔

یہ ایک عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس طرح اس خاندان کے آبا اور اجداد شجرۂ نسب کے اعتبار سے جلال الدین بخاری رحمہ اللہ سے منسوب ہیں اسی طرح علم ظاہری کے اعتبار سے بھی ان کا سلسلہ علمی امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تک منتہی ہوتا ہے اور طریقہ باطنی کے لحاظ سے سلسلۂ طریقت بھی خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمہ اللہ پر ختم ہوا ہے۔ سیّد علامہ سلوک طریقت میں طریقۂ نقشبندیہ رکھتے تھے اگرچہ اور طریقوں کی بھی اُن کو اجازت تھی مگر ان کے مزاج پر تشرع اور اتباع سنت سنیہ مصطفوی کا ذوق اس قدر حاوی و غالب تھا کہ وہ سرِ موصراط مستقیم شریعت سے تجاوز کرنا روا نہیں رکھتے تھے۔ (مآثر صدیقی، حصہ اوّل، ص:۵۹)

دنیا کی بے رغبتی اور مرشد کا سوال:۔

ایک مرتبہ ان کے مرشد ہادی مولانا سیّد احمد بریلوی رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا ''کہ سیّد برادر شما اموال کثیر والدِ خود کہ حسابش بہ لکوٹ میرسد چرا گذاشتید امروز آن زر بسیار اگر بدست شما می بود بکار مسلمانان می آمد'' یعنی اے سید برادر تم نے اپنے والد کی دولت کثیر جس کا شمار لاکھوں تک پہنچتا ہے کیوں چھوڑ دی اگر آج وہ تمہارے قبضہ وتصرف میں ہوتی تو مسلمانوں کو تبلیغ اسلام اور جہاد میں اس سے مدد ملتی۔''

علامہ ممدوح نے جواب دیا ''کہ مخدوم گذاشتم پدر من شیعی بود و مال بسیار فراہم آوردہ و عمارات بسیار برائے نام آوری بنیاد نہادہ ندانم کہ ازوجہ حلال است یا حرام اگر حرام است خود گرفتنے نیست و اگر حلال است

حق تعالیٰ مراعوض آن دولت علم بخشیدہ ازان مستغنی فرمود است۔

فان المال یفنی عن قریب

و ان العلم یبقی لا یزال ۔

"بلکہ گمان کراہت و حرمت قوی است زیرا کہ ہر کہ در دین خود امیں و ناقد نباشد درا مر دنیا ازوچہ امانت خیزد" یعنی ہاں مخدوم میں نے سب چھوڑ دیا میرے باپ شیعہ مذہب تھے انہوں نے مال وافر جمع کیا تھا اور نام آوری کیلئے بہت سی عمارتیں بنوائی تھیں مجھ کو علم نہیں ہے کہ وہ مال وجہ حلال سے حاصل ہوا تھا یا وجہ حرام سے۔ اگر وجہ حرام سے تھا تو وہ خود لینے کے قابل نہیں ہے اور اگر حلال سے تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس کے معاوضہ میں علم کی دولت عطا فرمائی ہے اور مجھ کو متاع دنیا سے مستغنی فرما دیا ہے۔ "مال ایک سریع الزوال چیز ہے اور دولت علم پائدار اور لایزال ہے" بلکہ اس مال میں گمان کراہت و حرمت کا کسی قدر قوی ہے۔ اس لیے کہ جو شخص اپنے دین کا امانت دار اور حقیقت شناس نہ ہو اس سے دنیاوی کاروبار میں حق امانت کیا ادا ہو سکتا ہے۔

بے نیازی ہمتے دارد کریماں واقف اند

ماہم ازدست ردِ خود چیز ہا نجشیدہ ایم

اس واقعہ سے بھی بڑھ کر یہ قصہ ہے کہ "ایک روز تمام اسناد و تمسکات اور کاغذات جائیداد کے جو شہر قنوج میں واقع تھی آگ میں جلا دیئے ہر چند احباب نے روکا اور کہا کہ آخر اس میں کونسی قباحت ہے مگر آپ نے ایک کی بات نہ سنی اور فرمایا "محتاج چند قطعات زمین و چند باغ برائے معاش نیستم۔ "وفی السماء رزقکم و ما توعدون"

شاہ ما آراده و بد منت نہد

رازق ما رزق بے منت دہد

یعنی میں اپنی معاش میں زمین کے چند قطعات و باغات کا محتاج نہیں ہوں خدا نے رزق آسمانی کا وعدہ فرمایا ہے۔ بادشاہ تو گاؤں دیکر احسان رکھتا ہے مگر میرا پروردگار بلا احسان کے مجھ کو روزی دیتا ہے۔"

اسی طرح ایک مرتبہ ضلع فرخ آباد کے صاحب کلکٹر نے سیّد علامہ کے بعض یاران بااختصاص کے ذریعہ سے عہدۂ صدر الصدوری اور عہدۂ افتا و قضا کے قبول کرنے کا پیغام کہلا بھیجا آپ سُن کر بہت برافروختہ ہوئے اور جو لوگ اِس امر کے محرک ہوئے تھے اُن سے رنجیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ "ما ایشان را بآخرت میخوانم و ایشان مارا بدام طمع دُنیا می کشند۔ نعوذ باللہ منہ۔"

کرا دماغ کہ از کوئے یار برخیزد
نشستہ ایم کہ از ماغبار برخیزد

(مآثر صدیقی، حصہ اوّل، ص:۶۰-۶۲)

دلائل الخیرات کا قلمی نسخہ:۔

بعد ورزش تلاوت قرآن مجید اور اوراد ماثورہ کے پابند تھے ہر جمعہ کو وعظ کہا کرتے تھے کتاب دلائل الخیرات ان کے قلم کی لکھی ہوئی اور تصحیح کی ہوئی کتب خانہ والا جاہی میں موجود ہے اس پر ان کے حواشی ہیں۔ (مآثر صدیقی، حصہ اوّل، ص:۶۴)

بازار کا گوشت نہ کھاتے:۔

تقویٰ و طہارت کا خیال بدرجۂ غایت تھا۔ تمام عمر انہوں نے بازار کی مذبوح بکری کا گوشت نہیں کھایا۔ اپنے خاص خادم کو جو پابندِ صوم و صلوٰۃ ہوتا تھا اس کے ہاتھ سے بکری ذبح کراتے تھے اور جس قدر گوشت کی ضرورت ہوتی اس میں سے لے لیتے تھے یہ خدمت زیادہ تر حسینی خادم کے سپرد تھی جو ان کا مرید بھی تھا اور خود انہوں نے اس کو دینیات کے ابتدائی رسائل پڑھائے تھے۔ اخیر عمر میں خدا نے اس کو علوم دین پر فائز کر دیا۔ یہ شخص عابد، زاہد، خدا ترس اور متبع سنت تھا اس نے محض دینی حمیت

کی وجہ سے تمام بیگانہ و آشنا اور وطن و خانمان پر سیّد علامہ کے آستانہ کے اعتکاف کو ترجیح دی اور عمر بھر وہیں رہا۔ میں نے اس کو زمانہ صغرسنی میں دیکھا تھا۔ اس نے مجھ کو اپنی گود میں کھلایا اور پرورش کیا۔ غفر اللہ (مآثر صدیقی حصہ اوّل، ص:۶۵)

حاملین علم و تصوف کی صحبتیں:۔

چند مجلسوں اور علمی صحبتوں کا ذکر خود انہوں نے اپنی تالیفات میں کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں فرخ آباد میں مولوی مردان علی صاحب بدایونی سے ملا کانپور میں شیخ سلامت اللہ صاحب کشفی، مولانا عبدالحکیم صاحب لکھوی، مولوی سخاوت علی صاحب جونپوری، مولوی خرم علی صاحب بلہوری کی مجالس وعظ میں شریک رہا۔ مولوی یحییٰ علی صاحب، مولوی فیاض علی صاحب عظیم آباد، مولوی فخر الدین صاحب اور شاہ غلام رسول صاحب کانپوری وغیرہ اساتذۂ علم و فلسفہ و تصوف کی صحبتوں سے مستفید ہونے کا اور ان کے علمی تذکروں اور باصفا مجلسوں سے لطف اندوز ہونے کا مجھ کو بارہا اتفاق ہوا۔ شاہ صاحب ہی کے دولت خانہ پر مولوی زین العابدین صاحب الہ آبادی سے بھی شرف ملاقات حاصل ہوا۔ بریلی میں مولوی محبوب علی صاحب مراد آبادی کا وعظ سنا اور قنوج میں مولوی محمد علی صاحب ٹونکی کی مجلس وعظ میں شریک ہوا یہ حضرت مجدّد العصر مولانا سیّد احمد صاحب بریلوی قدس اللہ سرہ کے خلیفہ اور مولوی حیدر علی صاحب ٹونکی کے چھوٹے بھائی تھے اور بہت خوش بیان واعظ تھے۔ (مآثر صدیقی، حصہ دوم، ص:۶)

اصطلاح نقشبند ''سفر در وطن'' کا سفر حجاز میں لطف:۔

عازمان حجاز کی جان میں جان آئی جہاز نے لنگر اُٹھایا مگر ساتھ ہی اِس کے سمندری مرض شروع ہوا اور دوران سر اور غثیان کی شکایت پیدا ہوئی جو تین دن تک قائم رہی، چوتھے روز طبیعت بحال ہونا شروع ہوئی پھر تو وقت بہت لطف کے ساتھ گزرنے لگا اور حضرات صوفیہ کی اصطلاح کے مطابق جہاز پر سفر در وطن کا مزہ ملنے لگا۔

(مآثر صدیقی حصہ دوم، ص:۶۹)

کتاب ''مقالات احسان'' کی فکر اشاعت:۔

جب ذرا افاقۃ الموت کی وجہ سے حواس میں سکون پیدا ہوا تو انہوں نے حضرت استادی سیدی سندی صدر العلماء مولانا مولوی ذوالفقار احمد صاحب رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ کتاب ''مقالات الاحسان'' ترجمہ فتوح الغیب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ مطبع مفید عام اکبر آباد سے طبع ہو کر آئی یا نہیں انہوں نے جواب دیا کہ پروف آئے تھے وہ تصحیح کے بعد بھیج دیئے گئے ہیں ان کی رسید بھی مطبع سے آگئی ہے اور کتاب مذکور بھی غالباً کل پرسوں تک تمام وکمال چھپ کر آجائے گی پھر سر اٹھا کر دریافت کیا کہ آج کیا تاریخ ہے مولانائے ممدوح نے فرمایا کہ آج جمادی الثانی کی انتیس تاریخ ہے یہ سن کر والا جاہ مرحوم نے کہا کہ آج مہینہ بھی تمام ہوا اور ہماری تالیف بھی تمام ہوئی بعد ازاں تھوڑی دیر تک غفلت وغنودگی کی حالت طاری رہی یہاں تک کہ نصب شب گزر کر تہجد کا وقت آگیا اور انہوں نے بالین سے سر اٹھا کر دریافت کیا کہ اب وقت کیا ہے لوگوں نے جو موجود تھے کہا کہ ایک بج چکا ہے یہ سن کر خاموش ہو گئے نصف ساعت کے بعد پھر سر اٹھایا اور دو ایک بار ''احب لقاء اللہ'' کہہ کر پانی مانگا اور ساتھ ہی اس کے ان پر حالت احتضار طاری ہوئی ہنوز پانی کا ایک جُرعہ بھی حلق سے نہیں اُترنے پایا تھا کہ طائر قدس روح نے قفس عنصری سے پرواز کرنا شروع کیا اور آن واحد میں وہ جامع علوم سنن سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و معارف کتاب رب العالمین کا روشن چراغ ہمیشہ کیلئے گل ہو گیا۔

توحید وجودی وتوحید شہودی:۔

مصطلحات صوفیہ کے یہ دو مسلمہ مسئلے ہیں والا جاہ مرحوم ان ہر دو مسائل کا اپنی کتاب دین الخالص اور کتاب خطیر القدس میں ذکر کر کے اس کا فیصلہ اس طرح کرتے ہیں۔

وجودیان گویند کہ درحق تعالیٰ و عالم غییت حقیقی است و غیریت مجازی ست چون دریا و حباب کہ درظاہر حباب از دریا جداست و درحقیقت یکے و شہودیان می گویند کہ درحق تعالیٰ و

عالم غیرت حقیقی است و غییت مجازی چون آتش و آہن کہ ہر گاہ آہن برنگ آتش رنگین گرد و آتش می نماید حالانکہ آتش جداست و آہن جدا۔

مخدوم میلا پوری برآن رفتہ کہ درحق تعالیٰ و عالم ہم غییت حقیقی است وہم غیریت حقیقی و این احداث قول ثالث است

قائلین وحدت وجود کہتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ اور عالم میں عینیت حقیقی ہے اور غیریت مجازی جس طرح دریا اور حباب میں کہ بظاہر حباب دریا سے جدا ہے اور حقیقت میں ایک ہے اور قائلین وحدت شہود کہتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ اور عالم میں غیرت حقیقی ہے اور عینیت مجازی جس طرح آگ اور لوہے میں لوہا جب گرم ہو جاتا ہے تو وہ ہم رنگ آتش ہو جاتا ہے اور مثل آتش نظر آتا ہے حالانکہ آگ اور چیز ہے اولوہا اور چیز ہے۔

مخدوم میلا پوری فرماتے ہیں کہ خدا اور عالم میں عینیت حقیقی بھی ہے اور غیریت حقیقی بھی اور یہ تیسرا قول ہے، خدا فرماتا ہے کیا ان لوگوں نے قرآن حکیم میں تدبر نہیں کیا اگر واقعی جو کہتے ہیں وہ خدا کے طرف سے ہوتا تو اس میں اس قدر کثیر اختلاف کیوں ہوتا۔

پھر لکھتے ہیں۔ "قال الشیخ المحدث الدھلوی رحمہ اللہ ان لکل زمان قرنا ولکل قرن علما اصابھم فی تقاسیم رحمۃ اللہ عزوجل و اذا تاملتم حال اوائل ھذا الامۃ المرحومۃ حین لم تدون علوم الشرع ولا فنون الآدب الا وقع کثیر بحث و انہ لم یزل الھام الحق سرافی صدورھم علما بعد علم علے حسب حکمۃ فی کل دورٍ لم یخف علیکم ھذا المعنی و ان نصیبنا فی ھذا الدور من تقاسیم رحمۃ اللہ ان یجتمع فی صدورنا علوم علماء ھذا الامۃ معقولھا و منقولھا و مکشوفھما و ینطبق بعضھا علی بعض و یضمحل الخلاف بینھما و یستقر کل قول فے مقرہ فھذا الاصل

منسحب علی فنون العلم من الفقه والكلام والتصوف وغيرها بحمد الله و توفيقه و اعلموا ان معرفة الحق على ما قاله الخضر عليه السلام كبحر لجي لا مبتداء له ولا منتهى و ان المتكلمين بها كالابرة المغموسة فيه لم ينقص من البحر شيئا اوكالعصافير تشرب منها حاجتها ثم تصدر فكل واحد لايخبر الا عن كمال ولا يصف الاجمال دون جمال۔ و على تفنن واصفيه بوصفه يفنى الزمان و فيه مالم يوصف"۔

حضرت شیخ احمد محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک زمانہ کیلئے ایک قرن ہوتا ہے اور ہر قرن کے مخصوص علما ہوتے ہیں جن کو رحمت الٰہی میں سے کچھ حصے پہنچ جاتے ہیں اگر تم اس امت مرحومہ کے زمانہ اوائل پر غور کرو جبکہ علوم شریعت اور فنون ادب مدوّن نہیں ہوئے تھے اور نہ اس قدر کثرت سے بحثیں ہوا کرتی تھیں صرف الہام حق سے ان کے سینوں میں مطابق اقتضائے حکمت علوم کا القا ہوا کرتا تھا اور ہر ایک دور کا یہی حال تھا تو تم سے یہ امر مخفی نہیں رہ سکتا کہ ہمارے اس زمانہ میں رحمت الٰہی کے حصول میں سے ہم کو ایک ایسا حصہ ملا ہے جس نے تمام علماء سلف کے علوم کو ہمارے سینوں میں جمع کر دیا ہے۔ خواہ وہ علوم معقول ہوں یا منقول یا اکتشافات بعض علوم تو ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں اور جو ایک دوسرے کے خلاف ہیں ان کا ضعف خود بخود ظاہر ہوتا ہے غرض ہر ایک قول کیلئے ایک حد اور مستقر ہے یہ ہی اصول تمام فنونِ علم پر خواہ فقہ ہو یا کلام یا تصوف وغیرہ پر حاوی ہے۔ معرفت حق کے متعلق حضرت خضر علیہ السلام کا قول ہے کہ معرفت الٰہی ایک دریائے ناپیدا کنار ہے نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا اور متکلمین معرفت الٰہی کے خوض میں ایسے ہیں جس طرح دریا میں کوزے ڈوبے ہوئے ان کوزوں سے دریا کے پانی میں کچھ کمی نہیں واقع ہوتی یا مثل پرندوں کے ہیں جو اپنی چونچ سے بقدر حاجت پانی پی لیا کرتے ہیں پس ہر ایک متکلم اور محقق جو کچھ بیان کرتا ہے وہ کمالات ربانی میں سے کسی ایک کمال کو اور شیون جمال

الٰہی میں سے کسی ایک خاص شان جمال کو ظاہر کرتا ہے۔

ہر ایک تعریف کرنیوالا ایک وصف اپنے مذاق کے موافق بیان کرتا ہے۔ زمانہ یوں ہی ختم ہو جائے گا مگر تعریف نہیں ختم ہوگی۔

پھر لکھتے ہیں: اس قسم کے موقعوں پر سامعین میں بہت کچھ اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں لیکن جو شخص ان اختلافات کے اصل حقیقت و مقام سے واقف ہوتا ہے وہ ہر ایک شخص کے قول کے محل و موقع کو پہچان کر اس کو اسی حد پر قائم رکھتا ہے اور تمام اقوال کو صحیح جانتا ہے لیکن جو شخص مختلف تقریروں اور اشاروں کو سنتا ہے لیکن ان کے محل و موقع سے واقف نہیں ہوتا جہاں اس قسم کے اختلافات پیش نہیں آتے وہ متحیر ہو کر رہ جاتا ہے

• جس طرح نابینا لوگ کسی درخت کے پاس آ کر اس کو چھوتے ہیں اور اس کا ذائقہ چکھتے ہیں تو ان میں سے کسی کا ہاتھ تو درخت کے تنا پر پڑتا ہے اور کسی کا ہاتھ اس کے پتوں تک پہنچتا ہے اور کسی کے ہاتھ میں اس کی شاخیں آجاتی ہیں اور کسی کو اس کے شگوفہ تک رسائی ہوتی ہے اور کوئی پھول یا ان کے پھلوں تک پہنچ جاتا ہے پھر وہ آپس میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگتے ہیں کوئی ان میں سے کہتا ہے کہ یہ درخت اجسام میں سے ہے دوسرا کہتا ہے کہ نہیں تیسرا کہتا ہے کہ یہ غایت درجہ تر و تازہ نرم ہے چوتھا کہتا ہے کہ یہ تو نہایت خشک اور سخت ہے اور پانچواں کہتا ہے اس میں تو غایت درجہ کی حلاوت ہے چھٹا کہتا ہے کہ یہ تو نہایت کڑوہ اور بدبودار ہے۔ ساتواں کہتا ہے کہ اس میں تو کسی قسم کا ذائقہ ہی نہیں ہے آٹھواں کہتا ہے کہ اس کی تو بہت پاکیزہ خوشبو ہے۔ نواں کہتا ہے کہ مجھ کو تو اس میں کسی قسم کی بو کا شائبہ بھی نہیں معلوم ہوتا۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں سب ایک دوسرے کو جھٹلانا شروع کرتے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص آتا ہے جو صاحب بصارت اور بصیرت ہوتا ہے اور اس میں بہت سے ایسے اوصاف ہیں جن کی لوگ مدح کیا کرتے ہیں۔ مثلاً خوش آوازی طاقت و زور قوائے سامعہ و ذائقہ اور لامسہ کا کامل ہونا۔ وہ ان سب کی گفتگو سن کر کہتا ہے کہ تم سب کا بیان درحقیقت بالکل صحیح ہے البتہ تمہارا اپنی ہی

تحقیق وحضر کر لینا اور اس کو کامل سمجھ لینا سراسر غلط اور خطا ہے پھر وہ ہر ایک قول کا مرجع اور ہر ایک اشارہ کا جو مشارالیہ اور مرکز ہے وہ ان کو سمجھا دیتا ہے۔

یہ تمثیلی واقعہ بیان کرکے والا جاہ لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک مسئلہ وحدت وجود کا شرع شریف میں کہیں صراحتاً ذکر نہیں ہے حضرت صوفیہ رضی اللہ عنہم نے اپنے کشف و شہود کی تائید کیلئے جن کا مدار اس مسئلہ پر ہے قرآن وحدیث سے کچھ ارشادات اخذ کیے ہیں مثلاً یہ آیت ''الا انہ بکل شی محیط'' یا یہ آیت ''کل شی ھالك الا وجھہ'' یا یہ حدیث ''لودلیت بحبل الی الارض السابعۃ السفلے لھبط علے اللہ و ان اللہ قبل وجھہ'' اگر تم ایک رسی لٹکاؤ اور اس کو تحت الثریٰ تک پہنچا دو تو وہ رسی خدا تک پہنچے گی اور خدا اس کے سامنے ہوگا ظاہر ہے کہ یہ اشارات اس مسئلہ پر صراحتاً دلالت نہیں کرتے اس لیے علماء ظاہر نے ان اشارات کو اُلٹ کر صوفیائے کرام کو الزام دیا ہے اور کہا ہے کہ آیت ''الا انہ بکل شی محیط'' ایک صریح دلیل غیریت پر ہے کیونکہ محاط سے محیط ایک جداگانہ چیز ہے اسی طرح آیت کریمہ ''کل شی ھالك الا وجھہ'' میں لفظ ہالک سے ہالک فی المستقبل مراد ہے نہ ہالک فی الحال علی ہذا ہابط یعنی رسی خدا سے ایک جدا چیز ہے۔ غرض جب وحدت وجود کی بنا اسی پر ٹھہری کہ آگے اور پیچھے اور نیچے اور اوپر سب جگہ خدا ہی کی ذات ہے تو پھر قبل وجہ کہنے کی تخصیص کی کیا ضرورت ہے یہ اشارات کسی طرح ثبوت مدعا میں پیش نہیں ہو سکتے۔ بہر حال اس مسئلہ وحدت وجود کا دارومدار حضرات صوفیہ کے کشف وشہود پر ہے اور علماء اور صوفیہ نے اس کے متعلق بہت سی کتابیں اور رسائل لکھے ہیں۔ مثلاً طبقہ قادریہ میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ، شیخ صدر الدین قونوی رحمہ اللہ، شیخ عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ، شیخ عبدالرزاق جھجانوی رحمہ اللہ، شیخ امان اللہ پانی پتی رحمہ اللہ اور طبقہ کبرویہ میں شیخ جلال الدین رومی رحمہ اللہ، شیخ شمس الدین تبریزی رحمہ اللہ طبقہ سہروردیہ میں شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ طبقہ چشتیہ میں سید محمد گیسو دراز رحمہ اللہ، سید جعفر برکی رحمہ

اللہ، طبقہ نقشبندیہ میں خواجہ عبیداللہ احرار رحمہ اللہ، ملا نور الدین جامی رحمہ اللہ، ملا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ، خواجہ باقی باللہ کابلی رحمہ اللہ، شیخ عبدالرزاق کاشی رحمہ اللہ، شمس الدین فناری رحمہ اللہ، قیصری رحمہ اللہ، سعدالدین فرغانی رحمہ اللہ وغیرہ اکابر گزرے ہیں۔

ہم لوگ چونکہ ان اختلافات کے بعد پیدا ہوئے ہیں اس لیے ہم کو طرفین میں سے کسی ایک کی طرف جزماً میلان نہیں ہوسکتا۔ مذہب وحدت وجود اور مذہب وحدت شہود دونوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو جس طرح ایک جانب بہت سے دلائل ہیں اسی طرح دوسری طرف بھی بہت سی دلیلیں ہیں ہم پر اعتقاداً لازم ہے کہ ہم کسی جانب بھی ضلالت اور گمراہی کا خیال دل میں نہ لائیں کیونکہ اس میں بہت سے علماء کرام اور مشائخ عظام کی تضلیل وتکفیر لازم آتی ہے۔ وحدت وجود کے اثبات یا ابطال میں لب کشائی نہ کرنی چاہیے اگر خود ذی فہم ہے تو اپنی فہم پر قناعت کرے اور اگر وہ نہیں سمجھتا تو ان اقوال کو ان کے قائلین پر چھوڑ دے۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص:۳۱ تا ۸۳)

تصوف وسلوک:۔

والا جاہ لکھتے ہیں کہ علم تفسیر وحدیث وفقہ سنت اور علوم تصوف کا مشغلہ میرے دل پر غالب ومتسلط ہے۔ علم نافع یہی چار علم ہیں یا وہ علوم جو ان کے آلات ومعدات ہیں باقی تمام فنون اسی دنیا میں رہ جاتے ہیں کوئی ساتھ نہیں جاتا۔ تصوف وسلوک میں والا جاہ نے متعدد کتابیں تالیف کی ہیں اور ان میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ مسائل تصوف اور اس کے مصطلحات اور اولیاء کبار اور عرفاء کامل کے حالات جمع کیے ہیں۔ ریاض المرتاض اور تقصار جیود الاحرار اور خیرۃ الخیرۃ وغیرہ اسی قسم کی کتابیں ہیں۔ ریاض المرتاض میں اولاً صوفیائے کرام کے اقسام بیان کی ہیں۔ مثلاً طلبہ وفقراء وعباد وزہاد و خدام وملامیتہ ومتشبہ محق ومتشبہ مبطل، ومریدان، وسالکان، وسائران، وطائران، دو اصلان، واختیار، وابرار وغوث، ونقباء ونجبا، وبدلا، واولیاء بعدازاں مضمون ابن خلدون

سے اقتباس کر کے صوفیہ کرام کے حالات میں چار امر قابل بحث قرار دیئے ہیں۔

(امر اوّل) مجاہدات ان کا تعلق اذواق ومواجید اور محاسبہ نفس واعمال کے ساتھ ہے انہیں اذواق کی منتہا اور غایات کو مقامات کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

(امر دوم) کشف وادراک حقائق عالم غیب جس کا تعلق صفات ربانیہ عرش وکرسی و ملائکہ، ووحی، ونبوت، وروح، وحقائق موجودات غائب وشاہد وترکیب اکوان وغیرہ سے ہے۔ (امر سوم) تصرفات انواع کرامات کے ساتھ اکوان وعوالم ہیں۔

(امر چہارم) الفاظ موہمہ یعنی شطحیات۔

بعض لوگ ان امور چہارگانہ کے منکر ہیں بعض محسن ہیں اور بعض تاویلات کے قائل ہیں۔

بہر حال امر اوّل میں کوئی کلام وانکار نہیں ہوسکتا۔ صوفیہ کرام کے اذواق بالکل صحیح ہیں اور ان کا تحقیق عین سعادت ہے اسی طرح امر دوم صحیح نا قابل انکار ہے۔ اگرچہ بعض علما نے اس سے انکار کیا ہے مگر یہ انکار حق کے مقابل میں کوئی چیز نہیں ہے استاذ ابو اسحاق اسفرائینی کے احتجاج پر اشعریہ نے جو انکار کیا ہے وہ صرف تحدی وکرامت کے فرق و امتیاز پر مبنی ہے۔ "وقد وقع للصحابة و اكابر السلف كثير من ذالك و هو معلوم و مشهور" امر سوم یہ انواع متشابہات میں سے ہے اس لیے کہ اس کا تعلق وجدان قلبی سے ہے محض الفاظ ولغت سے ان کی مرادات پر اطلاع نہیں ہوسکی الفاظ تو محض محسوسات متعارفہ کی تعبیر کیلئے وضع کیے گئے ہیں۔

امر چہارم شطحیات اس کا تعلق غلبۂ حال اور واردات سے ہے انصاف یہ ہے کہ صوفیہ کرام غلبۂ حال وواردات کی وجہ سے محسوسات سے بیگانہ وار رہتے ہیں۔ اسی سبب سے بعض اوقات ان کی زبان سے ایسے کلمات صادر ہو جاتے ہیں جو خود ان کے قصد و ارادہ سے نہیں ہوتے ظاہر ہے کہ جو شخص مغلوب الحال ہو وہ ہر طرح معذور ومجبور ہے۔

معرفت شیخ:۔

اس کے متعلق ولکھتے کہ کمال اور تکمیل شیخ کی اس پر منحصر نہیں کہ اس سے خوارق عادات

کا ظہور ہو یا وہ خواطر پر اشراف رکھتا ہو یا وجد و حال و شوق میں رہتا ہو اس لیے کہ اس قسم کے بعض امور میں تو فلسفی، جوگی اور برہمن بھی شریک ہیں یہ امور انسان کیلئے دلیل سعادت نہیں ہیں شناخت شیخ کامل مکمل کی ہے کہ وہ ظاہر شرع پر مستقیم ہو اور عالم کتاب و سنت ہو تا کہ صفت تقویٰ کا اس پر اطلاق ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان اولیاوہ الا المتقون"۔

طرق مشائخ موصل الی اللہ کا ذریعہ:۔

مشائخ کے تمام طریقوں کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ ان کا مرجع نسبت حاصل کرنا ہے اور یہ نسبت خدا کے ساتھ ایک انتساب و ارتباط ہے جس سے دل کو سکینہ اور نور حاصل ہوتا ہے نسبت ایک کیفیت کا نام ہے جو نفس ناطقہ کے اندر حلول کر جاتی ہے اس وقت نفس ملائکہ کے مشابہ ہو جاتا ہے یہ کیفیت نفس میں طاعات و اطہارات اور اذکار الٰہی پر مداومت کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور اس سے یہ سب امور نسبت باطنی کیلئے ایک ملکۂ راسخہ بن جاتے ہیں نسبت کی بہت قسمیں ہیں۔

نسبت محبت، نسبت شوق، نسبت کسر نفس اور حظوظ نفسانی سے برأت اس نسبت کا نام نسبت اہل بیت ہے اور نسبت مشاہدہ بھی اس کو کہتے ہیں لیکن یہ گمان صحیح نہیں کہ مشائخ نے جو اشغال معین کیے ہیں ان کے بغیر نسبت حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ ہاں یہ اشغال بھی اس نسبت کے حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو تمام اکابر علماء اس نسبت سے محروم رہتے حالانکہ عمل کے فضائل عبادت کی فضیلت سے بالاتر اور فائق ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کے شیوخ کا کیا طریقہ ہے آپ نے جواب دیا کہ کوئی شخص کسی سلسلہ سے خدا تک نہیں پہنچا کرتا۔ مجھ کو ایک جذبہ پیدا ہوا اس نے مجھ کو اس حد تک پہنچا دیا حالانکہ ان کے شیوخ کا سلسلہ مشہور و معروف ہے اسی بنا پر کہا جاتا ہے۔ جذبۃ من جذبات اللہ توازی عمل الثقلین

طے می شود این رہ بدرخشیدن برقے
مابے خبران منتظر شمع وچراغیم

پھر لکھتے ہیں کہ میں مشائخ کے تمام طریقوں کو موصل الی اللہ جانتا ہوں اور تمام مشائخ سے خواہ ان کا کوئی طریقہ بھی ہو حسن ارادت رکھتا ہوں البتہ میرا اور میرے آبا اور اساتذہ اور مشائخ کا طریقہ نقشبندیہ ہے۔ اگرچہ اور طریقوں کی بھی اجازت ہے۔

حضرت میرزا مظہر جانجان رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ نے اس طریقہ مجددیہ نقشبندیہ کو اور طریقوں کو چھوڑ کر کیوں اختیار کیا آپ نے فرمایا۔

من این طریقہ را منطبق بر کتاب وسنت یافتم کہ ثبوت آن قطعی است الحمدللہ کہ تا این زمان این طریقہ از جمیع طرق بدعت محفوظ است۔

میں نے اس طریقہ کو بالکل کتاب وسنت کے موافق پایا اور اس کا قطعی ثبوت موجود ہے الحمدللہ کہ اس زمانہ تک یہ طریقہ بدعت کے تمام طریقوں سے محفوظ ہے۔

مولانا جامی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قدروگل و مُل بادہ پرستان دانند
ارنبقش توان بسوئے بے نقش شدن
نے خودمنشان و تنگدستان دانند
این نقش غریب نقشبندان دانند

بیعت اصلاح کا استحباب:۔

والا جاہ لکھتے ہیں کہ میں بیعت کرنے کو مستحب جانتا ہوں اگرچہ وجوب کا قائل نہیں ہوں۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص:۴۸تا۵۲)

تبرکات صالحین کی حفاظت:۔

جو چیزیں بزرگوں سے حاصل ہوں ان کو بطور یادگار بہت حفاظت سے رکھنا چاہیے اور ان کو فروخت سے بچانا چاہیے یہ ایک نشان سعادت ہے جو شے جتنی کہنہ اور قدیم ہے وہ زمانہ مبارک نبوت سے زیادہ قریب ہے اور جو شے جدید ہے وہ اسی قدر بعید ہے۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص:۱۴۳)

WWW.UBQARI.ORG

فن تصوف پر عالی جاہ کی علمی تالیفات:۔

نمبر شمار	نام کتاب	فن	زبان	نام مطبع
۱-	الداء والدواء	اعمال و وظائف		
۲-	تقصار جیودا لاحرار من تذکار جنو دالا برار	تراجم صوفیہ	فارسی	بھوپال
۳-	خیرۃ الخیرۃ	تصوف	اردو	آگرہ
۴-	ریاض المرتاض و غیاض العرباض	تصوف	فارسی	بھوپال
۵-	الروض الخضیب من تزکیۃ القلب المنیب	متفرقات	فارسی	آگرہ
۶-	عمارۃ الاوقات بوظائف العبادات مع بیان الدرجات والدرکات	وظائف	اردو	لکھنؤ و بھوپال
۷-	لسان العرفان	تصوف	اردو	آگرہ
۸-	مقالات الاحسان فی مقامات العرفان ترجمہ (فتوح الغیب مولفہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ یہ کتاب والا جاہ مرحوم کی آخری تالیف ہے)	تصوف	اردو	بھوپال
۹-	منتخب زاد المتقین للشیخ عبدالحق دھلوی	دینیات		قلمی
۱۰-	عین الیقین ترجمہ اربعین امام غزالی رحمہ اللہ	دینیات	اردو	دہلی

WWW.UBQARI.ORG

تذکرہ امام محمد اسمٰعیل شہیدؒ

تصنیف
محمد خالد سیف

طارق اکیڈمی
ایس اے سنٹر چنیوٹ بازار۔ فیصل آباد

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت اول ..... مئی 1983ء
اشاعت دوم ..... ستمبر 1999ء

اہتمام ..... محمد سرور طارق
طباعت ..... زاہد بشیر پریس لاہور
قیمت ..... -/160 روپے



WWW.UBQARI.ORG

۱۱-	عاقبة المتقين	دینیات	اردو	آگرہ
۱۲-	فتح الخلاق بلطائف المنن و الاخلاق (یہ کتاب سنن الکبری الشعرانی کا مختصر ترجمہ ہے)	اخلاق	اردو	آگرہ
۱۳-	دواء القلب القاسی بتذکیر الموت الناسی	دینیات	اردو	آگرہ
۱۴-	ادامته لسکر بقلعة الصبر و الشکر	بیان صبر و شکر	اردو	آگرہ

(مآثر صدیقی حصہ چہارم)

☆.....☆.....☆

کتاب ''تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ'' میں سلسلہ نقشبندیہ کے باغات

نام کتاب:۔ تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ

مصنف:۔ محمد خالد سیف اسلامی نظریاتی کونسل (اسلام آباد)، طارق اکیڈمی (فیصل آباد)

نقشبند خاندان ولی اللّٰہی کی برکات:۔

اسلامی ہندوستان میں تحریک احیائے اسلام کی نشاط آفرینیوں کو اگر کسی مرکز و سرچشمہ کا کرشمہ قرار دیا جا سکتا ہے، تو اس کا دوسرا نام خاندان ولی اللّٰہی ہے۔ اس خاندان کا ہر فرد اصلاح و تجدید کے اُفق پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکا ہے۔ (علم و بصیرت) اور ذوق و اجتہاد سے سرشار یہی وہ گھرانہ ہے جس کے فیوض و برکات سے آج بھی اذہان و قلوب تابندہ و روشن ہیں اور آئندہ بھی جب کوئی قدم فکری و عملی نوعیت کا اسلام کی سربلندی کیلئے اُٹھے گا، تو ضرور ہے کہ وہ انہی خطوط کی روشنی میں اُٹھے، جن کی نشاندہی ان بزرگوں نے اپنے علم و کردار سے کی ہے۔

عزیزم مولانا محمد خالد سیف ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس قافلۂ عشق و وفا کی تمام سرگرمیوں کو ایک سلک میں پرو دیا ہے اور خاص سلیقے اور سلجھاؤ سے اس تمام مواد کو اپنی تصنیف ''تذکرۂ شہید رحمہ اللہ'' کے دامن میں سمیٹ لینے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۹)

شیخ قطب الدین رحمہ اللہ اور تصوف کی نسبت:۔

شیخ کمال الدین مفتی رحمہ اللہ کے بعد اُن کے ہونہار صاحبزادے شیخ قطب الدین رحمہ اللہ ان کے جانشین ہوئے افسوس کے آپ کے تفصیلی حالات کے بارے میں کتب تاریخ خاموش ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے فرزند شیخ عبدالمالک رحمہ اللہ جانشین ہوئے۔ آپ نے اپنے دور کے بڑے بڑے اساتذہ سے کسب فیض کیا اور ابتدائی عمر میں علوم وفنون میں کمال حاصل کرلیا۔ لوگ بڑے شوق سے آپ کے وعظ وارشاد کی مجلسوں میں حاضر ہوتے تھے۔ قدرتی طور پر خوش الحان تھے اور سوز و گداز اس پر مستزاد۔ اس لیے سامعین ایک خاص تاثیر لے کر رخصت ہوتے مگر افسوس کے عالمِ شباب میں ہی علم وعرفان کی ان محفلوں کو سونی چھوڑ کر راہی ملکِ عدم ہوئے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۱۹-۲۰)

شاہ عبدالرحیم نقشبندی رحمہ اللہ اور تصوف کی نسبت:۔

جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا گیا شیخ وجیہہ الدین رحمہ اللہ نے شیخ عبدالحکیم رحمہ اللہ، شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ اور شیخ ابوالرضا محمد رحمہ اللہ تین فرزند یادگار چھوڑے شیخ عبدالکریم رحمہ اللہ کے سوانح حیات سے کتب تاریخ بالکل خاموش ہیں۔ شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ عمر میں اگرچہ شیخ ابوالرضاء محمد رحمہ اللہ سے چھوٹے تھے تاہم زہد واتقاء اور علم و فضل کے اعتبار سے ان سے کہیں بڑھے ہوئے تھے۔ شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ وہی بزرگ ہیں جن کے لختِ جگر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے آفتاب جہاں تاب بن کر اپنے علم وفضل کی ضیاپاشیوں سے دنیا کو بقعۂ نور بنادیا۔

شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کی تاریخ ولادت کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ۱۰۵۴ھ میں آپ کی ولادت ہوئی اور یہ وہ دور تھا جس میں اورنگ زیب عالمگیر سریر آرائے سلطنت تھا اگرچہ آپ کے والد شیخ وجیہہ الدین رحمہ اللہ ایک ممتاز فوجی عہدے پر فائز تھے اور گھر میں ناز و نعمت کے تمام ساماں موجود تھے مگر یہ ناز برداریاں شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ کی طبیعت پر قطعاً اثر انداز نہ ہوئیں۔ آپ ہمیشہ درویش صفت ہی رہے۔

چار سال کی عمر میں آپ کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا۔ شیخ وجیہہ الدین رحمہ اللہ نے اپنے نونہال کو قرآن مجید کی تعلیم خود ہی دی۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ نے صرف و نحو اور ادب کی کتابیں پڑھ لیں، نو، دس سال کی عمر میں ''شرح عقائد'' اور ''حاشیہ خیالی'' وغیرہ کا درس اپنے برادرِ اکبر شیخ ابوالرضا محمد سے لیا۔ آپ نے مرزا محمد زاہد ہروی کے سامنے بھی زانوئے تلمذ طے کیے اور ان سے ''شرح مواقف'' اور تمام کلامی و اصولی کتابوں کا درس لیا۔ ذہانت و فطانت کا یہ عالم تھا کہ ''شرح مواقف'' ایسی مشکل کتاب کے بھی کئی کئی صفحات ایک ہی نشست میں پڑھ لیتے تھے۔ غرضیکہ دس سال کی عمر میں آپ نے صرف، نحو، ادب، کلام، اصول، معقول وغیرہ تمام علوم کی تکمیل کر لی اور پھر گیارہویں سال فقہ و حدیث کی تعلیم میں مصروف ہو گئے۔ اور ان میں بھی کمال مہارت حاصل کر لی۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

''میں اپنے والد بزرگوار کے علم کے آگے دنیا بھر کے علماء کے علوم کو بالکل ایسا دیکھتا ہوں جیسے دریا کے مقابلہ میں قطرہ''

شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کی تصنیفات اور کتب فقہ و حدیث پر ان کے حواشی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے اس قول میں قطعاً مبالغہ نہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اصلاح:۔

علومِ ظاہری میں تکمیل کے بعد آپ نے علوم باطنی کی طرف توجہ دینی شروع کی

اور اس غرض سے حضرت خواجہ محمد باقی رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت خواجہ خرد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری دی۔ پھر ان کے مشورہ سے ساداتِ بارہہ کے خاندان کے چشم و چراغ اور بہت بڑے بزرگ سیّد عبداللہ رحمہ اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔

دوسری بیعت اصلاح اور مجازیب سے ملاقاتیں:۔

ان کے علاوہ آپ نے خلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادی رحمہ اللہ اور سیّد عظمت اللہ رحمہ اللہ جیسے سلاطینِ علم و فضل سے اکتساب کیا اور ان سے بھی بیعت کی اجازت حاصل کی اور اسی اثنا میں آپ نے ہندوستان کے مختلف مقامات کا سفر اختیار کر کے بہت سے اہل اللہ اور مجذوبوں سے ملاقات کا شرف حاصل کر کے روحانی مدارج طے کیے اور اس طرح شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کی شخصیت علومِ ظاہری و باطنی کا سنگم بن گئی۔ آپ کے کمالِ علم و فضل کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب اورنگ زیب رحمہ اللہ نے ''فتاویٰ'' کی ترتیب کا کام وقت کے بڑے بڑے علماء و فضلاء کے ذمہ لگایا تو آپ کو بھی مدعو کیا گیا اور معقول مشاہرہ کے علاوہ جاگیر کی بھی پیشکش کی گئی تو آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن بعد میں والدہ کے اصرار کے پیش نظر اسے قبول کر لیا اور ''فتاویٰ'' پر نظر ثانی کر کے اس کی بعض فقہی غلطیوں کی اصلاح کی۔

آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ جس طرح آپ نے شرک و بدعت کے خلاف تصنیف و تالیف اور وعظ و ارشاد سے جہاد کیا اسی طرح اس مقصد کے حصول کیلئے ایک عظیم الشان مدرسہ کی بنیاد بھی رکھی جسے ''مدرسہ رحیمیہ'' کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ اس چشمۂ ہدایت سے بہت سے لوگوں نے کسبِ فیض کیا اور دور دراز سے آ کر تشنگانِ علوم نے اپنی تشنگی کو تسکین بخشی۔

شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے دو نکاح کیے۔ پہلا نکاح تو غالباً اس وقت کیا جب شیخ وجیہہ الدین رحمہ اللہ بقید حیات تھے مگر افسوس کہ اس کی تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں اور

آپ نے دوسرا نکاح شیخ محمد رحمہ اللہ کی صاحبزادی سے کیا تھا۔ پہلی بیوی کے بطن سے ایک صاحبزادہ صلاح الدین رحمہ اللہ پیدا ہوا تھا جو کہ عالمِ شباب میں فوت ہو گیا اور دوسری بیوی کے بطن سے شاہ ولی اللہ اور شاہ اہل اللہ دو قابل فخر فرزند تولد ہوئے۔ بالآخر ۱۲ صفر ۱۱۳۱ھ میں علم و عمل کا یہ آفتاب ستر سال تک ضیا پاشیوں کے بعد پوری دنیا کو سوگوار چھوڑتے ہوئے عہدِ فرخ سیر میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دہلی کے اُفق پر غروب ہو گیا۔ نور اللہ مرقدہ۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۲۴-۲۶)

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نقشبندی رحمہ اللہ:۔

شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے ولی اللہ اور اہل اللہ رحمہما اللہ دو صاحبزادے یادگار چھوڑے اوّل الذکر وہی شخصیت ہے جو دنیا میں عارف باللہ حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے اسم گرامی سے مشہور و معروف ہے اور جس کے علمی تبحر اور فضل و کمال کے پیش نظر اس خاندان کا شہرہ چہار دانگ عالم میں پھیل گیا۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۲۷)

ولادت:۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ چہار شنبہ کے دن طلوع آفتاب کے وقت شیخ محمد رحمہ اللہ کی دختر فرخندہ اختر کے بطن اطہر سے متولد ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ کے والد گرامی کو خواب میں بشارتیں دی گئی تھیں کہ تمہارے ہاں ایک ایسا فرزند جنم لے گا جو اپنے علم و فضل کی بدولت دنیا کیلئے سرچشمۂ ہدایت ثابت ہوگا۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۲۷)

تعلیم و تربیت:۔

شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے اپنے نونہال کی تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

اپنے والد گرامی کے علاوہ آپ نے شیخ محمد افضل سیالکوٹی رحمہ اللہ، شیخ وفد اللہ مکی بن شیخ محمد سلیمان مغربی رحمہ اللہ، شیخ ابوطاہر الکردی بن شیخ ابراہیم الکردی المدنی رحمہ

اللہ جیسے علماء وفضلاء سے بھی ''مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، مؤطا امام محمد، کتاب الآثار، اور مسند دارمی، وغیرہ کتب حدیث پڑھیں۔ یاد رہے کہ عربی مشائخ سے آپ نے حرمین شریفین کے قیام کے زمانہ میں استفادہ کیا تھا۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۲۷-۲۸)

سندِ فراغت:۔

چودہ سال کی عمر میں جب آپ نے تمام مروّجہ علوم کی تکمیل کر لی۔ شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے آپ کو سندِ فراغت سے نوازنے کے موقع پر ایک خاص جلسہ منعقد کیا جس میں شہر کے تمام بڑے بڑے علماء، مشائخ، قضاۃ اور فقہاء کو مدعو کیا اور سب کی موجودگی میں اپنے بلند اقبال صاحبزادے کی دستار بندی کی اور آپ کے علم و عمر کی ترقی کیلئے دعا مانگی مجلس میں موجود تمام علماء وفضلاء نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ شیخ کی خدمت میں مبارکباد پیش کی۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۲۸)

سلسلہ نقشبندیہ میں خلافت:۔

پندرہویں سال میں قدم رکھا تو آپ کے والد ماجد نے علم وباطن کے شرف سے بھی آپ کو معزز وممتاز کرنا چاہا، چنانچہ آپ نے ان سے بیعت کی اور اشغال صوفیہ خصوصاً طریقہ نقشبندیہ میں اپنا زیادہ وقت صرف کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ والد صاحب کی زندگی ہی میں سلوک وعرفان کے اعلیٰ مدارج طے کر لیے اور اس علم کو بھی عروج کمال تک پہنچا دیا، چنانچہ انہوں نے آپ کو بیعت وارشاد کی بھی اجازت دے دی۔ اور باطنی علوم کے متعلق مزید جو کچھ تلقین کرنا چاہا وہ بھی کر دیا۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۲۸)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ذوق تصوف پر مایہ ناز کتب

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	فن	مختصر کیفیت

۱-	حجة الله البالغه	عربی	اسرارِ شریعت	اسرار حدیث اور مصالحِ احکام ایسے دلنشیں انداز میں بیان کیے گئے ہیں کہ اس کی مثال متقدمین کے ہاں ملنی بھی مشکل ہے، حکمت، حدیث، فقہ، تصوف، اخلاق اور فلسفہ وغیرہ بہت سے علوم اس کتاب میں ہیں:
۲-	فیوض الحرمین	عربی	تصوف	اس رسالہ میں حرمین کے واقعات کے علاوہ تصوف کے بہت سے مبحث آ گئے ہیں۔
۳-	الطاف القدس	فارسی	تصوف	اس میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے الہامات کو ذکر کیا ہے
۴-	الدر الثمین فی مبشرات النبی الکریم	عربی	تصوف	اس میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے والد بزرگوار اور عم محترم شیخ ابوالرضا محمد رحمہما اللہ کے وہ واقعات لکھے ہیں جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی روح مبارک سے حاصل کیے۔
۵-	شرح رباعیتین	فارسی	تصوف	یہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی دو رباعیوں کی نہایت عمدہ شرح ہے۔

WWW.UBQARI.ORG

٦-	الحبیب المنعم فی مدح سید العرب والعجم	فارسی	سیرت	جیسا کہ نام سے ظاہر ہے آنحضرت ﷺ کی تعریف میں یہ ایک مایہ ناز تالیف۔
٧-	سطحات	فارسی	تصوف	اس رسالہ میں اسم الٰہی، اصطلاحات صوفیہ اور تصوف کے بہت سے رموز و ارشادات کی تشریح ہے۔
٨-	انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ	فارسی	تصوف	اس میں اولیاء اللہ کے حالات واقعات مذکور ہیں۔
٩-	ہوامع شرح حزب البحر	فارسی	ادعیہ	دعاء حزب البحر کی نہایت عمدہ شرح ہے۔
١٠-	القول الجمیل	عربی	تصوف	
١١-	العطیة العمدة فی الانفاس المحمدیه	عربی	تصوف	
١٢-	مکتوبات	فارسی	تصوف	
١٣-	مکتوب مدنی	فارسی	تصوف	
١٤-	ہمعات	فارسی	تصوف	
١٥-	لمعات	فارسی	تصوف	
١٦-	خیر کثیر	فارسی	تصوف	
١٧-	شفاء القلوب	فارسی	تصوف	
١٨-	البدور البازغه	فارسی	تصوف	

WWW.UBQARI.ORG

۱۹-	زہراوین	فارسی	تصوف	
۲۰-	تفہیمات	فارسی	تصوف	
۲۱-	عوارف	عربی	تصوف	
۲۲-	الامداد فی مآثر الاجداد	فارسی		
۲۳-	نبذۃ الابریزیہ فی لجنتہ العزیزیہ	فارسی		

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۴-۳۷)

اہلیہ کی بیعت اصلاح:۔

مولانا علاؤ الدین صاحب پھلتی رحمہ اللہ کی دختر فرخندہ اختر فاطمہ آپ کے حبالۂ عقد میں تھیں، یہ وہی سعادت مند خاتون ہیں جس کے بطنِ اطہر سے حضرت امام محمد اسماعیل رحمہ اللہ نے جنم لیا جن کے غلغلۂ علم وعمل سے چار دانگِ عالم گونج اُٹھا جب آپ کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ کا خیال تھا کہ آپ کی رضاعت کے فرائض کسی نیک انّا کے سپرد کر دیئے جائیں مگر اس نیک بخت خاتون نے اسے تسلیم نہ کیا اور اپنے لاڈلے کو خود ہی دودھ پلایا۔

آپ کو اپنے فرزند ارجمند کی معیت میں حجِ بیت اللہ کی بھی سعادت نصیب ہوئی اور آپ حضرت سیّد احمد سے بیعت بھی تھیں۔ حج کے موقع پر مکہ معظمہ میں ہی قیام پذیر تھیں کہ سخت بیمار پڑ گئیں اور آخر کار پیام اجل آپہنچا اور عازم ملک عدم ہو گئیں جنت المعلّی میں آپ محوِ استراحت ہیں غفر اللہ لہا ونوّر مرقدھا۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۵۵-۵۶)

حضرت شاہ عبدالعزیز نقشبندی سے بیعت اصلاح:۔

حضرت امام ہمام مجاہد کبیر شہید رحمہ اللہ سعید سیّد احمد بن عرفان بن نور حسنی بریلوی رحمہ اللہ، شیخ الاسلام قطب الدین محمد بن احمد مدنی رحمہ اللہ کی اولاد میں سے تھے اور

آپ کا سلسلہ نسب ۳۶ واسطوں سے سیّدنا امیر المومنین حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جا پہنچتا ہے آپ ۶ صفر ۱۲۰۱ھ (۲۹ نومبر ۱۷۸۶ء) کو پیر کے دن رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کو مکتب میں بٹھا دیا گیا لیکن کوششوں کے باوجود آپ کی طبیعت تحصیلِ علم کی طرف مائل نہ ہوئی لیکن اس کی وجوہ معلوم نہیں ہوسکیں اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ آپ تمام عمر ناخواندہ ہی رہے جیسا کہ بعض لوگوں نے امیت کا افسانہ مشہور کر رکھا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ عربی فارسی بخوبی جانتے تھے۔ جب ۱۲۲۲ھ میں دہلی گئے اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے آپ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اور اپنے بھائی عبدالقادر رحمہ اللہ کے پاس اکبر آبادی مسجد میں آپ کے قیام کا انتظام کر دیا وہاں آپ نے شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ سے عربی و فارسی کی کتابیں پڑھیں پھر شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے بیعت کی حتیٰ کہ علم و معرفت میں آپ کو بہرہ وافر نصیب ہوگیا۔ اس وقت آپ کے مفصل حالات بیان کرنا مقصود ہے اور نہ اس کی گنجائش آپ کے سوانح حیات میں کئی ضخیم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۴۷-۷۵)

مرشد کا مرید سے تعلیم حاصل کرنا:۔

اس وقت یہ بیان کرنا مطلوب ہے کہ حضرت امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے جن بہت سی سعادتوں سے نواز، ان میں سے ایک قابل فخر یہ بھی ہے کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت امیر المومنین سیّد احمد شہید رحمہ اللہ نے بھی آپ سے کسبِ فیض کیا، تعلیم حاصل کی اور آپ کے تلامذہ میں شامل رہے چنانچہ امیر شاہ خاں صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''میرے اُستاد میاں جی محمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میں نے مولانا محمد اسحٰق صاحب رحمہ اللہ سے ''کافیہ'' شروع کیا تھا۔ اور سیّد صاحب رحمہ اللہ جب تشریف لائے تو انہوں نے شاہ اسحٰق صاحب رحمہ اللہ سے ''میزان'' شروع کی تھی اور اتنی جلدی

ترقی کی کہ نصف سے آگے مجھے "کافیہ" میں پکڑ لیا اور "کافیہ" ہی پڑھتے ہوئے انہوں نے "مشکوٰۃ" بھی شاہ صاحب رحمہ اللہ سے شروع کر دی اور کوئی کتاب مولوی اسماعیل صاحب رحمہ اللہ سے بھی پڑھتے تھے" (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۷۵)

مولانا سخاوت جونپوری رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

مولانا سخاوت علی بن رعایت علی بن درویش علی بن نذر علی عمری جونپوری رحمہ اللہ مشہور علماء میں سے ہیں۔ آپ ۱۲۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے چھوٹی کتابیں مولانا قدرت علی ردولوی رحمہ اللہ سے اور متوسط مولانا احمد اللہ انامی رحمہ اللہ اور مولانا احمد علی چریا کوٹی سے پڑھیں۔ جب کہ مطولات کی تعلیم آپ نے حضرت امام محمد اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحئ بڑھانوی رحمہما اللہ سے حاصل کی۔ حضرت سیّد احمد رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کچھ مدت تک ان کے ساتھ رہے پھر جونپور واپس آ گئے۔

آپ بہت بڑے عالم، محدّث، فقیہہ اور زاہد تھے گوناگوں اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے، خلقِ خدا نے آپ سے بہت فائدہ اُٹھایا۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۷۵-۷۶)

مولانا عبداللہ علوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

مولانا عبداللہ بن قاسم علی خاں رحمہ اللہ جہابذہ علماء کرام میں سے تھے۔ آپ کا اصلی وطن مؤ قائم گنج ضلع فرخ آباد تھا۔

آپ سیّد احمد صاحب رحمہ اللہ سے بیعت بھی تھے اُردو، عربی اور فارسی تینوں زبانوں میں شعر کہتے تھے لیکن اصلاً فارسی کے شاعر تھے آپ کی نظم ونثر کے کچھ نمونے "آثار الصنادید" میں دیکھے جا سکتے ہیں سیّد صاحب رحمہ اللہ کی مدح میں آپ نے درج ذیل اشعار کہے۔

برخیز ای نہار گلستانِ احمدی
کاندر سرِ زمانہ ہوائے تو یافتند

آں گوہرے کہ حاصل صد گنج شائگان
یک فلس رالکان زبہائے تو یافتند
آں لالۂ شگفتہ باغ صیاد تھے
کز گلشن مدینہ صبائے تو یافتند
بگذار کوہسار باوغاں سنگ دل
کایں ابلہاں نہ قیمت جائے تو بافتند
دریاب ای مسیح کہ دل خستگانِ کُفر
بنہادہ گوشِ دل بصدائے تو یافتند
بشتاب ای کلیم کہ لب تشنگانِ دین
آبِ جگر بضربِ عصائے تو یافتند
امروز سرخروئے اسلام در جہاں
موقوفِ تیغ کفر زادئے تو یافتن

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۷۸-۸۰)

مولانا عبدالہادی جھومکوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

حضرت مولانا عبدالہادی جھومکوی رحمہ اللہ علاقہ چمپارن کے ایک گاؤں ''جھومکا'' میں ۱۲۰۵ھ میں ایک بُت پرست گھرانے میں پیدا ہوئے، کتابت، حساب، انشاء، تاریخ اور انگریزی زبان کی تعلیم حاصل کی نیز اُمورِ سلطنت سے متعلق قوانین کا نہ صرف مطالعہ کیا بلکہ انہیں ازبر بھی کیا۔ ایک امتحان کے سلسلہ میں عظیم آباد گئے کہ خوش قسمتی سے حضرت سیّد احمد رحمہ اللہ کی زیارت ہوگئی۔ آپ ان دنوں حجازِ مقدس کی طرف جاتے ہوئے یہاں فروکش تھے۔ مقدر کا ستارہ چمکا اور آپ حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے کفر سے تائب اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۸۱)

WWW.UBQARI.ORG

سیّد محمد بن اعلیٰ نصیر آبادی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

مولانا سیّد محمد بن اعلیٰ بن محمد بن تقی بن عبدالرحیم بن ہدایت اللہ حسنی نصیر آبادی رحمہ اللہ بہت بڑے عالم وعابد تھے۔ آپ نے پہلے لکھنؤ کے اساتذہ سے پڑھا اور پھر مزید تحصیل علم کیلئے حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمتِ اقدس میں حاضری دی۔ آپ سیّد صاحب رحمہ اللہ سے بیعت بھی تھے۔ ایک مدّت تک ان کے ساتھ رہے پھر درس وتدریس میں مشغول ہو گئے مولانا عبدالحیٔ رحمہ اللہ بن فخر الدین صاحب ''نزہۃ الخواطر'' کے دادا مولانا سیّد عبدالعلی رحمہ اللہ جوان کے برادر عم زاد تھے۔ سیّد خواجہ احمد نصیر آبادی رحمہ اللہ اور بہت سے دوسرے لوگوں نے آپ سے کسب فیض کیا۔ ہفتہ کی رات یکم شعبان ۱۲۸۶ھ میں بعمر ۷۰ سال بہ عارضۂ فالج اللہ کو پیارے ہو گئے۔
(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۸۱-۸۲)

درس میں مریدین کی کثرت:۔

مولانا عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''دینیات کی تعلیم کیلئے مکان پر بعد نمازِ ظہر تا نمازِ عصر قرآن وحدیث کا درس دیتے مولوی عبداللہ آپ کے خلفِ اکبر قاری ہوتے۔ دوسرے علماء ایک تفسیر ہاتھ میں لے بیٹھتے۔ علماء کے علاوہ مریدوں کی بڑی بڑی بھاری صف ہوتی۔ ''قرآن مجید'' اور ''بلوغ المرام'' کا لفظی ترجمہ مردوں، عورتوں اور بچوں کو پڑھواتے تاکہ لوگ اللہ کی مرضی اور غیر مرضی (امر ونہی) سے آگاہ ہو جائیں۔ ان پڑھ بھی نمازوں میں اپنے پڑھنے کی سورتوں اور دعاؤں کے معانی اور مطالب سے خوب آگاہ ہوتے (عام واقفیت کیلئے سوائے ترجمہ کے دوسری سبیل نہیں) جناب نے شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نبیرۂ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ دہلوی کی خدمت میں ترجمہ قرآن از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ اور رسائل مولانا اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ کے ارسال کی درخواست کی اور جناب شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ارسال فرمانے پر پہلے مطبع حسینی لکھنؤ

میں ان کے طبع کرانے کی سعی فرمائی بعد انکار صاحب مطبع، آپ نے زمانہ دور دیر بنگال کے اس خدمتِ طبع کو اپنے خلیفہ مولوی بدیع الزمان صاحب برودوانی کے حوالہ فرمایا۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۸۵-۸۶)

سفر آخرت:۔

۲۲ محرم ۱۲۶۹ھ (۵ نومبر ۱۸۵۲ء) کو بعارضہ خناق راہگرائے ملک بریں ہوئے ستھانہ میں آپ کی قبر ہے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۸۷)

مولانا جعفر علی بستوی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

مولانا جعفر علی بستوی بن قطب علی حسینی نقوی بستوی رحمہ اللہ مہ امیر ضلع بستی (یو۔ پی) میں ۱۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی اور تکمیل کیلئے لکھنؤ تشریف لے گئے آپ کو حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے بھی تلمذ کی سعادت نصیب ہوئی نیز حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ سے بیعت بھی تھے۔ آپ کے چھوٹے بھائی سید حسن علی اور والد صاحب تو تکیہ شریفہ جا کر بیعت کر چکے تھے مگر آپ علالتِ طبع کے باعث نہ جا سکے۔ ان کی طبیعت پر سیّد صاحب رحمہ اللہ کا رنگ دیکھ کر آپ بھی بہت بے قرار تھے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۸۹)

یاد رہے مولانا جعفر علی صاحب حضرت امام صاحب کے تلمیذ رشید ہونے کے علاوہ آپ کے کاتب خاص بھی تھے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۹۱)

سفر پر روانگی سے قبل تبرکاً تجدید بیعت:۔

۸ ذوالحجہ کو سنت کے مطابق حج کیلئے روانہ ہوئے تمام مشاعر پر طویل دعائیں کیں۔ عقبہ کے مقام پر تمام رفقاء نے ازسرِ نو تبرکاً سیّد صاحب سے بیعت کی تجدید کی۔ سب سے لمبی دعائیں عرفہ کے دن جبلِ رحمت کے دامن میں کی گئیں اس مبارک دن اور مقام کے تقدس کے پیش نظر پھر بیعت کی گئی۔

مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ نے حرم پاک میں مشکوٰۃ اور حضرت امام

صاحب رحمہ اللہ نے اپنے جدّ امجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی حکمت، فقہ، تصوف، فلسفہ اور سیاست سے اہل عرب کو متعارف کرانے کیلئے ان کی تصنیف لطیف "حجة الله البالغة" کا درس دینا شروع فرمادیا۔ سیّد صاحب رحمہ اللہ کے وہ ملفوظات جو حضرت امام صاحب رحمہ اللہ نے مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ کے اشتراک سے "صراطِ مستقیم" کے نام سے ترتیب دیئے ہیں مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ نے اسی اثنا میں ان کا عربی میں ترجمہ بھی کیا تاکہ اہلِ عرب سیّد صاحب رحمہ اللہ کے علوم و معارف سے بھی استفادہ کرسکیں بعض رفقاء نے بھی اس عربی ترجمہ کی نقلیں لے لی تھیں۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۱۲۸-۱۲۹)

سیّد صاحب کے مرید کے اشعار:۔

حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ کے ایک مرید خاص اور تحریک کے شاعر جناب مومن کے ایک فارسی نعتیہ قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ایں عیسویاں بہ لب رساند
جانِ من و جاں آفرینش
مگزار کہ پائمال گرویم
زاں سیم سرانِ آفرینش
تا چند بہ خواب ناز باشی
فارغ زفغانِ آفرینش
مومن شدہ ہم زبانِ عرفی
ازبہر امانِ آفرینش
"برخیز کہ شورف کفر برخاست
اے فتنۂ نشانِ آفرینش!"

عبقات تصوف کی مشہور کتاب:۔

امام صاحب رحمہ اللہ کی تصوف کے موضوع پر یہ نہایت بلند پایہ اور گراں قدر تصنیف ہے جو مقدمہ، چار اشارات اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی کتب تصوف مثلاً ''لمعات، سطعات، ھمعات'' اور ''ھوامع'' وغیرہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے ''مکتوبات'' شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی ''فتوحات'' اور اپنے اعمام کرام رحمہم اللہ کی کتب کے حاصل مطالعہ کو نہایت سلیقہ اور اپنی طرف سے حک و اضافہ کے ساتھ مرتب فرمایا ہے ان مذکورہ ائمہ کرام کے تذکرہ کے بعد جن کی کتب سے آپ نے استفادہ کیا، فرماتے ہیں:

''اردت ان اسرج فی سبیل المبادی سراجاً یھتدی بہ السالکون و أضع فی مدارج المقدمات معراجاً یر تقی علیہ الطالبون فالفت رسالۃ تکون کالبرزخ بین ماظھر بالعیان و مائبت بالتبیان و کالو صلۃ بین ما فازبہ ارباب الکشف و بین ماوصل الیہ آل البرھان ثم ان ما اودعتہ رسالتی و ان لم یکن عین ما تلقیۃ من ائمتی الانہ کالاصل لھٰذا الشجر والبذر لھذا الثمر شعر۔''

کذالك تنشأ لینة ھو عرقھا

وحسن نبات الارض من کرم البذر

مقدمہ چار عبقات پر مشتمل ہے پہلے عبقہ میں علم کے اسباب و ذرائع پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تین ہیں (۱) محسوس سے اخذ کرنا، (۲) معلوم سے مجہول کی طرف انتقال (۳) تلقی من الغیب۔ دوسرے عبقہ میں فرمایا کہ علم نقلی نظریات سے تعلق رکھتا ہے اور علم معتدبہ کے تین اسباب ہیں۔ ۱۔ عقل، ۲۔ نقل۔ ۳ کشف اور ان میں سے ہر ایک میں خلل واقع ہوسکتا ہے لیکن جب خلل نہ ہو تو ان میں تناقض نہیں ہوتا۔ تیسرے عبقہ میں اس بات کی تردید کرتے ہوئے کہ نقل مفید یقین نہیں۔ فرماتے ہیں:

WWW.UBQARI.ORG

"قد تفوه بعض من لم يرزق الفهم بامر فظيع ان النقل لايفيد العلم القطعي زاعماً انه انما يفيد العلم بواسطة اللفظ و افادته للمعنىٰ موقوفة على العلم بوصفه له.....الخ

چوتھے عبقہ میں الہام کے مفید علم نہ سمجھنے والوں کی تردید کی ہے اور اپنے موقف کو کتاب وسنت کے دلائل کے ساتھ مدلل طور پر بیان فرمایا ہے۔

مقدمہ کے بعد کتاب کے عنوانات "اشارہ" سے شروع ہوتے ہیں۔ پہلے اشارہ میں ۴۳ عبقات اور خاتمہ ہے اس میں تجلیات کی بحث نہایت احسن پیرایہ میں کی گئی ہے تیسرے اشارہ میں ۱۲ عبقات ہیں اور ان میں ایجاب واختیار کی بحث ہے چوتھے اشارہ میں ۱۲ عبقات ہیں ان میں کمال نفس کے مراتب پر بحث ہے خاتمہ پانچ عبقات پر مشتمل ہے عالمِ مثال پر بحث کے ضمن میں تیسرے عبقہ میں فرماتے ہیں۔

المجاهد بالوجود المثالي ليس من اهل السنة حقابل فيه شوب من الاعتزال لما انه يفرّ الى تاويل الف الف بل اكثر تاويلاً بعيداً

"وجود مثالی کا منکر قطعی طور پر اہلِ سنت سے خارج ہے کیوں کہ اس میں اعتزال کا شائبہ پایا جایا ہے کیوں کہ وہ ہزار قسم کی بعید از قیاس تاویلیں کرتا ہے۔"

مختصر یہ کہ آپ کی یہ عظیم الشان کتاب آپ کی دقتِ نظر اور علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت تامہ کا ایک بین ثبوت ہے ذات، صفات، تجلیات، علم حق، تجد د امثال، تنزلات ستہ، خیر وشر، حق و باطل، ماہیت معاد، منازلِ قرب، طریقہ صوفیہ، عبدورب کا تعلق، وحدت الوجود اور اس نوع کے دیگر عنوانات پر آپ نے جس خوبی سے کتاب وسنت اور علماء تصوف کے ارشادات کی روشنی میں بحث فرمائی ہے اس کا اندازہ احبابِ ذوق ہی کر سکتے ہیں۔ آپ کا اس کتاب کی شرح لکھنے کا بھی ارادہ تھا

WWW.UBQARI.ORG

لیکن وہ جہاد میں مصروفیت کے باعث پورا نہ ہوسکا۔

یہ کتاب سب سے پہلے مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ کی فرمائش پر دیوبند سے شائع ہوئی تھی دوسری مرتبہ ۱۳۸۰ھ میں مجلسِ علمی کراچی نے ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۲۳۷ صفحات پر نہایت خوبصورت انداز میں ٹائپ پر زیورِ طباعت سے آراستہ کرائی ہے اس وقت یہی نسخہ ہمارے پیشِ نظر ہے مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ نے اس کا اُردو میں ترجمہ کیا تھا جو کہ مکتبہ نشاۃِ ثانیہ حیدرآباد سے شائع ہو چکا ہے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۲۶۱-۲۶۳)

حقیقت تصوف:۔

اس کا ذکر کرتے ہوئے مولانا فضل حسین صاحب بہاری لکھتے ہیں:۔

''ایک کتاب آپ نے لکھی جس کا نام ''حقیقتِ تصوف'' تھا۔ اب یہ نایاب ہوگئی ہے اس میں آپ نے سچے صوفیوں کی تعریف لکھی ہے۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۲۷۲)

قصیدہ دَر مدح حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ:۔

تذکرہ نگاروں نے گو اس کا ذکر کیا ہے لیکن افسوس کہ کسی نے بھی اسے نقل نہیں کیا۔ صرف مولانا تھانیسری رحمہ اللہ نے اس قصیدہ کے سات آٹھ اشعار نقل فرمائے ہیں ان میں سے ابتدائی دو شعر درجِ ذیل ہیں۔

بیاد تہنیتِ شجرہ امامت کُن
کہ بعد گم شدنش ہاں چگونہ گشت پدید
ہزار شکر بہ یزداں پاک کز فضلش
زنور قدسی غیبش کہ قطرئہ بہ چکید

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۲۷۳)

WWW.UBQARI.ORG

متقدمین متصوفین کے اقوال

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

"لا یکمل ایمان امرٍ حتی یکُوْن النَّاس عندہ کالا باعر"

کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ سب آدمی اس کی نظر میں (عظمت الٰہی کے مقابلہ میں) اونٹ کی مینگنی جیسی نہ ہوں۔

امام یافعی رحمہ اللہ نے بھی شیخ موصوف کا یہ عقیدہ لکھا ہے:

''تمام مخلوقات ملائکہ وجن وانس وعرش وکرسی ولوح وقلم وزمین وآسمان وغیرہ اللہ جل جلالہٗ کی عظمت کبریائی کے مقابلہ میں رائی کے دانہ سے بھی حقیر ہیں''

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایمان کسے تمام نہ شد تا ہمہ خلق نزدِ او ایں چنیں نہ نماید کہ پشک شُتر''

سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا ارشاد بھی سنیے اور سر دُھنیے، فرماتے ہیں:

"اجعل الخلیقة اجمع کرجل کتفه سُلطان عظیم ملکه، شدید امره مهولة شوکته و سطوته، ثم جعل الفلة فی رقبتهٖ مع رجلیه ثم صلبه علی شجرة الأرز علی شاطئ نهر عظیم موجه فسیح عرضه عمیق غررة، شدید جریه ثم جلس السُلطان علی کُرسی عظیم قدره عال سمأ ه بعید مرامه، ووصوله، و ترک الٰی جنبهٖ احمالا مِن السهام والرماح والقسی ممالا یبلغ قدرها غیره فجعل یرمی الیٰ المصلوب بماشاءَ من ذالك من السلاح"۔

تمام مخلوق کو اس آدمی کی طرح سمجھو کہ جس کو کسی ایسے بادشاہ نے گرفتار کرلیا ہو جس کا ملک بڑا، حکم سخت اور دبدبہ غلبہ خوفناک ہو پھر اس بادشاہ نے اس آدمی کے پاؤں اور گردن میں طوق وسلاسل ڈال کر اسے صنوبر کے درخت پر ایک بڑے مواج اور تلاطم خیز، وسیع و

عریض دریا کے کنارے سُولی پر چڑھایا ہو پھر وہ بادشاہ ایک شاندار کرسی پر جلوہ افروز ہو اور تیر و کمان اور شمشیر و سناں اور دیگر ہتھیاروں کے لاتعداد انبار لگا لے اور اس مصلوب شخص پر جس ہتھیار کو چاہے چلائے (پس جس طرح اس بادشاہ) کے سامنے یہ مصلوب لاچار ہے اسی طرح تمام مخلوق خدا تعالیٰ کے سامنے عاجز و لاچار ہے۔

شیخ المشائخ قطبِ عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

انہ' عبد ذلیل والرب رب جلیل سرگردانی در مقام عبودیت و ذل کوور مقابلہ عالمِ ربوبیت ہمہ راست بر طریق عموم انبیاء و اولیاء ہمہ حیران و سرگرداں اند۔

بے شک بندہ ذلیل ہے اور رب بزرگی والا، سرگردانی مقامِ عبودیت میں اور وجود کا عالمِ ربوبیت کے مقابلہ میں ذلیل ہونا سب سچ ہے اور بہ طریق عموم انبیاء و اولیاء تمام حیران و پریشان ہیں۔

حضرت شیخ اکبر امام محی الدین ابنِ عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فان کل شئی فی العالم بالنظر الیٰ عظمة اللهِ حقیر"

دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی عظمت کے مقابلہ میں حقیر ہے۔

اور حضرت امام احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

عالم را با صانع خویش ہیچ نسبت نیست مگر آنکہ مخلوق و ذلیل ست

دینا کو اپنے صانع کے ساتھ کوئی نسبت نہیں مگر یہ کہ مخلوق و ذلیل ہے۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۲۷۹-۲۸۱)

مفتی عبدالقیوم رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم بن مولانا عبدالحئی بڑھانوی رحمہ اللہ۔ آپ کی

ولادت ۱۲۳۱ھ میں ہوئی آپ نے بچپن میں ہی قرآنِ مجید حفظ اور حضرت سیّد احمد صاحب رحمہ اللہ کی بیعت کر لی تھی آپ نے کتب صرف ونحو شیخ نصیر الدین شافعی دہلوی اور بعض دیگر درسی کتب مولانا نصیر الدین لکھنوی رحمہ اللہ سے پڑھیں۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۲۷)

نواب پھوپالی کے والد کی بیعت اصلاح:۔

حضرت نواب والا جاہ السیّد ابوالطیب صدیق بن حسن بن علی بن لطف اللہ الحسینی البخاری القنوجی۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام شہید حسین بن علی رضی اللہ عنہما تک منتہی ہوتا ہے آپ کی ولادت باسعادت بروز اتوار مورخہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۸ھ میں ہوئی آپ کے والد ماجد بہت بڑے عالم وفاضل اور عابد وزاہد تھے۔ شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ وشاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے تلمیذ اور حضرت سیّد احمد رحمہ اللہ کے مُرید تھے۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۲۸)

قطب وقت کا انتقال:۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب پھلتی حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے برادرِ اکبر حضرت شاہ اہل اللہ رحمہ اللہ کے پوتے تھے۔ حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ نے تمام انتظامی امور آپ کو سونپ رکھے تھے۔ حافظ قرآن بھی تھے قضا حوائج بشریہ کے سوا ہر وقت قرآنِ حکیم کی تلاوت میں رطب اللسان رہتے تھے۔ سفرِ جنگ شیدو میں علیل پڑ گئے تو سیّد صاحب رحمہ اللہ نے گاؤں بھیج دیا جو کہ اوچ اور بھانڈا کے درمیان تھا۔ مرض شدت اختیار کرتا گیا اور وہ بالآخر اسی گاؤں میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ قاضی احمد اللہ میرٹھی رحمہ اللہ نے تجہیز وتکفین کا سامان پیدا کیا، سیّد صاحب رحمہ اللہ نے جنازہ پڑھایا اور حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا "یوسف جی اس لشکرِ اسلام کے قطب تھے آج لشکر قطب سے محروم ہو گیا" آپ بڑے قانع، زاہد، متوکل، مستقیم الحال اور مستقل مزاج تھے ملاحظہ فرمائیے و صایا الوزیر ج۲ ص ۱۱۰-۱۶۲۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۳۳-۳۳۴)

مولانا کرامت علی کی خلافت:۔

حنفی مکتبِ فکر کے یہ مشہور بزرگ مولانا کرامت علی صاحب جونپوری حضرت سیّد احمد صاحب رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے تھے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۳۵)

حضرت شاہ غلام علی نقشبندی رحمہ اللہ کے مجاہدات:۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ بڑے عالم و فاضل اور زاہد و عابد بزرگ تھے ۱۱۵۶ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ابتداً اپنے علاقہ میں علم حاصل کیا اور پھر علمی تشنگی کی مزید تسکین کیلئے سوئے دہلی روانہ ہوگئے اور وہاں دودمانِ عالی ولی اللّٰہی کے چشمہ صافی سے سیرابی حاصل کرنے کیلئے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ''صحیح بخاری'' کا درس لیا۔ ۲۲ سال کی عمر میں شیخ جانجاناں علوی دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرصہ دراز تک ان کے پاس اوراد و وظائف میں مشغول رہے اور جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے جانشین بن گئے آپ کا معمول تھا کہ روزانہ دس ہزار مرتبہ نفی واثبات کا وظیفہ کرتے، اسمِ ذات کے وظیفہ، استغفار اور درود شریف کا تو شمار ہی نہ تھا اس کے علاوہ دس پارے یومیہ تلاوتِ قرآنِ پاک کرتے۔ پانی سے روزہ افطار کرتے اور زمین سے ہی بستر کا کام لیتے قریباً پندرہ برس آپ کا یہ معمول رہا ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ میں آپ اللہ کو پیارے ہوگئے اور دہلی میں مدفون ہیں نور اللہ مرقدہٗ مزید حالات کیلئے ملاحظہ فرمائیے۔ واقعات دارالحکومت دہلی ج ۲ ص ۱۵۳-۱۵۵، برکات الاولیاء ص ۱۸۵، گلزارِ اولیاء: ص ۴۷-۵۴، تذکرہ اولیائے ہندو پاکستان، ص ۴۶۱-۴۶۷، انوار العارفین، ص ۴۷۰-۴۸۱، ضمیمہ مقامات مظہری، ص:۱-۳۸، رودِ کوثر، ص:۶۴۳-۶۵۳، علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) ج:۱، ص:۳۶۰، نزہۃ الخواطر، ج ۷، ص ۳۵۶-۳۵۷، خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۶۹۳، حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۰۸-۳۳۰، تاریخ اولیائے دہلی، ص ۱۳۰، تذکرہ علماء ہند اُردو، ص ۳۶۴، آثار الصنادید، ص ۲۰۷-۲۱۲۔ بحوالہ تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۳۶)

سید ابو احمد بحیثیت مرید و مرشد:۔

حضرت سیّد ابو احمد حسن بن علی حسینی بخاری قنوجی رحمہ اللہ علیہ ۱۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۵۳ھ میں وفات پا گئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز، رفیع الدین اور عبدالقادر رحمہم اللہ سے آپ کو تلمذ حاصل تھا اور حضرت امام صاحب رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ سے بے پناہ محبت کرتے تھے حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ ان کی معیّت میں خراسان بھی گئے۔

جن لوگوں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے ہدایت حاصل کی ان کی تعداد تقریباً دس ہزار ہے۔ آپ تقویٰ، عمل تاثیر وعظ، قلتِ حرص، ایثار اور وجاہت و ہیبت کے اعتبار سے اللہ کی نشانیوں میں سے ایک تھے ساری زندگی اطاعتِ الٰہی میں بسر کی مقلد اور عالم بالکتاب والسنہ تھے۔ آپ کا ارادہ تھا کہ ہندوستان سے ترکِ سکونت کر کے حرمین شریفین کی طرف ہجرت کر جائیں مگر اللہ کو یہ منظور نہ تھا اور عین عالمِ شباب میں دارِ آخرت کی طرف ہجرت کر گئے حدیث و تفسیر کی کتابوں کے علاوہ اور کوئی چیز ترکہ میں نہ چھوڑی ان میں سے بھی زیادہ تر آپ کے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی تھیں آپ کی تصنیفات نہایت نفع بخش اور زیادہ تر اُردو میں اور نظم و نثر دونوں میں کچھ کتابیں عربی و فارسی میں بھی ہیں۔ وفات کے بعد آپ کی قبر پُر نُور دکھائی دیتا رہا آپ کے احباب میں سے کسی نے ''مات بخیر/۱۲۵۳ سے تاریخ وفات نکالی'' رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ و جعل الجنۃ مثواہ و منزلہ'' حضرت نواب صاحب آپ کے صاحبزادہ گرامی ہیں، التاج المکلل، ص ۲۹۴ نیز ابجد العلوم اور حضرت نواب صاحب کی کئی دیگر تصنیفات میں بھی آپ کے حالات مرقوم ہیں۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۳۹)

مولانا خرم علی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

مولانا خرم علی ضلع کانپور کے ایک گاؤں بلہور میں پیدا ہوئے۔ درسی کتب

پڑھنے کے بعد آپ سیّد صاحب سے بیعت ہوئے اور ایک مدت تک ان کے ساتھ رہے پھر باندا میں نواب ذوالفقار خاں کے پاس چلے گئے اور ترجمہ وتصنیف کے فرائض انجام دینے لگے۔ آپ نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''الدر المختار'' کا اُردو میں ''غایۃ الاوطار'' کے نام سے ترجمہ شروع کیا۔ ابھی باب الاذان تک ہی پہنچے تھے کہ پیام اجل آ گیا۔ اس کے علاوہ آپ نے ''مشارق الانوار'' کا ترجمہ شرح اور ''القول الجمیل'' کا ترجمہ ''شفاء العلیل'' کے نام سے کیا۔ علاوہ ازیں ''نصیحۃ المسلمین'' اور قرأت فاتحہ خلف الامام آپ کے رسائل ہیں۔ ۱۷۱-۱۲۷۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی نزہۃ الخواطر: ج ۷، ص: ۱۵۸-۱۵۹، تراجم علماء حدیث ہند، ص ۳۹۵-۳۹۶، تذکرہ علماء ہند، ص ۵۶، حیات سیّد احمد شہید، ص ۲۹۷، جماعت مجاہدین، ص ۲۹۴۔
(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص: ۳۳۹-۳۴۰)

مفتی الٰہی بخش کاسلسلہ نقشبندیہ:۔

مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمہ اللہ کی ولادت ۱۱۶۲ھ میں کاندھلہ میں ہوئی آپ کا سلسلہ نسب امام رازی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے آپ نے اپنے نانا شیخ محمد مدرس کاندھلوی رحمہ اللہ کی گود میں تربیت حاصل کی۔ کتاب، حساب اور چند چھوٹے چھوٹے رسائل اپنے والد صاحب سے پڑھے، پھر دہلی چلے گئے اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ سے تعلیم حاصل کی۔ ایک مدت تک ان کے پاس رہے اور ان سے بیعت بھی ہوئے طب کی تعلیم اپنے والد صاحب اور دادا جان سے حاصل کی اور پھر نواب ضابطہ خاں کے پاس منصب افتاء پر فائز ہوئے ان کی وفات پر بھوپال تشریف لے گئے اور وہاں بھی یہی خدمت انجام دیتے رہے کچھ مدّت بعد اپنے شہر واپس آ گئے اور بھائی الحاج کمال الدین کاندھلوی رحمہ اللہ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور اذکار واشغال میں مشغول ہو گئے۔ پھر حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ سے طریقہ نقشبندیہ کو حاصل کیا اور ''الملہمات الاحمدیہ''

تصنیف فرمائی جس میں اسی طریقہ کے اذکار واشغال کے ساتھ ساتھ سیّد صاحب رحمہ اللہ کے مدائح کو بھی قلمبند کیا اس کے علاوہ آپ ''جوامع الکلم''، شیم الحبیب فی ذکر خصائل الحبیب ''شرح حضرات الخمس، تکملہ مثنوی معنوی'' اور کئی دیگر کتابوں کے مصنف ہیں بروز اتوار مورخہ ۱۵ جمادی الأخری ۱۲۴۵ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ نزہتہ الخواطر۔ ج:۷، ص:۷۰۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۴۰)

مولانا محبوب علی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

مولوی محبوب علی بن مصاحب علی دہلوی محرم ۱۲۰۰ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ سے علم پڑھا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے سندِ اجازت حاصل کی۔ انہوں نے سیّد صاحب سے بیعت بھی کی تھی اور آپ کی مدد کیلئے اپنے رفقاء سمیت یاغستان کی طرف جارہے تھے کہ شیطان نے وسوسوں میں مبتلا کر دیا اور واپس آ گئے۔ اسی کا تذکرہ متن میں کیا جارہا ہے۔ ۱۰ ذوالحجہ ۱۲۸۰ھ کو دہلی میں فوت ہوئے۔ ترجمہ کیلئے ملاحظہ فرمایئے نزہتہ الخواطر، ج:۷، ص:۴۰۶۔

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۴۱)

فراق مرشد کا غم:۔

بالاکوٹ میں حضرت سیّد احمد رحمہ اللہ اور حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کی شادی کے بعد ہر ایک کی نگاہ بار بار جس پر پڑتی تھی وہ شیخ ولی محمد پھلتی ہی تھے کیونکہ سیّد صاحب رحمہ اللہ کے رفقاء خاص میں سے جو لوگ زندہ رہ گئے تھے ان میں سے شیخ صاحب ہی افضل تھے لیکن ان کی حالت یہ تھی جیسے کوئی دیوانہ یا حواس باختہ ہو۔ سیّد صاحب کے غم میں ہوش بجانہ تھے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۴۱)

مولانا محمد حسین رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

حضرت مولانا ابوسعید محمد حسین بن شیخ عبدالرحیم بٹالہ ضلع گورداسپور میں ۱۷ محرم ۱۲۵۶ھ کو پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وطنِ مالوف میں حاصل کی اور پھر سوئے

دہلی روانہ ہو کر مولانا مفتی صدر الدین آزردہ رحمہ اللہ، مولانا گلشن علی جانپوری رحمہ اللہ اور مولانا نور الحسن رحمہ اللہ سے علومِ معقول و منقول، فقہ اور اصولِ فقہ کی تکمیل کر کے ۱۲۸۱ھ میں سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ نے حدیث شریف کی سب کتابیں حضرت مولانا سیّد محمد نذیر حسین محدّث دہلوی رحمہ اللہ سے پڑھیں اور ۱۲۸۲ھ میں آپ سے سند حاصل کی۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ نے آپ کی سند میں خاص طور پر یہ فقرہ تحریر فرمایا: ''ان لہ' زیادۃ صحبۃ معی و مزید اختصاص بی علی غیرہ من الطلبۃ'' آپ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ اور حضرت شیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۸) سے بیعت بھی تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ دہلی سے لاہور تشریف لے آئے اور مسجد چینیاں والی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع فرما دیا۔

مولانا مظہر علی رحمہ اللہ کی بیعت اصلاح:۔

مولانا مظہر علی عظیم آبادی رحمہ اللہ نے سیّد صاحب رحمہ اللہ کی دعوت کے آغاز میں ہی بیعت کی آپ بلند پایہ عالم دین اور بڑے غیور شخص تھے آپ کے وعظ و ارشاد سے بہت سے لوگوں نے ہدایت پائی۔

آپ بہت بڑے عالم، متقی، ذکی الطبع صاحب اخلاق پسندیدہ اوصاف حمیدہ، سیّد صاحب رحمہ اللہ کے مخلص معتقد اور محبِ راسخ تھے۔ موصوف سپہ گری کے فن میں یکتائے زمانہ اور شجاعت و بہادری میں یگانہ مانے جاتے تھے'' (جماعت مجاہدین، ص:۱۶۶-۱۶۹ حیات سیّد احمد شہید، ص:۲۷۶-۲۷۷ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)۔

آپ مولانا عبدالحئی کے چچازاد یا علاتی بھائی تھے۔ آپ علم و تقویٰ کے اعتبار سے بہت بلند پایہ تھے خبر میں سیّد صاحب رحمہ اللہ کی جب ملاقات کی تو فوراً بیعت کر لی۔ نواب محمد میر خاں بن شاہ نظام الدین قادری نقشبندی کے حالات ''علم و عمل''، ص:۲۹۴، ج:۱، میں ملاحظہ فرمائیے۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۶۴-۳۶۷)

شاہ عبدالعزیز سے سندِ خلافت حاصل ہونا:۔

مولانا محمد یعقوب بن مولانا محمد افضل دہلوی رحمہ اللہ دہلی میں ۲ ذوالحج ۱۲۰۰ھ میں تولد ہوئے آپ نے شرح جامی اور جلالین شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے پڑھیں اور دیگر درسی کتب کی تعلیم شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ آپ کو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے علم وتصوّف میں سند حاصل تھی۔ فراغتِ تحصیل علم کے بعد مدّت تک درس وتدریس میں مصروف رہے پھر برادرِ اکبر شاہ محمد اسحٰق رحمہ اللہ کی معیت میں ۱۲۵۸ھ کو مکہ ہجرت کر کے وہاں سکونت پذیر ہو گئے نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ، خواجہ احمد بن یٰسین نصیر آبادی کے علاوہ اور بھی بہت سے اہلِ علم نے آپ سے تلمذ حاصل کیا مکہ مکرمہ میں ہی ۲۷ ذی القعدہ ۱۲۸۲ھ کو رہگرائے ملک عدم ہو گئے ملاحظہ فرمایئے نزہۃ الخواطر، ج:۷،ص:۵۳۴-۵۳۵، آثار الصنادید، ص:۲۷۶، واقعات دارالحکومت دہلی حصہ دوم،ص ۴۱۳) (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۳۹۶)

مولانا حیدر علی ٹونکی کا فیض تصوف:۔

علامہ حیدر علی ٹونکی رحمہ اللہ دہلی میں تولد ہوئے اور بچپن میں ہی رامپور چلے گئے اور سیّد غلام علی اور شیخ عبدالرحمٰن قہستانی و شیخ رستم علی رامپوری سے نحو اور ادب کی کتابیں پڑھیں پھر لکھنؤ جا کر شیخ مبین بن محب رحمہ اللہ اور دہلی جا کر شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ وشاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے علمِ حاصل کیا۔ حکیم شریف بن اکمل سے طب سیکھی اور حضرت سیّد صاحب رحمہ اللہ سے تصوف میں فیض حاصل کیا۔ تحصیلِ علم کے بعد آپ درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ نواب وزیر الدولہ والئی ٹونک نے بہت سے اُمور آپ کے سپرد کر دیئے تھے بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا آپ کی تصنیفات میں ''صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الخناس'' اور ''رسالہ فی اثبات رفع الیدین'' مشہور ہیں۔ آپ امام صاحب رحمہ اللہ کی مدافعت میں لکھا کرتے تھے بالآخر ۷۰ برس کی عمر میں ۱۲۷۳ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ نزہۃ الخواطر، ج۷، ص ۱۵۳-۱۵۴۔

قال اللہ تعالیٰ

اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا (الکہف ۳۰)

ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ

حالات، خدمات، آثار

تالیف

مولانا محمد اسحاق بھٹی

شاکرین

۸ شیش محل روڈ، لاہور 54000

جملہ حقوق کتابت بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	.....	صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ
مصنف	.....	مولانا محمد اسحاق بھٹی
باہتمام	.....	حماد شاکر
مطبع	.....	میاں جمیل پریس
طبع اول	.....	فروری 2006ء
طبع دوم	.....	اگست 2007ء
تعداد	.....	1000
قیمت	.....	270/-

ڈسٹری بیوٹر

دار الکتب السلفیۃ

۸۔ شیش محل روڈ لاہور 54000

0092- 42-7237184-7230271

ملنے کے پتے

لاہور

مکتبہ محمدیہ قدافی سنٹر، الفضل مارکیٹ اردو بازار

دار الفرقان الفضل مارکیٹ ◎ اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ ◎ مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ

مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ ◎ کتاب سرائے الحمد مارکیٹ

فیصل آباد — مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار ◎ مکتبہ الحدیث امین پور بازار

گوجرانوالا — وانی کتاب گھر، اردو بازار، گوجرانوالا

WWW.UBQARI.ORG

(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۴۱) (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۷۰)

حضرت شاہ مخصوص اللہ کی گوشہ نشینی:۔

حضرت شاہ مخصوص اللہ صاحبِ علم وفضل بزرگ تھے ساری زندگی درس وتدریس میں بسر فرمائی آخر عمر میں مسندِ تدریس کو خیر باد کہہ کر گوشہ نشین ہو گئے تھے۔۱۳ ذی الحجہ ۱۲۷۱ھ کو وفات پائی۔ نزہتہ الخواطر، ج:۷، ص:۴۶۸- ۴۶۹ واقعات دارالحکومت دہلی حصہ دوم، ص:۵۸۹، آثار الصنادید، ص:۲۶۸۔ (تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید، ص:۳۷۵)

☆.....☆.....☆

کتاب ''سوانح صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ'' میں تصوف کی خوشبو

نام کتاب:۔ سوانح صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ ..... حالات، خدمات، آثار

تالیف:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

مولوی ولی محمد رحمہ اللہ کے مریدین:۔

ایک اور بیان مظہر ہے کہ قاضی عطاء اللہ ساکن سانگلا اور ابراہیم (ضلع فیروز پور) آئے اور ڈیڑھ ہزار روپے چندے کے مولوی فضل الٰہی کے مکان پر دے گئے۔ یہ دونوں صاحب مولوی ولی محمد رحمہ اللہ ساکن فتوحی والا کے مرید تھے۔''

(سرگزشت مجاہدین، ص:۶۱۴)

کوٹ کپورہ کے بعض لوگ مولوی ولی محمد رحمہ اللہ (فتوحی والا) کے مرید تھے اور جماعت مجاہدین کے معاون تھے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۱۱۷)

علمائے غزنویہ کے ارادت منداور مریدین:۔

ضلع امرتسر کی تحصیل ترنتان میں ایک قصبہ نما گاؤں بھوجیاں تھا۔ وہ اہل حدیث حضرات کا گاؤں تھا اور علماء کا مسکن تھا۔ یہ سب لوگ علمائے غزنویہ سے تعلق تلمذ وارادت رکھتے تھے۔ شارح نسائی حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ اصلاً اسی گاؤں کے

WWW.UBQARI.ORG

رہنے والے تھے۔ مولانا فیض اللہ خاں رحمہ اللہ وہاں کے ایک جلیل القدر عالم تھے جو علمائے غزنویہ کے شاگرد اور مرید تھے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۱۱۷-۱۱۸)

اولیاء اور روحانیت سے دوری ہماری بدقسمتی:۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ کے متعلق لوگ جو باتیں بیان کرتے ہیں اور اپنے تجربات بتاتے ہیں، انہیں سن کر ہم بے عمل لوگوں کو انتہائی تعجب ہوتا ہے اور خیال گزرتا ہے کہ وہ اس دور کے آدمی نہیں تھے، کسی اور دور سے تعلق رکھتے تھے۔

ہمارا دور سراسر مادی دور ہے، روحانیت سے ہمیں کوئی تعلق نہیں رہا۔ ہم ظواہر پر نگاہ رکھنے والے لوگ ہیں اور ظواہر ہی ہماری سوچوں کا مرکز ہے، اس لیے روحانیت کے معاملات ہمارے فہم کی گرفت میں نہیں آتے..... روحانیت کونے میں کھڑی ہمیں دیکھتی رہتی ہے، اپنی طرف آنے کے اشارے بھی کرتی ہے اور زور زور سے آوازیں بھی دیتی ہے لیکن ہم اس کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتے، کان لپیٹ کر اور آنکھیں بند کر کے آگے نکل جاتے ہیں۔ روحانیت کی محفلوں اور اللہ والوں کی مجلسوں میں نہ ہم کبھی گئے اور نہ کبھی انہیں کوئی اہمیت دی۔ ہماری بدقسمتی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہم اس قسم کی محفلوں اور مجلسوں کو خلاف شرع قرار دینے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں جادۂ روحانیت پر قدم زن ہونے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صوفی صاحب جماعت مجاہدین سے تعلق رکھتے تھے۔ اب بھی جہاد کا نعرہ لگانے والے اور مجاہد کہلانے والے بہت سے لوگ موجود ہیں، کیا ان میں بھی اس قسم کی نیکی اور صالحیت کے تھوڑے بہت آثار پائے جاتے ہیں؟ یا یہ صرف نام کے مجاہد ہیں اور نام ہی کا ان کا جہاد ہے؟ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۰۵-۲۰۶)

مولانا محمد یعقوب ملہوی رحمہ اللہ کے والد کی بیعت:۔

مولانا محمد یعقوب ملہوی ۱۹۲۱ء میں ضلع اوکاڑہ کی تحصیل رینالہ خورد کے چک نمبر ۲۰ الف میں پیدا ہوئے۔ رینالہ خورد کو ''ملہیاں والا'' بھی کہا جاتا ہے، اس اعتبار سے

انہوں نے ملہوی کی نسبت سے شہرت پائی۔ چک نمبر ۲۰ الف میں جو رینالہ خورد کے بالکل قریب ہے، ایک بزرگ صوفی محمد یوسف قیام پذیر تھے، جو مجاہدین سے تعلق رکھتے تھے اور صوفی عبداللہ مرحوم کے مرید تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے، ایک کا نام محمد ابراہیم تھا اور ایک کا محمد یعقوب..... ۱۹۳۵ء میں وہ اوڈاں والا آئے اور محمد یعقوب کو صوفی صاحب رحمہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۲۰۸)

قاضی محمد اسلم سیف رحمہ اللہ مرید باصفا:۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ سے بے حد عقیدت مندانہ تعلق رکھنے والے، ان کے مرید باصفا اور ان کے جاری کردہ دارالعلوم کے خادمِ خاص قاضی محمد اسلم سیف کا تذکرہ اس کتاب میں نہایت ضروری ہے۔ وہ ۶ جون ۱۹۳۶ء کو بڈھیمال (ضلع فیروز پور، مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۲۴۱)

قاضی محمد اسلم سیف کی عقیدت مرشد:۔

دوسری اہم خصوصیت ان میں یہ تھی کہ صوفی صاحب رحمہ اللہ سے بے پناہ تعلق عقیدت اور علاقہ ارادت رکھتے تھے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ سے وہ باقاعدہ بیعت تھے اور جس طرح مرید اپنے مرشد سے وابستگی کا اظہار کرتا ہے، ٹھیک اسی طرح کا جذبہ ان میں صوفی صاحب کی ذات کے بارے میں پایا جاتا تھا۔ وہ صوفی صاحب رحمہ اللہ کو مستجاب الدعوات بزرگ قرار دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور ان کی یہ بات بالکل صحیح تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور واقعی صوفی صاحب رحمہ اللہ کو ایک مرتبہ حاصل تھا اور بارگاہِ خداوندی میں ان کی دعائیں قبولیت کے اعزاز سے بہرہ مند ہوتی تھیں۔ اس کی کچھ تفصیل آئندہ صفحات میں ایک مستقل باب کی صورت میں آ رہی ہے۔

قاضی محمد اسلم کو صوفی صاحب رحمہ اللہ نے کچھ وظائف بھی بتائے تھے، جن کا ذکر وہ کبھی کبھی کیا کرتے تھے۔ ان کی دعا کی قبولیت کے بعض واقعات بھی انہوں نے کئی

دفعہ بیان کیے۔

بہرحال صوفی صاحب رحمہ اللہ سے انہیں انتہائی قلبی لگاؤ تھا اور صوفی صاحب رحمہ اللہ کو بھی اس کا احساس تھا، اس لیے وہ ان پر نگاہِ شفقت رکھتے تھے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کے وہ فرماں بردار مرید تھے۔ چنانچہ ان کی طرف سے جو حکم انہیں دیا جاتا، اس کی تعمیل میں وہ پس وپیش نہیں کرتے تھے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۴۴-۲۴۵)

مولانا عائش اور مولانا ابوبکر غزنوی کا تصوف سے تعلق:۔

حضرت صوفی عبداللہ رحمہ اللہ سے جو حضرات قلبی وابستگی اور روحانی مراسم رکھتے تھے، ان میں مرحوم ومغفور سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ بھی شامل تھے۔ وہ عمر میں صوفی صاحب مرحوم سے تقریباً پینتالیس برس چھوٹے تھے، لیکن صوفی صاحب رحمہ اللہ سن و سال کے نصف صدی کے اس تفاوت کے باوجود ان کا بہت احترام کرتے تھے۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ کے مرید خاص مولانا عائش محمد صاحب حفظہ اللہ سے بھی وہ بہت تعلق رکھتے تھے اور دونوں کے درمیان تصوف ووظائف کے روح پرور موضوع پر سلسلۂ کلام جاری رہتا تھا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۸۱)

مولانا سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کی زندگی کو ہم دو عہدوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا عہد حصولِ علم، حصولِ ملازمت اور بعض دیگر مشغولیتوں کا تھا جو تقریباً ۱۹۶۰ء تک چلا۔ اس کے بعد دوسرا عہد شروع ہوا جس کے بہت سے گوشے پہلے عہد سے بالکل مختلف تھے۔ یہ ذکر الٰہی، وظائف واوراد، مجالس ذکر کے انعقاد، عبادت وتصوف، وعظ وتقریر، خطبات جمعہ کے التزام کا عہد تھا۔ اس عہد میں انہوں نے بڑی شہرت پائی اور ان کے اشغال سے بے شمار لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۲۸۷-۲۸۸)

مجالس ذکر میں اہلحدیث اور غیروں کی شرکت:۔

ڈاکٹر صاحب (محمد راشد رندھاوا) سیّد صاحب مرحوم کے بے حد عقیدت مند بھی تھے اور مخلص ترین ارادت مند بھی۔ سیّد صاحب رحمہ اللہ کا اپنے اسلاف کی طرح ذکر و

اذکار کا سلسلہ جاری تھا اور جمعرات کی شام کو ان کی مجلس ذکر منعقد ہوتی تھی، جس میں بہت سے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ شامل ہوتے تھے، ان میں اہلحدیث بھی اچھی خاصی تعداد میں شرکت کرتے تھے اور غیر اہلحدیث بھی۔ ڈاکٹر صاحب اس مجلس میں بالالتزام حاضری دیتے تھے اور انہوں نے باقاعدہ سیّد صاحب مرحوم سے اس کے اسباق مکمل کیے۔ ڈاکٹر صاحب کے تعلیمی مراحل اب تک چوں کہ طب کی وادیوں میں طے ہوئے تھے اور ان تمام وادیوں کا تعلق یورپ اور امریکہ سے تھا، اس لیے انہیں دینیات کی گہری تعلیم کے حصول کے مواقع میسر نہیں آئے تھے۔ اس کا انہیں شدید احساس بھی تھا اور اس کے حصول کیلئے یہ بے تاب بھی تھے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۰۲)

مجالس ذکر حصول علم کا ذریعہ:۔

مولانا سیّد ابوبکر غزنوی مرحوم سے ان کا سلسلہ مراسم آگے بڑھا تو انہوں نے اس علم سے بہرہ ور ہونے کا عزم کیا، چنانچہ قرآن وحدیث کی زیادہ تر تعلیم اسی ہفت روزہ مجلس ذکر کی وساطت سے حاصل کی۔ یہ سلسلہ سیّد صاحب رحمہ اللہ کی وفات (۲۴، اپریل ۱۹۷۶ء) تک دس برس جاری رہا (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۰۲)

28 سال سے اجتماعی مجالس ذکر:۔

کم وبیش اٹھائیس سال سے رندھاوا کلینک (۴۴۶ شادمان کالونی) میں ہفت روزہ مجلس ذکر کا سلسلہ جاری ہے۔ اس مجلس کے انعقاد کیلئے جمعرات کا دن مقرر ہے۔ یہ ایک بابرکت مجلس ہے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے عین مطابق ہے۔ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس قسم کی بعض مجالس کو دیکھ کر مسرت کا اظہار فرمایا تھا۔ ان مجالس میں اللہ کی حمد وثناء بیان کی جاتی ہے۔ اس کی تقدیس وتمجید کا اعلان کیا جاتا ہے اور اس کی بارگاہ اقدس میں عجز وعاجزی سے دعائیں کی جاتی ہیں۔ اس لیے ان میں شامل ہونے والے یقیناً عالی بخت اور بلند مرتبت لوگ ہیں۔

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص:۳۱۲)

WWW.UBQARI.ORG

دفاع مجالس ذکر کے دلائل:۔

ذیل میں چند احادیث درج کی جاتی ہیں، جن میں مجالس ذکر کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ یہ احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے نقل کی گئی ہیں۔ ہر حدیث کے نیچے اس کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا تعالیٰ کے فرشتوں کی ایک ایسی جماعت ہے، جو راستوں میں ان لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو ذکر الٰہی کرتے ہیں، پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پالیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں کو آواز دیتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف چلے آؤ، (چنانچہ فرشتے آجاتے ہیں) اور اپنے پروں سے آسمان دنیا تک ان ذاکرین کو گھیر لیتے ہیں (جب وہ فرشتے واپس ہوتے ہیں) تو ان سے ان کا پروردگار دریافت کرتا ہے، حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ تیری پاکیزگی اور تیری کبریائی بیان کررہے تھے اور تیری تعریف میں مصروف تھے اور تیری عظمت بیان کررہے تھے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرماتا ہے؟ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں، بخدا انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے، اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو (ان کی کیا حالت ہو)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو وہ تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ بزرگی بیان کرتے اور بے حد تیری پاکیزگی بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور وہ کیا چیز مانگتے تھے؟ آپ نے فرمایا: فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگ رہے تھے، خدا فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں، بخدا اے رب انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے، اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو (ان پر کیا کیفیت ہوتی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (فرشتے) کہتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کی حرص اور بڑھ جاتی اور

جنت کی طلب اور زیادہ ہو جاتی اور اس کی رغبت انہیں شدت کے ساتھ ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر خدا پوچھتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں، نہیں بخدا! انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو (ان کی کیا حالت ہو)؟ فرشتے کہتے ہیں، اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اس سے بہت زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ خوف زدہ ہوتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اس جماعت میں ایک فلاں شخص تھا جو ان میں سے نہیں تھا، اپنی کسی ضرورت کیلئے آیا تھا، اللہ فرماتا ہے ان کی مجلس ذکر میں بیٹھنے والا (میری رحمت سے) محروم نہیں رہتا۔"

"صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی نیک جماعت گھومنے پھرنے اور گشت لگانے والی ہے، یہ جماعت ذکر الٰہی کی مجلسوں کو تلاش کرتی رہتی ہے۔ پس جب یہ فرشتے کسی ایسی مجلس کو پالیتے ہیں جس میں ذکر الٰہی ہوتا ہو، تو یہ فرشتے بھی اس مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ساری فضا جو آسمان اور اس مجلس کے درمیان ہے، فرشتوں سے بھر جاتی ہے۔ پس جب ذکر کی مجلس منتشر ہو جاتی ہے اور یہ فرشتے اوپر چڑھتے ہیں اور آسمان تک پہنچتے ہیں تو ان سے اللہ عزوجل دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے، تم کہاں سے آئے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین میں ہیں اور تیری پاکیزگی اور کبریائی کا ذکر کرتے ہیں اور تیری توحید اور تیری حمد وثناء بیان کرتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں تجھ سے تیری

جنت مانگتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، نہیں اے رب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ان کا کیا حال ہوا گر وہ میری جنت دیکھ لیں؟ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے پناہ (بھی) مانگ رہے تھے۔ خدا فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں اے رب تیری آگ سے۔ خدا فرماتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ وہ کہتے ہیں نہیں۔ خدا فرماتا ہے اگر وہ آگ کو دیکھ لیتے تو ان کی کیا حالت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں وہ مغفرت بھی مانگ رہے تھے۔ خدا فرماتا ہے: میں نے ان کو بخش دیا اور جو انہوں نے مانگا تھا، عطا کر دیا، انہیں پناہ بھی دے دی، جس چیز سے انہوں نے پناہ مانگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں: اے پروردگار! ان میں فلاں بندہ بھی تھا، جو بڑا گنہگار ہے، وہ وہاں سے گزر رہا تھا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ اللہ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ یہ ایسی جماعت ہے کہ اس میں بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا۔

''حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جماعت اللہ کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھتی ہے، فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت خداوندی اس کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان (فرشتوں) سے کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں۔

''حضرت ابوواقد حارث بن عوفؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک تین شخص آئے ان میں سے دو تو رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہو گئے اور ایک چلا گیا۔ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے رہے۔ ان دونوں میں سے ایک نے مجلس کے حلقے میں کچھ کشادگی محسوس کی تو وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا شخص حاضرین مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پشت پھیر کر چل دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: کیا میں تم کو ان تین آدمیوں کی کیفیت سے آگاہ کروں؟ ان میں سے ایک

نے تو اللہ تعالیٰ کی طرف جائے پناہ تلاش کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اچھی جگہ دے دی۔ دوسرے نے (بھیڑ میں گھسنے میں) شرم محسوس کی، تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے ساتھ شرم کا معاملہ کیا۔ تیسرے نے اعراض کیا (اور چل دیا) تو اللہ نے بھی اس سے اعراض فرمایا۔''

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں حلقہ (ذکر) کے پاس پہنچے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تم یہاں کس وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا ہم ذکر الٰہی کیلئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (قسم کھاؤ) کیا اللہ کی قسم تم اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کسی بدگمانی کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی (اور میں نے یہ نہیں خیال کیا کہ تم غلط بات کہتے ہو۔ یاد رکھو) کوئی ایسا شخص نہیں جسے نبی ﷺ کے ساتھ میری طرح قریبی تعلق رہا ہو اور پھر وہ میری نسبت آپ ﷺ سے کم حدیثیں بیان کرنے والا ہو۔ بات یہ ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک حلقے میں تشریف لے گئے اور فرمایا: تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے اور اس کی اس بات پر حمد وثناء بیان کرنے کیلئے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت کی اور ہم پر اس نے احسان فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، بخدا کیا تمہارے یہاں بیٹھنے کی یہی وجہ ہے؟ انہوں نے کہا بخدا ہم یہاں محض اسی لیے بیٹھے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے تم سے اس بدگمانی کی وجہ سے قسم نہیں اٹھوائی کہ میں تمہیں جھوٹا سمجھ رہا ہوں۔ (بات یہ ہے کہ) جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے (تمہارے متعلق مجھے) بتایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔''

ان تمام احادیث میں مجلس ذکر کی فضلیت بیان فرمائی گئی ہے اور اس سے وہ مجلس ذکر مراد ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جاتی ہے اور اس کی تسبیح اور تکبیر کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۱۲-۳۱۹)

آخری دن کے وظائف اور وفات:۔

۲۸/ اپریل ۱۹۷۵ء (۱۴۔ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ) کو اتوار کا دن تھا اور یہ حضرت مرحوم کی دنیوی زندگی کا آخری دن تھا۔ اس دن وہ تاندلیاں والا میں تھے۔ حضرت کے خادم خاص مولوی محمد اسلم کا اصل وطن تو فورٹ عباس ہے، لیکن وہ حضرت کی خدمت کیلئے ان کے ساتھ تھے۔ حضرت مرحوم کے آخری دن کے جو وظائف وہ بیان کرتے ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ ان کا ایک ایک لمحہ ذکر الٰہی میں گزرا تھا، بالکل اسی طرح جس طرح اس سے پہلے گزرتا تھا۔ انہوں نے اپنے کسی وقت کو ذکر الٰہی سے محروم نہیں رہنے دیا۔ ان کی زبان ہر آن یادِ خدا میں مصروف رہتی تھی۔ آخری دن بھی مصروف رہی۔

حسب معمول وہ رات کے تین بجے سے پہلے ہی بیدار ہو گئے تھے۔ وضو کر کے تہجد کی نماز پڑھی۔ پھر فجر کی نماز پڑھنے کیلئے میزبان (احسن بٹ) کے گھر سے مسجد میں چلے گئے۔ نماز کے بعد معمول کے وظائف پڑھنا شروع کیے، جس کی تفصیل یہ ہے۔ اندازہ کیجئے کس درجہ قابل رشک تفصیل ہے۔ ہم بے عمل لوگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

درود شریف		100 مرتبہ
سورۂ فاتحہ		100 مرتبہ
کلمہ طیبہ		100 مرتبہ
کلمہ تمجید		100 مرتبہ
سورۂ اخلاص: (قل هو الله احد.....)		100 مرتبہ
آیت الکرسی		100 مرتبہ
آیت کریمہ		100 مرتبہ

WWW.IBQARI.ORG

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم		100 مرتبہ
انا للہ و انا الیہ راجعون		100 مرتبہ
سید الاستغفار		100 مرتبہ
سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم		100 مرتبہ
یا ارحم الراحمین		100 مرتبہ
یابدیع العجائب بالخیر یا بدیع		100 مرتبہ
یامستعان عونك ایاك نستعین		100 مرتبہ
حسبنا اللہ و نعم الوکیل		500 سومرتبہ

نماز اشراق پڑھی۔ ہلکا سا ناشتہ کیا۔ لوگ آتے رہے اور حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ ان کیلئے دعائیں کرتے رہے۔

ان کے میزبان احسن بٹ نے گھر تشریف لے جانے کی درخواست کی۔ ان کی اہلیہ بیمار تھیں۔ تانگے پر ان کے گھر چلے گئے، پانی دم کر کے مریضہ کو پلایا۔ دوبارہ بوتل میں پانی دم کر کے دیا اور فرمایا یہ پانی پلاتے رہیں۔ دم کرتے وقت وہ بالعموم سومرتبہ سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے..... دیگر ادعیہ اس کے علاوہ پڑھتے۔

وہیں لاہور اور شیخوپورہ سے کچھ لوگ آگئے، ان کیلئے دعائیں کیں۔ اتنے میں ظہر کی اذان کا وقت ہوگیا۔ میزبان احسن بٹ نے کھانا پیش کیا۔ خود صرف ایک لقمہ منہ میں ڈالا، خادم کو کھانا کھلا دیا۔

فارغ ہو کر نماز کیلئے چل پڑے۔ بٹ صاحب تانگا لینے گئے تو فرمایا پیدل ہی چلتے ہیں، مسجد قریب ہی تو ہے۔ خادم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے جارہے تھے، غلہ منڈی میں مغربی جانب سے مسجد کے دروازے کے سامنے پہنچے تو

تاریخ اہلِ حدیث

مرتب

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رح

تقدیم

عبد النور راغب سلفی

ناشر

مکتبۃ الرحمن السلفیۃ

نیو سوسائٹی لاہور، سرگودھا پاکستان

عرض ناشر

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی نبینا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد۔ آج پروپیگنڈہ اور نشر واشاعت کا دور ہے باطل نظریات۔ غلط عقائد گمراہ کن خیالات والافکار کی تبلیغ زوروں پر ہے۔ بچے اور زندہ خدا کو چھوڑ کر مردہ انسانوں اور بے جان چیزوں کی پرستش کی جارہی ہے۔ خدا کے کلام اور اس کے رسول کے طریقے کو چھوڑ کر بزرگوں، امراء اور علماء کے افکار و مذاہب کے اتباع کی دعوت دی جارہی ہے ان حالات میں ضرورت تھی کہ دنیا کے سامنے مسلک حقہ پیش کیا جائے اور اس عظیم تحریک و جماعت حقہ کی تاریخ بھی پیش کی جائے جو گزشتہ سو سال سے برابر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عامل چلی آرہی ہے اسی کی داعی اور اسی کی نشر واشاعت میں کوشاں ہے۔ یوں تو آج مسلمانوں کے سارے فرقے کتاب وسنت پر عامل ہونے کے دعویدار ہیں لیکن کتاب وسنت پر عمل کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے صحیح عامل کون لوگ ہیں کونسا فکر صحیح ہے اور کونسا غیر صحیح پر کتاب وسنت پر عمل کرنے کا اصل مطلب کیا ہے۔ یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ زیر نظر کتاب تاریخ اہل حدیث میں ان تمام مضامین پر حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی سنجیدہ مثبت اور علمی انداز میں مدلل بحث کی ہے۔ اور تفصیل سے مسلک حقہ اور جماعت حقہ کی تاریخ اور خوبیوں پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ مضمون اگرچہ بے انتہا دقیق ہے لیکن مولانا کے بھروغ خاتمہ نے اس کی گتھیوں کو بڑی آسانی سے حل کردیا۔ جماعت کی علمی فکری اور تحریکی تاریخ کو مرتب کرکے آپ نے ایک عظیم تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے۔ آپ کے قلم میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ تمام ائمہ امت اور اکابر سلف صالحین کا تذکرہ بہت ہی محبت وخلوص اور عقیدت واحترام کے ساتھ کرتے ہیں مسلک ومسائل میں اختلاف کے باوجود بھی کسی پر طعن وتشنیع وتوک قلم نہیں لاتے نہ کوئی ناگوار لفظ استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ صرف دلائل کے ساتھ اختلاف واضح کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم یافتہ اور پڑھے مفکرات خالی الذہن اور تحقیق کے متلاشی ہو کر اس تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو ضرور حق ان پر واضح ہو کر رہے گا۔

ہمارے صفحات میں گنجائش نہیں ہے ورنہ ہم تفصیل سے بتاتے کہ اس وقت اور اس سے قبل پاک وہند اور عالم اسلام میں جو بھی علمی عملی مجاہدانہ اور اصلاحات تحریکیں چل رہی ہیں ان کو پوری کی پوری روشنی تحریک اہل حدیث ہی سے ملی ہے۔ تحریک اہل حدیث کے کارنامے ان کو سر بدیواں ہیں سگر چل رہے ہیں۔ اس تحریک کے لوگ اگرچہ دنیا میں تعداد میں کم ہیں لیکن جہاں بھی ہیں علم وعمل میں ان کا پلہ بھاری ہے اور ممتاز ہیں۔ کیوں نہ ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

زیر نظر کتاب ساڑھے سات سال قبل لکھی گئی تھی لیکن آج اس سے بھی زیادہ اس کی ضرورت ہے۔ اسی لئے اس کو نئی کتابت اور نئی زینت کے ساتھ مکمل طور پر بغیر کسی حذف واضافہ کے شائع کیا جارہا ہے۔ اور افادۂ عوام کی خاطر اس کی قیمت بھی بہت مختصر رکھی جارہی ہے۔ امید ہے پسند کی جائے گی۔

والسلام

اچانک طبیعت خراب ہوگئی اور چلنا مشکل ہوگیا۔ پانی طلب کیا۔ فوراً چارپائی لائی گئی اور انہیں احسن بٹ کی دکان پر پہنچایا گیا۔ ڈاکٹر آیا اس نے دیکھا اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ انہیں کچھ دیر کیلئے آرام کرنے دیں۔ لیکن احسن بٹ سے علیحدگی میں کہا کہ ان کے دماغ کی شریان پھٹ گئی ہے۔

اب اللہ کے ذکر سے ہر وقت معمور رہنے والی زبان بند ہو چکی تھی۔ ٹھیک ساڑھے تین بجے یہ مردِ مجاہد اور ولی کامل اس عالم آب وگل سے رشتہ توڑ کر بارگاہِ الٰہی میں پہنچ گیا۔ "اللھم اکرم نزلہ ووسع مدخلہ و ادخلہ جنت الفردوس"

قدرت کے رنگ دیکھیے کہ جہاں تھوڑی دیر پہلے نماز ظہر کے بعد یہ اعلان ہو رہا تھا کہ نمازِ عشاء کے بعد حضرت صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی صدارت میں جلسہ عام منعقد ہوگا، اب چند ساعتیں بعد وہیں نمازِ عصر کے بعد یہ اعلان ہونے لگا کہ حضرت صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ (صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۴۱۳-۴۱۵)

☆.....☆.....☆

کتاب ''تاریخ اہلحدیث'' میں معرفت کی خوشبو

کتاب کا نام:۔ تاریخ اہلحدیث۔ مرتبہ:۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ
تقدیم: عبدالنور راغب سلفی..... ناشر:۔ مکتبہ الرحمٰن السلفیہ، نیو سول لائن، سرگودھا (پاکستان)

متبرک قبور کی زیارت اور سلوکِ معرفت کا فیض:۔

۱۳۳۰ھ کے سفر حج کے ضمن میں کئی ایک دیگر بلاد اسلامیہ کے سفر کا بھی موقع ملا۔ مثلاً حیفا۔ یافا بیت المقدس، دمشق، پورٹ سعید، سویز اور مصر (قاہرہ) مصر میں جمعہ کی نماز جامعہ شافعیہ میں مع اپنے رفقاء حج وٹیلر ماسٹر عبداللہ سیالکوٹی پڑھی اسی کے متصل امام شافعی رحمہ اللہ کی قبر شریف ہے اس کی بھی زیارت کی۔ بعد ازاں شیخ عبدالوہاب شعرانی

شافعی رحمہ اللہ کے مرقد منور کی زیارت کی اور نماز مغرب ان کی مسجد میں ادا کی۔ اس گنہگار کو سب بزرگان دین کی طرح ان سے بھی کمال حسن عقیدت ہے اور میں نے ان کی کتاب سے سلوک وفروع کے متعلق بہت فیض حاصل کیا۔ "اللھم زدنی حب الصالحین"۔ وضاحت از محشی (تاریخ اہلحدیث، ص:۷۹)

ہندوستان میں متصوفین علماء کی خدمات

شیخ علی متقی قادری شاذلی جونپوری رحمہ اللہ:۔

المتولد ۸۸۵ھ المتوفی ۹۷۵ھ

ان کے حالات حسان الہند میر غلام علی صاحب آزاد بلگرامی رحمہ اللہ نے مآثر الکرام (دفتر اوّل) میں لکھتے ہیں اور شیخ شیخنا حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ نے ابجد العلوم اور اتحاف النبلاء میں حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کتب سے نقل کیے ہیں۔

نوٹ: شیخ عبدالحق صاحب مرحوم مرید تھے شیخ عبدالوہاب صاحب رحمہ اللہ کے اور وہ خلیفہ تھے حضرت شیخ علی متقی رحمہ اللہ کے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۶۹)

ذوق تصوف اور مرشد کی تلاش:۔

شیخ علی متقی رحمہ اللہ اصل میں جونپوری ہیں۔ آپ کی پیدائش ۸۸۵ھ میں شہر برہان پور (علاقہ دکن) میں ہوئی۔ ان کے والد ماجد صوفی مشرب تھے۔ انہوں نے ان کو ان کی طفولیت ہی میں اپنے پیر شیخ باجن رحمہ اللہ کی بیعت میں منسلک کر دیا۔ سن تمیز کو پہنچے تو والد ماجد مرحوم کی موافقت میں شیخ باجن صاحب موصوف ہی کے حلقہ ارادت میں رہے لیکن جب بالغ ہو گئے۔ اور والد جسمانی اور پیر روحانی ہر دو خدا کی رحمت کے سائے میں چلے گئے تو بزرگوں کے مشہور قول کے مطابق کہ وہ بچہ جو بچپن میں کسی شیخ کی مریدی میں داخل ہوا جب بلوغت کو پہنچے تو اسے اختیار ہے کہ خواہ اسی کی بیعت میں رہے۔ خواہ کسی دیگر شیخ وقت کے سلسلہ میں منسلک ہو جائے۔

انہوں نے اس کے مطابق باختیار خود باقاعدہ شیخ باجن مرحوم کے فرزند شیخ عبدالحکیم صاحب رحمہ اللہ سے خرقہ پوشی کی سعادت حاصل کی۔ چونکہ تصوف کی چاٹ بچپن میں لگ چکی تھی اور تخم کی تاثیر بھی تھی اور نشوونما بھی اسی چشمۂ صافی کی سیرابی سے ہوئی تھی۔ اور معصوم طبع اسی رنگ کی گلکاری سے مزین ہو چکی تھی۔ اس لیے طبیعت میں یہ پیاس ہمیشہ رہی کہ کوئی مرد خدا ملے جو مجھے راہ حق دکھائے۔ اور منزل مقصود پر پہنچائے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۶۹)

سلسلہ قادری وشاذلی میں خلافت:۔

اسی تڑپ میں ملتان (علاقہ پنجاب) کی راہ پکڑی۔ اور علوم ظاہر و باطن میں حسام الدین متقی رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے اور مدت تک ان سے ظاہری و باطنی فیوض حاصل کرتے رہے۔ بعدازاں ۹۵۳ھ میں عازم حرمین شریفین ہوئے اور مکہ معظمہ میں طرح اقامت ڈالی شیخ ابوالحسن بکری رحمہ اللہ اور شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کر کے خرقہ قادری وشاذلی ومزنی زیب تن فرمایا۔ نیز یہ تینوں خرقے شیخ محمد بن محمد سخاوی رحمہ اللہ سے پہنے۔

مرشد کا مرید سے بیعت ہو جانا:۔

زمانہ اقامت ملکہ میں آپ رحمہ اللہ کے تقویٰ وطہارت اور نشر علوم ظاہری اور فیض باطنی کی شہرت دور ونزدیک کے بلاد میں پھیل گئی۔ اور عوام وخواص آپ رحمہ اللہ کے فضائل وکمالات کا اعتراف کرنے لگے۔ حتیٰ کہ آپ رحمہ اللہ کے استاد شریعت اور شیخ طریقت شیخ ابن حجر مکی رحمہ اللہ مصنف ''صوافق محرقہ'' نے بھی آپ رحمہ اللہ کی شاگردی اختیار کی اور آپ رحمہ اللہ کے حلقۂ ارادت میں منسلک ہو گئے۔ اور آپ رحمہ اللہ سے خرقہ تصوف زیب تن فرمایا۔

تصانیف:۔ آپ رحمہ اللہ کی تصانیف ایک سو سے زائد ہیں اور سب نافع ومفید ہیں۔ ان میں سے علم حدیث میں قابل قدر خدمت یہ ہے کہ امام سیوطی رحمہ اللہ کی

کتاب ''جمع الجوامع'' کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا۔ آپ رحمہ اللہ کے استاد ابوالحسن بکری مکی رحمہ اللہ اس کتاب کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ امام سیوطی رحمہ اللہ کا احسان تمام لوگوں پر ہے اور شیخ علی متقی رحمہ اللہ کا احسان امام سیوطی پر ہے۔ نیز حضور نواب صاحب مرحوم ابجد العلوم میں فرماتے ہیں۔ قد وقفت علی بعض تواليفه فوجدتها نافعة مفيدة ممتعة تامة (ص:۸۹۵)

میں آپ کی بعض تصانیف سے واقف ہوا تو ان کو نفع مند مفید اور کامل کارآمد پایا۔

خلیفہ کو غیبی اشارہ:۔

آپ رحمہ اللہ کے شاگرد و خلیفہ شیخ عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک عالیشان مکان دیکھا۔ جو بہشت بریں کے طور پر انوار و انہار سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ اور شیخ علی متقی رحمہ اللہ اس میں بیٹھے ہیں۔ اس مکان کے صحن میں بعض چھوٹی اور بعض بڑی نہریں اور نالیاں (لبالب) بہہ رہی ہیں۔ حضرت شیخ صاحب مرحوم نے مجھے ایک نہر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ جامع صغیر ہے۔ اور ایک نالی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ فلاں رسالہ ہے۔ پھر دوسری نالہ کی طرف کہ یہ فلاں رسالہ ہے۔ اسی طرح اپنی کتابوں اور رسالوں کے نام لے کر ہر ایک کو نہر اور نالی سے معین کرتے تھے۔ (اتحاف النبلاء، ص:۳۲۶)

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ باکمال متصوف عالم دین

(ولادت ۹۵۸ھ وفات ۱۰۵۲ھ)

ولادت:۔ شیخ محمد طاہر صاحب رحمہ اللہ پٹنی کے بعد اسی زمانے میں علم حدیث کی خدمت کا تمغہ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی رحمہ اللہ کے بازو پر ہے۔ آپ رحمہ اللہ قوم ترک سے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ کے والد کا نام سیف الدین ہے جو شاہ عالی جاہ شاہجہاں مرحوم کے وقت دہلی میں متوطن ہوئے۔ اور یہیں ہمارے شیخ صاحب رحمہ اللہ ۹۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۷۳)

WWW.UBQARI.ORG

سلسلہ قادریہ میں بیعت اصلاح:۔

آپ رحمہ اللہ پر صوفیانہ مذاق غالب تھا۔ قادری طریق پر تھے۔ سیّد موسیٰ رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ جو شاہ جیلان رحمہ اللہ کی اولاد سے تھے۔ اس فن کی خدمت میں بھی کتابیں لکھیں۔ چنانچہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی کتاب ''فتوح الغیب کی شرح فارسی ایک مفید یادگار ہے۔

شروح کتب کی خدمت کے علاوہ آپ رحمہ اللہ نے بعض مستقل کتابیں بھی لکھیں مثلاً ''مدارج النبوۃ'' جو آنحضرت ﷺ کی ایک مبسوط سوانح عمری ہے۔

(تاریخ اہلحدیث، ص:۲۷۳)

سلسلہ نقشبندیہ کی بیعت اور اشاعت:۔

امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی رحمہ اللہ: (ولادت شوال ۹۷۱ھ وفات ۱۰۳۴ھ)

آپ رحمہ اللہ کے والد ماجد نے ۱۰۰۷ھ میں وفات پائی تو آپ رحمہ اللہ ۱۰۰۸ھ میں دہلی پہنچے۔ جہاں پر اپنے مخلص دوست خواجہ حسن کشمیری رحمہ اللہ کی وساطت سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دونوں بزرگوں کے دلوں میں بوجہ صفائی قلب ایسا جذب پیدا ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ نے ان کے آنے کو غنیمت جانا اور انہوں نے ان کی صحبت کو اکسیر سمجھا۔

آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ صاحب سے نقشبندی طریقہ کا فیض پایا۔ اور اسی طرح دیگر مشائخ طریقت سے تصوف کے دوسرے طریقوں کا فیض حاصل کیا۔ آپ رحمہ اللہ کا سلسلہ یعنی طریقہ مجددیہ ہند سے ماوراء النہر، روم، شام، عرب اور مغرب اقصیٰ تک پہنچ گیا۔

آپ رحمہ اللہ بلا اختلاف عالم باعمل عارف کامل جامع کمالات ظاہری و باطنی اور گیارہویں صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ مجددیت کا لقب سب سے پہلے آپ کو مولانا عبدالحکیم صاحب رحمہ اللہ سیالکوٹ نے دیا کہ وہ بھی ملا کمال کشمیری ممدوح کے شاگرد تھے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۷۵)

WWW.UBQARI.ORG

حضرت مجدد الف ثانی کے مرشد طریقت:۔

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہ دہلی کے مشہور اولیاء اللہ سے ہوئے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ مرشد تھے حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کے۔ حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی وفات کے وقت دو حرموں سے آپ رحمہ اللہ کے دو شیر خوار فرزند تھے جن کے لیے آپ نے حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کو تعلیم و تربیت کی وصیت کی تھی۔ فرزند اکبر کو خواجہ کلاں اور فرزند اصغر کو خواجہ خرد کہتے تھے۔

(مآثر الکلام، ص:۱۰۰ بحوالہ تاریخ اہلحدیث، ص:۲۷۵-۲۷۷)

قطب المحدثین کی بیعت سلسلہء قادریہ:۔

حسان الہند حضرت میر علی صاحب آزاد بلگرامی مآثر الکرام میں ان کے ترجمہ میں فرماتے ہیں لہٰذا ہم نے ان کو اس کتاب میں قطب المحدثین سے یاد کیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے شیخ نور الحق صاحب رحمہ اللہ سے ۱۰۶۴ھ میں تحصیل علوم سے فراغت پائی اور ۱۰۷۴ھ میں دہلی میں میر سیّد عبد الفتاح عسکری احمد آبادی قدس سرہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ کی بیعت کی۔ ان سب فیوض ظاہری و باطنی سے دامن بھر کر اپنے وطن بلگرام کی طرف لوٹے۔ اور مسند توکل و قناعت کو زینت دی۔ اور باقی عمر یاد خدا اور ریاضت اور تدریس علوم خصوصاً علم حدیث شریف میں گزار کر ۱۱۱۵ھ میں رحلت فرمائی۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۷۷)

شیخ نور الدین احمد آبادی رحمہ اللہ:۔ (ولادت ۱۰۶۴ھ وفات ۱۱۵۵ھ)

بیعت اصلاح و خلافت:۔

مختلف فنون میں مفید کتابیں لکھیں جن کی تعداد کوئی ڈیڑھ سو سے زیادہ ہے۔ تفسیر قرآن مجید اور شرح صحیح بخاری بھی لکھی جس کا نام نور القاری ہے۔ آپ رحمہ اللہ صوفیانہ مزاج رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت محبوب عالم صاحب رحمہ اللہ احمد آبادی سے بیعت و خلافت خانوادہ باحاصل کی۔ ابتدائے عمر سے آخر تک تدریس و تصنیف میں وقت بسر کیا

اور ۱۱۱۵ھ میں اکانوے برس کی عمر میں رحلت کی۔ ''عامله الله برحمة الواسعة''۔
(تاریخ اہلحدیث، ص:۲۷۹)

حاجی محمد افضل صاحب رحمہ اللہ اور وابستگی تصوف

افسوس ہم کو اس پاک ومبارک وجود کے حالات مفصل نہیں ملے جن کے نام نامی سے ہم (سیالکوٹی) فخر کر سکتے ہیں۔ جو کچھ ملتا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور جناب مرزا مظہر جانجاناں (علیہما الرحمۃ) کے حالات میں تبعاً ملتا ہے کہ ان ہر دو بزرگواروں نے آپ سے علم حدیث حاصل کیا۔ اور آپ رحمہ اللہ نے شیخ عبداللہ بن سالم بصری مکی رحمہ اللہ سے اور اسی نسبت سے ہم نے آپ رحمہ اللہ کے ذکر خیر سے اپنی اس کتاب کو زیب دینا چاہا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ اور جناب مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمہ اللہ ایسے لوگوں کا آپ رحمہ اللہ کے سلسلہ تلمذ میں ہونا آپ رحمہ اللہ کی افضلیت اور اسم بامسمّٰی ہونے کی بین دلیل ہے۔

حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمہ اللہ آپ کی بغائت تعریف کرتے ہیں چنانچہ مقامات مظہریہ میں فرماتے ہیں۔

ایشاں از علمائے متبحر و فضلائے دانشور نداز اسرارِ معارف علوم باطن خطے و افراد ارند طریقه ازحجة الله نقشبند فرزند و خلیفه حضرت ایشاں محمد معصوم رحمه الله علیهما گرفته تاده سال استفادئه فیوضِ باطن نمود ندوتاد و ازده سال از حضرت شیخ عبدالاحد فرزند و خلیفه خازن الرحمة شیخ محمد سعید فرزند سجاده نشین حضرت مجدد رحمه الله علیهم مشرف گردیده بمقاماتِ عالیه رسیده اندوتحصیل علوم معقول و منقول و اسناد علم حدیث ازایشاں نموده از شیخ سالم بصری ثم المکی علم حدیث نیز سند دارند (مقامات مظہریہ، ص:۹)

اور اسی کتاب میں دوسری جگہ حضرت جناب مرزا صاحب رحمہ اللہ کی زبانی نقل فرماتے ہیں۔

پس بخدمت حضرت حاجی محمد افضل التماس توجہات نمودیم، فرمودند شما علی البصیرت سلوك کردہ ایدو کشف مقامات دارید و مارا چنداں کشف و علم مقامات نیست۔ استادہ باحسن وجوہ نتو اندشد حضرت ایشاں (مرزا صاحب) می فر مودند اگرچہ از آنحضرت (حاجی صاحب ممدوح) در ظاہر استفادہ کردہ نشد۔ لیکن در ضمن سبق حدیث فیوض از باطن شریف ایشاں رادر زر حدیث در نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم استغراقے دست می دادو انوار و برکات بسیار ظاہر مے شد گو یا در معنی صحبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حاصل می شد و دریں اثنا توجہ والتفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مشہود می گشت و نسبت کمالات نبوت در غائت وسعت و کثرتِ انوار جلوہ گرمی شود و معنی حدیث شریف ''العلماء ورثة الانبياء'' علیہم السلام واضح می شد۔ ایشاں شیخ الحدیث واز روئے صحبت پیر فقیر اند فوائد بسیار در ظاہر و باطن تابست سال ازخدمت ایشاں حاصل نمودہ ایم۔ (مقامات مظہریہ، ص:۲۲-۲۳)

وضاحت حاشیہ:۔

چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اپنی کتاب ''القول الجمیل'' کے اخیر پر اپنی سند علم حدیث کے ذکر میں فرماتے ہیں۔'' و اجازنی مشکوة المصابیح و صحیح البخاری وغیرہ من الصحاح الست الثقة الثبت حاجی محمد افضل عن الشیخ عبدالاحد عن ابیہ الشیخ محمد سعید عن جدہ شیخ الطریقة الشیخ

احمد السرھندی بسندہ الطویل المذکور فی مقامات'' ترجمہ: اور مجھ کو اجازت دی مشکوۃ المصابیح اور صحیح بخاری وغیرہ صحاح ستہ کی معتمد ثابت القول حاجی محمد افضل رحمہ اللہ نے شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے والد شیخ محمد سعید رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے دادا شیخ طریقت شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ سے ان کی سند طویل مذکور ہے۔ ان کے مقامات اور تصانیف میں۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۱)

حضرت مرزا مظہر جانجاناں نقشبندی رحمہ اللہ تصوف کے شہسوار

ولادت رمضان شریف ۱۱۱۰ھ وفات ۱۱۹۵ھ

آپ رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب ۲۸ واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے بیٹے امام محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ سے جاملتا ہے۔ آپ رحمہ اللہ کا نام شمس الدین حبیب اللہ ہے اور آپ رحمہ اللہ کے والد ماجد کا نام میرزا جان رحمہ اللہ تھا۔ اسی وجہ سے مرزا آپ کے نام کا جزو بن گیا ہے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۲)

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اصلاح:۔

حسان ہند میر غلام علی صاحب رحمہ اللہ آزاد بلگرامی نے اپنی کتاب ''سرو آزاد'' میں درج کرنے کیلئے مرزا صاحب موصوف سے آپ رحمہ اللہ کے حالات دریافت کیے۔ اس پر آپ رحمہ اللہ نے اپنے جو حالات خود تحریر فرمائے۔ ان کا اردو ترجمہ بطور اختصار حسب ذیل ہے۔

''جان جاناں نام، مظہر تخلص، پسر میرزا جان۔ جانی تخلص، علوی نسب ہندی مولد، حنفی مذہب اور نقشبندی مشرب، پیدائش ۱۱۱۰ھ ظاہری نشو ونما اکبر آباد (آگرہ) میں ہوئی۔ اور باطنی تربیت شاہجہان آباد (دہلی) میں حضرت سیّد محمد بدایونی رحمہ اللہ نقشبندی سے حاصل کی۔ میرا نسب ۲۸ واسطوں سے حضرت محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ کے ذریعے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جاملتا ہے۔

میرے جد اعلیٰ امیر کمال الدین رحمہ اللہ نویں صدی ہجری کے شروع میں طائف

کے علاقہ سے آکر ترکستان میں مقیم ہوئے۔ اور عرصہ دراز تک ان علاقوں میں فرمانروائی کی۔ ان کی اولاد بہت سی تھی جن میں سے امیر مجنون اور امیر بابا ہیں۔ جو ہمایوں بادشاہ کے ہندوستان کے فتح کرنے کے موقع پر اس ملک (ہند) میں وارد ہوئے۔ اس کے بعد سلاطین گورگانیہ کی خدمت اور رفاقت اس خاندان کا شعار رہا۔

میرزا جان مذکور نے جو امیر بابا سے چھٹے مرتبہ پر اور امیر کمال الدین مذکور سے بارہویں مرتبہ پر تھے عالمگیر بادشاہ کے زمانہ میں ایک عالی منصب سے ترک دنیا کی۔

بچپن سے ہی اس خاکسار کو مال وجاہ کی خواہش نہیں تھی۔ ضرورت کو حاصل کرنے کے بعد یہ فقیر از خود رفتگان کے دامن سے وابستہ ہوا۔ اس امید پر کہ دوسرے جہان کے حالات سے واقفیت حاصل کرے۔ جب سے ان کے دروازے پر قدم رکھا ہے دماغ ضعیف ہوگیا ہے اور تدبیر کے اسباب کی طاقت نہیں رہی۔ خلوت نشینی اختیار کرلی ہے اور کبھی کمینوں کے دسترخوان سے روٹی نہیں کھائی۔ (تاریخ اہلحدیث، ص: ۲۸۲-۲۸۳)

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ:۔

چنانچہ شیخ شیخنا نواب صاحب مرحوم اپنی کتاب ابجد العلوم میں بہ ضمن ذکر حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”آپ رحمہ اللہ کے متاخرین بزرگ فیض یابوں میں سے شیخ شمس الدین علوی المعروف مرزا مظہر جانجاناں رحمہ اللہ ہیں“۔

جو امام محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ کی اولاد سے تھے۔ آپ رحمہ اللہ بہت سے فضائل کے مالک تھے۔ فن حدیث آپ رحمہ اللہ نے حاجی (محمد افضل) صاحب سیالکوٹی رحمہ اللہ سے حاصل کیا۔ اور مجددی طریقہ اپنے وقت کے اکابر طریقہ مجددیہ سے اتباع سنت اور قوت کشفیہ میں آپ رحمہ اللہ کا پایہ بہت بلند تھا۔ آپ رحمہ اللہ کے شعر بہت انوکھے اور آپ رحمہ اللہ کے مکتوبات بہت مفید ہیں۔ آپ رحمہ اللہ تشہد میں مسبحہ سے اشارہ کے قائل تھے۔ اور (نماز میں) اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر سینے کے نیچے باندھتے تھے اور قرأت فاتحہ خلف الامام کی تقویت کے قائل تھے

آپ کا سن وفات ۱۱۹۵ھ ہے (عاش حمید امات شھیدا)

(تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۳)

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تصوف کے شہنشاہ (وفات ۱۱۷۶ھ)

ع کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے

مجھ ایسے نابکار کا آپ رحمہ اللہ کی تعریف وتوصیف میں کچھ لکھنا آپ رحمہ اللہ کی شان میں گستاخی ہے کیونکہ ہندوستان بھر میں شہر بشہر اور کوچہ بکوچہ اور خانہ بخانہ جس قدر علم وعمل بالحدیث کا غلغلہ ہے۔ اور اتباعِ سنت کا جتنا جوش طبائع میں موجزن ہے وہ سب کچھ آپ رحمہ اللہ ہی کی برکت وفیض کا ثمرہ ہے۔

بلبل کو شوقِ گل تھا نہ قمری کو عشق سرو
یہ سارے گل کھلائے ہوئے باغباں کے ہیں

لہٰذا میرے لکھنے میں اس سے زیادہ نہیں ہوگا، جو آپ کی نسبت لوگوں کے سینوں میں ساری اور ان کی زبانوں پر جاری ہے

جامع ظاہر وباطن:۔

آپ رحمہ اللہ ۱۱۱۴ھ میں طلوع آفتاب کے ساتھ ہی دارالخلافہ دہلی میں پیدا ہوئے گویا خالق برحق نے عالمِ جسمانی وعالم روحانی ہر دو کے آفتابوں کو اکٹھا ظاہر کیا۔ اور ظلمت ظاہری وباطنی کا پردہ چاک کر دیا۔ آپ رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب تیس واسطوں سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ تاریخی نام عظیم الدین ہے۔ جو آپ رحمہ اللہ کو ہر طرح پھبتا ہے۔

آپ رحمہ اللہ کے حالات میں مستقل تصانیف ہیں۔ سب کی جامع حیاتِ ولی ہے میرے خیال میں ہندوستان میں اس قدر تفصیل وجامعیت کے ساتھ کسی دیگر عالم کے حالات نہیں لکھے گئے۔ اور نہ اتنی کثرت سے کسی اور کی نسبت تصانیف لکھی گئیں۔

(تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۴)

WWW.URDUPDF.ORG

شاہ عبدالرحیم جامع شریعت طریقت:۔

''القول الجمیل'' میں آپ رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں: ''جب آپ کی عمر سترہ سال کی ہوئی تو آپ رحمہ اللہ کے والد ماجد شیخ عبدالرحیم رحمہ اللہ بیمار ہوئے۔ شیخ صاحب اپنے زمانہ میں فضیلت علمی کے ساتھ ایک مقدس بزرگ مانے جاتے تھے۔ یعنی عالم شریعت بھی تھے۔ اور پیر طریقت بھی۔ ایام بیماری میں آپ رحمہ اللہ کو بیعت وارشاد کی بھی اجازت دی اور کلمہ ''یدہ کیدی'' بتکرار کہا۔ اس کے بعد آپ رحمہ اللہ بارہ برس یا زیادہ تک کتب دینیہ وعقلیہ کی تدریس میں لگے رہے۔

(تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۴-۲۸۵)

طریقت میں بھی صاحب کمال:۔

اور اپنی تعلیم کی بابت انفاس العارفین میں فرماتے ہیں۔

''حضرت ایشاں درخلوت و جلوت بسیار می بود کہ باین فقیر ملتفت می شدند و تلطف من نمود ندودر ابتہاج و اہترازمی شدند ومی فرمودند کہ در دل من بے اختیار خطور میکند کہ بیک دفعہ ہمہ علوم در سینۂ تو اندازم و باز بعد چندے جوشے می زدندوبہمیں کلمہ متکلم می شدند و ہلم جرّاً۔ اثر انفاس مبارک ایشاں ظاہر گشت والا ایں فقیر چنداں محنت تحصیل نکشیدہ (ص:۶۳)

فن تصوف میں قصائد:۔

آپ رحمہ اللہ عربی اور فارسی میں شعر کہنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے چنانچہ تصوف اور مدح وحب نبی ﷺ میں آپ رحمہ اللہ کے قصائد واشعار آبدار کتب تراجم کی زینت ہیں جن کی زبان کی فصاحت وبلاغت علمائے عرب وعجم ومصر نے بھی تسلیم کی ہے۔

(تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۷)

مریدین کی تربیت:۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ (ولادت ۱۱۵۹ھ، وفات ۱۲۳۹ھ)

نواب صاحب نے اپنی کتاب "اتحاف النبلاء" میں آپ رحمہ اللہ کے حالات نہایت جامع عبارت میں درج فرمائے ہیں جن کا انتخاب بصورت ترجمہ حسب ذیل ہے۔

آپ رحمہ اللہ ہندوستان بھر میں استاذ الاساتذہ، خاتم المفسرین والمحدثین تھے۔ آپ رحمہ اللہ کا تاریخی نام غلام حلیم (۱۱۵۹ھ) ہے۔ آپ رحمہ اللہ اپنے زمانہ میں مرجع علماء ومشائخ تھے۔

موافق ومخالف سب کو آپ رحمہ اللہ سے عقیدت تھی۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنی تمام عمر تدریس وافتاء فصل خصومات، وعظ، مریدوں کی تربیت اور شاگردوں کی تکمیل میں گزاری، دنیوی جاہ وعزت اور احترام وتعظیم کے ساتھ ساتھ آپ رحمہ اللہ کمالات باطنی بھی رکھتے تھے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص: ۲۸۸)

سید احمد شہید بریلوی رحمہ اللہ کی بیعت طریقت:۔

امیر المجاہدین سیّد احمد بریلوی رحمہ اللہ آپ رحمہ اللہ کے مرید طریقت تھے۔

(تاریخ اہلحدیث، ص: ۲۸۸)

والد کے خلفاء سے تحصیل علم:۔

بلاد ہند میں آپ رحمہ اللہ اور آپ رحمہ اللہ کے برادران کرام علم وعمل کی ریاست کے سردار تھے۔ ہندوستان میں کوئی علاقہ بلکہ کوئی شہر ہوگا کہ اس میں کوئی ایسا شخص ہو جسے اس خاندان سے نسبت تلمذیا استفادہ باطن نہ ہو۔ بڑے بڑے علماء آپ رحمہ اللہ کی شاگردی پر فخر کرتے ہیں۔ اور فضلاء آپ رحمہ اللہ کی تصنیف کردہ کتابوں پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور ان کے خلفاء کرام رحمہم اللہ سے علوم حاصل کیے اور بہت سی خلقت نے آپ رحمہ اللہ سے استفادہ کیا۔ (تاریخ اہلحدیث، ص: ۲۸۸)

شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کا کسب باطنی (المتوفی ۱۲۳۰ھ)

آپ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے خلف الرشید اور شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اور شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔

WWW.IBQARI.ORG

آپ رحمہ اللہ نے تمام کتب دینیۃ وعقلیۃ اپنے والد ماجد سے سبقاً سبقاً پڑھیں۔ مگر کسب فیض باطنی کیلئے اپنے والد بزرگوار کے علاوہ دیگر اکابر دین اور اہل کمال کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ آپ رحمہ اللہ اپنے زمانہ کے جملہ اہل کمال کے حلقہ میں ایسے ممتاز تھے جیسے جھلملاتے تاروں کے حلقہ میں پوری روشنی کا چاند۔

آپ رحمہ اللہ کے زہد واتقاء خلق وتواضع کی بے مثل شہرت ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلی ہوئی تھی۔

آپ رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ اکبرآباد کی ایک مسجد کے حجرہ میں بسر کیا۔ رات دن طاعت وریاضت میں مصروف رہتے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۲۸۹)

بازیابی مرشد کیلئے مریدین کا احتجاج:۔

آپ (مولانا غلام رسول رحمہ اللہ) کی ولادت ۱۲۲۸ھ میں ہوئی آپ رحمہ اللہ نے حدیث سیّد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے پڑھی۔ مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ آپ رحمہ اللہ کے ہم سبق تھے وعظ ونصیحت کا شوق آپ رحمہ اللہ کو ابتدا ہی سے تھا۔ وعظ اس قدر مؤثر تھا کہ اکثر غیر مسلم سن کر مسلمان ہوگئے۔ دہلی میں آپکے وعظ کا چرچہ بہت رہا۔ ان دنوں ۱۸۵۷ء کا واقعہ رونما ہوا۔ انگریزوں نے موحدین کو اس کا مورد الزام ٹھہرایا جس کے متعلق شبہ ہوتا کہ یہ وہابی ہے دھرلیا جاتا۔ کسی نے شکایت کردی کہ غدر میں مولانا غلام رسول رحمہ اللہ وہابی کے وعظوں کو بھی دخل ہے۔ آپ رحمہ اللہ کی گرفتاری کا خطرہ ہوگیا۔ وطن واپس آگئے اور وہاں گرفتار ہوکر منٹگمری کی عدالت میں لاہور پیش کیے گئے۔ لوگوں میں مشہور ہوگیا کہ مولوی صاحب رحمہ اللہ کو پھانسی کا حکم ہوگا۔ ہزاروں آدمی جمع ہوگئے۔ منٹگمری نے معلوم کیا یہ کیوں آئے ہیں۔ جواب ملا کہ یہ شخص پنجاب بھر کا استاد اور پیر ہے۔ یہ لوگ اس لیے جمع ہوئے ہیں کہ اگر ہمارے پیر استاد کو پھانسی کا حکم ہوا تو ہم ختم ہوجائینگے ہمارا زندہ رہنا فضول ہے۔ یہ سن کر منٹگمری کو اپنا ارادہ بدلنا پڑا اور مولانا رحمہ اللہ پھانسی سے بچ گئے۔ لیکن کچھ عرصہ کیلئے نظر بند کر

محمد اسحاق بھٹی

قافلۂ حدیث

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

مسلک کتاب وسنت کے فروغ کے لئے کوشاں
خوبصورت اور معیاری مطبوعات

مکتبہ قدوسیہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر ابوبکر قدوسی
اشاعت جنوری 2003ء
مطبع موڑے پریس

MAKTABA QUDDUSIA
REHMAN MARKET GHAZNI STREET URDU BAZAR
LAHORE - PAKISTAN. Ph: 7351124 - 7230585
Fax: 92 - 42 - 7230585 Email: qaduala@brain.net.pk

WWW.UBQARI.ORG

دیئے گئے۔ رہائی کے بعد آپ رحمہ اللہ نے درس تدریس کا سلسلہ تازیست جاری رکھا اور کتاب وسنت کو زندہ کیا۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۳۱۱)

☆.....☆.....☆

کتاب ''قافلہ حدیث'' میں تصوف کے پھول

نام کتاب:۔ قافلہ حدیث..... مصنف:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ اُردو بازار۔ لاہور

لکھوی خاندان کے نقشبندی جد اعلیٰ کا تذکرہ:۔

لکھوی خاندان کے جد اعلیٰ حضرت حافظ بارک اللہ لکھوی کے حالات فقہائے پاک وہند کی تیرہویں صدی ہجری کی دوسری جلد میں آگئے ہیں، ان کے صاحبزادے حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کا تذکرہ پنجاب یونیورسٹی کے اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں لکھا گیا ہے اور مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ اور مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کے حالات ''بزم ارجمنداں'' میں بیان ہو چکے ہیں اور ''قافلہ حدیث'' میں مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ اور ان کے صاحبزادے حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کا تذکرہ آگیا ہے۔ (قافلہ حدیث، ص:۱۰)

لوگ صوفی نام سے کیوں چڑ جاتے ہیں.....؟:۔

مولانا محمد سلیمان روڑی والے (وفات ۲۱ نومبر ۱۹۴۹ء)

ریاست پٹیالہ کی سرحد کے قریب اس ضلع کا ایک قصبہ روڑی تھا۔

یہ قصبہ چاروں طرف ریت کے اونچے اونچے ٹیلوں میں گھرا ہوا تھا۔ ریلوے اسٹیشن جس کا نام ''لکڑ والی'' تھا وہاں سے بارہ کوس دور تھا۔ (اس نواح میں مسافت کی پیائش کیلئے کوس کا لفظ بولا جاتا تھا، میل کو بہت کم لوگ جانتے ہوں گے) اس قصبے میں محمد سلیمان نام کے ایک بزرگ رہتے تھے، جن کی بزرگی اور نیکی کی بہت سی باتیں

مشہور تھیں۔ ''مولانا'' کا لفظ اس دور میں زیادہ مستعمل نہ تھا۔ یہ بزرگ اگرچہ علم و فضل میں مولانا کی روایتی اصطلاع سے بہت آگے نکلے ہوئے تھے لیکن لوگ انہیں یا تو مولوی صاحب کہتے تھے یا صوفی صاحب یا بابا جی۔ اب تو زمانہ بدل گیا ہے ''صوفی'' کا لفظ سنتے ہی بعض لوگ بدک جاتے ہیں اور اس طرح غصے سے اچھل پڑتے ہیں جس طرح کسی جانور کی دم پر پاؤں رکھ دیا جائے تو وہ اچھل پڑتا ہے۔ ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ''صوفی'' لوگ اچھے نہیں ہوتے۔ ''اچھے نہیں ہوتے'' تو میں نے بہت نرم لفظ بولا ہے ورنہ وہ تو بہت کچھ کہتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ اس زمانے میں بہت ہی نیک آدمی کو ''صوفی'' کہا جاتا تھا۔ اور مولانا سلیمان رحمہ اللہ بہت ہی نیک آدمی تھے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۳۴-۳۵)

بابا جی اللہ لوگ ہیں اللہ ان کی سنتا ہے:۔

شتر بان نے مہار پکڑی اور تیزی سے چلنے لگا۔

پوچھا: روڑی کس کے گھر جائیں گے؟۔ ہم نے کہا: حکیم عبداللہ رحمہ اللہ کے گھر۔

بولا: بڑے مولوی صاحب بابا جی تو دن رات مسجد ہی میں رہتے ہیں اور اللہ خیر کرے ہم نماز کی اذان کے وقت مسجد میں پہنچ جائیں گے۔ بابا جی اللہ لوگ ہیں، ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں اور اللہ ان کی سنتا ہے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۳۷-۳۸)

ساعتے چند بہ صحبت اولیاء:۔

اب آیئے مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ کے بارے میں چند باتیں بیان کرتے ہیں۔ یہ حالات اگرچہ مختصر ہیں مگر نہایت دلچسپ ہیں اور ان کی حیثیت ''ساعتے چند بہ صحبت اولیاء'' کی ہے۔ ہم یہاں انہی سے استفادہ کر رہے ہیں۔

مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ جو مستجاب الدعوات عالم دین تھے ۱۸۵۵ء کے پس و پیش پیدا ہوئے۔ آٹھ سال کے تھے کہ والد گرامی صوفی غوث الدین وفات پا گئے۔ دینی علوم کی تحصیل حافظ قادر بخش، حافظ جمال الدین اور اپنے چچازاد بھائی حکیم علاؤ

الدین سے کی۔ حضرت میاں سیّد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ اور حضرت امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے بے حد قلبی تعلق رکھتے تھے۔

بقول حکیم عبدالوحید کے "ان کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے اور دینی علوم میں رہنمائی حاصل کرتے۔" (قافلہ حدیث، ص:۴۲-۴۳)

مولانا داؤد غزنوی کی بغرض اصلاح حاضری:۔

مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح علمائے عظام اور بزرگان دین سے بے پناہ علاقہ رکھتے تھے اور گوناگوں مصروفیات کے باوجود اکابرین کی خدمت میں جاتے تھے۔ وہ کئی دفعہ اس دور دراز علاقے میں مولانا محمد سلیمان کی خدمت میں روڑی گئے۔

ایک مرتبہ مولانا غزنوی رحمہ اللہ روڑی گئے تو انہیں مسجد سے نکلتے وقت دائیں بائیں پاؤں کا خیال نہ رہا۔ مولانا سلیمان رحمہ اللہ نے اس طرف ان کی توجہ مبذول کرائی اور فرمایا کسی سنت کو بھی چھوٹا نہیں سمجھنا چاہیے، ہر سنت کو ہر آن پیش نگاہ رکھنا چاہیے۔ پھر فرمایا میری بات کا برا تو نہیں مانا؟

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے جواب دیا: میں تو سینکڑوں میل کا سفر کر کے آپ کی خدمت میں محض اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اپنی اصلاح کر سکوں۔ اگر آپ توجہ نہ فرماتے تو میری اصلاح کیسے ہوتی۔ آپ کا توجہ دلانا ہماری دنیوی اور اخروی بہتری کیلئے ہے۔

میرا خیال ہے اتنا تکلیف دہ سفر اختیار کر کے اس قسم کے پاکیزہ خصال لوگوں کی محض اچھی باتیں سننے کیلئے بہت کم لوگ کہیں جاتے ہوں گے۔

(قافلہ حدیث، ص:۴۳-۴۴)

صحبت صالح ترا صالح کند:۔

آیئے اس مرد صالح کی صحبت میں چند لمحے گزارنے کی کوشش کرتے ہیں کہ

"صحبت صالح ترا صالح کند"

WWW.UBQARI.ORG

مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ مسجد میں گزارا۔ مسجد سے ان کو بے پناہ لگاؤ تھا۔ حیات مستعار کے آخری چالیس سال تو مسجد میں ہی گزرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے سائے میں رہنے والے کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔

"المؤمن فی المسجد کالسمك فی الماء" پنجابی کے ایک شاعر نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

مومن بندہ مسجد دے وچ جیویں مچھلی وچ پانی یعنی مومن آدمی مسجد میں اس طرح خوش رہتا ہے جس طرح مچھلی پانی میں خوش رہتی ہے۔

انہوں نے مسجد کے اس حجرے میں، جس میں وہ خود رہتے تھے قرآن مجید اور قاعدے سپارے فروخت کے لیے رکھ لیے تھے۔ سلسلہ طباعت پشتوں سے ان کے خاندن میں چلا آرہا تھا۔

ایک مرتبہ ایک شخص ان کی خدمت میں آیا۔ عرض کیا کافی عرصے سے بیمار ہوں، بہت علاج کرائے آرام نہیں آیا۔ انہوں نے کاغذ پر نسخہ لکھ دیا اور فرمایا: ''اسے پانی میں جوش دے کر پیو۔'' چند روز بعد اس سے ملاقات ہوئی تو پوچھا دوا استعمال کی تھی؟

کہا: کون سی دوا؟ دوا تو آپ نے دی ہی نہیں۔ میں نے وہی تعویذ پانی میں جوش دے کر پیا جو آپ نے دیا تھا، اسی سے آرام آ گیا۔

نسخے کو جو مولانا نے کاغذ پر لکھ کر دیا تھا اس نے تعویذ سمجھا اور اسی کو پانی میں جوش دے کر پیا، اللہ نے شفا دے دی۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۴۰)

نوافل وذکر واذکار کی پابندی:۔

مولانا محمد سلیمان رحمہ اللہ نے پوری زندگی تہجد کی نماز قضا نہیں کی۔ نماز عشا کے بعد دیر تک ذکر اذکار میں مشغول رہتے۔ ہر نماز کے بعد لمبا وظیفہ پڑھتے۔ اشراق باقاعدگی سے ادا کرتے، نماز پڑھتے وقت ان پر رقت طاری ہو جاتی۔ آیات عذاب آتیں تو روتے روتے ہچکی بندھ جاتی اور بسا اوقات بے حال ہو جاتے۔ اسی عذر کی بنا پر نماز کی

امامت سے گریز کرتے کہ کہیں دوسرے لوگ اتنی لمبی قرأت کو بار نہ سمجھنے لگیں۔ تبلیغ کے ڈھنگ سے خوب آگاہ تھے۔ موقع ومحل دیکھ کر دین کی دعوت دیتے اور اس انداز میں بات کرتے کہ دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۹)

متصوف علماء کے علمی مراکز:۔

اس زمانے کے پنجاب میں اہلحدیث کے دو علمی مراکز تھے اور یہی تدریسی مراکز بھی تھے، جو عوام وخواص میں بہت مشہور تھے اور لوگ درس وتدریس اور علمی استفادے کیلئے انہی دو مراکز کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ایک مرکز امرتسر کا تھا جس کا نام دارالعلوم تقویۃ الاسلام تھا اور وہ مدرسہ غزنویہ کے نام سے معروف تھا۔ یہ مرکزیا مدرسہ حضرت سیّد عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ (وفات ۱۵ ربیع الاوّل ۱۲۹۸ھ- فروری ۱۸۸۱ء) کے فرزند عالی قدر حضرت الامام سیّد عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ (وفات ۲۵ رمضان ۱۳۳۱ھ- اگست ۱۹۱۳ء) نے قائم کیا تھا۔ دوسرا مرکز حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ (وفات ۱۳ صفر ۱۳۱۱ھ- اکتوبر ۱۸۹۳ء) نے مدرسہ محمدیہ کے نام سے قائم فرمایا تھا۔ پنجاب کے اہلحدیث علمائے کرام بلاواسطہ یا بالواسطہ انہی دو مدرسوں کے فیض یافتہ ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد امرتسر کا دارالعلوم تقویۃ الاسلام، لاہور منتقل ہو گیا تھا اور اللہ کے فضل سے اس میں تدریسی خدمات کا سلسلہ جاری ہے۔ لکھوکے کا مدرسہ قیام پاکستان کے بعد اوکاڑہ میں قائم کر دیا گیا تھا جو جامعہ محمدیہ کے نام سے موسوم ہے اور متعدد اساتذہ وہاں درس وتدریس میں مصروف ہیں۔

حافظ محمد حسین روپڑی رحمہ اللہ کے والد مکرم میاں روشن دین کے دل میں حصول علم کا شوق ابھرا تو انہوں نے لکھوکے کا عزم کیا اور حضرت حافظ محمد لکھوی کی خدمت میں پہنچے۔

ان کے سب سے بڑے بیٹے مولوی رکن الدین نے حصول علم کیلئے لکھوکے کا عزم کیا اور وہاں کے اساتذہ سے مستفید ہوئے۔ وہ اپنے چھوٹے بھائی حافظ عبداللہ

روپڑی رحمہ اللہ کو بھی وہاں لے گئے تھے۔ کچھ عرصہ یہ بھی وہاں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ حافظ صاحب امرتسر کے مدرسہ غزنویہ میں کئی سال اقامت گزین رہے اور حضرت امام سیّد عبدالجبار غزنوی اور دیگر اساتذہ کے حضور زانوئے شاگردی تہہ کیا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ نے لکھوی اور غزنوی علمائے کرام سے بلاواسطہ فیض حاصل کیا اور پھر جن حضرات نے حضرت حافظ صاحب سے حصول علم کیا، وہ لکھوی اور غزنوی اہل علم کے بالواسطہ شاگرد ہوئے۔

(قافلہ حدیث، ص: ۱۲۸ تا ۱۳۰)

تصوف پر عملی خدمات:۔

حقیقت ذکر الٰہی۔ ادب محبت کا پہلا قرینہ ہے۔ قربت کی راہیں۔ تعلیم وتذکیہ۔

(قافلہ حدیث، ص: ۱۴۷)

ذوق تصوف اور معلومات:۔

وہ بذلہ سنج، لطائف وظرافت کے ماہر، خوش کلام، خوش مزاج، دوستوں کے دوست اور حاضر جواب تھے۔ علمی بات کا جواب علم سے، شعر کا جواب شعر سے، لطیفے کا جواب لطیفے سے، طنز کا جواب طنز سے اور تصوف سے متعلق بات کا جواب تصوف سے دیتے تھے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۵۰)

اشغال تصوف سے لوگوں کا فیض پانا:۔

سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ کی زندگی کو ہم دو عہدوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا عہد حصول علم، حصول ملازمت اور بعض دیگر مشغولیتوں کا تھا جو تقریباً ۱۹۶۰ء تک چلا۔ اس کے بعد دوسرا عہد شروع ہوا جس کے بہت سے گوشے پہلے عہد سے بالکل مختلف تھے۔ یہ ذکر الٰہی، وظائف واوراد، مجالس ذکر کے انعقاد، عبادت وتصوف وعظ وتقریر، خطبات جمعہ کے التزام کا عہد تھا۔ اس عہد میں انہوں نے بڑی شہرت پائی اور ان کے ان اشغال سے بے شمار لوگوں نے فیض حاصل کیا۔

WWW.UBQAR.ORG

۱۶۔دسمبر ۱۹۶۳ء کو مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی نے وفات پائی تو ۱۷ دسمبر کو خاندان غزنویہ کا سربراہ بھی انہیں مقرر کیا گیا۔ دارالعلوم تقویۃ الاسلام کا اہتمام بھی ان کے سپرد ہوا اور یہ بڑی ذمہ داری تھی جسے وہ سرانجام دیتے رہے۔ یہ ان کے آباؤ اجداد کا قائم کردہ دارالعلوم تھا، جس کے انتظامی امور کو انہوں نے بہ طریق احسن انجام دیا۔

وہ ۱۹۷۶ء میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر تھے۔

(قافلہ حدیث، ص:۱۵۱)

تصفیہ قلب کیلئے نقشبندی بزرگ کے پاس حاضری:۔

کچھ وقت اسی طرح گزار کر لاہور سے میاں والی کا رخ کیا اور واں بھچراں کے مشہور عالم دین مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے تصفیہ قلب و روح کیلئے استدعا کی۔ سال بھر سے کچھ زیادہ عرصہ وہاں قیام رہا۔ مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے اپنا اطمینان کر لینے کے بعد ہدایت فرمائی کہ کلکتے کا رخ کرو اور وہاں تبلیغ دین میں مصروف ہو جاؤ۔ چنانچہ وہیں سے سوئے کلکتے روانہ ہو گئے۔

(قافلہ حدیث، ص:۱۹۴-۱۹۵)

ابتدائے سلوک کی استغراقی کیفیات:۔

اب ملاحظہ کیجئے وہ کیسٹ جو صوفی صاحب کے متعلق مولانا صفی الرحمٰن رحمہ اللہ کی یادداشتوں پر مشتمل ہے۔ اس کی حیثیت ایک انٹرویو کی ہے جو مولانا ممدوح سے کسی صاحب نے کیا..... مولانا فرماتے ہیں:

''صوفی نذیر احمد ایک بار جامعہ سلفیہ (بنارس) تشریف لائے۔ ان دنوں ان کے ساتھ مجلسیں ہوا کرتی تھیں اور مختلف مجلسوں میں انہوں نے مختلف باتیں بتائیں۔ ایک بات ان کے متعلق یہ معلوم ہوئی کہ ان کے والد صوفی تھے۔ اسی تعلق کی بنا پر انہوں نے بھی تصوف کی مشق کی اور اوراد و وظائف پڑھنے لگے۔ اس تصوف میں گھسنے کے بعد آدمی پر کئی قسم کی کیفیتیں طاری ہوتی ہیں۔ انہوں نے بتایا

کہ میرے اندر بڑی خصوصیت یہ تھی کہ کبھی تو دنیا کی چیزوں سے اتنی عجیب وغریب محبت پیدا ہو جاتی کہ میں درختوں کو پکڑ لیتا اور ان سے لپٹ جاتا تھا اور لپٹ کر رونے لگتا۔ کہا کہ ایک روز میں بیٹھا تھا کہ کچھ عجیب کیفیت طاری تھی۔ والد صاحب آئے اور کوئی کام کرنے کو کہا۔ میں جانگیہ پہنے ہوئے تھا تو والد صاحب میری کیفیت کو سمجھ گئے اور خاموشی سے واپس چلے گئے۔ یہ کیفیت ہر اس شخص پر طاری ہوتی ہے جو تصوف کے سلسلے میں اپنا ورد و وظیفہ شروع کرتا ہے۔

(قافلہ حدیث، ص:۲۰۹)

تصوف پر علمی و عملی خدمات:۔

بہر حال مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے تصنیف و تالیف، مقالات و مضامین اور خطابت و تقریر کے رنگ میں اسلام کی بے حد خدمت کی..... یہ ان کی چند کتابوں کا ذکر ہے، ان کی دیگر تصانیف کی طرف آیئے۔

افکار غزالی:۔

اس کتاب میں امام غزالی رحمہ اللہ کی ''احیاء علوم الدین'' کے بعض اہم مضامین کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ اس پر طویل مقدمہ بھی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۵۶ء میں چھپی۔

تعلیمات غزالی:۔

یہ کتاب غزالی رحمہ اللہ کی ''احیاء علوم الدین'' کے گیارہ ابواب کی تلخیص ہے۔ وہ ہیں ابواب الصلوٰۃ، ابواب زکوٰۃ، حدیث صوم، اسرار حج، ذکر و دعا، تہذیب و آداب، نکاح و معاشرت، محبت و اخوت، معاملات، فہم قرآن، تفسیر بالرائے..... کتاب پر طویل مقدمہ بھی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۶۲ء میں طبع ہوئی تھی۔

سرگزشت غزالی:۔

یہ غزالی رحمہ اللہ کی ''المنقذ من الضلال'' کا ترجمہ ہے جو غزالی کی علمی زندگی کا نہایت دلچسپ حصہ ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۵۹ء میں طبع ہوئی تھی۔

WWW.UBQARI.ORG

مکتوب مدنی:۔

الٰہیات کے سلسلے میں یہ بحث خاص طور سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ اور کائنات میں ربط و تعلق کی نوعیت کیا ہے؟ اس ضمن میں ابن عربی رحمہ اللہ نے وحدت الوجود کا نظریہ پیش کیا ہے، جس کا دو لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ بحر وجود دراصل ایک ہے اور تمام کائنات اسی بحر بیکراں کی موجیں ہیں۔

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اس کے مقابلے میں ''نظریہ شہود'' کی وضاحت کی ہے، جس میں دو وجود ہیں۔ ایک وجود دنیا کا اور دوسرا حقیقت وراء الورا کا.....!

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ان دونوں نظریوں کے درمیان تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ سے ان کے دور کے مشہور عالم اسماعیل بن عبداللہ آفندی رومی مدنی نے اس سلسلے میں سوال کیا تو انہوں نے بذریعہ مکتوب اس کا تفصیلی جواب دیا جو کتابی شکل میں اشاعت پذیر ہوا۔ یہ مکتوب عربی زبان میں ہے اور مکتوب مدنی کے نام سے موسوم ہے۔

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے شاہ صاحب کی اس اہم علمی کاوش کا شگفتہ اور سلیس اردو ترجمہ کر دیا ہے۔ وحدت وجود اور وحدت شہود کے موضوع پر گفتگو کرنے والوں کیلئے اس کا مطالعہ دلچسپی کا باعث ہوگا۔ (قافلہ حدیث، ص: ۳۳۴ تا ۳۳۷)

قرب صالحین میں تدفین کی خواہش:۔

حکیم صاحب اپنے بیٹوں کو کہا کرتے تھے کہ انہیں حافظ صاحب کے قریب دفن کیا جائے۔ جب بیمار ہو جاتے تو بار بار کہتے کہ ان کی قبر حافظ کی قبر سے متصل ہونی چاہیے۔ وفات سے پندرہ دن پہلے جب وہ تندرست تھے اور کسی مریض کیلئے دوا تیار کر رہے تھے اپنے صاحب زادے جناب عتیق الرحمٰن سے کہا کہ میری موت کا وقت قریب ہے، مجھے حافظ صاحب کے قریب دفن کرنا۔ یہ میرا تم پر فرض ہے، جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ یہ بات انہوں نے ایک سے زیادہ دفعہ کہی۔ (قافلہ حدیث، ص: ۴۱۶)

WWW.URDUBOARD.ORG

اِسلام اور خانقاہی نظام

ایک تاریخی و تحقیقی جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر امان اللہ بھٹی

دارالسلام
کتاب و سنت کی شاندار خدمت کا عالمی ادارہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

دارالسلام
کتاب و سنت کی شاندار خدمت کا عالمی ادارہ

مرکزی دفاتر و شاخیں

پوسٹ بکس: 22741 الریاض 11416 سعودی عرب فون: 4033962-4043432 00966 1 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.darussalam.com

• دارالسلام، شیش محل روڈ، لاہور فون: 4644945 01 فیکس: 4735220 01 • اسلام آباد فون: 4735221 01 فیکس: 2860422 01 • سرحد چیمبر، پشاور فون: 5703594-5705196 091 فیکس: 5703595 091
• مکتبہ دارالسلام، ۱۰۱ الحرم مال، گراؤنڈ فلور، لوئر مال، لاہور فون: 7324034 042 فیکس: 7324035 042 • مکتبہ دارالسلام، ۱۰۱ الحرم مال، گراؤنڈ فلور، لوئر مال، لاہور فون: 7324034 042 فیکس: 7324035 042

مولانا عبدالعظیم انصاری کے والد کی بیعت:۔

عبدالعظیم (ولادت ۱۹۱۶ء) کے آباؤ اجداد دراصل موضع "بلہر" کے رہنے والے تھے جو تقسیم ملک سے قبل ضلع لاہور کے ایک مشہور قصبے "پٹی" کے قریب تھا۔

ان کے والد مرحوم ایک صالح بزرگ تھے جو اپنے دور اور علاقے کے اہل علم اور اصحاب صلاح سے عقیدت مندانہ مراسم رکھتے تھے۔ حضرت سیّد محمد شریف گھڑیالوی رحمہ اللہ اس نواح کے نہایت صاحب تقویٰ بزرگ تھے، عظیم صاحب کے والد شاہ صاحب رحمہ اللہ کے حلقہ بیعت میں شامل تھے اور ان کی خدمت میں حاضری دینا اور ان سے استفاضہ کرنا ان کے معمولات کا ضروری حصہ تھا۔ (قافلہ حدیث، ص:۵۱۶تا۵۱۸)

مولانا محمد صادق خلیل کے والد کی بیعت:۔ (ولادت مارچ ۱۹۲۵ء)

بہرحال صادق صاحب کے والد جو نہایت متقی اور پرہیز گار بزرگ تھے، صوفی صاحب کے نزدیک بے حد قابل اعتماد تھے۔ میں نے ان کو دیکھا ہے، انتہائی منکسر اور نیک خصال بزرگ تھے۔

صوفی صاحب کے وہ مرید بھی تھے اور ان کے شاگرد بھی تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ صوفی صاحب سے پڑھا تھا اور اپنے اس استاد اور مرشد کے وہ مخلص ترین خدمت گزار تھے۔ (قافلہ حدیث، ص:۵۷۲)

☆.....☆.....☆

کتاب "اسلام اور خانقاہی نظام" میں تصوف کی خوشبو ہی خوشبو

کتاب کا نام:۔ اسلام اور خانقاہی نظام ..... ایک تحقیقی و تاریخی جائزہ

مصنف:۔ پروفیسر ڈاکٹر امان اللہ بھٹی..... دارالسلام:۔ کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

تعریف تصوف ماہرین تصوف کی نظر میں:۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تصوف سے مراد یہ ہے کہ "ان

تکون مع اللہ تعالیٰ بلا علاقۃ ''تجھے بلا واسطہ اللہ کی معیت حاصل ہو جائے۔'' (رسالہ قشیریہ، ص:۱۳۸-۱۳۹)

شبلی رحمہ اللہ اسے جلا دینے والی بجلی سمجھتے ہیں۔

ابن عطاء رحمہ اللہ حق کے ساتھ مانوس ہونے کو تصوف گردانتے ہیں۔

(التعرف، ص:۱۰۹)

ابن جلابی رحمہ اللہ تصوف کو بے نام حقیقت سمجھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

''التصوف حقیقۃ لا اسم لہ'' ''تصوف ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی نام نہیں ہے۔'' (کشف المحجوب، ص:۳۲-۳۳)

ابو عمرو دمشقی رحمہ اللہ کے خیال میں تصوف موجودات کو نقصان کی آنکھ سے دیکھنا بلکہ آنکھ ان سے بند کر لینا ہے۔

ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے جب تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: تصوف یہ ہے کہ تو کسی کا مالک نہ بنے اور نہ کوئی چیز تمہاری مالک بنے۔

(رسالہ قشیریہ، ص:۱۳۹)

امام غزالی رحمہ اللہ تصوف کی بنیاد چار چیزوں کو قرار دیتے ہیں: اجتہاد، سلوک، سیر اور طیر۔ (روضۃ الطالبین وعمدۃ السالکین، ص:۴۰)

یوسف سلیم چشتی رحمہ اللہ کے ہاں تصوف خدا سے ملنے، اسے دریافت کرنے یا اُسے دیکھنے کی شدید ترین آرزو کا دوسرا نام ہے۔

(تاریخ تصوف، ص:۳ بحوالہ اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۳۴-۳۵)

تصوف کا ارتقائی جائزہ:

اس نظام کے ارتقاء کے مختلف مراحل، ان مراحل کی اہم شخصیات اور ان کی خصوصیات کو تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے:

دورِ اوّل: تاسیس و تنظیم..... پہلی تا چوتھی صدی ہجری

دورِ ثانی: تشکیل وفروغ.....پانچویں تا آٹھویں صدی ہجری

دورِ ثالث: زوال وانحطاط.....نویں صدی ہجری تا حال

(اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۳۷)

''دور اوّل: تاسیس وتنظیم (پہلی تا چوتھی صدی ہجری):۔

ان حالات کے نتیجے میں کچھ علماء وصلحاء نہ صرف خود کثرتِ عبادت اور زہد و توکل کی طرف مائل ہوئے بلکہ دوسروں کو بھی ایسی زندگی گزارنے کی تلقین کرنے لگے۔ اس سلسلے میں حسن بصری (م۱۱۰ھ)، مالک بن دینار (م۱۲۸ھ)، سفیان ثوری (م۱۴۱ھ)، حبیب عجمی (م۱۵۶ھ)، ابراہیم بن ادھم (م۱۶۱ھ)، داؤد طائی (م۱۶۵ھ)، عبداللہ بن مبارک (م۱۸۱ھ) اور فضیل بن عیاض (م۱۸۷ھ) رحمہم اللہ جیسے زہاد اور دنیا سے کنارہ کش لوگوں کے نام زیادہ مشہور ہیں۔ ان افراد کے عقائد واعمال قرآن وسنت کے مطابق تھے۔ عبادت وریاضت کی کثرت کے باوجود انہوں نے دین کے کسی دوسرے شعبے کو نظر انداز کیا تھا نہ ان کے ہاں کسی فلسفے نے جنم لیا تھا اور نہ انہوں نے عبادت کے کسی نئے طریقے کو اختیار کیا تھا۔ ان میں سے اکثر کا تعلق بصرہ وکوفہ سے تھا۔ (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۳۹-۴۰)

تیسری صدی کے مشہور صوفیاء:۔

اس دور میں بغداد صوفیاء کی سرگرمیوں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ ان کے اثرات ایران، شام، مصر اور جزیرہ نمائے عرب تک پھیلتے چلے گئے۔ ان دو صدیوں کے مشہور صوفیاء یہ تھے۔ معروف کرخی رحمہ اللہ (م۲۰۱ھ)، ذوالنون مصری رحمہ اللہ (م۲۴۰ھ)، حارث محاسبی رحمہ اللہ (م۲۴۳ھ)، سری سقطی رحمہ اللہ (م۲۵۳)، بایزید بسطامی رحمہ اللہ (م۲۶۱ھ)، سہل تستری رحمہ اللہ (م۲۸۳ھ) حسین بن منصور حلاج رحمہ اللہ (م۳۰۹ھ)، ابوبکر شبلی رحمہ اللہ (م۳۳۴ھ)، ابونصر سراج رحمہ اللہ (م۳۷۸ھ)، ابوبکر کلابازی رحمہ اللہ (م۳۸۵ھ)، ابوطالب مکی رحمہ اللہ

(م ۳۸۶ھ) (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۴۰-۴۱)

دورِ ثانی: تشکیل اور فروغ (پانچویں تا آٹھویں صدی ہجری):۔

اس دور میں تصوف نے ایک ادارے اور مربیوں کے حلقوں نے خانقاہوں کی شکل اختیار کر لی۔ مسلم دنیا کے اکثر و بیشتر علاقوں میں خانقاہیں موجود تھیں۔ معاشرے کے کھاتے پیتے لوگ اور بسا اوقات حکام و امراء خانقاہوں کی خدمت کرنا دینی خدمت سمجھتے تھے۔ حکمرانوں نے خانقاہوں کیلئے جاگیریں الاٹ کیں تاکہ مستقل طور پر مالی انتظام ممکن ہو سکے۔ اس دور میں خانقاہوں سے خاص شاگرد تیار کر کے مختلف علاقوں میں نائب بنا کر بھجوائے جانے لگے۔

اس دور کے اہم صوفیاء ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ (م ۴۳۰ھ)، عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمہ اللہ (م ۴۶۵ھ)، ابوالحسن علی ہجویری رحمہ اللہ (م ۴۶۵ھ)، ابوحامد غزالی رحمہ اللہ (م ۵۰۵ھ)، عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (م ۵۶۱ھ)، ضیاء الدین سہروردی رحمہ اللہ (م ۵۶۷ھ)، فریدالدین عطار رحمہ اللہ (۶۲۰ھ)، شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ (م ۶۳۲ھ)، معین الدین اجمیری رحمہ اللہ (م ۶۳۳ھ)، بختیار کاکی رحمہ اللہ (م ۶۳۳ھ)، محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ (م ۶۳۸ھ)، فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ (م ۶۷۰ھ)، جلال الدین رومی رحمہ اللہ (م ۶۷۲ھ)، بو علی قلندر رحمہ اللہ (م ۷۲۴ھ) اور مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ (م ۷۸۵ھ) ہیں۔

(اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۴۱ تا ۴۳)

دورِ ثالث: دورِ زوال و انحطاط (نویں صدی ہجری تا حال):۔

اس دور میں خانقاہیں اور جاگیریں ذاتی وراثت بن گئیں۔ حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے تاویلیں کی جانے لگیں اور اجتہاد کی جگہ تقلید نے لے لی۔ تصوف جو کبھی حال تھا، قال بن کر رہ گیا۔ سماع مزامیر (آلات موسیقی) کے ساتھ گانے بجانے اور رقص کا مجموعہ بن گیا۔

WWW.UBQARI.ORG

اس دور میں جہاں تک تصوف میں اصلاح کی کوشش کا تعلق ہے تو اس میں شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کا کردار سب سے نمایاں ہے۔ انہوں نے وحدت الوجود کی جگہ وحدت الشہود کا نظریہ پیش کیا۔ بعد میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے وحدت الوجود اور وحدت الشہود دونوں نظریات کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی، ماضی قریب میں مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بھی تصوف کی اصلاح کی بہت کوشش کی۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ جیسے عالم دین ابن عربی رحمہ اللہ کے نظریات بالخصوص عقیدۂ وحدت الوجود کا دفاع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اقبال ابتدائی زندگی میں اسی نظریے کے قائل دکھائی دیتے ہیں اور رومی کے عقیدۂ وحدت الوجود پر مشتمل اشعار کو بڑا پسند کرتے ہیں۔ مشائخ چشت کی روحانی فکر کی اساس بھی نظریۂ وحدت الوجود ہی تھا۔ اس دور کے اہم رجال تصوف، جن میں زیادہ تر کا تعلق برصغیر سے ہے، ان کے نام یہ ہیں: اشرف جہانگیر سمنانی (۸۰۸ھ)، عبدالکریم جیلی (۸۲۰ھ)، محمد گیسو دراز (۸۲۵ھ)، شیخ احمد سرہندی (۱۰۳۳ھ)، میاں میر لاہوری (۱۱۵۳ھ)، عبداللطیف بھٹائی (۱۱۶۵ھ) شاہ ولی اللہ (۱۱۷۴ھ)، شاہ عبدالقادر (۱۲۳۰ھ)، شاہ رفیع الدین (۱۲۳۳ھ)، شاہ عبدالعزیز (۱۲۳۹ھ)، میاں محمد بخش (۱۳۲۴ھ)، مہر علی شاہ (۱۳۵۶ھ)، اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ (۱۳۶۲ھ)۔ (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۴۳-۴۴)

سلوک اور منازل سلوک:۔

سلوک کے لغوی معنی راستہ چلنے کے ہیں۔ جو ایک حسی عمل ہے جس سے مراد عاجزی اور طہارت و عشق وغیرہ کی نفسی کیفیات میں سالک (تصوف کے راہی) کا اپنے آپ کو رنگنا یا ان کیفیات کا اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔ جو فرد اس راہ میں چلتا ہے، اسے سالک کہا جاتا ہے اور جو اس راستے میں ٹھہر جائے، اسے واقف کہتے ہیں اور جو اس ٹکراؤ سے واپس نہ پلٹے بلکہ یہیں وقوف کرے، اسے راجع کہا جاتا ہے۔

(اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۵۵)

WWW.UBQARI.ORG

اہل طریقت کیلئے دس شرائط:۔

سلوک کے مراتب میں اہل طریقت کیلئے دس شرطیں ضروری قرار دی گئی ہیں۔ طلب حق، طلبِ مرشد حق، ادب، رضائے محنت و ترکِ فضول، تقویٰ، استقامت شریعت، کم کھانا، کم سونا، لوگوں سے کنارہ کش ہونا اور صوم وصلوۃ کا پابند ہونا۔ (مجالس صوفیاء، ص:۷۷) (اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۵۵)

بیعت کی ضرورت واہمیت:۔

سلوک میں بیعت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ بیعت حقیقت میں شیخ ومرید کے درمیان ایک معاہدہ اور اقرار ہے۔ خانقاہی نصابِ تربیت میں بیعت کو لازمی قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ شیخ کی عقل کلی کا پرتو جب سالک کے قلب معنوی پر پڑتا ہے تو اس کا حاسۂ روحانی بیدار ہوتا ہے۔ (عصر جدید اور مسائل تصوف، احمد سعید ہمدانی، ص:۷۶)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے نزدیک بیعت کی مختلف اقسام ہیں، گناہوں سے توبہ کیلئے بیعت، بیعت تبرک، تقویٰ پر قائم رہنے کی بیعت اور اس کے علاوہ بیعت خلافت اور بیعت اسلام بھی ہیں۔ ''القول الجمیل فی بیان سواء السبیل'' ترجمہ پروفیسر محمد سرور، ص:۴۳) (اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۵۶)

مریدین کیلئے پانچ شرائط:۔

خانقاہ میں مرید سے پانچ شرائط بحیثیت شریک طے کی جاتی ہیں: پہلا معاہدۂ مشارطہ دوسری منزلِ مراقبہ تیسرا مقامِ محاسبہ، چوتھی منزلِ معاقبہ اور پانچویں منزلِ مجاہدہ نفس ہے۔ (کیمیائے سعادت ''ترجمہ نائب نقوی، ص:۳۴۷)

(اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۵۶)

لطائف اور مراقبہ ثلاثہ:۔

مریدوں کو مندرجہ ذیل لطائف کی مشق بھی کروائی جاتی ہے: لطیفۂ قلب، لطیفۂ روح، لطیفۂ سری، لطیفۂ خفی، لطیفۂ اخفی اور لطیفۂ نفس، یہ لطائف سلوک کی بنیاد ہیں۔

WWW.UBQARI.ORG

اُس کے بعد مراقبات کی تربیت ضروری سمجھی جاتی ہے۔ پہلا مراقبہ احدیت، دوسرا مراقبہ معیت اور تیسرا مراقبہ اقربیت ہے۔ (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۵۷)

دوائر محبت:۔

مراقبہ ثلاثہ کے بعد دوائر محبت آتے ہیں۔ دائرہ اول میں وظیفہ یحبھم و یحبونہ ''وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔'' کی مشق، دوسرا دائرہ صفات کا ہے اور پھر دائرہ محبت، دائرہ سوم کی مشق ضروری سمجھی جاتی ہے۔ نیز تنزلات ستہ، یعنی مراتب وجودیہ کے بارے میں آگاہی بھی ضروری سمجھی جاتی ہے۔
(اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۵۷)

اصطلاحات تصوف

ارباب تصوف اپنے اسرار و رموز بیان کرنے کیلئے مخصوص الفاظ و اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ ان اصطلاحات کا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ نااہل لوگ ایسے اسرار و رموز کو جاننے اور چھپانے کی صلاحیت نہیں رکھتے، اس لیے خاص لوگوں کو ان اصطلاحات کے ذریعے سے خاص مطالب و معانی بتائے جاتے ہیں۔

تمام اصطلاحات کو زیر بحث لانا طوالت کے باعث ممکن نہیں ہے، ان میں کچھ یہ ہیں: حال و وقت، قبض و بسط، خوف و رجاء، انس و ہیب۔

حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ نے راہِ سلوک میں بارہ حجابات کا ذکر کیا ہے۔
(کشف المحجوب، ص: ۲۳۵)

مشائخ طریقت نے سلوک کے ایک سو اسی درجے رکھے ہیں۔ بعض کے نزدیک اس سے کم بھی ہیں۔ (مجالس صوفیاء، ص: ۱۰۰-۱۰۱)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے راہ سلوک کی رکاوٹوں کا ذکر بالتفصیل کیا ہے۔
(ھمعات، ص: ۳۳) حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ راہ سلوک میں لغزشوں کی

سات قسمیں بیان فرماتے ہیں۔ (فوائد الفوائد "ملفوظات نظام الدین اولیاء" ترجمہ پروفیسر محمد سرور، ص: ۷۱-۷۲)، (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۵۸-۵۹)

سلاسل طریقت

اہل تصوف طریقت کے باقاعدہ سلسلوں کا آغاز دور تابعین یا دور تبع تابعین سے کرتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) سلسلۂ عجمیہ (۱۵۰ھ) از حبیب عجمی رحمہ اللہ (۲) سلسلۂ ادہمیہ (۱۵۰ھ) از ابو اسحاق ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ (۳) سلسلۂ عیاضیہ (۱۷۰ھ) از حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (۴) سلسلۂ کرخیہ (۱۹۰ھ) از حضرت معروف بن فیروز کرخی رحمہ اللہ (۵) سلسلۂ محاسبیہ (۲۳۰ھ) از حارث بن اسد محاسبی رحمہ اللہ (۶) سلسلۂ طیفوریہ (۲۴۰ھ) از طیفور بن عیسیٰ بسطامی رحمہ اللہ (۷) سلسلۂ سقطیہ (۲۴۵ھ) از ابوالحسن سری سقطی رحمہ اللہ (۸) سلسلۂ جنیدیہ (۲۷۰ھ) از حضرت جنید بن محمد بغدادی رحمہ اللہ (۹) سلسلۂ نوریہ (۲۸۰ھ) از ابوالحسن احمد بن محمد نوری رحمہ اللہ

وقت کے ساتھ ساتھ ان سلسلوں اور ان کی شاخوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی۔ یہ سلاسل طریقت بعد میں موجودہ چار سلسلوں میں مدغم ہو گئے۔

سلسلۂ چشتیہ:۔

ڈاکٹر خلیق احمد نظامی سلسلۂ چشتیہ کی وجہ تسمیہ خراسان کے ایک مشہور شہر چشت کی نسبت سے بیان کرتے ہیں۔ جہاں ایک بڑا مرکز قائم کیا گیا جسے بڑی شہرت حاصل ہوئی اور یہ سلسلہ اس مقام کی نسبت سے چشتیہ کہلانے لگا۔

(تاریخ مشائخ چشت، ص: ۱۳۵)

چشت میں ابو اسحاق شامی رحمہ اللہ (م ۳۲۹ھ) مقیم تھے۔ بعد میں یہ سلسلہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ (م ۶۳۳ھ) کے نام سے مشہور ہے جو اس سلسلے کے

اہم فرد تھے، وہ ہندوستان آئے اور اجمیر کو مرکز بنایا۔ (تصوف اور سریت، ص:۲۱۳)

ہندوستان کے مشہور صوفیاء اسی سلسلے سے وابستہ ہیں، مثلاً: فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ (م ۶۴۲ھ)، نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ (م ۷۲۶ھ)، علاء الدین صابر رحمہ اللہ (م ۶۹۱ھ)، نصیر الدین چراغ دہلی رحمہ اللہ (م ۷۵۷ھ)، سیّد محمد گیسو دراز رحمہ اللہ (م ۸۲۵ھ)، شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمہ اللہ (م ۹۴۴ھ)، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ (۱۳۱۷ھ) وغیرہم۔

سلسلۂ چشتیہ کا خاص امتیاز ''نسبت عشق'' کا فروغ ہے جسے وہ محبت کے سوا ہر چیز کا خیال دل سے نکال کر خالی دل کے ساتھ دائمی ذکر کے ذریعے سے حاصل کرتے ہیں۔ (سیر الاولیاء، ص:۴۶۴)، (اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۶۲-۶۳)

سلسلۂ قادریہ:۔

یہ سلسلہ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ (م ۵۶۱ھ) کی نسبت سے قادریہ کہلاتا ہے۔ شیخ عبد القادر رحمہ اللہ جید عالم اور حنبلی مسلک کے پیروکار تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنے وقت کے نامور علماء سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ جامعہ بغداد کے استاذ و مہتمم رہے۔ ان کے اصلاحی مواعظ سے کثیر لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ ان کے نام سے سلسلۂ قادریہ کی باقاعدہ تنظیم ان کے انتقال کے بعد ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ کی طرف بہت سی کرامات منسوب ہیں۔

سلسلۂ قادریہ میں رضائے الٰہی کی طلب کیلئے ذکر کو توجہ دی جاتی ہے۔ یہ ذکر دل کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور زبان کے ساتھ بھی۔ نسبت فاروقی کا ظہور اور ذکر پر توجہ سلسلۂ قادریہ کے اختصاصات ہیں۔ یہ سلسلہ عراق اور پاک و ہند میں معروف ہے۔ شیخ ابو المعالی رحمہ اللہ (م ۱۰۲۴ھ)، شیخ داؤد کرمانی رحمہ اللہ (م ۲۸۹ھ) اور حضرت میاں میر لاہوری رحمہ اللہ (م ۱۰۴۵ھ) اسی سلسلے سے وابستہ تھے۔

(تصوف اور سریت، ص:۲۱۹ بحوالہ اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۶۵)

WWW.UBQARI.ORG

سلسلۂ سہروردیہ:۔

یہ سلسلۂ شیخ شہاب الدین ابوحفص عمر بن عبداللہ سہروردی رحمہ اللہ (م ۶۳۲ھ) سے منسوب ہے۔ آپ رحمہ اللہ شافعی المذہب عالم دین تھے۔ تصوف کی تربیت چچا ابونجیب سہروردی اور عبدالقادر جیلانی رحمہم اللہ سے پائی۔ ''عوارف المعارف'' آپ رحمہ اللہ کی مشہور تصنیف ہے جو علم تصوف پر اعلیٰ ترین تصنیف تسلیم کی جاتی ہے۔ چشتی سلسلہ سے منسلک خانقاہوں میں بھی عوارف پڑھی جاتی ہے۔ مشہور فارسی شاعر وادیب سعدی شیرازی رحمہ اللہ آپ رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں آپ کا سلسلہ آپ کے خلیفہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ (م ۶۶۱ یا ۶۶۶ھ) کے توسط سے پھیلا۔ (تصوف اور سریت، ص: ۲۱۹)

سلسلۂ سہروردیہ میں تزکیہ کے متعین اسباق ہیں جن کی طالب علم کو تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کے ہاں ذکر قلبی اور توجہ کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ (تجلیات سہروردیہ، عبدالسلام سہروردی، ص: ۲۴)، (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۶۵)

سلسلۂ نقشبندیہ:۔

اس سلسلے کی نسبت بہاؤالدین نقشبند رحمہ اللہ (م ۷۹۱ھ) سے ہے جن کا تعلق بخارا سے تھا۔ پہلی ہی صحبت میں سالک کے دل سے ماسوی اللہ (اللہ کے سوا ہر چیز) کا نقش مٹا کر اللہ تعالیٰ کا نقش دل پر جمانے کی وجہ سے نقشبند کے لقب سے مشہور ہوئے۔

(مجدد الف ثانی، زوار حسین شاہ، ص: ۱۱۵)

قدامت کے اعتبار سے یہ سلسلہ سب سے پرانا ہے، یہ سلسلہ ترکستان میں قائم ہوا اور اس کے سب سے زیادہ مشہور بزرگ خواجہ محمد اتالیسوی رحمہ اللہ ہیں جو ترکستان کے شہر ''یساۃ'' میں رہتے تھے۔ ہندوستان میں نقشبندی سلسلہ شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ (مجدد الف ثانی رحمہ اللہ) کی وجہ سے مشہور ہے۔ طریقۂ نقشبندیہ میں ذکر قلبی اور ذکر لسانی خفی رائج ہے۔ علاوہ ازیں اس سلسلے میں تکمیل سلوک کے متعین اسباق ہیں اور

اس کا باقاعدہ نصاب ہے جو شیخ کی رہنمائی میں مکمل کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے کی اصطلاحات درج ذیل ہیں:

سلسلہ نقشبندیہ کی آٹھ اصطلاحات

ہوش در دم:۔

ہر سانس میں ہوشیار رہنا، یعنی کوئی سانس اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی ہو نہ اس کی معصیت میں گزرے۔

نظر بر قدم:۔

چلنے پھرنے میں اپنی نظر نیچی کر کے پیروں پر نگاہ رکھے، ادھر ادھر نہ دیکھے کیونکہ آس پاس کی چیزوں کی طرف توجہ ہونے سے توجہ الی اللہ میں خلل پڑتا ہے اور خیالات منتشر ہوتے ہیں۔

سفر در وطن:۔

آدمی صفات بشریہ اور اخلاق رزیلہ کو ترک کر کے صفات ملکیہ (فرشتوں کی صفات) اور اخلاق فاضلہ حاصل کرے، یعنی طلب جاہ و مال، حسد، بغض و کینہ، خود پسندی اور تکبر وغیرہ سے دل کو پاک کرے کیونکہ جب تک یہ خصائل رذیلہ دل میں ہوں گے دل پاک نہیں ہوسکتا۔

خلوت در انجمن:۔

لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر بھی اپنے وطن اصلی (دل) کی طرف متوجہ رہنا اور اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونا۔

یاد کردن:۔

اپنے قلب کی طرف متوجہ ہونا اور خیال کرنا کہ قلب سے اللہ اللہ نکل رہا ہے۔

بازگشت:۔

تھوڑے تھوڑے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرنا۔

WWW.UBOARD.ORG

نگہداشت:۔

ذکر سے جو کیفیت پیدا ہو اس کو قائم رکھنا اور خطرات اور وساوس سے اپنے قلب کو بچانا۔

یادداشت:۔

ذکر کی اس قدر مشق ہو جانا کہ بے ارادہ اور بے اختیار دل سے اللہ اللہ نکلنے لگے۔

وقوف زمانی:۔

ہوش دردم اور وقوف زمانی کا مطلب تقریباً ایک ہی ہے۔ وقوف زمانی کو صوفیائے کرام ''محاسبہ'' بھی کہتے ہیں۔

وقوف عددی:۔

سالک اللہ کا ذکر وتر، یعنی طاق کرے جیسے ۳، ۵، ۷، ۹ مرتبہ۔ اس میں ذات حق کے ساتھ مناسبت ہے۔

وقوف قلبی:۔

وقوف قلبی سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت، ہر آن اور ہر لحظہ، اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب اللہ کی طرف متوجہ رہے تاکہ ہر طرف سے توجہ ہٹ کر معبود حقیقی کی طرف ہو جائے اور کسی قسم کے خطرات اور وسوسے دل میں نہ آئیں۔

ان سلسلوں کے علاوہ سلسلۂ اویسیہ بھی مشہور ہے جس کا آغاز حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ سے کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان سلسلۂ جات میں سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے جبکہ باقی سلسلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شروع ہوتے ہیں۔ (آئینہ تصوف، ص: ۹۶ بحوالہ اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۶۵ تا ۶۷)

برصغیر میں اہم خانقاہی مراکز

برصغیر میں اسلام مسلم فاتحین، تاجروں اور صوفیاء کے ذریعے پہنچا۔ ابتدائی دور

WWW.UBOARI.ORG

میں صوفیاء مختلف راستوں سے برصغیر میں داخل ہوئے۔ شیخ سیف الدین رحمہ اللہ وہ پہلے صوفی تھے جو دسویں صدی عیسوی میں پنجاب میں داخل ہوئے۔

(تذکرۂ صوفیائے پنجاب، ص:۳۸)

بعض سکالرز کے خیال میں شیخ اسماعیل رحمہ اللہ پہلے صوفی تھے جو پنجاب میں وارد ہوئے۔ ابوالحسن علی ہجویری رحمہ اللہ ۱۰۳۹ء کو شیخ کی تعلیم پر لاہور تشریف لائے اور راوی کے کنارے خانقاہ قائم کی۔

زین العابدین رحمہ اللہ بھی ملتان کے اولین صوفیاء میں شمار ہوتے ہیں جو سخی سرور رحمہ اللہ کے والد تھے۔ وہ بغداد سے تشریف لائے تھے۔ جن کے بیٹے سخی سرور رحمہ اللہ کے نام سے مشہور ہیں۔ (اولیائے ملتان، ص:۶۶)

بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ، جو کہ سلسلۂ سہروردیہ کے پنجاب میں بانی ہیں، ملتان میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباء واجداد مکہ سے خوارزم اور بعد میں ملتان سکونت پذیر ہوئے۔

معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ سجستان میں پیدا ہوئے، پھر وہ بخارا قرآن کی تعلیم کیلئے گئے۔ وہاں شیخ عثمان ہارونی رحمہ اللہ کے پاس اڑھائی سال روحانی تعلیم پاتے رہے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ چلے گئے جہاں انہوں نے خواب میں ہندوستان دیکھا۔ شیخ کے حکم سے چشتی سلسلے کو ہندوستان میں پھیلانے کیلئے یہاں تشریف لائے۔ ۱۱۹۳ء کو وہ دہلی پہنچے، پھر اجمیر سکونت پذیر ہوئے۔ ان کے اس سلسلے کو پنجاب میں فریدالدین مسعود رحمہ اللہ نے تقویت پہنچائی۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ، جو کہ نقشبندیہ سلسلہ کے برصغیر میں بانی سمجھے جاتے ہیں، سمرقند کے نواح سے اپنے شیخ کی ہدایت پر یہاں تشریف لائے اور ایک سال لاہور میں رہے، پھر دہلی میں سکونت پذیر ہوئے۔ (صوفیائے نقشبند، ص:۱۹۲)

مذکورہ معلومات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تقریباً اولین ادوار کے پنجاب اور برصغیر

کے تمام صوفیاء رحمہم اللہ بیرون ممالک سے تشریف لائے اور انہوں نے یہاں پر خانقاہی نظام قائم کیا، ان میں سے اکثر و بیشتر نے خیبر کا راستہ استعمال کیا۔ جن صوفیاء نے اس خانقاہی نظام کو برصغیر میں متعارف کروایا اور اسے وسعت دینے میں بنیادی کردار ادا کیا، وہ بغداد، شام اور بخارا سے تشریف لائے جو صوفی ازم کے مراکز تھے۔

یہاں ہجرت کے بعد صوفیاء نے اپنے اثرات کو پھیلانے کیلئے خانقاہوں کے سلسلے کو وسیع کرنے پر توجہ دی۔ یہ سلسلہ وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کرتا چلا گیا۔ عالم اسلام یا برصغیر کے تمام خانقاہی نظام کے اہم مراکز کا ذکر طوالت کے پیش نظر ممکن نہیں۔ صرف پنجاب میں قائم کردہ اہم خانقاہوں اور مزارات کی تفصیل یہ ہے:

شمال مشرقی اور وسطی پنجاب میں گیارہویں، بارہویں صدی عیسوی کی خانقاہیں:۔

۞ حضرت سیف الدین رحمہ اللہ (م ۱۰۰۷ء) اُچ (تذکرہ صوفیائے پنجاب، ص:۳۹) ۞ حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمہ اللہ (۱۰۷۳ء) لاہور ۞ حضرت زین العابدین رحمہ اللہ (م ۱۱۲۶ء) ملتان (اولیائے ملتان، ص:۶۶) ۞ حضرت سیّد یعقوب زنجانی رحمہ اللہ (م ۱۱۴۰ء) لاہور (مدینۃ الاولیاء، ص:۲۷۶) ۞ حضرت سخی سرور رحمہ اللہ (۱۱۸۱ء) ڈیرہ غازی خان (حضرت سخی سرور، حمید، ص:۸۵)

شمال مشرقی اور جنوبی پنجاب میں تیرھویں، چودھویں صدی عیسوی کی خانقاہیں:۔

۞ بہاؤالدین زکریا رحمہ اللہ (م ۱۰۰۷ء) ملتانی فرید الدین مسعود المعروف گنج شکر رحمہ اللہ، اجودھن (موجودہ پاکپتن) (بابا فرید الدین مسعود، ص:۱۰) ۞ حضرت شمس تبریز رحمہ اللہ (م ۱۲۷۶ء) وسطی پنجاب (تاریخ مشائخ چشت، ص:۶۳) ۞ حضرت شاہ رکن الدین رحمہ اللہ (۱۳۳۴ء) (آب کوثر، ص:۳۰۳) ۞ حضرت سیّد جلال الدین رحمہ اللہ (م ۱۳۸۲ء) اُچ (حدیقۃ الاولیاء، ص:۱۲۲)

الغرض چودھویں صدی کے اختتام تک جنوبی پنجاب کے سوا پورے پنجاب میں خانقاہوں نے ایک حیثیت حاصل کر لی تھی۔ (اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۶۸ تا ۷۰)

WWW.IJBOARD.ORG

شمال مشرقی پنجاب میں پندرہویں، سولہویں صدی عیسوی کی خانقاہیں:۔

اس دوران لاہور، ملتان اور اُچ کے درمیان بہت سی خانقاہیں قائم ہوئیں۔ ملتان اور اس کے اردگرد مندرجہ ذیل خانقاہیں وجود میں آئیں:

۞ شیر شاہ رحمہ اللہ (م ۱۴۹۹ء) ملتان ۞ سیّد موسیٰ رحمہ اللہ (م ۱۵۹۲ء) ملتان شہر

اُچ اور اس کے گردونواح کی خانقاہیں:۔

۞ سیّد صدر الدین رحمہ اللہ (م ۱۴۲۹ء) ۞ شاہ نصیر الدین رحمہ اللہ (م ۱۴۴۲ء) ۞ میراں شاہ مبارک رحمہ اللہ (م ۱۵۴۸ء)

لاہور اور اس کے گردونواح میں قائم ہونے والی خانقاہیں:۔

۞ شیخ موسیٰ رحمہ اللہ (م ۱۴۹۸ء) ۞ شاہ عبدالجلیل رحمہ اللہ (م ۱۵۰۴ء)، (حدیقۃ الاولیاء، ص:۱۲۲) ۞ شاہ محمد حضوری رحمہ اللہ (م ۱۵۳۵ء) ۞ شاہ ابواسحاق رحمہ اللہ (م ۱۵۷۷ء) ۞ سیّد جولان شاہ رحمہ اللہ (م ۱۵۹۴ء) ۞ شاہ حسین رحمہ اللہ (م ۱۵۹۸ء) ۞ غوث بالا پیر رحمہ اللہ (م ۱۵۵۱ء) ستگھرہ، (مشائخ قادریہ، ص:۱۲۹) ۞ شاہ بہاؤ الدین رحمہ اللہ (م ۱۵۶۵ء) حجرہ شاہ مقیم ۞ شاہ لطیف باری رحمہ اللہ (م ۱۵۴۳ء) نور پور، (مشائخ قادریہ، ص:۱۲۹)

شمال مشرقی، جنوب مشرقی اور وسطی پنجاب میں سترہویں، اٹھارہویں صدی کی خانقاہیں:۔

اس دور میں چشتیاں، بہاولپور، لاہور، ملتان، اُچ اور دیگر علاقوں میں بہت سی خانقاہیں قائم ہوئیں جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۞ سیّد بلھے شاہ رحمہ اللہ (م ۱۷۵۷ء) قصور ۞ پیر سلطان احمد کھٹل رحمہ اللہ (م ۱۶۳۱ء) جلال پور پیروالا

۞ مخدوم شہاب العصر رحمہ اللہ (م ۱۷۸۳ء) بہاولپور اور نور محمد رحمہ اللہ

WWW.UBQARI.ORG

(م۱۷۹۰ء) چشتیاں، (حدیقۃ الاولیاء، ص:۲۰۹)

۞ نور محمد رحمہ اللہ (م۱۷۸۹ء) حاجی پور

پاکستان میں اہم خانقاہی مراکز:۔

۞ سلطان باہو رحمہ اللہ (م۱۶۹۱ء) گڑھ مہاراجہ (اولیائے پاک و ہند، ص:۳۲۸) ۞ عبدالقادر رحمہ اللہ (م۱۷۷۶ء) پیر کوٹ، (مشائخ قادریہ، ص:۱۹۹) ۞ وارث شاہ رحمہ اللہ (م۱۷۴۱ء) جنڈیالہ شیر خان ۞ شاہ عبدالرحمٰن رحمہ اللہ (م۱۷۴۰ء) بھڑیخ ۞ شاہ سلیمان رحمہ اللہ (م۱۶۵۴ء) بھلوال، (مشائخ قادریہ، ص:۴۳) ۞ شاہ دولہ دریائی رحمہ اللہ (م۱۶۶۴ء) گجرات ۞ سیّد احمد رحمہ اللہ (م۱۷۲۵ء) کوٹلہ ۞ میراں محمد رحمہ اللہ (م۱۶۰۵ء) لاہور ۞ شاہ شمس الدین رحمہ اللہ (م۱۶۱۲ء)، شاہ کبیر الدین رحمہ اللہ (م۱۶۱۵ء)، شاہ محمد طاہر رحمہ اللہ (م۱۶۳۰ء)، شاہ محمد میر رحمہ اللہ (م۱۶۳۵ء)، شیخ محمد طاہر رحمہ اللہ (م۱۶۲۴ء) اور شاہ مدہوری رحمہ اللہ (م۱۶۴۶ء) لاہور، (حدیقۃ الاولیاء، ص:۱۷۳) ۞ شاہ ابوالخیر رحمہ اللہ (م۱۷۱۹ء) شاہ کوٹ۔

جنوبی، مغربی اور شمالی پنجاب میں انیسویں، بیسویں صدی کی خانقاہیں:۔

۞ سیّد صدرالدین رحمہ اللہ (م۱۸۲۵ء) جہانیاں، (مشائخ قادریہ، ص:۱۲۹) ۞ سلطان محمود رحمہ اللہ (م۱۸۱۳ء) بیلہ (رحیم یار خان) ۞ میاں خدا بخش رحمہ اللہ (م۱۸۵۲ء) چاچڑاں ۞ خواجہ محمد عقیل رحمہ اللہ (م۱۸۱۴ء) کوٹ مٹھن ۞ اللہ بخش رحمہ اللہ (م۱۹۰۱ء) تونسہ۔ پنجاب میں خانقاہی نظام کے وسیع پیمانے پر پھیلنے کی ایک وجہ وہاں کا ماحول تھا۔ خانقاہی سلسلے زیادہ تر دریاؤں کے آس پاس قائم ہوئے۔ لاہور اور ملتان بالخصوص خانقاہی سرگرمیوں کا مرکز رہے۔ صوفیاء خانقاہی نظام کی وسعت کیلئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ (اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۷۰تا۷۳)

WWW.JUBOARD.ORG

صوفیائے کرام کی علمی اور ادبی خدمات

صوفیائے کرام کی علمی خدمات کو دو ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

دور اوّل: متقدمین صوفیائے کرام کی کتب جن کا ذکر تیسری صدی ہجری کے اواخر تک ملتا ہے۔

﴿۱﴾- شیخ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ کی کتاب ''المریدین'' ﴿۲﴾- شیخ عمر المعروف ابوحفص رحمہ اللہ کی ''قیام اللیل و التهجد'' ﴿۳﴾- شیخ حارث بن اسد محاسبی بغدادی رحمہ اللہ کی ''الفکر والاعتبار'' ﴿۴﴾- شیخ منصور بن عمار رحمہ اللہ کی ''مجالس'' ﴿۵﴾- شیخ ابوجعفر محمد برجلانی رحمہ اللہ کی ''الصحبة'' اور ''کتاب الصبر'' ﴿۶﴾- شیخ عبیداللہ بن ابوالدنیا رحمہ اللہ کی ''الاخلاق اور کتاب التقوی'' ﴿۷﴾- شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ کی ''امثال القرآن'' ''کتاب الرسائل'' اور ''کتاب الودع'' ﴿۸﴾- شیخ ابوالحسن علی بن احمد رحمہ اللہ کی ''الکبیر'' ﴿۹﴾- شیخ سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ کی ''وقائع المحبین'' اور ''مواعظ العارفین'' ﴿۱۰﴾- شیخ ابوحمزہ رحمہ اللہ کی ''المتبعین من السیاح و العباد المتصوفین'' ﴿۱۱﴾- شیخ محمد بن یحییٰ رحمہ اللہ کی ''المتوکل'' ﴿۱۲﴾- حسین بن منصور حلاج رحمہ اللہ کی ''طاسین الازل علم البقاء والفناء''

دور دوم:-

یہ دور تیسری صدی ہجری کی آخری چوتھائی سے شروع ہو کر آج تک کا ہے۔ یہ وہ دور ہے جس میں تصوف پر خوب لکھا گیا ہے۔ مکمل احاطہ تو ناممکن ہے، تاہم کچھ مصنفین، مؤلفین اور تذکرہ نگاروں کی کتب کا تعارف اس طرح سے ہے:

﴿۱﴾- ابونصر عبداللہ سراج طوسی رحمہ اللہ کی کتاب ''اللمع'' ﴿۲﴾- شیخ ابوبکر رحمہ اللہ کی ''التعرف'' ﴿۳﴾- شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ کی ''قوت القلوب'' ﴿۴﴾- شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کی ''طبقات الصوفیاء''

WWW.UBQARI.ORG

﴿۵﴾-شیخ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کی ''حلیۃ الاولیاء'' ﴿۶﴾-شیخ ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ کا ''رسالۃ قشیریۃ'' ﴿۷﴾-شیخ ابوالحسن علی ہجویری رحمہ اللہ کی ''کشف المحجوب'' ﴿۸﴾-خواجہ عبداللہ انصاری ہروی رحمہ اللہ کی ''منازل السائرین'' ﴿۹﴾-شیخ ابوحامد غزالی رحمہ اللہ کی ''احیاء العلوم'' اور ''مکاشفۃ القلوب'' ﴿۱۰﴾-امام عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمہ اللہ کی ''صفوۃ الصفوۃ، تلبیس ابلیس، صیدالخاطر'' ﴿۱۱﴾-شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی ''فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین'' ﴿۱۲﴾-شیخ فریدالدین عطار رحمہ اللہ کی ''تذکرۃ الاولیاء'' ﴿۱۳﴾-شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کی ''عوارف المعارف'' ﴿۱۴﴾-شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی ''فتوحات مکیۃ'' اور ''فصوص الحکم'' ﴿۱۵﴾-شیخ نجم الدین رازی رحمہ اللہ کی ''مرصادالعباد'' ﴿۱۶﴾-مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ کی ''فیہ مافیہ اور مثنوی معنوی'' ﴿۱۷﴾-شیخ فخرالدین عراقی رحمہ اللہ کی ''لمعات'' ﴿۱۸﴾-شیخ نورالدین جامی رحمہ اللہ کی ''نفحات الانس'' ﴿۱۹﴾-حسن علاء سنجری رحمہ اللہ کی ''فوائد الفوائد'' ﴿۲۰﴾-شیخ مجددالف ثانی رحمہ اللہ کے ''مکتوبات المکاشفات الغیبیۃ المعارف اللدنیۃ'' ﴿۲۱﴾-حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ''ہمعات لمعات فیوض الحرمین، حجۃ اللہ البالغۃ اور الانتباہ فی سلاسل الاولیاء'' ﴿۲۲﴾-مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ''التکشف عن مہمات التصوف اور دیگر کتب'' ﴿۲۳﴾-پروفیسر یوسف سلیم چشتی رحمہ اللہ کی ''تاریخ تصوف''

مذکورہ کتب کے عام اور مجموعی موضوعات یہ ہیں۔ معرفت حق تعالیٰ، معرفت آخرت، معرفت نفس، طہارت، عبادات، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، آداب شیخ مریدین، منازل سلوک، توبہ، شکر، خوف ورجاء، اخلاص، توکل اور خشوع وخضوع وغیرہ۔

دینی نقطۂ نظر سے کتب تصوف کا مطالعہ اس لیے ناگزیر سمجھا جاتا ہے کہ دین

متین کا جامع علم اور اسلامی تعلیمات کا ہمہ پہلو فہم اسی وقت نصیب ہوسکتا ہے جب روح دین کے تناظر میں دین کو پڑھا اور سمجھا جائے۔ روح دین یہ ہے کہ بندہ اللہ کے دین کے باطنی مظاہر کا پابند ہو کر اس کے تمام تر تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اپنی شخصیت کو ہر جہت سے اللہ کے رنگ میں پوری طرح رنگ لے اور اس کی اطاعت محبت کی منزلوں کو عبور کرتے ہوئے کیفیات عشق سے ہم کنار ہو جائے۔

مطالعہ تصوف کی ضرورت کا دوسرا پہلو عمل ہے۔ جب دین کی روح آشکار ہو جائے تو لازم ہے کہ عمل میں بھی وہ روح جاری ہو اور اس کے تقاضوں کی تکمیل کیلئے سعی و کوشش کی جائے۔

ان کے علاوہ ملفوظاتی لٹریچر ہندوستان کی تہذیبی و فکری تاریخ کا بیش قیمت سرمایہ ہے۔ اس سے نہ صرف صوفیائے کرام کی زندگی اور ان کے افکار و نظریات پر روشنی پڑتی ہے بلکہ اس دور کی ذہنی فضا، معاشی حالات، ادبی تحریکات اور سماجی رجحانات کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ (ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت، پروفیسر محمد اسلم، ص:۱۵، بحوالہ: اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۱۸۸-۱۹۱)

صوفیاء کے ملفوظات کا آغاز:۔

پاک و ہند میں مشائخ کرام کے ملفوظات جمع کرنے کا آغاز ۷۰۷ھ کو فوائد الفوائد (ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء) سے ہوا۔ میر حسن علاء سنجری رحمہ اللہ نے تصوف میں ایک نئی صنف ایجاد کی اور یہ فن تصوف کی نشر و اشاعت کا ایک مؤثر ترین ذریعہ بن گیا۔ (ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت، ص:۹)

حسن سنجری رحمہ اللہ کے اس کامیاب تجربے نے دوسرے معاصرین کو اس طرف متوجہ کیا اور ''اُچ'' سے لے کر ''منیر'' (بہار) تک ملفوظات کی ترتیب و تدوین کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ رفتہ رفتہ ملفوظات نویسی خانقاہی نظام کی تعلیم و تربیت کا ایک اہم جزو بن گیا۔

WWW.IBGARI.ORG

ملفوظات کے علاوہ برصغیر پاک و ہند میں مشائخ کے تذکرے بھی لکھے گئے۔ ان کا آغاز محمد بن مبارک کرمانی کے تذکرے ''سیر الاولیاء'' سے ہوتا ہے، پھر لطائف اشرفی (ملفوظات وحالات سیّد محمد اشرف جہانگیری سمنانی رحمہ اللہ) میں ایک مستقل باب کے ذریعے سے تمام مروجہ سلاسل کے صوفیاء کے حالات لکھ کر متعارف کرایا گیا۔ اس سے پاک و ہند کی تاریخ میں عمومی تذکرہ نویسی کا آغاز ہوا جس کا پہلا نقش ''سیر العارفین'' کی صورت میں ابھرا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تو ''اخبار الاخیار'' لکھ کر تذکرہ نویسی کے فن میں تجدید اور تحقیق کی طرح ڈالی

ان کے علاوہ صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے مکاتیب کے مجموعے بھی ملتے ہیں جن میں تصوف کے اسرار و رموز اور حقائق و معارف کا بیان ہے۔ چند ایک مکتوبات کے نام یہ ہیں مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ۔ مکتوبات شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری رحمہ اللہ۔ مکتوبات شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ۔ (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۱۹۱-۱۹۲)

صوفیائے کرام کی ادبی خدمات:۔

عالم اسلام میں جہاں کہیں بھی شعری شاہکار پائے جاتے ہیں، وہ صوری و معنوی ہر لحاظ سے رنگ تصوف سے مزین ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ان کا مزاج صوفیانہ ہے۔

یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی شاعری کا دامن جس قدر حسین بوقلموں، تشبیہات، استعارات اور تمثیلات و تعبیرات سے مالا مال ہے، اس کی نظیر کسی غیر مسلم قوم کی شاعری میں نہیں ملتی۔ (اسلامی ثقافت، ص: ۶۳۸)

صوفیائے کرام نے زمین شعر و ادب میں حقائق و معارف کی تخم پاشی کی اور شعر و غزل کو اس کے درجۂ کمال تک پہنچا دیا۔ سنائی (م ۵۲۵ھ)، عطار (م ۶۲۷ھ)، رومی (م ۶۷۰ھ)، عراقی (م ۶۸۰ھ)، سعدی (م ۶۹۱ھ)، امیر خسرو (م ۷۲۵ھ)، خواجہ حافظ رحمہم اللہ (م ۷۷۲ھ) کے شعری مجموعے حال و قال کی محفلوں میں ذوق و شوق سے

پڑھے اور سنے جاتے ہیں۔ (تصوف اور شریعت، ص: ۲۱۰)

عربی میں ابن عربی رحمہ اللہ اور آشیری رحمہ اللہ، فارسی میں فریدالدین عطار رحمہ اللہ، سنائی رحمہ اللہ، مولانا روم رحمہ اللہ، سعدی رحمہ اللہ، عراقی رحمہ اللہ، بیدل رحمہ اللہ، حافظ ابوالمعالی رحمہ اللہ، ملا شاہ بدخشی رحمہ اللہ، میر جان اللہ رضوی رحمہ اللہ جیسے شعراء نے تصوف کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ اردو میں میر درد، غالب، ذوق اور اقبال نے صوفیانہ شاعری میں رنگ بھرا۔ ان کے علاوہ علاقائی زبانوں، پشتو میں رحمان بابا اور خوشحال خاں خٹک، سندھی میں شاہ عبداللطیف، شاہ عبدالکریم، شاہ عنایت، مخدوم محمد زماں، قادر بخش بیدل، پیر علی گوہر شاہ، سچل سرمست اور مصری شاہ، پنجابی میں شاہ حسین، بلھے شاہ، شاہ مراد، سیّد مہر علی شاہ، وارث شاہ اور سلطان باہو اور سرائیکی میں بابا فرید، حافظ جمال، خواجہ فرید اور غلام حسین شہید رحمہم اللہ کے نام صوفیانہ شاعری میں سرمائے کی طرح موجود ہیں۔

(ملتان کی ادبی و تہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ، ڈاکٹر روبینہ ترین، ص: ۵۴۰، بحوالہ: اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۱۹۲-۱۹۳)

معاشرتی اصلاح کے سلسلے میں صوفیاء کے اثرات

خانقاہی نظام نے بے شمار انسانوں کو متاثر کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ اس زاویۂ فکر نے تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف معاشروں کو متاثر کیا اور اس حد تک مقبولیت حاصل کی کہ عوام و خواص کے اذہان کو نہ صرف متاثر کیا بلکہ زندگی کی ٹھوس حقیقتوں کو بدلنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ معاشرے میں رواداری، مساوات، خدمت خلق، عفو و درگزر، شفقت، دل جوئی اور دلداری جیسا ماحول پیدا کیا۔

اجتماعی و معاشرتی زندگی پر صوفیاء کے انہی اثرات کا جائزہ ڈاکٹر ظہور الحسن اس طرح لیتے ہیں: ''صوفیاء کے قانون حیات کے تمام باب اور ہر باب کی دفعات کا مقصد و

منشاء ایک ایسے سماج کی تشکیل ہے کہ جس میں روحانی خصوصیات وخوبیوں کو ممتاز اور نمایاں درجہ حاصل ہو اور جہاں محبت انسانیت، خدمت، ہمدردی، اخوت، مساوات، ایثار، صدق، خلوص، بردباری، شکر اور تسلیم ورضا کی بالادستی کارفرما نظر آتی ہو۔"

(تذکرہ اولیائے پاک وہند، ص:۹)

آیئے ہم صوفیاء کی زندگی میں ان اعلیٰ اقدار کے عمل دخل کا جائزہ لیتے ہیں۔

حسن اخلاق:۔

حسن اخلاق کے بارے میں بالعموم لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں کہ حسن اخلاق صرف خندہ پیشانی اور نرم وشیریں گفتگو کرنے کا نام ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ حسن اخلاق، حقوق العباد کو پورا کرنے، اللہ کے بندوں کی ہمدردی وخیر خواہی، مخلوق کی نفع رسانی، خود بھوکے اور پیاسے رہنا اور دوسروں کو پہننے اور کھانے کیلئے دینا اور معاشرے میں کم مرتبہ لوگوں کی عزت افزائی کرنا حسن اخلاق ہے۔

صوفیاء کے پاس سب سے بڑا طاقت ور اور مؤثر ہتھیار یہی تیغ اخلاق تھی، یہی نرمی، خودغرضی سے پاک، مخلوقِ خدا سے محبت، سچی ہمدردی اور ہر ایک کیلئے دل سوزی اور غم خواری تھی جس کے ذریعے وہ لوگوں کے دلوں کو مسخر اور متاثر کر گئے۔

ان کی خانقاہوں میں جو غریب، نادار، مصیبت زدہ اور مظلوم انسان آتے تھے، ان کی ڈھارس بندھتی تھی اور ان کے زخموں پر مرہم لگتا تھا۔ (صوفیاء اور حسن اخلاق، ص:۹۰)

یہی وجہ ہے کہ معاشرے کے زخموں کو مندمل کرنے میں صوفیاء نے جو خدمات سرانجام دی ہیں اس کی بناء پر عوام وحکام نے انہیں احترام کی نظر سے دیکھا۔

(عصر جدید اور مسائل تصوف، احمد سعید ہمدانی، ص:۱۰۰)

اور انہوں نے برصغیر میں اسی حسن خلق کی بناء پر غیر مسلموں کے دل جیت لیے۔

صوفیاء کی خانقاہیں ایسے مقامات تھے جہاں شاہ وگدا، چھوٹے اور بڑے، امیر وغریب سبھی بلا امتیاز یکساں حاضر ہوتے تھے۔ صوفیاء ضرورت مندوں کی ضرورتیں

پوری کرتے اور ہر طرح سے ان کے کام آتے تھے۔

ڈاکٹر روبینہ ترین صوفیائے کرام رحمہم اللہ کی ہندوستان میں انہی کوششوں کو یوں خراج تحسین پیش کرتی ہیں ''ایسا معاشرہ جہاں رسم ورواج کی بھرمار، ذات پات کی تمیز، نخوت وتکبر کے جاہلانہ تصورات بام عروج تک پہنچے ہوئے تھے یہاں تک کہ ایک ہی جگہ رہتے ہوئے ایک دوسرے کو ملنے سے کترانے والے لوگ، انہی مشائخ کی کوششوں سے پیار ومحبت، اخوت ویگانگت، مساوات ورواداری اور اتحاد ویکجہتی کی عملی تصویر بن گئے۔ خانقاہوں کی تعلیم وتربیت کا بنیادی مقصد ہی معاشرے کے تمام افراد کو آپس میں مل جل کر رہنے کی ترغیب دینا اور عالم اسلام کو وحدت ویگانگت کی لڑی میں پرونا تھا۔'' (ملتان کی ادبی وتہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ، ص: ۳۷۷)

خدمت خلق:۔

مخلوق خدا کی خدمت کرنا، ان کے کام آنا، ان کے مصائب وآلام کو دور کرنا، ان کے ساتھ ہمدردی وغمخواری کرنے اور شفقت سے پیش آنے پر دین اسلام نے بڑا زور دیا ہے۔ امت مسلمہ کا المیہ ہے کہ اس نے فرض عبادات کی بجا آوری ہی کو عبادات کی حدود اربع سمجھ رکھا ہے اور اخلاقیات، معاملات اور معاشرت کو دین کے دائرے سے نکال دیا ہے، حالانکہ ایمانیات اور فرض عبادات کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہے جبکہ معاملات واخلاقیات کا تعلق معاشرے اور پوری ملت سے ہوتا ہے۔ بلاشبہ اسلام کی ساری عمارت انہی ستونوں پر کھڑی ہے۔

اس بات میں کوئی شک وشبہے کی گنجائش نہیں کہ عبادات اطاعت الٰہی کا نام ہیں اور اطاعتِ الٰہی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں شامل ہیں، پھر ان دونوں میں سے حقوق العباد کی اہمیت ہے، لہٰذا صوفیاء نے حقوق العباد کا بہت خیال رکھا ہے، اگر صوفیاء کے ملفوظات کا گہری نظر سے مطالعہ کریں تو ایسی بہت ساری مثالیں مل جائیں گی کہ انہوں نے عام انسانوں، فقیروں اور مسکینوں کے دکھ درد کو بانٹا

ہے۔(مذہب، مسلمان اور سیکولرازم، اشفاق احمد خان، ص:۴۰)

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کی خانقاہ کا حال ان کے خلیفہ نصیرالدین چراغ رحمہ اللہ اس طرح بیان کرتے ہیں

''ازپگاہ تا شام خلق بیامدے، نماز خفتن ہم خلق برسیدے، اماخواہندہ بیش ازاں بود کہ آرند و ہر کہ چیزے بیاوردے چیزے یافتے''

''صبح سے شام تک لوگ آتے عشاء کی نماز میں سب پہنچ جاتے۔لیکن مانگنے والوں سے لانے والے زیادہ ہوتے اور ہر شخص جو کوئی چیز لاتا کچھ نہ کچھ پالیتا۔''

(خیرالمجالس، ص:۲۵۷)

حضرت فریدالدین رحمہ اللہ کی خانقاہ کے دروازے بھی نصف شب تک کھلے رہتے تھے۔

ہیچ کس بخدمت ایشاں نیامدے کہ اورا چیزے نصیب نہ کردے۔

''کوئی بھی ان کی خدمت میں ایسا نہ آتا جسے وہ کوئی چیز عطا نہ کرتے۔''

(فوائدالفوائد، ص:۱۲۵)

حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسافر کسی کے پاس پہنچے تو وہ اس کی عزت کرتے ہوئے اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور کامل ادب و احترام سے اس کا استقبال کرے اور یوں سمجھے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باعظمت مہمانوں میں سے ہے اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرے جو انہوں نے اپنے مہمانوں کے ساتھ کیا تھا۔(کشف المحجوب، ص:۵۰۹)

شفقت ورحم دلی:۔

اہل خانقاہ نے مخلوق خدا پر شفقت، غریبوں اور بے کسوں سے ہمدردی اور شکستہ دلوں کی تسلی کو اپنا معمول بنالیا تھا اور وہ مخلوق کے غم خوار اور ان کیلئے شفقت و ترحم کے جذبات رکھنے والے تھے۔

WWW.IBOARI.ORG

ابوعلی رباطی ایک دفعہ حضرت عبداللہ مروزی رحمہ اللہ کے سفر میں ساتھی بنے تو عبداللہ مروزی رحمہ اللہ زادراہ خود اٹھاتے۔ دوران سفر ایک رات بارش میں ساری رات چادر لے کر ان کے سر پر کھڑے رہے۔ (رسالہ قشیریہ، ص:۱۴۴)

سری سقطی رحمہ اللہ عید کے روز کھجوریں چن کر سامنے گھر میں موجود یتیم بچے کیلئے نئے کپڑے خریدنے کا بندوبست کرتے تھے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:۱۶۰)

ایک دفعہ بازار میں آگ لگ گئی، سری سقطی رحمہ اللہ کی دکان بچ گئی۔ آپ رحمہ اللہ نے اس دکان کا سارا سامان راہ خدا میں درویشوں میں تقسیم کر دیا کہ دوسروں کا نقصان ہو گیا ہے اور میرا بچ گیا ہے۔ (رسالہ قشیریہ، ص:۱۱)

عاجزوں کی دستگیری اور حاجت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنا صوفیاء کے نزدیک بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ایک صوفی کا قول ہے کہ اللہ کے پاس پہنچنے کی راہیں تو بہت ہیں لیکن سب سے نزدیک راہ دلوں کو راحت پہنچانا ہے۔ (بزم صوفیاء، ص:۳۷۱)

خلق خدا پر صوفیائے کی ہمدردی اور خیر خواہی کا یہ عالم تھا کہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ خود اکثر روزے سے ہوتے جب سحری کے وقت کھانے پر اصرار کیا جاتا تو جواب میں فرماتے کہ بہت سے مسکین و درویش مسجدوں کے کونوں اور دوکانوں میں بھوکے پڑے ہیں یہ کھانا میرے حلق سے کیسے اتر سکتا ہے۔

عفو و درگزر اور دشمن نواز:۔

صوفیائے نے مخلوق خدا، کافر و مسلم دونوں سے عفو و درگزر کا رویہ اپنایا جس کا معاشرتی ماحول کی خوشگواری پر بہت گہرا اثر پڑا۔

ایک مرتبہ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ نے ایک یہودی کے پڑوس میں مکان کرائے پر لیا۔ آپ رحمہ اللہ کا حجرہ یہودی کے دروازے سے متصل تھا، چنانچہ یہودی نے دشمنی میں ایک ایسا پرنالہ بنوایا جس کے ذریعے پوری غلاظت آپ رحمہ اللہ کے مکان میں ڈالتا رہتا اور آپ کی نماز کی جگہ نجس ہو جاتی۔ آپ رحمہ اللہ نے کبھی شکایت نہ کی۔ ایک دن

یہودی خود ہی عرض کرنے لگا کہ میرے پرنالے کی وجہ سے آپ رحمہ اللہ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''پرنالے سے جو غلاظت گرتی ہے اسے جھاڑ دے کر روزانہ دھو ڈالتا ہوں، اس لیے مجھے کوئی تکلیف نہیں۔'' یہودی نے عرض کیا: آپ رحمہ اللہ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے بعد بھی کبھی غصہ نہیں آیا..... یقیناً آپ کا مذہب سچا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:۲۷)

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ سے حاضرین میں سے ایک نے ذکر کیا کہ بعض آدمی جناب والا کو منبر پر اور دوسرے موقع پر برا بھلا کہتے ہیں جو ہم سے سنا نہیں جاتا۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''میں نے سب کو معاف کیا، تم بھی معاف کر دو اور ایسے آدمی سے جھگڑا نہ کرنا۔'' اس کے بعد آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اگر دو آدمیوں کے درمیان رنجش ہو تو اسے دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے باطن کو عداوت سے خالی کر لے تو دوسرے کی طرف سے بھی آزار کم ہو جائے گا۔ (فوائد الفوائد، ص:۱۶۳)

دل جوئی و دل داری:۔

صوفیائے کے نزدیک دل جوئی، دل داری اور دوسروں کو راحت و سکون پہنچانے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں۔

حضرت جنید رحمہ اللہ، ابن کریمی رحمہ اللہ کے پاس کچھ درہم لے کر گئے کہ آپ یہ درہم لے لیں تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ کو ان کی ضرورت نہیں تو میں ایک مسلمان ہوں، آپ رحمہ اللہ کے لے لینے سے مجھے خوشی ہوگی، لہٰذا آپ رحمہ اللہ مجھے خوش کرنے کی خاطر لے لیں۔'' (اللمع، ص:۲۶۳)

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواجہ ذوالنون مصری رحمہ اللہ گلی میں جا رہے تھے کہ دو مسلمانوں کو شطرنج کھیلتے دیکھ کر فرمایا: اگر یہ وقت یاد الٰہی یا تلاوت قرآن میں بسر کیا جائے تو کیسا اچھا ہے! انہوں نے توجہ نہ دی، چند قدم آگے بڑھ گئے، پھر آپ رحمہ اللہ واپس مڑے اور ان دونوں سے معافی مانگی کہ صاحبان مجھے معاف

فرمادیں، میں نے دیوانے پن میں کچھ کہہ دیا تھا۔ (فوائد الفوائد، ص ۶۲)

سماجی اصلاح و بہتری کیلئے صوفیائے کرام کی خدمات

ہندوستان میں صحت منداور صاحب ضمیر معاشرے کی تعمیر میں بے غرض خادمانِ خلق (مشائخ)، بے لوث مصلحین اور معلمین اخلاق کا سب سے بڑا اور مرکزی حصہ ہے۔ (تزکیہ واحسان، ص: ۹۵)

ڈاکٹر روبینہ ترین کے خیال میں صوفیائے کرام نے برصغیر کے لوگوں کی مذہبی، تہذیبی، ثقافتی اور ادبی زندگی میں عظیم انقلاب پیدا کر دیا۔

(ملتان کی ادبی و تہذیبی زندگی میں صوفیاء کا حصہ، ص: ۷)

"عوارف المعارف" میں خانقاہوں کی سماجی زندگی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"فهم فی الرباط کجسد واحد بقلوب متفقة و عزائم متحدة ولا یوجد هذا فی غیرهم من الطوائف" "پس وہ خانقاہوں میں ایسے ہیں گویا جسد واحد ہو اور ان کے قلوب متفق اور عزم متحد ہیں اور یہ چیز ان کے علاوہ کسی گروہ میں نہیں پائی جاتی۔" (عوارف المعارف، ص: ۱۱۱)

صوفیائے کرام نے صالح معاشرے کے قیام کیلئے بے پناہ کوششیں کیں۔ انہوں نے عالمگیر اخوت، مساوات اور بھائی چارے کا سبق دیا اور اختلاف وتفریق کو ہوا دینے کی بجائے خلوص، دردمندی، محبت اور مودت کے بے شمار روشن نمونے چھوڑے۔ (اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۲۴۸ تا ۲۵۴)

معاشی اقدار کے فروغ کے سلسلے میں صوفیائے کرام کے مثبت اثرات

کسب حلال کا فروغ:۔

اولین صوفیاء (زاہد) کسب معاش خود بھی کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، جس نے کسب رزق پر

طعن کیا، اس نے سنت پر طعن کیا۔ (اللمع، ص:۲۵۹)

حضرت جنید رحمہ اللہ: کے نزدیک روزی کمانے کا وہی مقام ہے جو ان اعمال کا ہے جن سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اور انسان اس میں اس طرح مشغول ہوتا ہے جس طرح وہ ان اعمال کو بجالانے میں مشغول ہوتا ہے جو مستحب ہیں، مثلاً: نوافل وغیرہ (التعرف، ص:۱۰۳)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ: کے خیال میں جس نے طلب معاش کیلئے اپنا پسینہ نہیں بہایا اس میں خیر نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ تیرا کسب تجھے توکل سے نہیں روک سکتا، بشرطیکہ تو ان دونوں کو کسب میں پیش نظر رکھے اور ضائع نہ کرے۔

(اللمع، ص:۲۵۹)

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ: کسب معاش کرنے والے کو دلیر اور بہادر شخص تصور کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: تمہارا فرض ہے کہ تم بہادر اور دلیر انسانوں کا طریقہ کار اپناؤ، کسب حلال تلاش کرو اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو۔ (اللمع، ص:۲۶۰)

ابوحفص حداد رحمہ اللہ: بیس برس تک روزانہ ایک دینار کے بدلے سارا دن مزدوری کرتے رہے اور کبھی بھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کیا۔

(اللمع، ص:۲۶۰) (اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۲۷۶ تا ۲۷۷)

صوفیائے کرام کی فیاضی وسخاوت:۔

متقدمین صوفیائے کرام نہ صرف کسب حلال کی تلقین فرماتے بلکہ اسے راہ خدا میں خرچ کرنے کی بھی ترغیب دیتے تھے۔

ابونصر سراج طوسی رحمہ اللہ: فرماتے ہیں کہ میں نے ایک صوفی کو بچشم خود دیکھا کہ وہ ہر سال ایک ہزار دینار اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتے تھے۔ (اللمع، ص:۲۱۱)

ابوعلی مشتولی رحمہ اللہ: اس قدر خرچ کرتے تھے کہ مصر کے تاجر بھی اس پر حیران تھے۔ (اللمع، ص:۲۱۱)

WWW.IJBQARI.ORG

حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ: نے اپنے ہم سفر نوجوان کے بیمار ہونے پر اپنے گدھے کو بیچ کر اس پر خرچ کر دیا۔ (فوائد الفوائد، ص: ۲۹۷)

ابوالحسن نوری رحمہ اللہ: نے بہت سارا مال اپنے گھر میں ڈال دیا اور بغداد کے صوفیوں سے کہا: آپ میں سے جسے بھی جس قدر ضرورت ہو، وہ اندر جائے اور اپنی ضرورت کے مطابق مال لیتا جائے۔ (اللمع، ص: ۲۵۸)

حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمہ اللہ: کے جود وسخا کا یہ حال تھا کہ لنگر خانے میں جو چیزیں ہوتیں فوراً تقسیم کر دیتے۔ جس روز کوئی چیز نہ ہوتی تو خانقاہ کے ملازم سے فرماتے اگر پانی ہو تو اس کا دور چلاؤ کہ کوئی روز بخشش اور عطا سے خالی نہ جائے۔

(بزم صوفیاء، ص: ۴۷)

شاہ سلیمان تونسوی رحمہ اللہ: کے قدموں میں دنیا کی ہر نعمت آ گئی تھی لیکن استغناء کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے کبھی فارغ البالی کی زندگی بسر نہیں کی بلکہ جو کچھ ان کی خانقاہ میں پہنچتا تھا فوراً تقسیم کر دیتے تھے اور اپنے لیے کچھ نہ رکھتے تھے۔

(تاریخ مشائخ چشت: ۱/۶۲۴)

سلسلۂ چشتیہ میں کھانا کھلانے کی فضیلت سب سے زیادہ ہے۔ مشائخ نے ہر آنے جانے والے کیلئے لنگر کو عام کر رکھا تھا۔ حضرت محبوب الٰہی رحمہ اللہ کی خدمت میں کوئی شخص اپنی مصیبت بیان کر کے دعا کرنے یا تعویذ لینے آتا تو آپ رحمہ اللہ اصرار کرتے تھے کہ پہلے کچھ کھالو۔ (فوائد الفواد، ص: ۲۳۳)

حضرت نظام الدین رحمہ اللہ: فرماتے ہیں کہ نیکی دو طرح کی ہے: ایک وہ جس کا نفع صرف کرنے والے کی ذات کو پہنچے اور وہ نماز، روزہ، حج اور تسبیح ہے۔ دوسری نیکی وہ ہے جس کا فائدہ دوسروں کو پہنچے اور وہ اتفاق شفقت اور دوسرے کے حق میں مہربانی کرنا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کا ثواب بے حساب ہے۔ (فوائد الفوائد، ص: ۱۴ بحوالہ اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۲۷۷-۲۷۸)

WWW.UBQARI.ORG

دکھی انسانیت کی بے لوث خدمت:۔

متقدمین صوفیائے کرام کے دربار اور خانقاہیں ایسے مقامات تھے جہاں شاہ و گدا، چھوٹے بڑے، امیر و غریب یکساں حاضر ہوتے تھے۔ صوفیائے کرام ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرتے تھے اور ہر طرح سے عوام کے کام آتے تھے۔

(تاریخ پاک و ہند، ص:۳۵۰)

شیخ برہان الدین رحمہ اللہ: اپنے معتقدین کو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ وہ لوگوں کی راحت رسانی میں کوشاں رہیں۔ دیکھو ایک درخت خود دھوپ میں کھڑا رہتا ہے لیکن دوسروں کو سایہ دیتا ہے۔ لکڑی خود تو جلتی ہے لیکن اوروں کو آرام پہنچاتی ہے۔ اسی طرح انسان خود تکلیف اٹھائے اور اپنی تکلیف کا خیال نہ کرے لیکن دوسروں کو فائدہ اور آرام پہنچائے۔ (بزم صوفیاء، ص:۲۸۵)

خانقاہ نشینوں نے مذہب کی روح اور غایت کو دنیا طلبی اور عزت و شہرت کے حصول کیلئے وسیلہ نہیں بنایا بلکہ اسلام کی روح کو خدمت خلق، رواداری اور صلح جوئی میں تلاش کیا۔ خانقاہوں میں مسائل کے باوجود دن رات لنگر جاری رہتا، ہدیے میں کپڑا آتا تو بانٹ دیا جاتا، نذرانے میں اشرفیاں آتیں تو تقسیم کر دی جاتیں، خانقاہوں میں مسافروں کے قیام و طعام کا انتظام بھی ہوتا۔ تھکے ماندے مسافر جو دور دراز کا سفر کر کے ان خانقاہوں میں قیام کرتے تو ان کے روحانی اور جسمانی سکون کا مکمل انتظام ہوتا اور جب مسافر اگلی منزل کیلئے روانہ ہوتے تو شیخ انہیں زادِ راہ کے طور پر نقدی بھی دیتے اور اگر ان کے پاس سواری کا انتظام نہ ہوتا تو سواری بھی مہیا کرتے۔ (جوامع الکلم (ملفوظات بندہ گیسو دراز)، محمد اکبر حسینی، ص:۰۲)

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ: نے جمنا کے کنارے کنویں سے پانی کھینچنے والی ایک عورت سے پوچھا کہ اری! جمنا کا پانی کیوں نہیں پیتی تو اس نے جواب دیا: وہ پانی بھوک لگاتا ہے جبکہ میرے گھر والا غریب ہے۔ اس پر آپ رحمہ اللہ کی آنکھوں میں آنسو

آ گئے اور خادم کو بلا کر ڈیوٹی لگائی کہ عورت سے معلوم کرو کہ ماہانہ خرچ میں کتنا گھاٹا رہتا ہے، اتنا خرچ اسے خانقاہ سے دے دیا کرو۔ (جوامع الکلم "ملفوظات بندہ گیسودراز" ص:۱۰۲)

یہی نہیں بلکہ امراء اور غرباء کے درمیان ان بزرگوں کا وجود حلقہ اتصال بنا ہوا تھا، ان کے ذریعے سے غریبوں تک بھی وہ نعمتیں پہنچ جاتی تھیں جن کا نام بھی اس دور کے غریبوں نے شاید نہ سنا ہو۔

(ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، مناظر احسن گیلانی، ص:۲۲۵، بحوالہ: اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۲۷۸ تا ۲۷۹)

سیاسی خدمات کے ضمن میں صوفیاء کے مثبت اثرات

اعلائے کلمۃ اللہ:۔

بسا اوقات ان خانقاہ نشینوں نے مطلق العنان سلاطین اور جابر بادشاہوں کے غلط اور خطرناک رجحانات اور بے اعتدالیوں کا مقابلہ کیا، ان کے منہ پر کلمۂ حق کہہ کر اور ان سے اختلاف ظاہر کر کے حکومت اور معاشرے کو بعض خطرناک نتائج اور تباہی سے بچالیا اور ان کی تربیت اور ان کی عملی مثالوں نے لوگوں میں ہمت وحوصلہ، بے خوفی اور شجاعت پیدا کی۔ (تزکیہ واحسان، ص:۱۰۳)

ہندوستان میں اکبر کے دور میں ساری سلطنت کا رخ الحاد اور لادینیت کی طرف ہو گیا تھا۔ ہندوستان کا بادشاہ ایک وسیع طاقت ور سلطنت کے پورے وسائل کے ساتھ اسلام کا امتیازی رنگ مٹانا چاہتا تھا۔ اسے وقت کے لائق ترین اور ذہین ترین افراد اس مقصد کی تکمیل کیلئے حاصل تھے۔ ایسے دور میں ایک درویش شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے تن تنہا اس انقلاب کا بیڑا اٹھایا اور اپنے یقین وایمان، عزم وتوکل اور للّٰہیت سے سلطنت کے اندر ایک ایسا اندرونی انقلاب شروع کیا کہ سلطنت مغلیہ کا ہر جانشین اپنے پیش رو سے بہتر ہونے لگا یہاں تک کہ اکبر کے تخت پر بالآخر محی الدین

اورنگ زیب رحمہ اللہ جیسا حکمران نظر آیا۔ (تصوف کیا ہے؟ ص: ۱۱۵)

خلیق احمد نظامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مذہبی تذکرے اور تاریخی کتابیں اگر کسی حد تک قابل اعتبار ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ انہیں معتبر نہ سمجھا جائے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے کہ انہی بزرگوں نے مسلمان فرمانرواؤں کو اسلام کے احکام کو مکمل طور پر فراموش کر دینے سے روکا۔ (تاریخ مشائخ چشت: ۱/۱۰۷، ۱۰۸)

ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ کے خیال میں ان کے اعلائے کلمۃ اللہ کی وجہ بادشاہوں کے تحائف سے اعراض تھا۔ ان صوفیائے کرام رحمہم اللہنے سلطنت کے عہدوں، امراء اور اہل دولت کی گراں قدر پیش کشوں اور زمین و جائیداد کے قبول کرنے سے اکثر پرہیز کیا اور زہد و استغناء، قناعت و توکل اور خودداری کی روایات قائم رکھیں۔ (تزکیہ و احسان، ص: ۱۰۴، بحوالہ: اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۲۹۴ تا ۲۹۵)

حکمرانوں سے روابط اور ان کی اصلاح:

مشائخ نے مختلف ادوار میں حکمرانوں سے گہرے روابط بھی رکھے۔ ان بزرگان دین کے مقاصد جلیل القدر بے لوث اور انسانیت پرور تھے۔ اس لیے شاہان دہلی اور ارباب امارت واقتدار کی نگاہوں میں ان کی بہت زیادہ قدر و منزلت تھی۔

(تاریخ پاک و ہند، ص: ۳۵۰)

سلطان علاؤ الدین کی تخت نشینی کے بعد شیخ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ اور حکومت وقت کے مابین تعلقات کے ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے اور جماعت خانہ، دربار میں تعاون اور مفاہمت کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ کتب تصوف اور تاریخی مآخذ اس پر متفق ہیں کہ سلطان علاؤ الدین شیخ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ (سیر الاولیاء، ص: ۱۴۲)

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ نے شاہان وقت سے رابطہ قائم کر کے انہیں تلقین و ہدایت کی، چنانچہ آپ رحمہ اللہ نے اپنے ایک طویل خط میں سکندر لودھی کو مخلوق کی

خدمت اور ان کی غم خواری اور ائمہ وعلماء کی تیمارداری اور ان کی تعظیم وتوقیر کی طرف توجہ دلائی۔ (عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات، اعجاز الحق قدوسی، ص: ۲۱۸)

صوفیاء رحمہم اللہ کے اپنے دور کے حکمرانوں سے بڑے اچھے مراسم تھے۔ انہیں وقتاً فوقتاً مشورے دیتے اور نصیحتیں فرماتے تھے۔ یہ بزرگ اس بات کے بھی حامی تھے کہ مسلمانوں کی مرکزی حکومت زیادہ سے زیادہ مضبوط ہو اور اس کیلئے مختلف طریقوں سے ہمیشہ کوشاں رہے۔ التمش کے خلاف بغاوت ہوئی تو بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ نے ان کی پوری مدد کی۔ لودھی سلاطین میں سلطان سکندر لودھی حضرت شیخ سماء الدین رحمہ اللہ کا مرید تھا اور انہی کے زیر اثر پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرتا تھا اور قرآن کی تلاوت کرتا تھا۔

(ہندوستان کے سلاطین، علماء اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر، ص: ۹۸)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے دین دار اور بااثر امراء کو خطوط لکھ کر انہیں حکومت کی اصلاح اور اس کا رُخ بدلنے کی سعی پر اُبھارنا شروع کیا۔ ابوالفضل اور فیضی کے انتقال کے بعد دین دار اور بااثر امرائے سلطنت اکبر کے اور زیادہ قریب ہوگئے اور ان کی کوششوں سے زندگی کے آخری لمحات میں اکبر از سرنو مسلمان ہوگیا تھا۔ (تصوف اور اہل تصوف، احمد عروج قادری، ص: ۱۱۴)

چشتیہ سلسلے کے اکثر بزرگ، بادشاہوں کے دربار سے دور رہے، البتہ بعض بزرگوں نے بادشاہوں کی اصلاح کیلئے ان پر توجہ دی اور مختلف علاقوں کے حکمرانوں سے تعلق رکھے۔ جس سے مسلمان سلاطین کی اصلاح ہوتی تھی اور شرعی قوانین نافذ ہوتے تھے۔ (پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص: ۳۰، بحوالہ: اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۲۹۵ تا ۲۹۶)

سلاطین کے توسط سے عوام کی دادرسی:۔

مشائخ اپنے دور کے بڑے بڑے جابر وظالم امراء اور سلاطین کے دلوں پر

حکمرانی کرتے تھے اور انہیں مخلوق خدا پر ظلم وستم کرنے سے باز رکھتے تھے۔ یہ حکمران ان سے ڈرتے تھے اور ان کی اطاعت کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے۔

(تاریخ تصوف (چشتی)، ص: ۱۴۰)

سلطان غیاث الدین رحمہ اللہ حضرت خواجہ فرید رحمہ اللہ سے معتقدانہ تعلقات رکھتا تھا اور حضرت خواجہ رحمہ اللہ نے ایک آدمی کے اصرار پر سلطان کو ایک سفارشی رقعہ لکھا۔ (تاریخ دعوت وعزیمت: ۴۱/۳)

سیّد مخدوم جہانیاں رحمہ اللہ نے ایک قیدی کی بیس مرتبہ سفارش کی۔

(سیر العارفین، حامد بن فضل اللہ جمالی، ص: ۲۰۲، ۲۰۳ بحوالہ اسلام اور خانقاہی نظام، ص: ۲۹۷ تا ۲۹۶)

باکمال صوفی شیخ احمد سرہندی نقشبندی رحمہ اللہ المعروف مجدد الف ثانی:۔

(۹۷۱ھ-۱۰۳۴ھ): برصغیر پاک و ہند کی فکری و دینی تاریخ میں دسویں صدی ہجری کا زمانہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ناخواندہ اور دین اسلام کی ابدی حقیقتوں سے بے خبر مسلمانوں کیلئے یہ دور بڑا پر آشوب اور پر فتن تھا۔ اس دور میں ذہین و ہوشیار تاج دار ہند اکبر اپنی حکومت کے استحکام کی خاطر اسلامی تعلیمات کو مٹانے کے درپے تھا۔ اس نے دین الٰہی کے نام سے اسلام کی جگہ اس جدید دین کی بنیاد رکھی جس میں صریح شرک کا دخول، سود اور جوئے کی حلت، داڑھی کی درگت، غسل جنابت کی منسوخی، نکاح کے قوانین میں مضحکہ خیز ترمیمیں، بے پردگی کا رواج، زنا کی تنظیم، میت کو دریا بُرد یا جلانے کا حکم، سوروں اور کتوں کا تقدس، شیر اور بھیڑیئے کے گوشت کی حلت، گائے اور بھینس کے گوشت کی حرمت کا حکم، ہندی کتابوں سے شغف اور عربی کو گرانے کی کوشش اور ملاقات کے وقت ''السلام علیکم'' کی جگہ ''اللہ اکبر'' کی رسم جاری کر کے دین الٰہی کو مٹانے کی ناکام کوشش کی۔ ایک طرف حکومت وقت کے ہاتھوں دین اسلام کی بیخ کنی کا سامان مہیا کیا جا رہا تھا تو دوسری طرف مشائخ طریقت اور مدعیان معرفت، وحدت

الوجود اور ہمہ اوست کا فلسفہ پیش کر رہے تھے۔ افراط وتفریط کی ان گھنگور گھٹاؤں میں شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے بدعات ومنکرات، الحاد اور لادینیت کی جڑ پر کاری ضرب لگائی۔ (تعلیمات مجددیہ، حسن علی، ص:۳۰، بحوالہ: اسلام اور خانقاہی نظام، ص:۳۶۲)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ:۔

(۱۷۰۲ء-۱۷۶۲ء): شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ برصغیر کی وہ یگانۂ روزگار شخصیت ہیں جنہوں نے مسلمانوں میں نئے سرے سے دینی فہم کا صحیح ذوق پیدا کیا۔ مسلمانوں کے مختلف علمی وفقہی طبقوں کے افکار میں مطابقت کے پہلو نمایاں کر کے ان کے درمیان صلح وآشتی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ (حجة الله البالغة:۱/۳۲۰)

انہوں نے حکومتی عہدیداروں، علماء وصوفیاء اور عوام کے حالات کا پورا جائزہ لیا اور انہیں ان کی غلط روش کے خطرناک نتائج سے آگاہ کرنے کی کوشش کی۔ (حجة الله البالغة:۱/۳۲۱)

شاہ صاحب کا عظیم کارنامہ:۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے یونانی فلسفے کی بجائے ایمانی فلسفے کو رواج دیا۔ انہوں نے حنفی، شافعی اور مالکی فقہ کے درمیان، نیز فلسفہ وشریعت اور صوفیائے کرام اور غیر صوفی علماء کے درمیان قرب کی فضا پیدا کی۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ:۲۳/۴۱)

تصوف اور نظام خانقاہی کی ابتداء:۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ خانقاہی نظام کی تاریخ کو چار ادوار پر تقسیم کرتے ہیں۔

پہلے دور کو وہ رسول پاک ﷺ سے شروع کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تک شمار کرتے ہیں۔ اس دور میں ان کے خیال میں اہل کمال کی زیادہ تر توجہ شریعت کے ظاہری اعمال کی طرف رہی۔ ان لوگوں کو باطنی زندگی کے جملہ مراتب شرعی احکام کی پابندی کے ضمن ہی میں حاصل ہو جاتے تھے، لہٰذا ان میں سے کوئی شخص سر نیچے کیے بحر تفکرات میں غرق نظر نہیں آتا تھا۔ ان میں سے کوئی شخص

تعلیمات غزالی

جس میں غزالی کی اس خصوصیت کو اُجاگر کیا گیا ہے کہ اُنھوں نے کیونکر فقہ کی تفصیلات کو تصوّف کے رنگ میں بیان کیا ہے

مولانا محمد حنیف ندوی

علم و عرفان پبلشرز

9۔لوئر مال، عقب میاں مارکیٹ، اردو بازار لاہور 7352332

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب ..... تعلیمات غزالی

ناشر ..... علم و عرفان پبلشرز

مطبع ..... گنج شکر پرنٹرز

کمپوزنگ ..... عابد جاوید، فراز کمپوزنگ سنٹر اردو بازار لاہور

سن اشاعت 1999ء

قیمت 200روپے

ملنے کا پتہ

علم و عرفان پبلشرز

9۔لوئر مال، عقب میاں مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون 7352332

WWW.UBQARI.ORG

بے ہوش ہوتا نہ اسے وجد آتا، ان میں سے کسی کو جوش میں کپڑے پھاڑنے کی نوبت آتی نہ خلاف شرع کوئی لفظ ان کی زبان سے نکلتا تھا۔ یہ لوگ تجلیات الٰہی پر مطلق گفتگو نہیں کیا کرتے تھے۔ وہ بہشت کی رغبت اور جہنم کا خوف رکھنے والے تھے۔ کشف و کرامات اور خوارق عادت ان سے بہت کم ظاہر ہوتے اور سرمستی و بے خودی کی کیفیت بھی ان پر طاری نہ ہوتی تھی۔ (ہمعات، ص:۱۶-۱۷)

مذکورہ دور کو بھی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تصوف کے ادوار میں شامل کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں اس دور کے احسان و یقین کے علوم موجودہ دور میں علم تصوف و علم سلوک کے نام سے مشہور ہو گئے ہیں۔ (ہمعات، ص:۱۷)

☆.....☆.....☆

کتاب ''تعلیماتِ غزالی'' میں تصوف کا سرور

نام کتاب:۔ تعلیماتِ غزالی.....مصنف:۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ

ناشر:۔ علم و عرفان پبلشرز.....9 لوئر مال، عقب میاں مارکیٹ، اردو بازار (لاہور)

علامہ محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کی وابستگی تصوف:۔

قانون و شریعت کے سانچوں پر اہل علم نے چار طریقوں سے غور کیا ہے۔ ایک اس طریق سے کہ مسائل و جزئیات کا تفصیلی نقشہ کیا ہے اور شریعت اسلام کی وسعتیں کن کن جزئیات و تفریعات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ یہ فقہیہ ہے۔ اور اس کے جاننے والے کو فقیہہ کہا جاتا ہے

غور و فکر کا دوسرا نہج یہ ہے، کہ ان جزئیات و فروغ کے پیچھے جو اصول، جو قانونی روح اور قواعد کلیہ کارفرما ہیں ان کا سراغ لگایا جائے۔

تیسرا نقطہ نظر یہ ہے، کہ شریعت و فقہیہ کی جزئیات کو عقل و خرد اور فلسفہ و حکمت کی کسوٹیوں پر پرکھا جائے۔ یہ علم الکلام ہے۔

غور وفکر کا چوتھا مگر زیادہ اہم اسلوب یہ ہے کہ جزئیات، رسوم، شعائر اور عبادات و اخلاق میں جو باطنی روح ہے اس کا کھوج لگایا جائے۔ اس فلسفہ کی نشاندہی کی جائے جس کا تعلق دماغ کی اوپری سطح سے نہیں، دل کی گہری اور عمیق کیفیتوں سے ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ اسلامی نظام حیات کے اندر ذوق و وجدان کی جو مناسبتیں پنہاں ہیں ان کو اجاگر کیا جائے اور ان حقائق کو منظر عام پر لایا جائے، جن کو عطر دین یا روح دین قرار دیا جا سکتا ہے۔ غور وفکر کا یہ انداز تصوف ہے۔ بشرطیکہ اس کے پہلو بہ پہلو عمل ومجاہدہ کے لطائف بھی پائے جائیں، غزالی رحمہ اللہ میں یہ چاروں صفات نہایت توازن اور اعتدال کے ساتھ موجود ہیں۔ یہ بیک وقت فقیہہ واصولی بھی ہیں، اور فلسفہ وتصور کے ہوش مند شناور بھی۔

تصوف وفقہ کا باہم امتزاج:۔

ہماری اس کتاب کا موضوع، ان کی انہیں کوششوں کو ترتیب کے ساتھ پیش کرنا ہے، جن میں تصوف وفقہ کو باہم سمو دیا گیا ہے اور اسلام کے فقہی نظام کی ایسی عارفانہ، دلنشین اور لگتی ہوئی ترجمانی کی گئی ہے۔ جس سے داعیات محبت ابھرتے ہیں۔ دین سے وابستگی بڑھتی ہے اور ذوق وشوق کے کوائف تازہ ہوتے ہیں۔ ناممکن ہے کہ کوئی شخص غزالی رحمہ اللہ کے ان شہ پاروں کا مطالعہ کرے اور بغیر کسی تاثر پذیری کے گزر جائے۔ قلب وذہن کی سلامتی البتہ شرط ہے۔

کتاب احیاء العلوم کی تلخیص:۔

یہ انتخاب ان کی مشہور کتاب ''احیاء'' سے ماخوذ ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۰-۱۱)

لفظ تصوف کا مشتق منہ:۔

صوفی کا ماخذ کونسا لفظ ہے اور اس کی اصل واساس کیا ہے؟ اس کا جواب متفق علیہ نہیں۔ کچھ لوگ اسے صفا سے مشتق مانتے ہیں۔ کسی کے نزدیک یہ صف سے نکلا ہے۔ بعض نے اسے اصحاب صفہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۱)

تصوف الفاظ نہیں حقیقت کا نام:۔

مولانا جامی رحمہ اللہ نے ''نفحات الانس'' میں تصریح فرمائی ہے۔ کہ پہلا شخص جو صوفی کے نام سے موسوم ہوا، ابو ہاشم سفیان ثوری رحمہ اللہ کا ہم عصر ہے۔ انہیں کیوں صوفی کہا گیا؟ اس کا ٹھیک ٹھیک سبب نہیں معلوم ہو سکا۔ ہمارے نزدیک اشتقاق و انتساب کی یہ بحث سرے سے لاحاصل ہے۔ کیوں کہ تصوف، لفظ ولقب سے کہیں زیادہ حقیقت کا نام ہے۔ ایک جیتی جاگتی زندگی سے تعبیر ہے اور ایک خاص انداز زیست اور نقطہ نظر کا مظہر ہے۔ جس کا تعلق صفائے قلب و باطن سے بھی اتنا ہی ہے جتنا پاک باز ان اسلام کی صف سے۔ اسی طرح اصحاب صفہ کی طرح دنیا کے مزخرفات سے بے نیاز حضرات سے بھی ان کو شرف انتساب حاصل ہے اور سادہ زندگی اختیار کرنے والے پشمینہ پوش زہاد سے بھی ان کا تعلق ثابت ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۲)

تصوف کا نقطۂ آغاز:۔

اس کا آغاز کب ہوا، اور کب اس نے ایک فلسفہ حیات کی متعین شکل اختیار کی؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔ جو درحقیقت دو سوالوں پر مشتمل ہے۔ ایک یہ کہ اس کے نقطہ آغاز کی تعیین کی جائے دوسرے یہ کہ اس کی ارتقائی کڑیوں کو نظر و بصر کے سامنے لایا جائے۔ اب جہاں تک سوال کے اس حصہ کا تعلق ہے کہ اس جاں بخش اور حیات آفرین تحریک کے نقطۂ آغاز کی تعیین کی جائے۔ اس کے بارے میں دوٹوک اور فیصلہ کن بات کہنا مشکل ہے۔ کیوں کہ دینی و علمی تحریکیں اپنے سفر کا آغاز کسی متعین وقت سے نہیں کرتیں۔ بلکہ ہوتا یہ ہے کہ ابتدا فکر و عمل کے کچھ سادہ نقطے معاشرہ کی سطح پر ابھرتے ہیں اور پھر وقت کی رفتار اور مناسبتوں سے یہی نقطے متعین نقوش کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ جن میں رنگ و روغن بھی ہوتا ہے اور شوخی اور جلا بھی ہے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی علمی و دینی تحریک یکا یک اپنے تمام لوازم اور خصوصیات کے ساتھ آن کی آن میں اُبھر آئے۔ تدریج وارتقا فطرت کا ہمہ گیر اور اٹل اصول ہے، جس سے تصوف

کو کسی طرح بھی مستثنیٰ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اگر یہ مفروضہ صحیح ہے تو اس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ تصوف کو بھی شروع شروع میں بس ایک بیج ہی تصور کیا جائے جس کے مضمرات نمود ابھی پنہاں اور مستور ہیں۔ اس کو ایک صالح معاشرہ میں بکھیرا گیا جو اس کیلئے بمنزلہ زمین کے تھا۔ یا جسے کھیتی کہہ لیجئے۔ پھر وقت و ماحول کی سازگاریوں نے آہستہ آہستہ اس کو اُگایا اور بڑھایا۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس نے ایک بارآور اور تنومند درخت کی شکل اختیار کر لی۔ جس کے فیوض کبھی ختم ہونے والے نہیں۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۲-۱۳)

تصوف کی ابتداء صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے:۔

یہ معاشرہ جس میں معرفت و تصوف کے بیج بوئے گئے، صحابہ رضوان علیہم اجمعین کا معاشرہ ہے۔ ان میں تقویٰ، اخلاص اور محبت و عشق الٰہی کے وہ تمام مضمرات موجود تھے جنہوں نے آگے چل کر تصوف اور صوفیاء کی شکل اختیار کی ان کی زندگی کا کیا رنگ ڈھنگ تھا۔ قرآن نے اس پر پوری طرح روشنی ڈالی ہے: ''تتجافی جنوبھم عن المضاجع'' (سجدہ:۲۹)

''ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں۔''

اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ زاہدان شب زندہ دار ہیں، یہ نرم اور گرم بستروں پر سونے کے بجائے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ یعنی رات ان کیلئے وہ تاریک اور اکتا دینے والا لمبا عرصہ نہیں کہ انہیں ایک عربی شاعر کے ہمنوا ہو کر کہنا پڑے۔

الا ایھا اللیل الطویل الاانجلی

اے نہ ختم ہونیوالی رات، تو کبھی صبح کی سپیدی سے بدلے گی بھی یا نہیں بلکہ یہ زبان حال سے اس کے برعکس یوں کہتے ہیں۔

لیلی بوجھك مشرق و ظلامه فی الناس ساری

میری رات تیرے چہرۂ روشن کی وجہ سے روشن اور مستنیر ہے حالانکہ دوسروں میں اس کی ظلمتوں کا دَور دورہ ہے۔

والناس فی سدف الظلام و نحن فی ضوء النهاء

لوگ رات کی تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں اور ہم دن کی کھلی روشنی میں سانس لے رہے ہیں۔ ان کے ذوق عبادت کی تصویر قرآن نے ان الفاظ میں کھینچی ہے: "تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله و رضوانا: (فتح:۲۹)

''تو ان کو دیکھتا ہے کہ خدا کے آگے جھکے ہوئے سربسجود ہیں اور خدا کا فضل اور خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔'' سب سے بڑھ کر یہ کہ: ''والزمهم كلمة التقوى'' (فتح:۲۷) ''اور ان کو پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا۔''

صوفی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وضاحت:۔

صحابہ سے ہماری مراد باصطلاح محدثین وہ نہیں جن کو آنحضرت ﷺ کی صحبت کم از کم ایک مرتبہ نصیب ہوئی ہے۔ اگرچہ یہ رتبہ بھی اپنی جگہ کچھ کم نہیں۔ ہمارے نزدیک صحابہ رضی اللہ عنہم سے مقصود وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کو صلحا و اتقیا کا میر قافلہ کہا جا سکتا ہے۔ جو حضور ﷺ کی صحبت و رفاقت سے باقاعدہ مستفید ہوئے۔ جنہوں نے آغوش نبوت میں تعلیم و تزکیہ کی منزلیں طے کیں، اور جلوت و خلوت میں ساتھ رہے۔ جنہوں نے دنیا کو ہمیشہ مرجوح اور ناقابل التفات سمجھا اور دینی اقدار کو ہمیشہ راجح اور جن کی مملکت فقر میں غنائم اور فتوحات کی کثرت کوئی تغیر نہ پیدا کر سکی۔ دوسرے لفظوں میں جن کی استقامت کا یہ عالم رہا کہ ایک دفعہ اگر تقوے و عفاف کی راہ پر قدم بڑھائے تو آخر تک اس رسم عشق کو نبھانے کی کوششیں جاری رکھیں۔ ہم انہیں صوفی صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام سے موسوم کریں گے۔ اس فہرست سے پہلے تو خلفاء اربعہ کے نام مندرج ہوں گے اور اس کے بعد ایسے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو بالطبع متصوف تھے اور جن کی زندگی اور سیرت و کردار کا نقشہ کسی طرح بھی ان لوگوں سے مختلف نہیں۔ جن کو آگے چل کر ہم نے عارف و

صوفیاء کے لقب سے پکارا۔ جیسے حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۵)

گلشن تصوف کا ابتدائی پودا:۔

ہم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے بارے میں جو یہ کہا ہے کہ ان میں تصوف کا ابتدائی سادہ نقشہ پایا جاتا تھا اور یہ گلشن تصوف کے وہ گل بوٹے تھے، جو آگے چل کر خوب کھلے اور مہکے، اور جن کی شمیم انگیزیوں نے ایک عالم کو روحانی انبساط بخشا۔ تو اس کا خدانخواستہ یہ مطلب نہیں کہ بعد میں آنے والے مراتب وکمالات میں ان سے آگے بڑھ گئے۔ اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ تصوف مصطلحہ نے آئندہ چل کر تقویٰ واخلاص کا جو معیار مقرر کیا، اس کیلئے جو اصول وضع کیے، جو قاعدے ٹھہرائیاور جو سانچے ڈھالے اور قلب وضمیر کے جن جن لطائف کی نشان دہی کی، ان حضرات کی زندگیوں میں اس کی سادہ اور ابتدائی مثالیں ملتی ہیں۔ چناں چہ ان میں وہی ذوق عبادت ہے، وہی اللہ تعالیٰ سے ربط وتعلق کا عالم ہے، وہی محبت وشوق کے داعیے ہیں۔ وہی اصول کی پاکیزگی اور یقین واذعان کے پیمانے ہیں جن کو تصوف کا مابہ الامتیاز قرار دیا جاسکتا ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۵-۱۶)

خلفائے راشدین تصوف کی بنیاد:۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوانح سے کون ناواقف ہے؟ اور ان کے رتبہ صدیقیت کی جو بلندیاں ہیں ان کو عرفان وسلوک کے دائروں سے کون الگ کرسکتا ہے؟ بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر ہمیں بعض مستشرقین کی اس رائے سے اتفاق ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت کے قریب تر ٹھہرایا جاسکتا ہے تو وہ انہیں کی ذات گرامی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مرتبہ اجتہاد اور زندگی کی تابحد خشونت سادگی اور تورع سے کس کو انکار ہے؟ اور کون کہہ سکتا ہے کہ یہ مقام

تصوف کا اعلیٰ ترین مقام نہیں۔ انہوں نے اسلام کی نعمتوں کو جس طرح عام کیا ہے، اور فریضہ جہاد کے تقاضوں کو جس طرح ادا کیا ہے؟ اس کیلئے رہتی دنیا تک اسلامی دنیا ان کے ممنون احسان رہے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی دولت سے کس طرح ریاض نبوت کو سینچا، جس طرح حیات وعفاف کا ثبوت دیا اور جس استقلال سے خرقہ خلافت کی حفاظت کی۔ اس کی شہادت پر خود ان کی شہادت گواہ ہے؟ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جامع الصفات شخصیت کو کون بھول سکتا ہے؟ جن میں مع شی زائد تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اداہائے خاص کی کچھ کچھ جھلک پائی جاتی ہے۔

غرض یہ ہے کہ اگر زہد وروع، سیرت وعمل کی پاکیزگی وبلندی اور ایمان وایقان کی محکمی واستواری ایسی صفات حسنہ کو ہم تصوف کی اولین اساس اور ضروری بنیادی قرار دیتے ہیں تو لامحالہ ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ اس کی تاریخ کا نقطۂ آغاز یہی بابرکت ہستیاں ہیں اور انہیں سے عرفان وسلوک کے مختلف سوتے پھوٹے ہیں۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۶-۱۷)

تصوف کی دیگر ارتقائی کڑیاں:۔

سوال کے دوسرے حصے کا منشا یہ ہے کہ ارتقائی کڑیوں پر ایک نظر ڈال لی جائے۔ اس مرحلہ پر ہمیں زیادہ رکنا نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں صرف اس قدر جان لینا کافی ہے کہ صحابہ کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا دور شروع ہوتا ہے اور اسی دور کے ساتھ ملا ہوا وہ دور ہے جس میں زہد وروع نے باقاعدہ ایک نظریۂ حیات اور شعار کی حیثیت اختیار کر لی۔ تابعین اور تبع تابعین کا دور کہاں ختم ہوتا ہے اور صوفیاء کے دور کا آغاز کن نکات سے ہوتا ہے؟ اس کی سرحدوں کی تعیین سخت دشوار ہے۔ تاریخ سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ دوسری صدی ہجری کے اختتام تک اسلامی معاشرہ میں ایک متعین گروہ ایسا پیدا ہو چکا تھا۔ جنہیں لوگ صوفیاء کے نام سے موسوم کرتے تھے اور تیسری اور چوتھی صدی ہجری تک اس نظریۂ حیات اور زندگی کے خاص اسلوب ونہج نے نہ صرف پورے عالم اسلام میں اچھا خاصہ فروغ حاصل کر لیا تھا بلکہ اپنی تبلیغی

کوششوں کو ایک تنظیم کی شکل دے دی تھی اور اپنے علوم و معارف کو مدون کر لیا تھا۔
(تعلیماتِ غزالی، ص: ۱۷)

ترتیب ارتقاء پر ابن سینا کی شہادت:۔

اس سلسلہ میں ابن سینا نے اشارات میں جو کچھ کہا ہے، اس سے ترتیب ارتقاء کا صحیح نقشہ نظر و بصر کے سامنے آجاتا ہے:

"المعرض عن متاع الدنیا و طیبا تها یخص باسم الزاهد والمواظب علی فعل العبادات من القیام والصیام و نحوهما یخص باسم العابد والمتصرف بفکره الی قدوس الجبروت مستنیر الشروق نور الحق فی سرہٖ یخص باسم العارف وقدیر کب بعض هذه مع بعض"۔

جو شخص متاع دنیا اور اس کے طیبات سے اعراض کناں ہوا اس کو زاہد کہا گیا۔ جس نے عبادات مثل صوم وصلوٰۃ اختیار کی اس کو عابد کے نام سے پکارا گیا اور جس نے غور و فکر کی قوتوں کو قدس جبروت کی جانب متوجہ کیا اور اسرارِ حق سے مستنیر ہوا اور باطن کو سنوارا اسے عارف کے لقب سے نوازا گیا۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ان گروہوں میں کوئی خط امتیاز کھینچا جا سکتا ہے یہ طبقے آپس میں باہم مختلط بھی ہو جاتے ہیں۔
(تعلیماتِ غزالی، ص: ۱۷-۱۸)

تاریخ کے مشہور متصوفین

متصوفین میں وہ مشہور شخصیتیں کون ہیں؟ جن کے اعمال وافکار پر تصوف کا قصر رفیع تعمیر ہوا؟ ان سے متعارف ہونا ضروری ہے۔ ہم ان میں سے چند حضرات کا ذکر کیے دیتے ہیں:

(۱) ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ:۔

المتوفی ۱۴۴ھ یہ خراسانی مدرسہ فکر کے بانی ہیں۔ تصوف کی کتابوں میں ان کے

اقوال کو اکثر نقل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کیوں کر طہارت وزہد کی زندگی اختیار کی؟ اور کس طرح تخت وتاج کی آسائشوں کو ٹھکرا دیا؟ اس کے بارہ میں ایک دلچسپ قصہ بیان کیا جاتا ہے۔ (تعلیماتِ غزالی ص:۱۸)

حکایات صوفیاء کی علمی توجیح:۔

بات یہ ہے کہ مؤرخین اور محدثین کا نقطۂ نظر اور موضوع ان سے بالکل جداگانہ ہے یہ جہاں نفس واقعات کی چھان پھٹک سے کام لیتے ہیں۔ یا روایات کی تحقیق اور اس کے مراتب صحت کی تعیین میں دادِ علم دیتے ہیں وہاں صوفیاء اس جھمیلے میں پڑے بغیر صرف یہ دیکھتے ہیں کہ کس واقعہ یا روایت میں ان کے ذوق ووجدان کی تسکین زیادہ ہوتی ہے۔ یا کس واقعہ یا روایت یا تاثر پذیری اور عبرت وتذکار کے پہلو زیادہ نکھرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے ان کتابوں اور تحریروں میں بے شمار ایسے عجائب کا پتہ چلتا ہے جن کی علمی توجیہہ بیان کرنا آسان نہیں۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں نقطہ ہائے نظر اپنی اپنی جگہ مفید ہیں۔ بشرطیکہ ان کے حدود کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لیا جائے۔ یہی نہیں ان میں باہمی کوئی تعارض بھی نہیں پایا جاتا۔ محدثین اور مورخین کی کوششوں کا کھلا ہوا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح واقعات وحقائق اور شریعت کے تمام گوشے پوری صحت کے ساتھ نظر وبصر کے سامنے آجاتے ہیں اور صوفیاء کے اقوال وحکایات کا ماحصل یہ ہے کہ ان سے عبرت ونصیحت، اور تاثر وانفعال کے وہ نوادر اور لطائف مستنبط ہوتے ہیں جو ذہن وفکر کی دنیا کو پلٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کی ادبی افادیت کا پہلو ایسا ہے کہ جس سے گویا فارسی اور عربی لٹریچر میں زندگی کی نئی روح بیدار ہوگئی ہے۔ اس میں ان اقوال وحکایات کی بدولت گہرائی، معنویت اور بلاغت کے ایسے اچھوتے محرکات کا بیش قیمت اضافہ ہوا ہے جو اس سے پہلے موجود نہیں تھے اور ایسی دلنواز روحانیت پیدا ہوگئی ہے، جس نے فارسی اور عربی ادب کو حیات جاوید بخش دی ہے اور نکھار دیا ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۹)

(۲) ابوالفیض ذوالنون مصری رحمہ اللہ:۔

المتوفی (۲۴۶) سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ کے استاد اور محاسبی رحمہ اللہ کے معاصر ہیں۔ ان کا علم و فضل اور ورع و تقویٰ اور حال و وجدان تمام صوفیا کے حلقوں میں مسلم ہے۔ ان کے اقوال میں کہیں کہیں وحدت الوجود کی جھلک پائی جاتی ہے۔ کتاب وسنت کے سختی سے پابند تھے۔ اس کی محبت کے بارہ میں ان کا قول ہے:

"من علامات حب الله عزوجل متابعة حبيب الله صلى الله عليه وسلم فى اخلاقه و افعاله واوامره و سنته"۔ "اللہ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری متابعت کی جائے ان کے افعال، اوامر اور سنن سب میں۔"

فقہاء انہیں غالباً وحدت الوجود ہی کی بنا پر زندیق سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ متوکل سے ان کے ملحدانہ عقائد کی شکایت کی گئی۔ تو اس نے بلا بھیجا۔ یہ گئے، اور ایسی مؤثر تقریر کی۔ کہ متوکل کی روتے روتے گھگھی بندھ گئی۔ اس پر اس نے اعزاز اور تکریم کے ساتھ انہیں مصر واپس جانے کی اجازت دے دی۔

ان سے متعلق یہ بھی مشہور ہے کہ حکمت اسلام کے علاوہ انہیں مصری اسرار پر بھی عبور حاصل تھا۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۹-۲۰)

(۳) ابوعلی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ:۔

(المتوفی ۱۸۷ھ) تصوف میں عراقی مدرسہ فکر کے حامل تھے۔ پہلے ڈاکو تھے۔ پھر اللہ نے توبہ واخلاص کی نعمت سے نوازا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پیشے کا رخ بدل گیا۔ پہلے اگر لوگوں کا مال لوٹتے تھے تو اب انہوں نے خزائن معرفت پر ڈاکہ ڈالنا شروع کیا۔ طبیعت وذوق کے اعتبار سے حزن پسند تھے۔ ابوعلی رازی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ میں ان کی صحبت میں تیس برس تک رہا۔ میں نے کبھی انہیں ہنستے اور تبسم فرماتے نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ یہ ہنسے۔ یہ وہ وقت تھا جب ان کا لخت جگر علی فوت ہوا۔ میں نے

پوچھا، اس پر آپ رحمہ اللہ کیوں ہنسے ہیں۔ ان کا جواب یہ تھا جب میرے مولا کو علی کی موت پسند ہے تو میں کیوں نہ اس پر مسرت کا اظہار کروں۔ دنیا کے بارے میں ان کا نقطہ نظر یہ تھا:

"لو ان الدنیا بحذافیرھا عرضت علی ولا یحاسب بھا لکنت اتقذرھا کما یتقذر احد کم الجیفة"۔

"اگر دنیا اپنی تمام دلچسپیوں کے ساتھ مجھے دیدی جائے، اور اس پر کسی محاسبہ کا بھی اندیشہ نہ ہو تب بھی میں اسے ایسا ہی ناپاک سمجھوں گا جیسے تم مردار کو ناپاک سمجھتے ہو۔

جب مکہ میں ان کا انتقال ہوا۔ تو عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے کہا۔ آج دنیا سے حزن وغم اُٹھ گیا ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۰-۲۱)

(۴) بایزید بسطامی رحمہ اللہ:۔

(المتوفی ۲۶۱ھ) مشہور صوفی ہیں۔ ان پر سکر وحال کی کیفیتیں اکثر طاری رہتیں۔ وحدت الوجود کا رنگ ان میں نسبتاً زیادہ شوخ اور چوکھا نظر آتا ہے۔ یہ پہلے صوفی ہیں جنہوں نے واقعہ معراج نبوی ﷺ کو سالک کیلئے ایک نصب العین کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ اسراء کی کیفیات سے یہ بہرہ مند ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ انہیں آسمانوں پر پرواز کا روحانی تجربہ ہوا ہے۔ جہاں انہوں نے جنت دوزخ کا نظارہ کیا ہے۔ شجرہ توحید کو بچشم خود دیکھا ہے اور قرب الٰہی کی منزلیں طے کی ہیں۔ یہی نہیں اللہ سے تکلم کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے کیا فرمایا، انہیں کے الفاظ میں دیکھیے:

"او ابو یزید تو اپنے پندار انا سے اسی وقت نکل سکتا ہے، جب میرے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے اور اس مٹی کو جس پر ان کے نقوش پا مرتسم ہیں اپنے لیے سرمہ چشم قرار دے۔" علم اور اس کے تقاضوں کے بارہ میں ان کا ایک حکیمانہ قول ملاحظہ ہو:

"علمت فی المجاھدة ثلاثین سنة فما وجدت شیاء اشد علی من العلم و متابعته

ولو لااختلاف العلماء لتعبت و اختلاف العلماء رحمة الاخی تجرید التوحید"۔

"تیس برس تک میں نے مجاہدہ کی سختیاں جھیلی ہیں۔ مگر علم اور اس کی پیروی سے زیادہ سخت چیز میں نے نہیں پائی۔ علماء امت کا باہمی اختلاف تنزیہ توحید کے علاوہ باعث رحمت ہے اور اگر یہ اختلاف رائے پایا نہ جاتا تو میں علم کی یکسانی و یک رنگی سے اکتا جاتا۔"

ان کے آباء اجداد مجوسی تھے۔ اس مناسب سے کہا کرتے تھے کہ میں جب بھی نماز پڑھتا ہوں، یہ محسوس کرتا ہوں، گویا میں نے ابھی ابھی مجوسیت سے توبہ کی ہے اور قطع زنار کے درپے ہوں۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۱-۲۲)۔

شرعی اوامر کی اہمیت:۔

کرامات کو ولایت کی نشانی نہیں سمجھتے تھے۔ ان کا قول ہے:

"لونظر تم الی رجل اعطی من الکرامات حتی یرتقی فی الهواء فلا تغتروا به حتیٰ تنظروا کیف تجدونه عند الامر والنهی و حفظ الحدود واداء الشریعة"۔

"اگر تم دیکھو کہ ایک شخص کو کرامات سے بہرہ وافر ملا ہے۔ تو اس سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ اس میں دیکھو کہ اوامر و نواہی کے بارہ میں اس کا طرز عمل کیا ہے؟ حفظ حدود کا کس درجہ پابند ہے اور شریعت کے تقاضوں کو کس حد تک پورا کرتا ہے۔"

(۵) ابوعلی شقیق بن ابراہیم بلخی رحمہ اللہ:۔

حاتم الاصم رحمہ اللہ کے شیخ الاستاد تیسری صدی ہجری کے بلند پایہ صوفی، توکل وصبر کے پیکر اور معرفت کے رکن رکین ہیں، یہ کیوں کر زہد وتقویٰ کی طرف مائل ہوئے؟ اس کے بارے میں کئی قصے مشہور ہیں۔ کہتے ہیں ان کا پیشہ تجارت تھا۔ ایک مرتبہ قحط پڑا، جس سے یہ بہت پریشان ہوئے، سوچنے لگے کہ رزق کی کشائش کیلئے کیا تدبیر اختیار کی جائے، اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک غلام رنگ رلیوں میں مصروف ہے، اور خوشی وانبساط سے اچھل کود رہا ہے، اس سے پوچھا قحط و پریشانی کے ان دنوں میں سرمستیاں۔ کیا تجھے کھانے

پینے کی فکر نہیں۔ اس نے کہا جناب نہیں۔ میرے مالک کا ایک گاؤں ہے، جس نے ہم دونوں کو اس احتیاج سے بے نیاز کر رکھا ہے۔ یہ اس گفتگو سے بہت متاثر ہوئے۔ دل نے کہا کیا تیرے مولا و آقا کے پاس یہ پوری زمین اپنی تمام تر شادابیوں کے ساتھ موجود نہیں اور اگر تیرا تعلق کم از کم اتنا ہی ہے جتنا کہ اس غلام کا اپنے آقا سے ہے تو پھر اس پریشانی اور اضطراب کے کیا معنی؟ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۲-۲۳)

حصول معرفت میں چار ضروری نکات:۔

معرفت کے متعلق ان کا حسب ذیل قول حاتم الاصم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے:

اگر ایک شخص دو سو برس تک زندہ رہتا ہے اور اس کو ان چار چیزوں کی معرفت حاصل نہیں۔ تو اس کو جہنم کی آتش سے کوئی نہیں بچا سکتا:

(۱) خدا کی معرفت، (۲) اپنا عرفان، (۳) خدا کے اوامر و نواہی کی معرفت۔ (۴) خدا اور اپنے دشمن کی معرفت۔

خدا کی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے دل سے اس حقیقت پر یقین رکھے۔ کہ اس کی ذات گرامی کے سوا اور کوئی بخشش و عطا یا نفع و ضرر پر قادر نہیں۔

اپنے عرفان سے یہ مقصود ہے کہ تو اپنی بیچارگی کو پوری طرح محسوس کرے، اور اس حقیقت کو جاننے کی کوشش کرے کہ تو کسی شخص کو بھی نفع و ضرر پہنچانے پر قادر نہیں۔ یہی نہیں۔ تجھے براہ راست کسی چیز پر بھی اختیار حاصل نہیں۔

خدا کے احکام یا اوامر و نواہی کا عرفان اس بات کا مقتضی ہے کہ تو یہ یقین رکھے کہ ان احکام و مسائل کو تیرے نفس پر پورا پورا قابو حاصل ہے۔ اس یقین کی علامت یہ ہے کہ ان کی بجا آوری کے سلسلہ میں جبن اور سستی یا بے صبری کو کوئی دخل نہ ہو۔

خدا اور اپنے دشمنوں کی معرفت کے معنی یہ ہیں۔ کہ تمہیں محسوس ہو کہ تم اپنے ذوق و عبادات میں آزاد نہیں ہو۔ بلکہ کچھ عوامل رخنہ اندازی کرنے والے بھی ہیں۔ ان کے خلاف تمہیں بہر حال ایک لڑائی لڑنا ہے اور اس کے حملوں سے اپنے

آپ کو بچانا ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۳)

تقویٰ کی پہچان:۔

تقویٰ کی پہچان کیا ہے؟ اس کے بارے میں ان کا یہ حکیمانہ قول ماننے کے لائق ہے:

"تعرف تقوی الرجل فی ثلاثه اشیاء فی اخذه فی منعه و فی کلامه"

"تو اگر کسی شخص کے مرتبہ اتقاء کا اندازہ کرنا چاہے تو تین چیزیں دیکھو، وہ کن چیزوں کو اختیار کرتا یا اپناتا ہے، کن چیزوں سے باز رہتا یا احتراز کرتا ہے، اور اس کی بات چیت کا موضوع کیا ہے؟" (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۳-۲۴)

(۶) ابوعبداللہ الحرث بن اسد المحاسبی رحمہ اللہ:۔

(المتوفی ۲۴۳ھ) ذی النون رحمہ اللہ کے معاصر تھے یہ غزالی رحمہ اللہ کے نہایت محبوب روحانی مرشد ہیں۔ "احیاء" میں ان کے اقوال کو انہوں نے اکثر نقل کیا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ان کی کتاب احیاء میں محاسبی رحمہ اللہ کی تحریرات کی جھلکیاں صاف نمایاں ہیں۔ یہ پہلے صوفی مصنف ہیں جنہوں نے اپنے خیالات وافکار کو قدیم حکما یونان کی طرح سوال وجواب کی صورت میں ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کی۔ ان کی کتاب "الرعایۃ بحقوق اللہ" تصوف کے حقائق پر شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔

آربری نے اپنی کتاب تصوف (Sufism) میں ان کی ایک غیر مطبوعہ تحریر الوصایا سے ایک طویل باب نقل کیا ہے۔ جس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ غزالی رحمہ اللہ کے بہت پہلے انہوں نے تحقیق ومذاہب کے سلسلہ میں اسی انداز کے تحلیل وتجزیہ سے کام لیا ہے۔ یہ غزالی کی شہرۂ آفاق کتاب "المنقذ من الضلال" میں پایا جاتا ہے۔

محاسبی رحمہ اللہ انہیں غالباً اس ضبط نفس کی بنا پر کہا جاتا ہے۔ جس کی انہوں نے بار بار تاکید کی ہے اور جس کو انہوں نے تقویٰ کی اساس قرار دیا ہے۔

"فصل فی المحبة" ان کا ایک خاص مقالہ ہے۔ جس میں محبت کے متعلقات پر انہوں نے نہایت لطافت سے روشنی ڈالی ہے۔ افسوس ہے کہ ہم طوالت کے اندیشہ

سے اس کے اقتباسات درج کرنے سے قاصر ہیں۔

قشیری رحمہ اللہ نے انہیں ان الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا ہے: ''عدیم النظیر فی زمانہ علماً و رعاً و معاملۃ و حالاً''

''اپنے زمانہ میں باعتبار علم، تقویٰ، معاملات اور احوال کے عدیم النظیر شخصیت۔''

ان کے والد عقیدۃً قدری تھے اور بہت مالدار تھے۔ ان کے مرنے کے بعد مال و دولت کی کثیر مقدار انہیں بطور ترکہ ..... میراث کے ملی۔ لیکن انہوں نے اختلاف عقائد کے پیش نظر اس کو قبول نہ کیا۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۴-۲۵)

صوفیاء کے پانچ مستند مشائخ:۔

صوفیاء میں یہ ان پانچ شیوخ میں سے ہیں، جن کو مستند مانا جاتا ہے۔

ابوعبداللہ خفیف رحمہ اللہ کا قول ہے: ''اقتد و ابخمسۃ من شیوخنا الباقون سلموالھم حالھم الحرث بن اسد المحاسبی والجنید بن محمد و ابو محمد رویم و ابواالعباس بن عطاء و عمر و ابن عثمان المکی لانھم جمعو ابین العلم والحقائق''۔

''ہمارے شیوخ میں ان پانچ کی اقتداء اختیار کرو اور باقی کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ محاسبی، جنید، ابومحمد رویم، ابوالعباس بن عطا، عمر بن عثمان رحمہم اللہ کی، کیونکہ یہ وہ حضرات ہیں جو علم وحقائق دونوں کے جامع ہیں۔'' (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۵)

ابوسلیمان الدارانی رحمہ اللہ:۔

کتاب وسنت کی پابندی کا اس درجہ خیال رکھتے تھے کہ ان کے نزدیک وہ واردات قلب جن کا تعلق دینیات سے ہے اس وقت تک حجت و مستند نہیں، جب تک کہ ان کو کتاب وسنت کی خارجی کسوٹی پر پرکھ نہ لیا جائے۔ چناں چہ ان کا کہنا ہے:

''ربما یقع فی قلبی نکتۃ من نکتہ تدوم ایاما فلا اقبل منہ الا بشاھدین عدلین الکتاب والسنۃ''۔

''میرے دل میں کبھی متصوفانہ نکات کا القاء ہوتا ہے اور کئی کئی دن تک میں انہیں یونہی دل میں پڑا رہنے دیتا ہوں، اور اخذ وقبول پر راضی نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ دو شاہد عدل اس کی تائید نہ کردیں، یعنی اللہ اور سنت رسول ﷺ۔''

''اذا سکنت الدنیا القلب لرحلت منه الاخرة'' جب دنیا کسی شخص کے دل میں سکونت اختیار کرلیتی ہے تو آخرت کا خیال اسی وقت دل سے نکل جاتا ہے۔''

(تعلیماتِ غزالی، ص:۲۵-۲۶)

ابوسلیمان داؤد بن نصیر الطائی رحمہ اللہ:۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ صاحبین امام محمد اور امام ابویوسف رحمہما اللہ دونوں اختلافی مسائل میں ان کو اپنا حکم تسلیم کرتے اور ان کی رائے اور فتویٰ کو صائب جانتے تھے۔ یہ امام محمد رحمہ اللہ کی بے حد عزت کرتے تھے۔ لیکن قاضی ابویوسف سے اس بنا پر خفا تھے کہ انہوں نے اپنے استاد کی روش کے علی الرغم عہدہ قضا کیوں قبول کرلیا۔

اس خفگی کے پیش نظر ان کا معمول یہ تھا کہ اگر یہ دیکھتے کہ امام محمد رحمہ اللہ کا مسلک صحیح ہے تو کہتے، محمد کا مسلک صحیح ہے اور اگر قاضی ابویوسف رحمہ اللہ کی رائے جچی تلی محسوس ہوتی ہے، تو نام لیے بغیر کہتے اس نوجوان کی رائے زیادہ قرین صواب ہے۔

یہ کس طرح زہد وورع کی جانب ملتفت ہوئے، اس کے بارے میں مختلف حکایتیں کتب تصوف میں مذکور ہیں۔ ہمارے نزدیک اس کا ایک ہی سبب تھا اور وہ یہ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے زہد وتقویٰ نے انہیں متاثر کیا اور ان کے داعیات شوق کو اُکسایا۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۶-۲۷)

تعلق مع اللہ کی نوعیت:۔

صوفیاء میں ان کا درجہ بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے ربط وتعلق کی کیا نوعیت تھی، اس کا اندازہ ان کے اس قول سے لگائیے۔ جب یہ رات کی تاریکی میں روح کے اجالے کا سامان بہم پہنچاتے اور تہجد کیلئے کھڑے ہوتے تو کہتے:

"الھی ھمك عطل علی الھموم الدنیویة" پروردگار! تیرے ایک غم نے میرے تمام دنیوی غموں کو بھلا دیا اور معطل کر دیا ہے۔

ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے۔ حتیٰ کہ خادمہ کھانے کیلئے بلاتی تو فرماتے: "بین مضغ الخبز و شرب الفتیت قرأة خمسین اٰیة" روٹی کھانے اور فتیت (ایک مشروب) پینے میں وقت صرف ہوتا ہے، اتنے میں پچاس آیات کی تلاوت ہو سکتی ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۷)

دقائق اخلاص کا خیال:۔

اخلاص کے دقائق و لطائف کا بہت خیال رکھتے۔ ایک مرتبہ ان کے ہاں ایک صاحب آئے، انہوں نے دیکھا کہ پانی کی صراحی دھوپ میں رکھی ہے۔ ان سے نہ رہا گیا کہنے لگے بھائی اس کو تو سایہ میں رکھ دیا ہوتا۔ جواب ملاحظہ ہو: "حین و ضعتھا لم یکن شمس وانا استحیی ان یرانی الله امشیی لمافیه حظ نفسی"

"آپ بجا ارشاد فرماتے ہیں، میں نے دراصل اسے سایہ ہی میں رکھا تھا، اب دھوپ آ گئی ہے، اس کو اٹھا کر دوبارہ سایہ میں رکھنے میں یہ شرم مانع ہے کہ کہیں صراحی تک چل کر جانے کو میرے حظ نفس پر نہ محمول کیا جائے۔" (تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۷)

ابوالقاسم جنید بن محمد رحمہ اللہ:۔

(المتوفی ۔ ۲۹۸ھ) سرخیل صوفیاں اور چمنستان تصوف کے گل سرسبد، عراق ان کا مولد و منشا ہے۔ ان کے والد شیشہ کا کاروبار کرتے تھے۔ اس مناسبت سے انہیں قواریری بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے تصوف میں ایک خاص مدرسہ فکر کی بنیاد ڈالی ہے۔ افسوس ہے کہ بعد کے آنے والے حضرات نے اس انداز کو آگے بڑھانے کی کوشش نہیں کی۔ ان کا شمار ان چند لوگوں میں ہوتا ہے، جنہوں نے تصوف کو خاص نظریات سے روشناس کرایا اور اسے ایک متعین پیرایۂ بیان بخشا۔ محاسبی رحمہ اللہ سے انہیں تلمذ حاصل ہے۔ توحید کیا ہے، اور غیر زمانی وجود کی کیا حقیقت ہے، اس کے بارہ

میں ان کے اقوال کس درجہ فلسفیانہ حقیقت کے حامل ہیں۔ دیکھیے توحید کے معنی یہ ہیں، کہ ازلی وابدی خدا کو زمانیات سے الگ کر کے دیکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان سے سوال کیا تھا۔ الست بربکم "کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔"

حضرت جنید رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ یہ گفتگو اس مرحلے کی ہے جب انسان نے ابھی وجود کا مادی پیرہن زیب تن نہیں کیا تھا اور زمانیات سے یکسر آزاد تھا۔ یعنی اس کا وجود محض روحانی انداز و نہج کا تھا۔ جو زمان و مکان کی گرفت میں نہیں آیا تھا۔

(تعلیماتِ غزالی، ص: ۲۷-۲۸)

تصوف کی نعمت کیسے حاصل ہوئی.....!

تصوف کی نعمت انہیں کیوں کر حاصل ہوئی۔ ان کا اپنا قول ملاحظہ ہو۔

"ماخذنا التصوف عن القیل و القال ولکن عن الجوع و ترک الدنیا و قطع المالوفات والمستحسنات"

ہم نے تصوف قیل و قال اور فقیہانہ بحث و مناظرہ سے حاصل نہیں کیا، بلکہ اس کیلئے گرسنگی کی اذیتیں جھیلی ہیں۔ مالوفات اور پسندیدہ چیزوں کو ترک کیا ہے۔

ان کا پختہ عقیدہ تھا کہ تصوف کی بنیاد کتاب وسنت کی تصریحات پر ہے۔ لہٰذا جو شخص ان نعمتوں سے محروم ہے اس نے تصوف کی بو بھی نہیں سونگھی۔ ان کا کہنا تھا: "الطرق کلها مسدودة علی الخلق الامن اقتفی اثر الرسول علیه الصلوٰة والسلام" خلق اللہ پر معرفت کے تمام دروازے بند ہیں الا یہ کہ آنحضرت ﷺ کے نقش قدم کی پیروی اختیار کی جائے۔

"من لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث لا یقتدی به فی هذا الامر لان علمنا مقید بالکتاب والسنة"

جس نے قرآن حفظ نہیں کیا اور حدیث قلمبند نہیں کی وہ معرفت کے باب میں

اقتداء کے لائق نہیں۔ کیوں کہ ہمارے ہاں یہ علم مقید بہ کتاب وسنت ہے۔
(تعلیماتِ غزالی، ص:۲۸-۲۹)

صوفیاء میں اتباع سنت کا جذبہ:۔

کرامات کو وجہ فضیلت نہیں سمجھتے۔ ایک شخص ان کے زہد ورع کا چرچا سن کر ان کے ہاں آیا اور کچھ عرصہ تک ان کی حرکات وسکنات کو بغور دیکھتا رہا۔ آخر ایک دن اجازت لے کر جانا چاہا۔ حضرت جنید رحمہ اللہ نے پوچھا اتنی جلدی کیوں جاتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں تو اس خیال سے آیا تھا کہ آپ بہت بڑے ولی ہوں گے اور آپ کے ہاں بڑی بڑی کرامتیں دیکھنے میں آئیں گی لیکن افسوس میں نے تو کوئی کرامت ایسی نہیں دیکھی جس سے آپ کی ولایت کا اندازہ ہو سکے۔ جنید رحمہ اللہ مسکرائے انہوں نے کہا، اس عرصہ میں کیا تو نے دیکھا کہ میں نے ترک فرائض کا ارتکاب کیا ہو۔ اس نے کہا جی نہیں۔ آپ رحمہ اللہ نے کہا کیا ترک سنن کی نوبت آئی۔ اس نے کہا جی نہیں۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا، پھر کیا نوافل ومستحبات میں تساہل برتا گیا۔ اس نے کہا حضور یہ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ یہی میری کرامت ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۹)

مسٹر شکالیم کی طرفہ طرازی:۔

اہم اور مقتدر مشائخ کی فہرست کافی طویل ہے۔ جس کو ہم اختصار کی خاطر نظر انداز کرنے پر مجبور ہیں۔ اس میں ہم نے ان پاکباز اور پاک نہاد خواتین کا ذکر نہیں کیا۔ جنہوں نے عرفان کے بادہ صافی سے سکر ومستی کی کیفیتیں پیدا کیں اور زہد و تقویٰ اور عفاف وپرہیز گاری سے ظاہر وباطن کی سج دھج کا اہتمام کیا۔ صرف رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کا نام لے لینا اس سلسلہ میں کافی ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۲۹)

اختصار کی وجہ:۔

اختصار کے پیش نظر ہم مشائخ کی اس فہرست میں ان لوگوں کو بھی شامل نہیں کر رہے ہیں جنہوں نے عملی مجاہدات کے ساتھ ساتھ قلمی مجاہدیات میں بھی نمایاں حصہ لیا

ہے یعنی جنہوں نے تصوف کو نکھارا اور نئے نئے تصورات اور مصطلحات سے مالا مال کیا ہے۔ یا جن کی جنبش ہائے قلم سے تصوف نے ایک علم، ایک فن اور قابل فہم تصور کی حیثیت اختیار کی ہے۔ یوں بھی تصوف سے متعلق مستند تحریرات اور کتابوں کا دائرہ بدرجہ غایت سمٹا ہوا ہے۔ جس کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

۱- یہ چوں کہ اپنے مزاج اور خصوصیات کے اعتبار سے علم سے زیادہ عمل ہے اس لیے اس کو ضبط تحریر میں لانے کی کوششیں بڑی حد تک محدود رہیں۔

۲- صوفیا چوں کہ نفی ذات (Negation) کے شدت سے قائل ہیں اس لیے نہیں چاہتے تھے کہ تحریر و نگارش کے چکر میں پڑیں۔ کیوں کہ ان کے نزدیک اظہار کا یہ اسلوب بھی نفس میں کبر و پندار پیدا کرنے کا باعث ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ خطرہ بھی ہے کہ کہیں عوام کی عقیدت کا رُخ ادھر نہ مڑ جائے۔ حالاں کہ انہیں سے یہ بھاگتے اور دور رہنے کا عزم کر چکے تھے۔

۳- جب علوم عقلیہ کا فروغ ہوا، بالخصوص نو افلاطونیت کے تصورات جب اسلامی معاشرہ میں پھیلے، تو صوفیاء کے عقائد بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہی نہیں ان خیالات نے اس درجہ اس کے ذہن و قلب و استیلاء حاصل کیا کہ ان کے پرجوش مبلغ بن گئے..... ظاہر ہے فکر و رائے کے اس نہج سے فقہاء و محدثین متفق نہیں ہو سکتے تھے اور یہی وہ گروہ تھے، جن کا عامۃ الناس میں زیادہ عمل دخل تھا۔ اس لیے صوفیاء مجبور ہوئے کہ اپنے ان عقائد کو عام نہ کریں اور از راہ احتیاط صرف انہیں حضرات تک ان کو محدود رکھیں جن میں صبر و برداشت کی صلاحیتیں بدرجۂ اتم پائی جائیں۔

۴- یوں بھی تصوف چوں کہ اصلاح و تزکیہ کی ایسی سطح سے متعلق ہے جس کے مخاطب خال خال حضرات ہی ہو سکتے ہیں، عوام نہیں، اس لیے مناسب یہی معلوم ہوا، کہ اس کی نشر و اشاعت کے دائروں کو وسیع نہ کیا جائے۔

لیکن اخفاء و احتیاط کی ان تدبیروں میں چونکہ کھلی ہوئی مضرت یہ تھی کہیں علم و

معارف کا یہ گنجینہ ضائع ہی نہ ہو جائے۔ اس لیے کچھ حضرات نے بہر حال اپنی تحریری کوششوں کو جاری رکھا۔ خصوصاً حلاج کے قتل نے تو انہیں چونکا سا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک اچھے خام گروہ نے جرأت سے اپنے خیالات وافکار کو منظر عام پر لانے کا تہیہ کرلیا۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۳۰-۳۱)

تصوف پر تحریری علمی کاوشیں:۔

یہ تحریری کوششیں کئی اقسام کی ہیں۔ کچھ لوگوں نے ان احادیث وآثار کو قلمبند کیا جن کا تعلق زہد ورقاق سے تھا، جیسے عبداللہ بن المبارک اور احمد بن حنبل رحمہما اللہ وغیرہم۔ کچھ حضرات نے سلسلہ تصوف کے مقتدر مشائخ واکابر کے اقوال وافعال کا دلآویز مرقع تیار کیا۔ جیسے "حلیۃ الاولیاء صفتہ الصفوۃ اور تذکرۃ الاولیاء" کے مصنفین، کسی نے نفس فن کے بارہ میں بحث کی اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات اور پیچیدگیوں کو حل کرنے اور سلجھانے کی کوشش کی جیسے قشیری، ہجویری اور کلاباذی رحمہم اللہ وغیرہ، ایک مختصر سا گروہ ان میں ایسا بھی ہے، جنہوں نے نہ صرف تصوف کی زلف معقد کو سنوارا اور سجایا، بلکہ جس نے اس کو گہرے تصورات اونچے معارف اور حکیمانہ طرز فکر سے بھی بہرہ مند کیا۔ جیسے نفاری، ابوالنصر سراج اور ابن عربی رحمہم اللہ وغیرہ۔

اس مختصر سی وضاحت کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قدرے ان اصطلاحوں کی تشریح کردی جائے۔ جو صوفیاء کے لٹریچر میں دائر وسائر ہیں۔ (تعلیماتِ غزالی، ص: ۳۱)

صوفیائے کرام کی مشہور اصطلاحات

جس طرح منطق وفلسفہ کی اصطلاحیں ہیں۔ فقہ واصول کیلئے مخصوص الفاظ اور استعمالات ہیں۔ ٹھیک اسی طرح صوفیاء کی بھی اصطلاحیں ہیں جو ان میں رواج پذیر ہیں۔ اصطلاحات کی غرض وغایت تعیین اور سہولت ہے۔ یعنی جو بات آپ پھیلا کر اور

مختلف پیرایہ ہائے بیان میں بیان کرنا چاہیں گے۔ وہی بات اصطلاحات کے رنگ میں نہایت اختصار کے ساتھ کہہ دیں گے اور سامع یا قاری ان کے معنی و مفہوم و ادراک میں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوگا۔ صوفیا کے ہاں اصطلاحات کی اہمیت علاوہ تعیین و سہولت کے یہ بھی ہے کہ اس طرح وہ عوام کی گرفت اور برہمی سے محفوظ رہتے ہیں اور کج فہم فقہاء اور کم سواد علماء کو ان پر زبان طعن دراز کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ کیوں کہ اعتراض وہی کرے گا، جو ان کی بولی سمجھتا ہو اور ان کی منطق سے واقف ہو۔ ہر اس شخص کو جو تہمت علم سے متہم ہو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ ان کو ہدف عتاب ٹھہرائے اور بغیر جانے بوجھے اور ان کے علوم و معارف سے شناسائی حاصل کیے ان پر فتویٰ کفر لگائے اور عوام میں ان کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات پیدا کرے۔ گویا اصطلاحات کے پردہ میں حقائق و معارف کو چھپانے میں جو جذبہ کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ صوفیانا اہلوں کے حملوں سے محفوظ رہیں۔ اسی حقیقت کو کلاباذی رحمہ اللہ نے ان الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے: هذا اسلم من ردحق و انكاره

''اس طرح ہم حقائق کے رد و انکار کے عاجلانہ فعل سے محفوظ رہتے ہیں۔''

اس تمہید کے بعد آیئے ان کی اصطلاحات پر ایک نظر ڈالتے چلیں۔

(تعلیماتِ غزالی، ص:۳۲)

پہلی اصطلاح ''وقت'':۔

صوفیاء میں وقت کا استعمال کئی معنی میں ہوتا ہے۔ ایک استعمال یہ ہے کہ اس سے مراد حادث متوہم ہے۔ جن کا حصول کسی حادث متحقق پر موقوف ہو۔ اس صورت میں حادث متحقق حادث متوہم کیلئے بمنزلہ وقت کے ہوگا۔ اس کو اس مثال سے سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ فرض کیجئے۔ آپ نے کہا، میں فلاں تاریخ کو تمہارے ہاں پہنچوں گا۔ یہ پہنچنا یا آنا ایسا حادث ہے۔ جو وہم و خیال کی گرفت میں آتا ہے اور متعین تاریخ ایسا حادثہ ہے جو وقوع پذیر ہونے والی شے ہے جو متحقق ہے۔ لہٰذا یہ متحقق یا وقوع پذیر ہونے والی شے

متوہم کیلئے بمنزلہ وقت کے ہے۔ بات بالکل آسان ہے۔ جو اصطلاح کے گورکھ دھندے میں کسی قدر پیچیدہ ہوگئی ہے۔ صوفیاء دراصل کہنا یہ چاہتے ہیں کہ وقت کا مفہوم وتصور سراسر واقعات وحوادث (Events) کا رہین منت ہے۔ اگر یہ پائے جاتے ہیں تو یہ بھی اُبھرتا ہے اور یہ نہیں پائے جاتے تو یہ بھی نہیں پایا جاتا۔ یہاں یہ نکتہ بہرحال ملحوظ رہنا چاہیے کہ صوفیاء زمانہ کے منکر نہیں۔ جو بغیر کسی تعین کے ایک جوئے آب کی طرح رواں دواں ہے۔ جس میں ماضی وحال اور مستقبل کا کوئی وجود نہیں۔ جو صرف ایک بہاؤ ہے۔ ایک حرکت ہے یا پیہم ومسلسل ایک طرح کے فیضان سے تعبیر ہے۔

وہ جس کو واقعات وحالات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں، وہ وقت ہے، اور وہ تعین ہے، جو کسی حادث سے اُبھرتا ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ جو حوادث وواقعات کو سمجھنے کا ایک ناگزیر پیمانہ ہے۔ ابوعلی دقاق رحمہ اللہ نے وقت کے ایک اور معنی بھی بیان کیے ہیں۔ وہ غلبہ حال ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص حزن وغم سے دوچار ہے تو کہا جائے گا کہ یہ وقت اس کے حزن وغم کا ہے۔ اگر کشاکش دنیا میں گرفتار ہے۔ تو کہا جائے گا اس وقت اس کو دنیا کا سامنا ہے اور دنیا اس پر سوار ہے۔ اسی طرح اگر عقبیٰ وآخرت کا خیال اس پر غالب ہے۔ تو اسی مناسبت سے اس کے وقت کو عقبیٰ وآخرت کا وقت قرار دیا جائے گا۔

کبھی کبھی وقت رعایت احوال کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً ''ابن الوقت'' صوفیاء کی خاص اصطلاح ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک وقت کے اہم ترین تقاضوں کا ساتھ دے رہا ہے اور اس کی حالت وکیفیت جس طرح کی عبادات و فرائض کی مقتضی ہے، وہ اس میں باحسن وجہ مشغول ہے اور کسی طرح کی کوتاہی نہیں کر رہا ہے۔ یہی مطلب ہے ان کے اس قول کا: ''الفقیر لایھمّہ ماضی وقتہ و اتیہ بل یھمہ وقتہ الذی فیہ'' فقیر ماضی ومستقبل سے رابطہ نہیں رکھتا۔ اس کی توجہ کا مرکز تو وہ وقت (یعنی حالت) ہے کہ جس میں سے وہ اس وقت گزرتا ہے۔''

یعنی ایک فقیر یہ نہیں دیکھتا کہ ماضی میں اس کے قلب وذہن کی کیا کیفیتیں

تھیں۔ یا مستقبل میں اسے کس نوع کے افکار و اعمال سے دوچار ہونا ہے۔ وہ تو بس یہ دیکھتا ہے کہ اس وقت جلا قلب اور ارتقاء روح کیلئے اسے کیا کرنا چاہیے۔ ماضی کی فکر یا مستقبل کا اندیشہ ان کے نقطہ نظر سے وقت کے تقاضوں سے محرومی کے مترادف ہے۔ یا انہیں کے الفاظ میں یوں کہنا چاہیے: ''الاشغال بفوات وقت ماضی تضیع وقت ثانی'' ماضی کے گزرے ہوئے ان لمحات سے تعرض کرنا جن میں کوئی لغزش سرزد ہوئی ہے گویا دوبارہ وقت ضائع کرنا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اگر حال درست ہے تو کیا کہنے یہی آئندہ چل کر اچھے مستقبل اور بہترین ماضی کی تعبیر کا ضامن ہوگا۔

وقت کا ایک معنی تصرفات حق تعالیٰ پر راضی و قانع رہنا ہے۔ یعنی جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں حکم وقت کی منزل میں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اللہ کی طرف سے جن جن آزمائشوں سے دوچار ہے، ان میں ثابت قدم ہے اور اپنے کو اس معاملہ میں بالکل مختار اور صاحب ارادہ و تدبیر نہیں کرتا۔ بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ کائنات میں تمام تر تصرفات اللہ تعالیٰ کی مرضی و مشیت کے شائع ہیں، اس لیے ان تصرفات کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ہی اولیٰ اور بہتر ہے۔ اور اس مرحلہ پر یہ نکتہ جان پرور ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیے۔ کہ صوفیاء امور تکوینی میں تو جبر کے قائل ہیں۔ امور شرع میں نہیں اور یہ کہ ان کا جبر اس ملحد و زندیق کا جبر نہیں۔ جو تکلفات شرعیہ کی پابندی سے یکسر آزادی حاصل کر لیتا ہے اور اس کو فسق و فجور کا محض ایک بہانہ سمجھتا ہے۔ بلکہ اس عارف کا جبر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مشیت تکوینی کے خلاف نہ صرف لب کشائی نہیں کرتا بلکہ بکمال رضا و رغبت ان تمام شدائد اور سختیوں کو برداشت کرتا ہے۔

الوقت سیف صوفیا کا مشہور مقولہ ہے۔ اس کے دو معنی ہیں:

۱۔ یہ کہ جس طرح تلوار کی کاٹ غالب اور فیصلہ کن ہوتی ہے اسی طرح حق تعالیٰ اس کے ذریعہ جن جن واقعات و حوادث کو رونما کرتا ہے۔ ان کا وقوع پذیر ہونا ناگزیر

ہے اور فیصلہ کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا اس کے خلاف احتجاج کرنا درست نہیں۔ یہ استعمال قریب قریب انہیں معانی کا حامل ہے، جس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔

۲۔تلوار چھونے میں نرم اور کاٹ میں تیز ہے۔اس لیے جس نے اس کو نرمی سے چھوا تو وہ اس کی زد اور حملہ سے محفوظ رہا اور جس نے اس کے معاملہ میں سختی برتی، اس کا محفوظ رہنا اور زخمی نہ ہونا دشوار ہے۔ٹھیک یہی حال وقت و زمانے کا ہے۔جس شخص نے اس کی فطرت کو سمجھا اور عمل و زہد کی وہی صورت اختیار کی جو اس کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔وہ تو نفس کی آفات اور مصیبتوں سے محفوظ رہا اور جس نے وقت کا معصیت و نافرمانی سے مقابلہ کیا، وہ مارا گیا۔

"وکا لسیف ان لا ینتہ، لان مسہ" اور وقت تلوار کی مانند ہے۔اگر تم نے اس کو نرمی سے تھاما۔تو وہ نرم ثابت ہوگا۔

"واحدہ ان خاشنۃ خشنان" اور اگر اس کو سختی سے چھوا تو پھر اس کی دھاریں سخت ثابت ہونگی۔(تعلیماتِ غزالی، ص:۳۳-۳۵)

دوسری اصطلاح "کیس":۔

اس سے ملتا جلتا لفظ کیس ہے۔جس کے لفظی معنی عقلمند اور زیرک انسان کے ہیں مگر تصوف میں اس سے مراد یہ ہے کہ اگر سالک ہوش و حواس میں ہے اور اس پر عالم صحو طاری ہے۔تو اس کیلئے شریعت کی پیروی ضروری ہے اور اگر صحو کے بجائے محو (سکر) کا غلبہ ہے تو اس صورت میں حقیقت کے احکام کا تتبع کرنا ہوگا۔(تعلیماتِ غزالی، ص:۳۷)

تیسری اصطلاح "مقامات":۔

سالک چوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے۔اس لیے اس کے اس سفر و سلوک کی کچھ منزلیں ہیں اور ان منزلوں کے متعین آداب ہیں۔اس لیے سالک جس منزل یا مقام میں ہو اسی کے مطابق متعلقہ آداب و احکام کی اسے رعایت رکھنا چاہیے۔یہی نہیں بلکہ جس مقام میں ہے۔اس کے تمام آداب کو جب تک پورا نہ کر

لے آگے نہ بڑھے۔ کیوں کہ آگے بڑھنے کیلئے بے صبری کا اظہار قناعت کے منافی ہے اور قناعت سے محرومی توکل کے خلاف ہے اور اگر توکل کی نعمت سے کوئی شخص محروم ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس میں تسلیم ورضا کی بھی صلاحیت نہیں۔ جو تصوف کی جان ہے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۳۷)

چوتھی اصطلاح ''حال''۔

یہ ایسی کیفیات قلب سے تعبیر ہے جن سے ایک سالک ایک لمحہ بھر کیلئے دوچار ہوتا ہے اور پھر آگے بڑھ جاتا ہے۔ جیسے طرب وحزن، قبض وانبساط یا شوق وتحیر اور ہیبت واحتیاج وغیرہ۔ مقامات اور احوال میں یہ فرق ہے کہ مقامات تو جدوجہد سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور یہ کیفیات سالک کے ذہن وفکر پر بغیر قصد وارادہ کے ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک فرض ان دونوں میں یہ بھی ہے، کہ جہاں مقام ٹھہراؤ اقامت گزیں ہونے کا متقاضی ہے۔ ہاں احوال کا یہ تقاضا آگے بڑھنا اور ترقی کی طرف تیزی سے گام فرسا ہونا ہے گویا احوال میں تو ایک وقت خاص تک ٹھہرنا اور رُکنا خوبی ہے اور احوال میں یہی خوبی عیب شمار ہوتی ہے۔ ذی النون مصری رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا صاحب فلاں عارف کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا: ''کان ھھنا فذھب'' ابھی تو تھے اب کہیں نکل گئے ہیں۔

مطلب یہ کہ وہ احوال میں گرفتار نہیں..... بلکہ ان کے جذبہ عرفان نے انہیں اگلی منزلوں کی طرف بڑھا دیا۔

ایک صاحب کا قول ہے: ''الاحوال کالبروق فان بقی فحدیث''

احوال برق کی مانند ہیں، اگر باقی رہ جائیں، تو یہ احوال نہیں حدیث نفس ہیں۔

احوال کے بارے میں صوفیاء کا ایک اور نقطۂ نظر بھی ہے اور وہ بقا احوال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ احوال بھی مقامات کی طرح قیام وبقا چاہتے

ہیں۔ کیوں کہ جب تک کوئی عارف چندے ٹھہر کر اور رک کر ان سے استفادہ نہیں کر پائے گا۔ آگے نہیں بڑھ پائے گا۔ یہ لوگ احوال اور لوائح میں ایک قسم کا بین فرق محسوس کرتے ہیں۔ احوال تو ان کی اصطلاح میں وہ کیفیات ہیں جو ثبات وقرار کی مقتضی ہیں اور جو چیز برق کی طرح سطح قلب پر چمکی اور غائب ہوگئی اس کو یہ احوال کی بجائے لوائح کہتے ہیں۔ جس کے لفظی معنی ہیں چمکنے والی شے کے ہیں۔ ابوعثمان جری رحمہ اللہ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے: ''منذا ربعین سنة ماقامنی الله فی حال فکرهته''

''چالیس برس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جس حال سے دوچار کیا میں نے کبھی اس کو برا نہیں سمجھا۔ یعنی میں بہر حال قانع اور راضی بہ رضا رہا۔''

مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ بقا احوال مطلقاً سکون اور ٹھہراؤ ہی چاہتا ہے اور سالک مجبور ہے کہ ان سے بہرہ مندی کی صورت میں ترقی نہ کرے ان کے نزدیک ان احوال میں بھی بے انتہا درجات ومراتب ہیں۔ جن کی طرف ایک سالک برابر حرکت کناں رہتا ہے یعنی ہر ہر مرتبہ اور درجہ جس سے ایک سالک دوچار ہوتا ہے۔ اپنے آغوش میں کچھ حسنات اور نیکیاں لیے ہوئے ہے اور ایک عارف جب اس مقام کی تمام سعادتوں کو اپنے دامن طلب میں سمیٹ لیتا ہے، تو پھر قانع ہو کر یہیں بیٹھا نہیں رہتا بلکہ انہیں احوال کے آئندہ درجات کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہی وہ مسلسل ترقی ہے جو مقربین کا طرۂ امتیاز ہے اور یہی مطلب ہے اس مقولہ کا:

''حسنات الابرار سیات المقربین'' ابرار کی نیکیاں مقربین الٰہی کی برائیاں ہیں۔

غرض یہ ہے کہ ابرار حسنات میں اس طور پر ترقی کناں رہتے ہیں کہ انہیں نیکی کا ہر وہ درجہ جس کو وہ چھوڑ آتے ہیں بہ نسبت آگے کے درجات کے سیئات محسوس ہوتی ہیں۔

پانچویں اصطلاح ''قبض وبسط'':۔

کبھی کبھی سالک پر ایسے لمحے بھی آتے ہیں جب وہ کسی ایسے محذور یا ضرر سے

متاثر ہوتا ہے جو زمانہ قریب میں لاحق ہونے والا ہے۔ اس تاثر کو ان کی اصطلاح میں قبض سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ تاثر خوف اور خشیت کی بنا پر ابھرا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عارف کو محبوب کا وصل قریب ترین نظر آتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں توقع ورجا کے واہمے اُبھرنا شروع ہوتے ہیں اور وہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ عنقریب اس کو قرب وحضور کی وادیوں میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ اس کیفیت یا تاثر کو بسط کہا جاتا ہے۔ بسط کا اطلاق بصورت تنزل اس کیفیت پر بھی ہوتا ہے۔ جو زوال ضرر یا محذور کی صورت میں پیدا ہو۔ یعنی عارف کے دل میں یہ توقع چٹکیاں لینے لگے کہ کسی روحانی ضرر سے عنقریب مخلصی حاصل ہوگی۔

بسط وقبض کی ان کیفیات کے بھی کئی درجے ہیں۔ کبھی قبض کا یہ تاثر ایسا حاوی اور چھا جانے والا ہوتا ہے کہ دوسری کیفیات کیلئے سرے سے کوئی جگہ ہی نہیں رہتی اور کبھی اس درجہ حاوی نہیں ہوتا۔ اس طرح بسط میں بھی اختلاف ہے۔ کبھی مبسوط یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ تاثر اس پر اس طرح چھا گیا ہے کہ مخلوق اور گردوپیش کے مکروہات کیلئے قلب میں کہیں فراغ وگنجائش باقی نہیں رہی اور کبھی کبھی اس تاثر کے باوجود خلق اللہ کیلئے قلب وذہن کے کچھ گوشے وا رہتے ہیں۔

غرض یہ ہے کہ عارف ان کیفیات میں حکم وقت کا تابع رہے اور ان مقامات کا جو اقتضاء ہے اس سے غافل نہ ہو۔

(تعلیماتِ غزالی، ص: ۳۷-۴۰)

چھٹی اصطلاح ''اخلاص'':۔

اعمال وحسنات میں یہ خوبی تصوف کی جان ہے۔ صوفیا کا اطلاق کن کن لطیف معانی پر کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل انہیں کے اقوال کی روشنی میں دیکھئے۔ ابوعلی دقاق رحمہ اللہ کا قول ہے: ''الا خلاص التوقی عن ملا حظة الخلق''۔ اخلاص کے معنی ہیں کہ اعمال میں عارف مخلوق کی رائے سے بے نیاز ہو جائے۔

یعنی اللہ کی رضا اور خوشنودی مدنظر ہو۔ یہی نہیں، اخلاص کی اعلیٰ ترین سطح یہ ہے کہ اعمال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اس طرح آپ سے آپ صادر ہونے لگیں کہ خود جذبہ اخلاص پر غور وخوض کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔ ابو یعقوب السوسی رحمہ اللہ کا کہنا ہے: ''متی شهدوا فی اخلاصهم الاخلاص احتاج اخلاصهم الی اخلاص''۔ جب لوگوں کو اپنے اخلاص میں اخلاص کا احساس ہونے لگے تو انہیں تجدید اخلاص کرنا چاہیے۔

اخلاص کی تین علامات:۔

اخلاص کی علامات کیا ہیں؟ ذی النون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ثلاث من علامات الاخلاص استواء المدح والذم من العامة و نسیان رویة الاعمال و نسیان اقتضاء الثواب فی الاخرة''۔

اخلاص کی تین نشانیاں ہیں عوام کی مدح وقدح سے بے پرواہو جانا، اس حقیقت کو بھلا دینا کہ ہم نے کچھ اعمال اخلاص کی بنا پر کیے ہیں، اور ثواب آخرت کے جذبہ کو فراموش کر دینا۔ کیا عوام وخواص کے درجہ اخلاص میں فرق ہے؟ ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ کا کہنا ہے: ''الاخلاص مالایکون للنفس فیهه حظ بحال و هذا اخلاص العوام''۔ عوام کا اخلاص یہ ہے کہ ان کے محرکات اعمال میں نفس کا کوئی حصہ نہ ہو۔ ''واما اخلاص الخواص فهو یجری علیهم لابهم فتصدر منهم الطاعات وهم عنه بمعزل ولا یقع علیهم رویة ولا بها اعتزاز''۔ اور خاص الخاص حضرات کا تقاضائے اخلاص یہ ہے کہ ان کے اعمال کا سرچشمہ اور محرک خود ذات باری ہو۔ بندگی واطاعات کا ان سے اس طرح آپ سے آپ صدور ہو، کہ گویا انہیں اس سے کچھ غرض نہیں۔ نہ یہ اپنے اعمال میں اخلاص کو دیکھیں اور ٹٹولیں، اور نہ اس کے لئے انہیں کوئی تیاری کرنا پڑے۔

دیکھا آپ نے نقطہ نظر کی بلندی اور پاکیزگی! فقہاء تو نیکی کا صرف اوپری تصور ہی رکھتے ہیں۔ یعنی یہ کہ کسی نیکی کو کیوں کر انجام دینا چاہیے اور اس سے زیادہ کے فن

کے اعتبار سے وہ مکلف بھی نہیں۔ متکلمین نیکی کے تعین میں کھو گئے۔ اشاعرہ نے کہا نیکی معقول المعنی نہیں اور شریعت کے تابع ہے۔ معتزلہ نے ایک قدم بڑھ کر تصریح کی کہ نیکی کو باور کرنے کے لئے عقلی وجود نہیں۔ حکما کا یہی مذہب ہے اور اس میں ان کی پرواز اس سے آگے نہیں بڑھتی کہ نیکی کو نفس سمجھ کر اختیار کیا جائے۔ کانٹ نے اخلاقیات کا یہی اونچا معیار پیش کیا اور کہا کہ نیکی بجائے خود نیکی ہے اور انسانی عقل اس پر شاہد ہے۔ لہذا قطعی اس لائق ہے کہ اسے سیرت و کردار کا جز بنایا جائے۔

صوفیاء نے ان دونوں سے الگ ایک راہ اختیار کی۔ انہوں نے کہا یہ دونوں نقطہ ہائے نظر اعمال میں وزن پیدا کرنے والے نہیں۔ اصل شے جس سے نیکیوں میں وزن ابھرتا اور روح پیدا ہوتی ہے اخلاص ہے۔ اعمال میں دیکھنے کی چیز یہ نہیں، کہ ان کے اچھا یا برا ہونے سے عقل کو دخل ہے یا شرع کو۔ دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ ان کا محرک کون ہے؟ کیا اعمال حسنہ اور عبادات میں شہرت، ریا اور جلب منفعت مقصود ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا۔ پھر اس اخلاص کے بارے میں بھی ان کا زاویہ نظر یہ ہے کہ اعمال حسنہ کو اس طرح اس سانچے میں ڈھل جانا چاہیے۔ کہ آپ سے آپ بغیر کسی قصد و تعمد کے صادر ہونے لگیں۔ کیوں کہ قصد و تعمد کا مطلب ہے کہ ہنوز نیکیاں قلب و ضمیر میں رچی نہیں اور نفس کی اصلاح اس درجے کی نہیں ہو پائی۔ کہ اس سے صرف حسن و خوبی ہی کی توقع کی جائے۔

توجہ باطن:۔

توجہ باطن اور تزکیہ قلب کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں جو اہمیت حاصل تھی اس کا یہ اثر تھا کہ بعض ایسے امور میں بھی یہ تساہل کو اولیٰ سمجھتے تھے جن کو ظاہری پاکیزگی کے متممات میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ اس اندیشے سے مبادا ان چیزوں میں انہماک التفات الی اللہ کے آڑے نہ آئے۔ چنانچہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے تھی کہ جوتے سمیت نماز پڑھنا افضل ہے۔ امام نخعی رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ:

"وددت لو ان محتاجا جاء اليها فاخذها"

"میں تو یہ چاہتا کہ کاش کوئی حاجت مند ان لوگوں کے جوتوں کو اٹھالے جائے جو جوتا اتار کر نماز پڑھتے ہیں۔"

غرض یہ تھی کہ جن لوگوں کو اس انداز کی ادنیٰ فکریں گھیرے رہتی ہیں وہ عبادت سے کیا لطف اندوز ہوسکیں گے۔ (تعلیماتِ غزالی، ص:۱۰۰)

☆.....☆.....☆

کتاب "نتائج التقلید" میں دنیا کی مذمت کا تذکرہ

نام کتاب:۔ نتائج التقلید ..... مصنف:۔ فقیر الی اللہ حکیم محمد اشرف عفاء اللہ تعالیٰ عنہ

دارالاشاعت اشرفیہ سندوبلو کی ضلع لاہور پاکستان، پتہ ثانی سکول بکڈپو، گوجرانوالہ

امام بخاری کی دنیا سے بے نیازی:۔

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فن حدیث کے سب سے زیادہ باکمال امام ہیں نہ صرف یہی بلکہ ان کے حالات زندگی خود اس امر کی زندہ دلیل اور مجسم نمونہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خدمت حدیث کے لیے ہی پیدا کیا ہے چنانچہ دنیوی زندگی کے متعلق خود ان کا ایک مصرع کلام "طبقات الحنابلہ" میں یوں موجود ہے۔ منذ ولدت ما اشتریت من احد بدرهم شيئا قط ولا بعت من احد بدرهم شيئا الخ (طبقات الحنابلۃ ترجمہ امام بخاری) یعنی اپنی ساری عمر میں ہم نے نہ تو اپنے ہاتھوں کسی سے کوئی چیز خریدی ہی ہے اور نہ ہی تمام عمر کسی کے ہاتھ بیچی ہے۔ اہل مجلس نے اس تعجب خیز بیان کو سن کر کہا تو پھر بخاری شریف وغیرہ کا سامان کتابت و کاغذ کیونکر مہیا ہوا؟ سلطان المحدثین نے فرمایا کہ دوسروں کے ہاتھ سے منگوالیا جاتا تھا سبحان اللہ! جو دنیوی زندگی میں ہی اس درجہ بے پرواہ ہو کہ جس نے ضروریات زندگی تو کجا بلکہ خود دینی ضرورت کے سامان بھی عمر بھر بازار سے نہ خریدے ہوں اسے بھی دنیا کا انسان کہا جاسکتا ہے۔ (نتائج التقلید ص ۱۸۴)

ماخذ و مراجع

(۱)۔نام کتاب:۔تذکرہ علمائے بھوجیاں.....مرتب:۔عبدالعظیم انصاری
ناشر:۔محمدیہ دارالاشاعت،کوٹ اعظم خان (قصور، پاکستان)
(۲)۔نام کتاب:۔ابقاءُ المِنَنِ بِاِلْقَاءِ الْمِحَنِ یعنی،خودنوشت سوانح حیات
مصنف:۔نواب سیّد محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۸۳۲ء-۱۸۹۰ء)
تسہیل:۔مولانا محمد خالد سیف۔تنقیح ونظرِ ثانی: قاری نعیم الحق نعیم،دارالدّعوہ السّلفیہ،شیش محل روڈ لاہور
(۳)۔نام کتاب:۔فتاویٰ اہلحدیث (جلد اول)
مصنف:۔مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۰ اگست ۱۹۶۴ء
(۴)۔نام کتاب:۔حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
مصنف:۔از:پروفیسر محمد مبارک،کراچی
(۵)۔نام کتاب:۔سوانح مخدوم العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ
تالیف:۔محترمہ سعدیہ ارشد بنت حافظ محمد ارشد صاحب
(۶)۔نام کتاب:۔تحریک پاکستان اور اہل حدیث
تالیف:۔مولانا عبدالعظیم انصاری
(۷)۔کتاب کا نام:۔العلم والعلماء
مصنف:۔مولانا عبدالرؤف خان رحمانی جھنڈانگری
(۸)۔نام کتاب:۔نصرۃ الباری فی بیان صحۃ البخاری
مصنف:۔مولانا عبدالرؤف خان رحمانی جھنڈانگری
(۹)۔نام کتاب:۔دبستان حدیث.... مصنف:۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ
(۱۰)۔نام کتاب:۔کاروان سلف..... مصنف:۔مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

WWW.UBQARI.ORG

(۱۱)۔نام کتاب:۔گلستان حدیث..... مصنف:۔مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

(۱۲)۔نام رسالہ:۔ہفت روزہ الاعتصام لاہور، جلد 40 شمارہ 52، اشاعت خاص

(۱۳)۔نام کتاب:۔سوانح ثناء اللہ امرتسری، المتوفی 1948ء

تحریر:۔فضل الرحمٰن بن میاں محمد

(۱۴)۔نام کتاب:۔گزر گئی گزران۔ مصنف:۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

(۱۵)۔نام کتاب:۔برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن

مصنف:۔مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

(۱۶)۔نام کتاب:۔تراجم علمائے اہلحدیث

مصنف:۔حضرت مولانا ابو یحییٰ امام خان صاحب نوشہروی

(۱۷)۔نام کتاب:۔ضرب حدیث مصنف:۔مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۲

(۱۸)۔نام کتاب:۔سبیل رسول ﷺ..... مصنف:۔مولانا محمد صادق سیالکوٹی

ناشر:۔نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

(۱۹)۔نام کتاب:۔سیرت امام شافعی رحمہ اللہ یعنی ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ

مصنف:۔از مولانا میاں خالد انصاری بھوپالی رحمہ اللہ

ناشر:۔دار الفرقان الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

(۲۰)۔نام کتاب:۔الفیوض المحمدیہ ﷺ۔ بتذکار، سلالۃ الکلویہ

مصنف:۔محمد ابراہیم خلیل فیروز پوری، المکتبۃ العزیزیہ، حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

(۲۱)۔نام کتاب:۔فتاویٰ علمائے اہلحدیث، کتاب الجنائز۔ جلد ۵

ترتیب:۔ابو الحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان..

ناشر:۔مکتبہ سعیدیہ خانیوال (ملتان)

WWW.UBQARI.ORG

(۲۲)۔نام کتاب:۔فتاویٰ برکاتیہ..... مصنف:۔حضرت علامہ ابوالبرکات احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ۔مؤلف و ناشر: محمد یحییٰ طاہر (جامعہ اسلامیہ گلشن آباد گوجرانوالہ)

(۲۳)۔نام کتاب:۔سیرت ثنائی شیخ الاسلام رئیس المناظرین، شیر پنجاب، فاتح قادیان، سردار اہلحدیث

حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مرحوم فاضل امرتسری کی مکمل سوانح عمری

مصنف:۔مرتبہ مولانا ابوالوحید عبدالمجید صاحب خادم سوہدروی، مدیر اہلحدیث

مقام اشاعت: دفتر اہلحدیث سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ، پنجاب پاک

(۲۴)۔نام کتاب:۔اہلحدیث اور سیاست

مصنف:۔حضرت مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ علیہ رحمانی

ناشر: مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ، کورٹ روڈ کراچی فون 2635935

(۲۵)۔نام کتاب:۔چند رجال اہل حدیث..... مصنف:۔مولانا ابوعلی اثری

ناشر:۔ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)

(۲۶)۔نام کتاب:۔بسوانح عمری: مولوی عبداللہ الغزنوی المرحوم المغفور

مصنف:۔صوفی احمد الدین حنیف۔ناشر:۔محمدی اکیڈیمی ناشران و تاجران کتب محلہ توحید گنج منڈی بہاؤالدین۔تاریخ طبع جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ.....اپریل ۱۹۸۱ء

(۲۷)۔نام کتاب:۔سراجاً منیراً۔ مصنف:۔محمد ابراہیم میر فاضل سیالکوٹی رحمہ اللہ

ناشر:۔جمعیت اہلحدیث سیالکوٹ

(۲۸)۔نام کتاب:۔تصوف و شریعت..... مصنف:۔از محمد عباس انجم گوندلوی

ملنے کا پتہ: جامع مسجد صدیقیہ اہلحدیث ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

(۲۹)۔نام رسالہ:۔ہفت روزہ الاسلام.....ایڈیٹر:۔بشیر انصاری

(۳۰)۔نام کتاب:۔نقوش عظمت رفتہ.....مصنف:۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

WWW.UBQARI.ORG

(۳۱)۔نام کتاب:۔رہبر کامل.....مصنف:۔مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی
(۳۲)۔نام کتاب:۔تذکرہ علماء اہلحدیث جلد۲.....تالیف:۔پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد
حسب الارشاد:۔شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ
(۳۳)۔نام کتاب:۔فتاویٰ سلفیہ: مولانا محمد اسمٰعیل السلفی
اسلامک پبلشنگ ہاؤس: شیش محل روڈ (نزد داتا دربار) لاہور
(۳۴)۔نام کتاب:۔عرس اور گیارہویں
مصنف:۔شیخ الاسلام حضرت العلام مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب محدث روپڑی رحمہ اللہ
ناشر:۔حافظ عزیز الرحمٰن، مکتبہ تنظیم اہل حدیث، نزد چوک دالگراں (لاہور)
(۳۵)۔نام کتاب:۔کتاب التوسل۔۔۔تالیف: حافظ محمد الیاس صاحب اثری،
استاد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ۔ناشر: خدام المحدثین جامع مسجد اہلحدیث محدث
گوندلوی رحمہ اللہ، قبرستان روڈ گوجرانوالہ، قیمت ۱۸ روپے
(۳۶)۔نام کتاب:۔علمائے اہلحدیث بستی وگونڈہ
مصنف:۔بدرالزماں نیپالی (تقسیم بلا قیمت) ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ پاکستان
(۳۷)۔نام کتاب:۔سوانح حیات پاکستان کے بانی اولین کی تحریک آزادی کے
آخری دور کی ایمان افروز داستان.....مولانا فضل الٰہی رحمہ اللہ وزیرآبادی، امیر
المجاہدین جمعیت عالیہ ہندیہ چمرقند آزاد.....مرتبہ: خالد گھرجاکھی۔ناشر: جمعیت
مجاہدین پاکستان۔ملنے کا پتہ: سکول بکڈپو گوجرانوالہ
(۳۸)۔نام کتاب:۔الشیخ عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ، ۱۳۲۰ھ، ۱۴۹۸
ترتیب: بدرالزماں محمد شفیع نیپالی، ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)
(۳۹)۔نام کتاب:۔عالم برزخ.....مصنف:۔عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی
ناشر:۔رحمانیہ دارالکتب، امین پور بازار فیصل آباد
(۴۰)۔نام کتاب:۔تذکرہ بزرگانِ علوی سوہدرہ.....مرتبہ: عبدالرشید عراقی

WWW.UBQARI.ORG

ترتیب: قمر الحمید فیصل، مسلم پبلیکیشنز

(۴۱)۔نام کتاب :۔فتاوی ثنائیۃ ..... تالیف :۔شیخ الاسلام حضرت مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

مرتبہ :۔مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ .....مکتبہ :۔ثانیہ بلاک ۱۹ سرگودھا

(۴۲)۔نام کتاب :۔ہفت اقلیم .....مصنف :۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

(۴۳)۔نام کتاب :۔فتاویٰ علمائے حدیث (جلد نمبر 4)

ترتیب :۔مولانا علی محمد سعیدی

(۴۴)۔نام کتاب :۔فتاویٰ ثنائیہ (جلد اول) شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ .....مرتب :۔مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ

(۴۵)۔نام کتاب :۔ تذکار حافظ عبد الغفور رحمہ اللہ جہلمی

تصنیف :۔قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری

(۴۶)۔کتاب کا نام :۔آفتاب بخارا مصنف :۔برق التوحیدی

ناشر :۔مکتبہ اہلسنت والجماعت منٹگمری بازار (لائلپور)

(۴۷)۔نام کتاب :۔ایمانی کمزوریاں اور انکا علاج .....مصنف :۔ابوسعد احسان الحق شہباز .....ناشر :۔دار الاندلس

(۴۸)۔نام کتاب :۔الدعاء المقبول اسلامی وظائف

مصنف :۔شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد السلام بستوی رحمہ اللہ

(۴۹)۔نام کتاب :۔تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ عہد خاندان، اساتذہ، ہمعصر علماء .....مصنف :۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ

(۵۰)۔نام کتاب :۔اصحاب علم و فضل ..... مصنف :۔محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

(۵۱)۔نام کتاب :۔فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد ۱۲)

ترتیب :۔الوالحسنات مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ

WWW.UBQARI.ORG

تقسیم کار:۔ فاروق کتب خانہ الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

(۵۲)۔ نام کتاب:۔ فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد۔۹)

ترتیب:۔ الوالحسنات مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ۔ تقسیم کار: فاروق کتب خانہ الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

(۵۳)۔ نام کتاب:۔ احوال الآخرت۔ تالیف:۔ حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمہ اللہ

ناشر:۔ اسلامی اکادمی ناشران وتاجران کتب

(۵۴)۔ نام کتاب: ۔ تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے عظیم مجاہد علامہ محمد یوسف خان کلکتوی رحمہ اللہ

مصنف:۔ ملک بشیر احمد (آف چھانگا مانگا)۔ ترتیب:۔ مولانا شفیق الرحمٰن فرخ

تقریظ:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

(۵۵)۔ کتاب کا نام:۔ سوانح حیات نواب صدیق حسن خاں صاحب رحمۃ اللہ

مآثرِ صدیقی (مکمل چار حصوں میں)

(۵۶)۔ نام کتاب:۔ تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ

مصنف:۔ محمد خالد سیف.... اسلامی نظریاتی کونسل (اسلام آباد)، طارق اکیڈمی (فیصل آباد)

(۵۷)۔ نام کتاب:۔ سوانح صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ..... حالات، خدمات، آثار

تالیف:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

(۵۸)۔ کتاب کا نام:۔ تاریخ اہلحدیث..... مرتبہ:۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ

تقدیم: عبدالنور راغب سلفی..... ناشر:۔ مکتبہ الرحمٰن السلفیہ، نیو سول لائن، سرگودھا (پاکستان)

(۵۹)۔ نام کتاب:۔ قافلہ حدیث..... مصنف:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ اُردو بازار۔ لاہور

WWW.UBQARI.ORG

(۶۰)۔کتاب کا نام:۔اسلام اور خانقاہی نظام.....ایک تحقیقی وتاریخی جائزہ
مصنف:۔پروفیسر ڈاکٹر امان اللہ بھٹی.....دارالسلام:۔کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

(۶۱)۔نام کتاب:۔تعلیماتِ غزالی.....مصنف:۔مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ
ناشر:۔علم وعرفان پبلشرز،9لوئر مال،عقب میاں مارکیٹ،اردو بازار(لاہور)

(۶۲)نام کتاب:۔نتائج التقلید.....مصنف:۔فقیر الی اللہ حکیم محمد اشرف عفاء اللہ تعالیٰ عنہ
دارالاشاعت اشرفیہ سندو بلوکی ضلع لاہور پاکستان،پتہ ثانی سکول بکڈپو،گوجرانوالہ

(۶۳)۔نام کتاب:۔تعلیماتِ غزالی.....مصنف:۔مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ
ناشر:۔علم وعرفان پبلشرز9.....لوئر مال،عقب میاں مارکیٹ،اردو بازار(لاہور)

☆.....☆.....☆

WWW.UBQARI.ORG